احسن الحاوی
شرح اردو
طحاوی شریف
مرتب
محمد حسان اڈروی قاسمی
متعلم جامعہ ازہر قاہرہ، مصر
دار العلم دیوبند

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ. (الآیۃ)

احسن الحاوی

شرح اردو

طحاوی شریف

(از کتاب الصلاۃ تا ختم باب السلام)

مرتب

محمد حسان ادروی قاسمی

ریسرچ اسکالر جامعہ ازہر قاہرہ مصر

تفصیلات

نام کتاب: احسن الحاوی شرح اردو طحاوی شریف

نام مرتب: محمد حسان قاسمی ادروی، ریسرچ اسکالر جامعہ ازہر مصر

سن اشاعت: ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰۲۰ء

صفحات: ۴۳۲

قیمت:

تعداد:

فہرست مضامین

انتساب

☆ مادر علمی مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو کے نام جس کے سایہ تلے کچھ پڑھنے لکھنے کا حوصلہ ملا۔

☆ وہاں کے مشفق و مربی اساتذ کرام کے نام، جن کی تربیت میں رہ کر کچھ کام کرنے کی ہمت اور جذبہ پیدا ہوا۔

☆ ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ مادر علمی ام المدارس از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کے نام، جس کی درسگاہ اور اساتذہ کرام سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

☆ خاص کر شعبہ تخصص فی الحدیث کے نام، جس سے دوسال وابستگی کے دوران کچھ لکھنے کا سلیقہ آیا۔

اور

☆ والدین محترمین کے نام جن کی دعائے نیم شبی اور آہِ سحر گاہی نے احقر کو اس خدمت کے لائق بنایا۔

جزاهم الله عنا خير الجزاء وأحسن الجزاء، آمين

تقریظ

محدث جلیل بحر العلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

استاذ حدیث وصدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیو بند

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد!

شرح معانی الا ثار درس نظامی کی ایک اہم کتاب ہے، دورۂ حدیث شریف کے نصاب میں اس کتاب کا ایک حصہ ''کتاب الصلاۃ،، پڑھایا جاتا ہے، عزیزم مولوی محمد حسان اردوی قاسمی متعلم جامعہ ازہر قاہرہ نے دار العلوم کے نصاب کے مطابق اس کتاب کے ''کتاب الصلاۃ،، کی شرح لکھی ہے، جس میں عبارت پر اعراب لگانے کے بعد اس کا سلیس ترجمہ اور تشریح کی ہے، خلاصۂ بحث لکھنے کے ساتھ اس بات کا التزام کیا ہے کہ طحاوی کی ہر حدیث کا کتب صحاح یا مسانید جہاں بھی وہ موجود ہو اس کا حوالہ ذکر کر دیا ہے، موصوف نے بڑی محنت و دل چسپی سے یہ کام انجام دیا ہے۔
اللہ تعالی ان کی محنت کو قبول فرمائے، اور خاص و عام کے لیے مفید بنائے۔ **وما ذلك على الله بعزيز .**

نعمت اللہ غفرلہ

خادم تدریس دار العلوم دیو بند

۹ر جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ

❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعائیہ کلمات

نمونۂ سلف امیر ملت حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی زیدت فیوضہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند

''احسن الحاوی،، مشہور حنفی محدث امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاویؒ (متوفی ۳۲۱ھ) کی مشہور کتاب ''شرح معانی الاثار'' کی اردو شرح ہے۔ جو عام طور پر طحاوی شریف کے نام سے معروف ہے۔اس کتاب میں طحاوی شریف کی اصل عبارت اور ترجمہ کے ساتھ شرح کا التزام کیا گیا ہے۔خاص بات یہ ہے کہ شرح کے لیے کتاب کا وہ حصہ منتخب کیا گیا ہے جو فی الحال دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف میں اہتمام سے پڑھایا جاتا ہے۔

کتاب کے آغاز میں خود مرتب نے اپنی کتاب کا تعارف تحریر کردیا ہے اور اسی کے ساتھ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری بھی شامل کردی ہے۔امید ہے کہ طحاوی شریف کی یہ شرح طلبہ کے لیے مفید ہوگی اور طلبہ کے درمیان مقبول ہوگی۔

اللہ تعالی اس خدمت کو قبول فرمائیں اور مؤلف کو مزید علمی کام کی توفیق بخشیں۔آمین

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۷/۶/۱۴۴۱ھ مطابق ۲/۲/۲۰۲۰ء

تقریظ

استاذِ محترم حضرت مولانا فضل حق صاحب عارف خیرآبادی دامت برکاتہم

استاذ عربی مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو یو پی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين أما بعد!

امام احمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق اور فقید المثال کتاب المعروف بہ "طحاوی شریف" اہل علم کے درمیان کسی تعارف وتبصرے کی محتاج نہیں فقہ حنفی پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مستدلات کا جو حصہ از ہر ہند دار العلوم دیوبند میں شامل دورہ حدیث ہے، اس پر اعراب پھر اُردو ترجمہ بعدہ مختصر مگر جامع اور واضح تشریحات پر مشتمل رسالہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے، جس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت ہر صاحب علم پڑھنے کے بعد بانداز تحسین محسوس کرے گا؛ خصوصاً علم حدیث سے شغف رکھنے والے طلبہ مدارس کے لیے ایک بیش بہا اور کارآمد رسالہ ہے، جو برادر عزیز القدر مولوی حسان قاسمی سلمہ الرحمٰن کی کاوش وکوشش کا مشکور ثمرہ ہے۔

عزیز موصوف مقدر کے بڑے دھنی ہیں کہ قسام ازل نے انہیں علوم اسلامی کی تحصیل اور اس کی نشر واشاعت کے ذوق سلیم کا وافر حصہ ودیعت فرمایا ہے۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم کا زمانہ اپنے قصبہ ادری میں گذارا، پھر مشرقی یوپی کی مشہور ومعروف اور قابل رشک درسگاہ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں ہدایہ اولین اور جلالین شریف وغیرہ کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند میں اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لیے حاضر ہوئے، اور وہاں فضیلت، تکمیل ادب، تخصص فی الحدیث اور افتا کے شعبہ میں نمایاں اور امتیازی کامیابی سے ہمکنار ہو کر اس وقت دنیا کی سب سے قدیم یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہیں۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں علوم اسلامی کا خوب خوب حصہ عنایت فرمائیں اور خدمت دین سے بہرہ مند فرما کر دارین میں سرخروئی سے نوازے آمین۔

فضل حق خیرآبادی اعظمی

خادم التدریس مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو

۱۰ ر جمادی الاخری ۱۴۴۱ھ مطابق ۵ ر فروری ۲۰۲۰ء چہارشنبہ

تقریظ

استاذِ محترم حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب قاسمی ندوی مدنی خیرآبادی دامت برکاتہم

استاذ شعبہ عربی مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو یوپی

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ علم حدیث ایک مقدس علم ہے اس سے اشتغال دنیوی واخروی سعادت کا ذریعہ ہے، اسی لیے ہر دور کے علماء وصلحاء نے علم حدیث سے اشتغال اور اس کی خدمت کو اپنے لیے سرمایہ فخر وسعادت سمجھا، اس فن میں تیرہویں اور چودہویں صدی ہجری کے اندر خاص طور سے برصغیر کے علما کی خدمات تدریس، تشریح اور تصنیف ہر اعتبار سے اسلامی کتب خانہ کا عظیم سرمایہ اور اس سے وابستہ افراد کے لیے اہم مرجع ہیں، یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام کے علما نے ہندوستانی محدثین کی عظمت شان کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین وعقیدت پیش کیا ہے۔

اور کیوں نہ ہو کہ اگر رب ذوالجلال نے ''وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم'' کے ذریعے معلم انسانیت فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبیین وحی کی عظیم ذمہ داری سے سرفراز فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی "العلماء ورثة الأنبياء" کے ذریعے اپنی امت کے علماء کو تبلیغ دین کے ساتھ تشریح حدیث وسنت کے شرف سے بہرہ ور فرمایا۔

اس مقدس علم سے شغف ایک خاص فضل خداوندی ہے اور اس پر بھی اگر علم کی راہ میں جانفشانی اور جانکاہی مزاج میں ودیعت ہو جائے تو سونے پر سہاگہ اور نور علی نور ہو جاتا ہے۔

بہت قابل مبارک باد ہیں ہمارے عزیز تلمیذ رشید مولوی محمد حسان قاسمی ادروی مئوی سلمہٗ جن کی عربی کی ابتدائی و متوسط تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو یوپی کی ہے، بعدہ انہوں نے ام المدارس جامعہ دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد ادب، تخصص فی الحدیث اور افتاء سے فراغت بھی حاصل کی اور ابتدائی عربی سے افتاء کی فراغت تک متواتر پوزیشن، امتیاز اور شرف کے ساتھ کامیاب ہوتے رہے اور اپنے بلند اخلاق، اکرام اساتذہ، علمی لگن اور جہد مسلسل کی وجہ سے ہر جگہ اساتذہ کے منظورِ نظر رہے، اور اس کے بعد فوراً ہی جامعۃ الأزہر مصر کا سفر کیا، اور ماجستیر کے مرحلے میں اسکالر ہیں، ان کو تخصص فی الحدیث کے ذریعے ایک خاص ذوق ملا جس کا مبارک ثمرہ مشہور حنفی محدث امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ م:۳۲۱ھ کی کتاب ''شرح معانی الآثار'' کی كتاب الصلاة تا ختم باب السلام هل

هو من فروضها أو من سننها؟ کی شرح کی شکل میں منصۂ شہود پر آیا، جس کو موصوف نے تدریسی انداز میں مرتب کیا تاکہ دیگر مستفدین کے ساتھ خصوصاً دورہ حدیث کے طلبہ کے لیے قابلِ اعتنا، واستفادہ ہو، یہ ابھی پہلی کاوش ہے لیکن یقیناً لائق تحسین وتشجیع ہے، باری تعالی اس پہلی کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے، اور موصوف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، نیز اس کتاب کو مستقبل میں عظیم علمی کارناموں کے لیے فاتحۃ الخیر بنائے آمین۔

مفیظ الرحمٰن قاسمی ندوی مدنی خیرآبادی
خادم التدریس مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو یوپی الہند
۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۴۱ھ مطابق ۷ر فروری ۲۰۲۰ء

تقریظ

استاذ گرامی قدر حضرت مولانا نوشاد احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ شعبۂ عربی مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، ضلع مئو (یوپی)

امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاویؒ (م:۳۲۱ھ) کے فضل وکمال، ضبط واتقان، دیانت وثقاہت، فقہی بصیرت ، جرح وتعدیل، نقد روایت، معرفت رجال اور فن حدیث میں کامل دستگاہ کا اعتراف ہر زمانے کے اصحاب تذکرہ وتاریخ نے کیا ہے، اور ان کی جملہ تصنیفات کو جمع وترتیب اور کثرت فوائد کے لحاظ سے نہایت عمدہ اور بے نظیر تسلیم کیا ہے۔

ان کتابوں میں سب سے معروف اور متداول کتاب ''شرح معانی الآثار'' ہے، جو ہمارے طبقے میں ''طحاوی شریف'' کے نام سے بھی مشہور اور گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ ایک ہی حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرنا ، وضاحت کے لیے آثار صحابہ اور اقوال فقہا کو جمع کرنا، روایات کے ظاہری تعارض پر بصیرت کے ساتھ محققانہ کلام کرنا ، اختلاف کی صورت میں ہر فریق کے مذہب اور اس کے دلائل کو ذکر کرنا، انتہائی منصفانہ انداز اور عادلانہ اسلوب میں محاکمہ کرنا، اور راجح کے رجحان کی تنقیح وتوضیح کے لیے بہترین ''نظر'' پیش کرنا اس کے نمایاں امتیازات ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ طلبۂ حدیث کے لیے صحاح ستہ کے ساتھ اس کتاب کو بھی شامل نصاب کیا گیا ہے، دار العلوم دیوبند میں کتاب الصلاۃ سے باب السلام ہل ہو من فروضہا أو من سننہا؟ تک ۹۸ رصفحات پر محیط حصہ تدریس میں داخل ہے، اس سے کتاب سے مناسبت ہو جاتی ہے، اور اس کے انداز تالیف، امام طحاوی کے طرز استدلال سے واقفیت، روایات کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کے اور ہر حدیث کے حقیقی معنی ومفہوم تک رسائی میں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔

مقام خوشی ہے کہ عزیز گرامی مفتی محمد حسان ادروی سلمہ نے اسی متذکرہ حصے کی نہایت آسان اور عمدہ انداز میں تشریح و توضیح کی ہے، عبارت کو اعراب سے مزین کرنے کے بعد اس کا سلیس ترجمہ بھی کیا ہے، جس سے ہر طرح کے طلبہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب کا معتدبہ حصہ دیکھنے کی سعادت ملی اور محسوس ہوا کہ عزیز موصوف اپنی اس پہلی کامیاب تالیف پر دلی مبارک باد اور نیک تمناؤں کے بجا طور پر مستحق ہیں۔

انھوں نے ابتدائے عربی سے جلالین شریف تک کی تعلیم دیار پورب کے ایک معروف ومشہور اور معتبر ادارے: مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو میں حاصل کی، اسی زمانے میں موصوف کی پختہ صلاحیت ولیاقت پر ہمیں بھرپور اعتماد تھا

عرضِ مرتب

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، أما بعد،

امام طحاویؒ رحمہ اللہ کی جلیل القدر تصنیف شرح معانی الآثار معروف بہ طحاوی شریف کو کتبِ حدیث میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ محتاج تعارف نہیں، حدیث سے ادنی مناسبت رکھنے والے طالب علم پر مخفی نہیں ہے، اسی وجہ سے اکابرِ دارالعلوم دیوبند نے اس کتاب کو دورہ حدیث شریف کے نصاب میں داخل فرمایا، اور بحمد اللہ دارالعلوم دیوبند میں اور دارالعلوم کے طرز پر چلنے والے تمام مدارس میں طحاوی شریف خصوصیت کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے، اس کتاب کا انداز دیگر کتبِ حدیث سے مختلف اور جداگانہ ہے، اس کتاب کی مختلف انداز میں خدمت کی گئی ہے، چناں چہ عربی زبان میں شروح وتعلیقات کے حوالے سے اس کی خدمت کی گئی ہے، مثلاً الحاوی فی تخریج معانی الآثار، مبانی الاخبار، نخب الافکار، الایثار فی رجال معانی الآثار، امانی الاحبار وغیرہ موجود ہیں، جو عربی شروحات سے کتاب حل کرنے والے طلبہ کے لیے کافی وشافی ہیں۔

اردو میں ایضاح الطحاوی کے نام سے تین جلدوں میں مفتی شبیر احمد صاحب کی شرح موجود ہے، لیکن اس میں عبارت اور ترجمہ مذکور نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے طلبہ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چناں چہ اسی کمی کو پورا کرنے کے واسطے یہ مختصری کوشش کی گئی ہے، جو ان شاء اللہ حلِ کتاب میں معاون ثابت ہوگی، گذشتہ سال ۱۴۴۰ھ تک دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں طحاوی کا کتاب الطہارت کا حصہ داخل نصاب تھا؛ لیکن ماہ صفر ۱۴۴۰ھ میں منعقد شوری کی میٹنگ میں دورہ حدیث کے نصاب میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں، جس میں طحاوی شریف کا نصاب کتاب الطہارت سے ختم کر کے کتاب الصلاۃ سے باب الوتر تک مقرر کیا گیا، جو تقریباً ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے، پیش نظر یہ کتاب اسی مقررہ نصاب کی شرح ہے۔

امام طحاوی کا طرز تصنیف یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں اس باب سے متعلق چند احادیث ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد مذاہب ائمہ بیان کرتے ہیں اور ہر ایک فریق کے مذہب کی دلیل حدیث ہی سے ذکر کرتے ہیں، پھر آخر میں مذہب حنفی کی ترجیح اور تائید پیش کرتے ہیں اور اخیر میں نظرِ طحاوی ذکر کرتے ہیں۔

اس کتاب کی چند خصوصیات:

(۱) عبارت پر صحیح اعراب لگایا گیا ہے۔

(۲) اس کا آسان انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۳) ہر حدیث کی مختصری تخریج بھی کر دی گئی ہے۔

(۴) احادیث کے عبارت ترجمے میں وہی احادیث مذکور ہیں جن کی سند اور متن دونوں کتاب میں مذکور ہے، اور جن احادیث کی صرف سند مذکور ہے ان کو کتاب کی عبارت میں داخل نہیں کیا گیا ہے۔ چوں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ ایک حدیث کو مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، جن میں ایک دو حدیث کے علاوہ باقی حدیثوں میں صرف سند مذکور ہوتی ہے اور متن کے بجائے مثلہ اور نحوہ لکھ دیا جاتا ہے، ایسا آسانی کے لیے کیا گیا ہے۔

(۵) ہر باب کی مکمل عبارت کا ترجمہ ایک ساتھ مذکور ہے، تھوڑی تھوڑی عبارت کا ترجمہ الگ الگ کر کے ذکر کیا گیا ہے۔

(۶) پھر اس کے بعد تشریح وتوضیح کے عنوان سے باب میں مذکور مکمل بحث یعنی ائمہ کرام کے مذاہب اور ان کے اختلافات کو مع دلائل اور جواب کو ذکر کیا گیا ہے، سب سے پہلے مذاہب کی مکمل وضاحت کی گئی ہے، پھر تمام فریق کے دلائل اور اخیر میں حنفیہ کی طرف سے اس کے جوابات دیے گئے ہیں، بالکل جو انداز امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے اسی کی اتباع کی کوشش کی گئی ہے۔

(۷) دلائل کے متعلق یہ انداز اپنایا گیا ہے کہ خود طحاوی میں مذکور دلائل کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، تاہم حسب ضرورت دیگر کتب حدیث سے بھی دلائل اخذ کیے گئے ہیں اور جو دلائل دوسری کتابوں سے ماخوذ ہیں ان کے حوالے بھی مذکور ہیں۔

(۸) اور بالکل اخیر میں نظرِ طحاوی اور عقلی دلیل کے عنوان سے امام طحاوی کی نظر کو حل کیا گیا ہے۔

محمد حسان قاسمی اوردی
ریسرچ اسکالر جامعہ ازہر قاہرہ (مصر)

❁❁❁

مختصر حالات امام طحاوی رحم اللہ علیہ

نام ونسب: نام احمد، کنیت ابوجعفر، والد کا نام محمد ہے، سلسلہ نسب اس طرح ہے: ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک ازدی حجری مصری طحاوی۔

ازد یمن کا ایک قبیلہ ہے اور حجر اس کی ایک شاخ ہے، حجر نام کے تین قبیلے تھے، حجر بن وحید، حجر ذی اعین، حجر ازد، اور ازد نام کے بھی دو قبیلے تھے، ازد حجر، اور ازد شنوہ، لہذا امتیاز کے لیے آپ کے نام کے ساتھ دونوں ذکر کر کے ازدی حجری کہا جاتا ہے۔ آپ کے آباواجداد فتح اسلام کے بعد مصر میں فروکش ہو گئے تھے اور مصر کے ہی طحا نامی بستی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس نسبت سے آپ مصری اور طحاوی کہلائے۔

ولادت: امام طحاوی رحم اللہ علیہ کی ولادت راجح قول کے مطابق ۲۳۹ھ میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: امام طحاوی کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا، خود امام طحاوی کے والد ادب وشاعری میں ممتاز مقام رکھتے تھے، اور ان کی والدہ جو امام مزنی کی ہمشیرہ تھیں وہ خود بھی بڑی فقیہہ اور عالمہ تھیں، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر مصر کے شافعی فقہا میں کیا ہے، ایسے علمی گھرانے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھولیں، امام طحاوی نے فطری طور پر ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی، اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے امام ابوزکریا یحیٰ بن محمد بن عمرو کی شاگردی اختیار کی، اور انہیں کے پاس قرآن کریم حفظ کیا۔ فقہ وحدیث کی تعلیم آپ نے اپنے ماموں امام مزنی سے حاصل کی، امام مزنی کا نام محتاج تعارف نہیں ہے، فقہائے شافعیہ میں ان کا بڑا مقام ہے، امام طحاوی امام مزنی کے حلقہ درس سے کتنے عرصہ وابستہ رہے کتب میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی، لیکن اتنا ضرور ہے کہ امام مزنی کے حلقہ درس کو جب انہوں نے چھوڑا تو اس وقت بالغ نظر عالم اور صحیح وسقیم میں امتیاز حاصل کر چکے تھے۔

اس کے علاوہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کے حصول کے لیے یمن، حجاز، شام، خراسان، کوفہ، بصرہ اور مغاربہ کا سفر کیا، اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔

تبدیلی مسلک کی وجہ: اس سلسلے میں سب سے درست بات وہ ہے جو خود امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، محمد بن احمد شروطی نے امام طحاوی سے سوال کیا کہ آپ نے فقہ شافعی چھوڑ کر فقہ حنفی کو کیوں اختیار فرمایا؟ تو آپ نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں امام مزنی سے جب فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو کئی گوشوں میں تشنگی رہ جاتی، اور تشنگی کا ازالہ نہیں ہو پاتا، پھر انہوں نے دیکھا کہ امام مزنی جن سوالات کا جواب فقہ شافعی سے نہ دے پاتے تو

فقہ حنفی کا مطالعہ کر کے اس کا جواب کبھی تو امام شافعی کے قول کے خلاف اور کبھی قریب قریب دیتے، چناں چہ یہ معلوم ہونے کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے براہ راست فقہ حنفی کا مطالعہ شروع کیا، اور اس کے ماہرین سے استفادہ کیا، تو انہوں نے فقہ حنفی میں دلائل کی مضبوطی اور گہرائی اور گیرائی محسوس کی اس لیے انہوں نے دلائل کی روشنی میں مسلک شافعی کو ترک کر کے حنفیت کو اختیار فرمایا۔

شیوخ و اساتذہ: علوم و معارف کے وہ خاص سرچشمے جن سے آپ نے استفادہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسماعیل بن یحی مزنی مصری شافعی رحم اللہ علیہ المتوفیھ۔

(۲) ابوجعفر احمد بن ابی عمران موسی بن عیسی بغدادی رحم اللہ علیہ المتوفی ھ۔

(۳) قاضی القضا ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز السکونی البصری الشامی رحم اللہ علیہ المتوفی ھ۔

(۴) محدث ابوبکر بکار بن قتیبہ قاضی القضا بمصر المتوفی ھ۔

(۵) ابوعبید علی بن حسین بغداوی المتوفی ھ۔

(۶) ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی المتوفی ھ۔

(۷) ابوموسی یونس بن عبدالاعلی مصری المتوفی ھ۔

(۸) ابومحمد ربیع بن سلیمان مرادی مصری المتوفی ھ۔

(۹) ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی المتوفی ھ۔

(۱۰) ابواسحاق ابراہیم بن ابی داؤد کوفی المتوفی ھ، وغیرہ۔

معاصرت محدثین: اصحابِ صحاح ستہ کی معاصرت ثابت ہے، چناں چہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۶ سال تھی، امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کے وقت ۱۷ سال، امام مسلم رحم اللہ علیہ کی وفات کے وقت ۲۴ سال، امام ابن ماجہ کی وفات کے وقت ۳۴ سال، امام ابوداد کی وفات کے وقت ۳۷ سال، امام ترمذی کی وفات کے وقت ۴۰ سال اور امام نسائی کی وفات کے وقت ۶۴ سال تھی، گویا ممتاز محدثین کی معاصرت حاصل ہے۔

اجتہاد میں آپ کا درجہ: ابن کمال پاشا نے آپ کا شمار مجتہدین کے درجہ ثالثہ میں کیا ہے، یعنی وہ حضرات جو ایسے مسائل میں جن میں صاحب مذہب مجتہد سے کوئی صراحت منقول نہ ہو اجتہاد پر قدرت رکھتے ہیں، مگر وہ اصول و فروع میں صاحب مذہب کی مخالفت نہیں کرتے۔ جیسے امام کرخی، شمس الائمہ سرخسی، شمس الائمہ حلوانی، امام خصاف، فخر الاسلام بزدوی وغیرہ۔

مگر علامہ عبدالحی لکھنوی نے الفوائد البہیہ میں ابن کمال پاشا پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا ہے: امام طحاوی کو

اجتہاد میں مزید بلند درجہ حاصل ہے، اور انہوں نے بہت سے اصول وفروع میں صاحب مذہب کی مخالفت کی ہے، چناں چہ آپ کی تصانیف شرح معانی الآثار وغیرہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ دلیل قوی کے مل جانے پر امام طحاوی صاحب مذہب کی مخالفت کرتے ہیں، لہذا صحیح بات یہ ہے کہ آپ ان مجتہدین منتسبین میں سے ہیں جو اپنی نسبت مجتہدین میں سے کسی متعین امام کی طرف کرتے ہیں، لیکن اصول وفروع میں ان کی تقلید نہیں کرتے، اس لیے کہ وہ خود اجتہاد کے ساتھ متصف ہوتے ہیں، اور آپ صاحب مذہب کی طرف اس وجہ سے منسوب ہوتے ہیں کہ آپ نے اجتہاد میں ان کا اسلوب اختیار کیا ہے، اس لیے آپ کا شمار مجتہدین فی المذاہب میں ہوگا جو امام مجتہد کے مقرر کردہ قواعد کی روشنی میں احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں اور شہاب الدین مرجانی نے حسن التقاضی میں امام طحاوی کو مجتہدین فی المذاہب یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے طبقے میں شمار کیا ہے، اس لیے کہ کئی مسائل میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ سے دلائل کی روشنی میں اختلاف کیا ہے اور روایات سے اپنے موقف کو مبرہن کیا ہے۔

تالیفات: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تالیفات ہیں، چناں چہ عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ، شروط اور تاریخ جیسے فنون میں آپ کی تالیفات موجود ہیں، مرخین نے آپ کی تصانیف کی تعداد تیس تک شمار کی ہے، ان میں مشہور یہ ہیں:

احکام القرآن الکریم، اختلاف العلماء، التسویہ بین حدثنا وخبرنا، الجامع الکبیر فی الشروط، العقید الطحاوی، السنن المثور، شرح معانی الآثار، صحیح الآثار، مشکل الآثار، مختصر الطحاوی.

طحاوی شریف کا مقام اور اس کی خصوصیات: علامہ بدرالدین عینی نے شرح معانی الآثار کو کتب صحاح ابوداد، ترمذی اور ابن ماجہ پر ترجیح دی ہے، ابن حزم ظاہری نے اپنے تشدد کے باوجود اس کو ابوداد اور نسائی کا درجہ دیا ہے، اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: طحاوی شریف کا درجہ ابوداؤد کے قریب قریب ہے، اور جامع ترمذی سے بڑھا ہوا ہے۔

طحاوی شریف کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتب سنن میں سے ہے، یعنی اس کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، نیز اس میں بکثرت ایسی احادیث موجود ہیں جو دیگر کتب حدیث میں نہیں ملتیں، طحاوی شریف کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ امام طحاوی کی عادت یہ ہے کہ ایک حدیث کی بہت سی سندیں اور طرق جمع کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے روایت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، مزید یہ کہ محض مرفوع احادیث پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ احادیث کی وضاحت کے لیے صحابہ وتابعین

کے آثار بھی بہ کثرت ذکر کرتے ہیں، جس سے احادیث سے مستنبط مسئلہ اورزیادہ محقق ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بظاہر متعارض احادیث پیش کرنے کے بعد ان کے درمیان محققانہ انداز سے محاکمہ کرتے ہوئے اس انداز سے تطبیق دیتے ہیں کہ تمام روایات اپنے محل پر منطبق ہو جاتی ہیں، اوران سے ظاہری تعارض دور ہو جاتا ہے، ان خصوصیات اورامتیازات کی بناپر طحاوی شریف کو کتب حدیث کے مابین امتیازی مقام حاصل ہے۔

وفات : ذی قعدہ ۳۲۱ھ کو ہوئی۔

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿کتاب الصلاۃ﴾

اس بات پر تمام اہل سیر وحدیث متفق ہیں کہ صلوات خمسہ کی فرضیت ''لیلۃ الاسراء'' میں ہوئی البتہ لیلۃ الاسراء کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ وہ کون سے سن میں ہوئی، چناں چہ ۵ھ سے ۱۰ھ تک مختلف اقوال ہیں جمہور ۵ھ کے قائل ہیں۔

پھر اس میں کلام ہوا ہے کہ لیلۃ الاسراء سے پہلے کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اکثر علماء کا خیال ہے کہ صلوات خمسہ سے پہلے کوئی نماز فرض نہ تھی، لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نماز تہجد اس سے پہلے فرض ہو چکی تھی، جس کی دلیل سورۂ مزمل کی آیات ہیں، یہ سورت مکہ مکرمہ میں بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی، بعض حضرات نے جواب دیا کہ سورۂ مزمل میں نماز کا حکم مدنی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اسی صورت کے آخر میں ''وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' آرہا ہے اور قتال مدینہ طیبہ میں شروع ہوا، لیکن یہ بات درست نہیں ہے، اس لیے کہ قتال کا ذکر اس سیاق میں آیا ہے'' عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنكُمْ مَّرْضٰى وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' اس میں صراحۃ صیغۂ استقبال موجود ہے جو اس امر پر دال ہے کہ یہ حکم پہلے دیا جارہا ہے، اور آیت کے نزول کے وقت قتال نہیں تھا، اس لیے اس سورت کو مکی ماننے میں کوئی حرج نہیں، لہٰذا امام شافعیؒ کا استدلال درست ہے البتہ بعض علماء نے یہ فرمایا کہ تہجد کی نماز صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی عام مسلمانوں پر نہیں۔

پھر اس میں کلام ہوا ہے کہ عام مسلمان بھی صلوات خمسہ سے پہلے کوئی نماز پڑھا کرتے تھے یا نہیں؟ علماء کی ایک جماعت نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فجر اور عشاء کی نمازیں لیلۃ الاسراء سے پہلے فرض ہو چکی تھیں، جس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے''وسبح بحمد ربك بالعشي والابكار'' یہ آیت اسراء سے پہلے نازل ہوئی اور اس میں ان دونوں نمازوں ہی کا ذکر ہے، اس کے بارے میں محقق بات یہ ہے کہ اتنی بات تو روایات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام اور صحابۂ کرامؓ اسراء سے پہلے ہی فجر اور عشاء پڑھا کرتے تھے، چناں چہ سورۂ جن میں جنات کے جس سماع کا قرآن میں ذکر ہے وہ فجر ہی کی نماز میں ہوا تھا، اور یہ واقع غالباً اسراء سے پہلے ہی کا ہے لیکن یہ دونوں نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھیں یا آپ ﷺ تطوعاً پڑھتے تھے، اس کی کوئی دلیل اور صراحت روایات میں موجود نہیں ہے۔

اب یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس میں سب سے پہلے صاحب کتاب نے اذان کو ذکر فرمایا ہے نماز کے لیے طہارت شرط کے درجے میں ہے اس لیے اس کو مقدم فرمایا اور نماز سے پہلے اذان سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام میں سے ہے، اس لیے طہارت کے بعد اذان کو ذکر فرمایا۔

﴿باب الأذان كيف هو؟﴾

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ :ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ: أَبُو عَاصِمٍ فِي حَدِيثِهِ ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ ، يَعْنِي (عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ) قَالَ :رَوْحٌ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ ، عَنْ (أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ : عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ كَمَا تُؤَذِّنُونَ الآنَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ). وَقَالَ رَوْحٌ فِي حَدِيثِهِ :أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ هَذَا الْخَبَرَ كُلَّهُ عَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ . وَقَالَ :أَبُو عَاصِمٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ :وَأَخْبَرَنِي هَذَا الْخَبَرَ كُلَّهُ عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَعَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا ذَلِكَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ .

ترجمہ: محذورہؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح اذان سکھلائی جیسے تم اب اذان دیتے ہو۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ‘ اشہد ان لا الہ الا اللہ‘ الی آخرہ (شہادتین میں ترجیع کے ساتھ)۔ (سترہ کلمات) روح نے اپنی حدیث میں کہا کہ مجھے عثمان نے یہ تمام خبر ام عبدالملک بن ابی محذورہ سے بیان کی کہ میں نے یہ سب ابو محذورہ سے سنا ہے اور ابو عاصم نے اپنی حدیث میں کہا کہ مجھے یہ تمام خبر عثمان بن السائب نے عن ابیہ وعن ام عبدالملک بن ابی محذورہ نے بیان کی کہ دونوں نے یہ بات ابو محذورہ سے سنی ہے۔

تخريج: مسلم فى الصلاة نمبر ٦ ـ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ ، قَالَا :ثنا رَوْحٌ ، قَالَ :ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ ، وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ ، قَالَ :أَخْبَرَنِي (أَبُو مَحْذُورَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَهُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ . فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَلْقَى عَلَيَّ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ التَّأْذِينِ الَّذِي فِي الحديث الأول) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا ، فَقَالُوا :هَكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَذَّنَ . وَخَالَفَهُمْ آخَرُونَ فِي مَوْضِعَيْنِ .أَحَدُهُمَا - :ابْتِدَاءُ الْأَذَانِ - فَقَالُوا يَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ فِي أَوَّلِ الْأَذَانِ (اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ). وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ .

ترجمہ: عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن محیریز نے مجھے بیان کیا اور یہ ابو محذورہ کی سر

پرستی میں یتیم بچہ تھا کہ ابومحذورہؓ نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور نماز کی اذان دو میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہوا اور آپ بذات خود کلمات اذان کہلواتے جارہے تھے پس اسی طرح نقل کی جو روایت بالا میں موجود ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کچھ علماء اس طرف گئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح اذان مناسب ہے جیسا کہ روایت ابومحذورہ میں مذکور ہے۔ دیگر علماء کی جماعت نے ان سے اختلاف کیا اور اختلاف کے صرف دو مواقع ہیں:
(۱) اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر چار چار مرتبہ پڑھا جائے گا اور انکی دلیل یہ روایت ہے۔ تخریج ابوداؤد ۷۳/۱۔

بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرَةَ قَالَا :ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ قَالَ :ثنا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ :ثنا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ قَالَ :حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ أَنَّ (عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَكَرَ بَقِيَّةَ الْأَذَانِ ، عَلَى مَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ).

ترجمہ: مکحول نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن محیریزؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اذان کے انیس کلمات سکھائے ابتداء میں تکبیر چار مرتبہ اور شہادتین ترجیع کے ساتھ بقیہ کلمات اسی طرح ہیں۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۲۸ ، نمبر ۵۰۲، ترمذی فی الصلاۃ باب ۲۶ ، نمبر ۱۹۲، نسائی فی الاذان باب ۳۰٤.

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُد قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ ، وَأَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ ، قَالَا :ثنا هَمَّامٌ ، ثُمَّ ذَكَرُوا مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَقُولُ فِي أَوَّلِ الْأَذَانِ ، اللَّهُ أَكْبَرُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ .فَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ - عِنْدَنَا -أَصَحَّ الْقَوْلَيْنِ فِي النَّظَرِ ، لِأَنَّا رَأَيْنَا الْأَذَانَ مِنْهُ مَا يُرَدَّدُ فِي مَوْضِعَيْنِ ، وَمِنْهُ مَا لَا يُرَدَّدُ إِنَّمَا يُذْكَرُ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ .فَأَمَّا مَا يُذْكَرُ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ وَلَا يُكَرَّرُ ، فَالصَّلَاةُ وَالْفَلَاحُ ، فَذَلِكَ يُنَادَى بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَالشَّهَادَةُ تُذْكَرُ فِي مَوْضِعَيْنِ ، أَوَّلَ الْأَذَانِ وَفِي آخِرِهِ فَيُثَنَّى فِي أَوَّلِهِ فَيُقَالُ " أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "مَرَّتَيْنِ ثُمَّ ، يُفْرَدُ فِي آخِرِهِ فِي قَالَ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ) وَلَا يُثَنَّى ذَلِكَ .فَكَانَ مَا ثُنِّيَ مِنَ الْأَذَانِ إِنَّمَا ثُنِّيَ عَلَى نِصْفِ مَا هُوَ عَلَيْهِ فِي الْأَوَّلِ .وَكَانَ التَّكْبِيرُ يُذْكَرُ فِي مَوْضِعَيْنِ .فِي أَوَّلِ الْأَذَانِ .وَبَعْدَ الْفَلَاحِ .فَأَجْمَعُوا أَنَّهُ بَعْدَ الْفَلَاحِ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ .فَالنَّظَرُ عَلَى مَا وَصَفْنَا أَنْ يَكُونَ مَا اخْتُلِفَ فِيهِ .مِمَّا يُبْتَدَأُ بِهِ الْأَذَانُ مِنَ التَّكْبِيرِ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ مَا يُثَنَّى بِهِ قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنَ الشَّهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَيَكُونُ مَا يُبْتَدَأُ بِهِ الْأَذَانُ مِنَ التَّكْبِيرِ عَلَى ضِعْفِ مَا يُثَنَّى فِيهِ مِنَ التَّكْبِيرِ .فَإِذَا كَانَ الَّذِي يُثَنَّى هُوَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ .كَانَ الَّذِي يُبْتَدَأُ بِهِ هُوَ ضِعْفُهُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ الصَّحِيحُ .وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَأَبِي يُوسُفَ

رَحِمَهُ اللهُ ,وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ .غَيْرَ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ رَحِمَهُ اللهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذَلِكَ مِثْلُ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ .وَالْمَوْضِعُ الآخَرُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْهُ هُوَ التَّرْجِيعُ .فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى التَّرْجِيعِ , وَتَرَكَهُ آخَرُونَ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ .

ترجمہ: ابوالولید وابوعمرالحوضی دونوں نے ہمام سے روایت کی پھر بقیہ اسی سند سے روایت نقل کی ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ اذان کی ابتداء میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جائے۔ ہمارے نزدیک نظری لحاظ سے بھی یہ قول صحیح ترین ہے۔ کیونکہ یہ ہم دیکھتے ہیں کہ اذان میں بعض کلمات وہ ہیں جو دو جگہ دہرائے جاتے ہیں اور بعض کلمات صرف ایک مرتبہ دہرائے جاتے ہیں اور ایک جگہ میں مذکور ہوتے ہیں۔وہ کلمات جو ایک جگہ میں مذکور ہوتے ہیں مگر تکرار سے نہیں آتے وہ صلاۃ اور فلاح ہیں۔ان میں سے ہر ایک دو مرتبہ ہے اور شہادت کا تذکرہ دو بار کیا جاتا ہے۔اسے اذان کے شروع میں اور آخر میں بھی۔ ابتداء میں دو مرتبہ ہے: اشہد ان لا الہ الا اللہ' دو مرتبہ کہتے ہیں پھر آخر میں اسے ایک مرتبہ لایا جاتا ہے۔پس جو کلمات اذان میں دو مرتبہ آئے ہیں وہ پہلی سے نصف تعداد میں دوبارہ آتے ہیں۔اللہ اکبر بھی دو جگہ ہے شروع میں اور فلاحین کے بعد دو مرتبہ اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔تو اس قیاس کے مطابق جو ہم نے کیا شروع میں دوگنا یعنی چار مرتبہ ہونا چاہئے جیسا کہ کلمہ شہادت کا ہم نے تذکرہ کیا تو شروع کی تکبیر آخر کی تکبیر سے دوگنا ہونا چاہئے۔ چنانچہ شروع میں چار مرتبہ ہے تو آخر میں دو مرتبہ ہے۔یہی درست قیاس ہے۔امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، اور محمدؒ کا یہی قول ہے۔امام ابو یوسفؒ سے قول اول کی طرح بھی مروی ہے اور دوسری جگہ جس میں اختلاف ہے وہ ترجیع ہے۔بعض علماء ترجیع کی طرف گئے ہوں جبکہ دوسرے اس کو ترک کرتے ہیں اور ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج: دارمی ۱/ ۱۱۹۷.

بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ ,عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى رَجُلًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ ,أَوْ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ .فَقَامَ عَلَى جِذْمِ حَائِطٍ فَنَادَى اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ .فَذَكَرَ الْأَذَانَ عَلَى مَا فِي حَدِيثِ أَبِي مَحْذُورَةَ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ التَّرْجِيعَ ,فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ عَلِّمْهُ بِلَالًا)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زیدؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اترا اس نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے یا اس پر دو سبز چادریں تھیں وہ دیوار کے ایک حصے پر کھڑا ہوا اور اس نے اذان دی اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔اس روایت میں ابومحذورہ کے مطابق اذان کو ذکر کیا گیا ہے البتہ اس میں ترجیع نہیں ہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم نے خوب خواب دیکھا یہ بلال کو سکھاؤ۔

تخریج: مسند احمد ۲۳۲/۵

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ :ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ :حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَأَى الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ ,فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ :عَلِّمْهُ بِلَالًا فَقَامَ بِلَالٌ ,فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى "فَهَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ ,لَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ التَّرْجِيعَ فَقَدْ خَالَفَ أَبَا مَحْذُورَةَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ. فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ التَّرْجِيعُ الَّذِي حَكَاهُ أَبُو مَحْذُورَةَ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ لَمْ يَمُدَّ بِذَلِكَ صَوْتَهُ عَلَى مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ارْجِعْ وَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ هَكَذَا اللَّفْظُ فِي الْحَدِيثِ ,فَلَمَّا احْتَمَلَ ذَلِكَ, وَجَبَ النَّظَرُ، لِنَسْتَخْرِجَ بِهِ مِنَ الْقَوْلَيْنِ قَوْلًا صَحِيحًا. فَرَأَيْنَا مَا سِوَى مَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الشَّهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ لَا تَرْجِيعَ فِيهِ ,فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ عَنْ ذَلِكَ مَعْطُوفًا عَلَى مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ، وَيَكُونُ إِجْمَاعُهُمْ ,أَنْ لَا تَرْجِيعَ فِي سَائِرِ الْأَذَانِ غَيْرَ الشَّهَادَةِ يَقْضِي عَلَى اخْتِلَافِهِمْ فِي التَّرْجِيعِ فِي الشَّهَادَةِ .وَهَذَا الَّذِي وَصَفْنَا وَمَا بَيَّنَّاهُ مِنْ نَفْيِ التَّرْجِيعِ ,قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اصحاب محمد ﷺ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید بن عبداللہ انصاریؓ نے اذان کوخواب میں دیکھا پس وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کواطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم بلال کوسکھا دو پس بلال کھڑے ہوئے اور انہوں نے دو دو مرتبہ کلمات سے اذان دی یہ عبداللہ بن زیدؓ ہیں جنہوں نے اپنی روایت میں ترجیع کا ذکر نہیں کیا۔ تخریج: مسند احمد ۲۴۶/۵

تشریح : اس باب میں دو مسئلے ہیں:

(۱) کمیت کے اعتبار سے کہ کلمات اذان کی تعداد کتنی ہے؟

(۲) کیفیت کے اعتبار سے: کہ اذان کس طریقہ پر دی جائے؟

پہلے مسئلہ میں مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ کے نزدیک کلمات اذان انیس ہیں ان کے یہاں شہادتین میں ترجیع ہے، اور لفظ اللہ اکبر شروع اذان میں چار مرتبہ ہے تو کل انیس کلمات ہو جائیں گے۔

دوسرا مذہب: حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک کلمات اذان پندرہ ہیں کہ شروع میں تکبیر چار مرتبہ اور شہادتین میں ترجیع نہیں ہے تو کل پندرہ کلمات ہو جائیں گے، چار کلمہ تکبیر اور چار کلمہ شہادت اور چار حیعلتین پھر دو مرتبہ کلمہ تکبیر اور ایک

مرتبہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

دوسرا مسئلہ: کیفیت اذان کے سلسلے میں دو جگہوں میں اختلاف ہے:

(۱) شروع میں کلمات تکبیر کس طرح اور کتنے ہیں۔

(۲) شہادتین میں ترجیع ہے یا نہیں۔

مقام نمبر ایک کے سلسلے میں دو مذاہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالک، حسن بصری، محمد بن سیرین اور اہل مدینہ کے نزدیک اذان کے شروع میں تکبیر دو مرتبہ ہوگی، یہی لوگ فذهب قوم الی هذا کے مصداق ہیں۔

دوسرا مذہب: امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اور جمہور کے نزدیک شروع اذان میں کلمات تکبیر چار مرتبہ ہیں، یہی لوگ وخالفهم آخرون کے مصداق ہیں۔ (تقریب شرح معانی الآثار جلد:۱)

﴿دلائل﴾

پہلے مذہب کی دلیل:

باب کے شروع میں حضرت ابومحذورہؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے اذان سکھلائی ہے جیسا کہ اس زمانہ میں تم لوگ اذان دیتے ہو، یعنی اہل حرم جس طرح اذان دیتے ہیں ایسا ہی مجھے سکھلائی ہے۔ اور اہل حرم شروع میں تکبیر دو مرتبہ کہا کرتے تھے۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) واحتجوا في ذالك سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ خود حضرت ابومحذورہؓ نے شروع میں کلمات تکبیر چار مرتبہ بیان فرمایا ہے، اور چار مرتبہ کی روایت صاحب کتاب نے حضرت ابومحذورہؓ سے دو سندوں کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ نیز اس روایت سے شروع میں کلمۂ تکبیر چار مرتبہ ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ شہادتین کی ترجیع بھی ثابت ہوتی ہے، چوں کہ ضمنی طور پر انیس کلمات کے قائلین کی دلیل بھی بن جاتی ہے لیکن ہم نے یہاں صرف کلمات تکبیر کو ثابت کرنے کے لیے یہ روایت نقل کی ہے۔

(۲) آگے امام طحاویؒ عقلی دلیل پیش کرتے ہیں جو درحقیقت دلیل نمبر ایک کے لیے تائید ہے دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ کلمات اذان دو قسموں پر ہیں۔

پہلی قسم: وہ کلمات جو دو جگہ کہے جاتے ہیں جیسے کہ کلمۂ تکبیر دو جگہ ہے اور کلمۂ توحید بھی دو جگہ ہے۔ (۱) کلمۂ تکبیر کے بعد جو شہادتین سے مشہور ہے۔ (۲) کلمۂ تکبیر اذان کے بالکل آخر میں۔

دوسری قسم: دوسری قسم کے وہ کلمات ہیں جو صرف ایک جگہ کہے جاتے ہیں جیسے کہ حیعلتین، جو کہ دو مرتبہ کہے جاتے ہیں، تو اب ہم ایک کلیہ بیان کرتے ہیں کہ جو کلمات ایک مقام میں مذکور ہوں گے وہ اذان کے اندر دو مرتبہ کہے جائیں گے، اور جو کلمات دو مقام میں کہے جاتے ہیں ان میں مقام ثانی کی تعداد کے دوگنا مقام اول میں کہے جائیں گے۔ جیسا کہ کلمۂ توحید (لا الہ الا اللہ) آخر میں میں صرف ایک مرتبہ کہا جاتا ہے اور مقام اول میں شہادتین کے نام سے بالاتفاق دو مرتبہ کہا جاتا ہے، تو یہی اصول کلمۂ تکبیر میں بھی چلے گا۔ اور کلمۂ تکبیر اذان کے آخر میں دو مرتبہ کہا جانا متفق علیہ مسئلہ ہے تو شروع اذان میں اس کا ڈبل چار مرتبہ کہا جانا چاہئے، یہی ہمارے علماء ثلاثہ کا قول ہے البتہ امام ابو یوسفؒ کا ایک قول مالکیہ کے قول کے موافق بھی ہے۔

مقام ثانی للاختلاف: شہادتین میں ترجیع:

دوسرا اختلاف یہ تھا کہ شہادتین میں ترجیع ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں دو مذاہب منقول ہیں: ترجیع کے معنی یہ ہیں کہ شہادتین کو دو مرتبہ پست آواز سے کہنے کے بعد دوبارہ دو مرتبہ بلند آواز سے کہنا۔

(۱) امام مالک، امام شافعی، حسن بصریؒ وغیرہ کے نزدیک شہادتین میں ترجیع ہے، یہی لوگ فذھب قوم الی الترجیع کے مصداق ہیں۔

(۲) حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شہادتین میں ترجیع نہیں ہے۔ یہی لوگ وترکہ آخرون کے مصداق ہیں۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

باب کے شروع میں حضرت ابو محذورہؓ کی روایت ہے جس کے اندر شہادتین کی ترجیع کی صراحت موجود ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) یہ ہے کہ آسمان سے آنے والے فرشتہ نے جو اذان حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کو سکھلائی ہے اس میں شہادتین کی ترجیع مذکور نہیں ہے اور یہی اذان نبی اکرم ﷺ کے حکم سے عبد اللہ بن زیدؓ نے حضرت بلالؓ کو سکھلائی ہے۔

اس کی توجیہ یہ ہے کہ اصل اذان وہی ہے جو حضرت عبد اللہ بن زید انصاریؓ کو ملک منزل من السماء (آسمانی فرشتہ) نے سکھایا ہے۔ اور اس میں شہادتین کی ترجیع نہیں ہے، تو حضرت ابو محذورہؓ کی روایت میں تاویل کرنا ضروری ہے۔

(۲) اسی طرح حضرت بلالؓ آخر وقت تک بلا ترجیع اذان دیتے رہے، چنانچہ حضرت سوید بن غفلہؒ فرماتے ہیں: سمعت بلالا یؤذن مثنی ویقیم مثنی اور حضرت سوید بن غفلہ مخضرمین میں سے ہیں، اور حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ یہ ٹھیک اسی دن مدینہ طیبہ پہنچے ہیں جس دن آنحضرت ﷺ کا جسد مبارک دفن کیا گیا، لہذا

ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے حضرت بلالؓ کی اذان آپ ﷺ کی وفات کے بعد سنی، لہذا جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کی اذان میں حضرت ابومحذورہؓ کے واقعہ کے بعد تغیر پیدا ہو گیا تھا، اس روایت سے ان کی تردید ہو جاتی ہے۔

(۳) حنفیہ کی تیسری دلیل ترمذی میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت ہے قال: کان أذان رسو اللّٰہ صلی اللّٰہ وسلم . شفعاً شفعاً في الأذان والاقامة . ۲

(۴) چوتھی دلیل نسائی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے: قال: کان الأذان علی عهد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مثنی مثنی الخ . ۳

روایت ابومحذورہؓ کا جواب:

اس کے مختلف جوابات ذکر کیے گئے ہیں ہم ان میں سے چند اہم کو پیش کرتے ہیں:

(۱) صاحب ہدایہؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وکان مارواہ تعلیماً فظنّه ترجیعاً الخ یعنی حضور اکرم ﷺ نے تعلیم کی غرض سے شہادتین کو بار بار دہرایا ابومحذورہؓ نے سمجھا یہ اذان کا جز ہے لیکن صاحب ہدایہ کی یہ توجیہ حضرت ابومحذورہؓ کی فہم سے بدگمانی پر مبنی ہے، جو مناسب نہیں۔ ۴۔ اس کے علاوہ ابوداؤد کی راویت میں ''ثم راجع فمدّ من صوتك أشهد أن لا اله الا اللّٰہ الخ'' ۵۔ کے الفاظ اس کی تردید کرتے ہیں، بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ طبرانی نے معجم الاوسط میں حضرت ابومحذورہؓ کی اذان بغیر ترجیع کے روایت کی ہے، لیکن یہ جواب شافی نہیں اس لیے کہ طبرانی وغیرہ کی روایت ان روایات کثیرہ کے معارض نہیں ہو سکتی جو ترجیع کے ساتھ مروی ہیں۔ ۶

(۲) ایک جواب علامہ موفق الدین ابن قدامہ حنبلیؒ نے ''المغنی'' میں دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابومحذورہؓ چھوٹے بچے تھے اور کافر تھے، طائف سے آں حضرت ﷺ کی واپسی کے موقع پر ان کی بستی کے قریب مسلمانوں کا پڑاؤ ہوا، وہاں مسلمانوں نے اذان دی تو حضرت ابومحذورہؓ اور ان کے ساتھیوں نے استہزاءً اذان کی نقل اتارنی شروع کر دی حضور اکرم ﷺ نے انھیں بلوایا اور پوچھا کہ تم میں سب سے زیادہ بلند آواز کس کی تھی؟ معلوم ہوا کہ ابومحذورہؓ کی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابومحذورہؓ کو بلند اور خوش آواز پایا تو ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو ان کے دل میں ایمان گھر کر گیا، اس موقع پر آپ ﷺ نے ان کو مشرف باسلام کرنے کے بعد اذان بھی سکھلائی، لہذا پہلی شہادتین کا مقصد ان کو مسلمان کرنا تھا اور دوسری مرتبہ شہادتین تعلیم اذان کے طور پر تھی، پھر جب آپ ﷺ نے ان کو مکہ معظمہ میں مؤذن مقرر فرمایا تو خود ان کی اذان میں ترجیع کو شامل فرمایا، اور چار مرتبہ شہادتین کو باقی رکھا؛ کیوں کہ اس کی بدولت ان کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی تھی؛ اس لئے واقعہ کو یادگار بنانے کے لیے ترجیع کو برقرار رکھا گیا، لیکن یہ انھیں کی خصوصیت تھی کوئی عام حکم نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد بھی آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کی اذان میں کوئی تغیر نہیں فرمایا بلکہ یہ ثابت ہے کہ حضرت بلالؓ آخر تک بغیر ترجیع کے اذان دیتے رہے جیسا کہ سوید بن غفلہؓ کی روایت

میں گذرا گویا ابن قدامہ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ترجیع حضرت ابومحذورہؓ کی خصوصیت تھی۔ ے

(۳) لیکن مجموعہ روایات پر غور کرنے کے بعد تمام توجیہات میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی توجیہ وتحقیق زیادہ بہتر وراجح معلوم ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں" ان الاختلاف في كلمات الأذان كالاختلاف في أحرف القرآن كلها شاف " یعنی درحقیقت اذان کے یہ تمام صیغے شروع سے ہی منزل من اللہ تھے، حضرت بلالؓ کی اذان میں ترجیع نہیں تھی البتہ ابومحذورہؓ کی اذان میں تھی، اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت سعد القرظؓ مؤذن قباء کی اذان ترجیع پر مشتمل تھی۔ ۸، اس سے پتہ چلا کہ یہ حضرت ابومحذورہؓ کی خصوصیت نہیں ہے، جب کہ حضرت سعد القرظؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت میں بغیر ترجیع کے اذان دیا کرتے تھے، ۹۔ بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں روایات مروی ہے کہ وہ شہادتین کو تین مرتبہ کہتے تھے، اس مجموعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ سب طریقے آں حضرت ﷺ سے ثابت اور جائز ہیں، البتہ حنفیہ نے عدم ترجیع کو ایک تو اس وجہ سے راجح قرار دیا ہے کہ حضرت بلالؓ جو سفر وحضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں ان کا عام معمول بغیر ترجیع کے اذان دینے کا رہا ہے۔ نیز عبداللہ بن زیدؓ کی روایت جو باب اذان میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے وہ بغیر ترجیع کے ہے لہذا عدم ترجیع راجح ہے البتہ ترجیع کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔

نظر طحاوی: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شہادتین کی ترجیع کے سلسلے میں دو قسم کی روایات اور اقوال مذکور ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سا قول زیادہ صحیح ہے تو ہم نے غور وخوض کر کے دیکھا کہ اذان کے اندر جتنے کلمات ہیں ان میں سے کسی میں ترجیع نہیں علاوہ شہادتین کے اور خود شہادتین میں اختلاف ہے تو شہادتین کے سلسلے میں ایک قول ترجیع کا ہے اور اس کے لیے نظیر نہیں ہے اور ایک قول عدم ترجیع کا ہے اس کے لیے نظیر ہے کہ اذان کے دوسرے کلمات میں بالاجماع ترجیع نہیں ہے، تو ان پر قیاس کرتے ہوئے شہادتین میں ترجیع نہیں ہونی چاہیے یہی ہمارے علماء ثلاثہ کا قول ہے۔

(ملخص از تقریب شرح معانی الآثار)

﴿الحواشی﴾

(۱) أبو داؤد رقم الحديث ٤٩٩ جلد: ١ ص ٧٢،٧١

(۲) لفظه للترمذی ج ١ باب ماجاء فی أن الاقامة مثنى مثنى رقم الحديث ١٩٤.

(۳) لفظه للنسائي ج:١ كتاب الأذان باب بدء الأذان رقم الحديث ٦٢٦ وأخرجه أبو داؤد ج:١ ص:٧٦ رقم: ٥١٠.

(٤) هدايه ج: ١ باب الأذان.

(٥) أبو داؤد ج:١ ص: ٧٣ رقم الحديث: ٥٠٣.

(٦) ماخوذ از معارف السنن باب ماجاء فی الترجيع فی الأذان ج: ٢ ص: ٨١.

(٧) المغني لابن قدامة ج: ٢ ص ٥٨.

(٨) سنن دار قطني ج: ١ ص: ٥١٨ رقم: ٨٩٤.

(٩) مصنف عبدالرزاق ج: ٢ ص: ١٤ رقم الحديث: ١٧٩٦.

﴿باب الاقامة كيف هي ؟﴾

حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُبَشِّرِ بْنِ مُكَسِّرٍ ,قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرِ ن الْعَقَدِيُّ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ ن الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :(أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ)

ترجمہ: ابی قلابہ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم ملا اذان کو جفت اور اقامت کو طاق کہاں کریں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ الطَّاحِيُّ، قَالَ:ثنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ :كَانُوا قَدْ أَرَادُوا أَنْ يَضْرِبُوا بِالنَّاقُوسِ وَأَنْ يَرْفَعُوا نَارًا لِإِعْلَامِ الصَّلَاةِ ,حَتَّى رَأَى ذَلِكَ الرَّجُلُ تِلْكَ الرُّؤْيَا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

ترجمہ: ابوقلابہ نے انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ مسلمانوں نے ارادہ کرلیا کہ وہ ناقوس بجائیں اور بلند جگہ پر نماز کے لیے اعلان کیا کریں یہاں تک کہ ایک آدمی (عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ) نے وہ خواب دیکھا تو بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات جفت اور اقامت کے طاق کہیں۔تخریج: بخاری ۱/۲۲۰، مسلم ۱/۱۶۴۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الْجَزَرِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :(أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا ,فَقَالُوا :هَكَذَا الْإِقَامَةُ تُفْرَدُ مَرَّةً مَرَّةً .وَخَالَفَهُمْ آخَرُونَ فِي حَرْفٍ وَاحِدٍ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا :إِلَّا قَوْلَهُ (قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ فَإِنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُثَنِّيَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ)وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا .

ترجمہ: ابوقلابہ نے نقل کیا کہ انسؓ کہتے ہیں کہ بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کو جفت اور اقامت کو طاق کہیں۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں، بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ اقامت ایک ایک مرتبہ کہی جائے گی، دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ بقیہ اقامت تو تمہاری طرح ہے مگر قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ کہا جائے گا، ان کی مستدل یہ روایات ہیں۔تخریج: ابوداؤد ۱/۷۵۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ,قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ ,عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ,عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,قَالَ :(أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ إِلَّا الْإِقَامَةَ)

ترجمہ: ابوقلابہ نے بیان کیا کہ انسؓ کہتے ہیں کہ بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کو جفت اور اقامت کو طاق کہیں سوائے

اقامت کے لفظ کے۔ (تخریج: بخاری ۱/۲۲۰)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانِ نِ الْعَوَقِيُّ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمہ: ابوقلابہ نے بیان کیا کہ انسؓ نے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ :ثنا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ :ثنا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :(أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فَقُلْتُ لَهُ :وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ فَقَالَ :"إِلَّا الْإِقَامَةَ"

ترجمہ: ابوقلابہ نے بیان کیا کہ انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کو جفت اورا قامت کو طاق کہیں اسماعیل کہتے ہیں میں نے اپنے استاذ ایوب کو کہا ان یوتر الاقامۃ تو انہوں نے کہا: الاقامۃ ہاں اقامت کے لفظ کو جفت کہا جائے۔

تخريج: بخاری ۱/ ۲۲۰، مسلم ۱/ ۱٦٤.

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ، عَنْ مُسْلِمٍ، مُؤَذِّنٍ كَانَ لِأَهْلِ الْكُوفَةِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :(كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ إِذْ قَالَ :قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ ,فَعَرَفْنَا أَنَّهَا الْإِقَامَةُ فَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَا ,ثُمَّ يَخْرُجُ)وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ أَيْضًا مِنَ النَّظَرِ فَقَالُوا :قَدْ رَأَيْنَا الْأَذَانَ مَا كَانَ مِنْهُ مُكَرَّرًا لَمْ يُثَنَّ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ إِلَّا وَجُعِلَ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا هُوَ عَلَيْهِ فِي الِابْتِدَاءِ ,وَكَانَتِ الْإِقَامَةُ لَا يُبْتَدَأُ بِهَا ,إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الْأَذَانِ .فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ مَا فِيهَا مِمَّا هُوَ فِي الْأَذَانِ غَيْرَ مُثَنًّى .وَمَا فِيهَا مِمَّا لَيْسَ فِي الْأَذَانِ فَكُلُّ الْإِقَامَةِ فِي الْأَذَانِ غَيْرَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ فَيُفْرِدُ الْإِقَامَةَ كُلَّهَا ,وَلَا يُثَنِّي غَيْرَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ فَإِنَّهَا تُكَرَّرُ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ فِي الْأَذَانِ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا الْإِقَامَةُ كُلُّهَا مَثْنَى مَثْنَى مِثْلُ الْأَذَانِ سَوَاءٌ، غَيْرَ أَنَّهُ يُقَالُ فِي آخِرِهَا :قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .وَقَالُوا :مَا ذَكَرْتُمْ عَنْ بِلَالٍ، قَدْ رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذَلِكَ ،مِمَّا سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى .

ترجمہ: ابوجعفر الفراء نے مسلم سے نقل کیا یہ اہل کوفہ کے مؤذن تھے انھوں نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اذان جناب رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ تھی البتہ جب قد قامت الصلاۃ کہتے تو اسے دو مرتبہ کہا جاتا پس اس سے ہم پہچان لیتے کہ یہ اقامت ہے پس وضو کر کے ہم نکلتے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں نظر وفکر کو مستدل بنایا اور کہا کہ ہم نے غور سے دیکھا کہ اذان میں جو کلمات تکرار سے کہے ہیں وہ دوسری مرتبہ دوگنا نہیں

آتے ہیں بلکہ ابتداء سے نصف آتے ہیں اور اقامت سے ابتداء نہیں ہوتی بلکہ وہ اذان کے بعد ہوتی ہے۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے وہ الفاظ جو اذان میں آتے ہیں طاق ہوں اور جو اذان میں نہیں وہ جفت ہوں، پس قد قامت الصلوٰۃ کے علاوہ تمام کلمات اذان سے نصف ہوں گے اور قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ لایا جائے گا کیونکہ وہ اذان میں نہیں اور بقیہ کلمات اذان میں ہیں وہ نصف تعداد میں لائے جائیں گے۔ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ اذان کی طرح اقامت کے کلمات بھی دو مرتبہ ہونے چاہئیں البتہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بھی کہا جاتا ہے۔ باقی جو روایت بلالؓ آپ ﷺ کی پیش کرتے ہیں ہم انہی کی روایت اس کے برعکس دکھا سکتے ہیں ملاحظہ کریں۔

تخریج: ابو دؤد ۱/ ۷۵.

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، أَنَّ(عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ، رَأَى رَجُلًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ،عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ،أَوْ بُرْدَانِ أُخْضَرَانِ، فَقَامَ عَلَى جِذْمِ حَائِطٍ فَأَذَّنَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَعَدَ،ثُمَّ قَامَ فَأَقَامَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ :نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، عَلِّمْهَا بِلَالًا).

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ نے ایک آدمی دیکھا جو آسمان سے اترا اس نے سبز کپڑے زیب تن کر رکھے تھے یا دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں وہ دیوار کے ایک حصہ پر کھڑا ہوا اور اس نے اذان دی اللہ اکبر اللہ اکبر جیسا کہ باب اول میں ہم نے ذکر کیا پھر وہ بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح اقامت کہی پھر عبداللہ بن زیدؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم نے بہت خوب دیکھا یہ کلمات بلال کو سکھاؤ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ:ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ :ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ :أَخْبَرَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيَّ رَأَى فِي الْمَنَامِ الْأَذَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ :عَلِّمْهُ بِلَالًا فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى ، وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى ،وَقَعَدَ قَعْدَةً).

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے اصحاب محمد ﷺ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان دیکھی پھر وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم اسے بلال کو سکھاؤ پس انہوں نے دو دو مرتبہ کلمات سے اذان دی اور دو دو مرتبہ کلمات سے اقامت کہی اور بیٹھ گئے۔

تخریج : المحلٰی لابن حزم ۲/ ۱۹۱ .

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَمْرِو

بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ :حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا، فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :لَوْلَا أَنِّي أَتَّهِمُ نَفْسِي لَظَنَنْتُ أَنِّي رَأَيْتُ ذٰلِكَ وَأَنَا يَقْظَانُ غَيْرُ نَائِمٍ ثُمَّ قَالَ :وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :أَنَا وَاللّٰهِ لَقَدْ طَافَ بِي الَّذِي طَافَ بِعَبْدِ اللّٰهِ ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي ، سَكَتُّ فَفِي هٰذَا الْأَثَرِ أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ بِتَعْلِيمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بِذٰلِكَ، فَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى، فَهٰذَا يُخَالِفُ الْحَدِيثَ الْأَوَّلَ .ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَذِّنُ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُقِيمُ مَثْنَى مَثْنَى، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا عَلَى انْتِفَاءِ مَا رَوَى أَنَسٌ .

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہمیں اصحاب محمد ﷺ نے ذکر فرمایا ہے پھر اسی طرح روایت نقل کی عبداللہ کہتے ہیں اگر اپنے نفس کو متہم کرنے کا خطرہ نہ ہوتا میں کہتا میں نے یہ بات بیداری کی حالت میں دیکھی ہے جبکہ میں نیند میں نہ تھا پھر کہنے لگے اور عمر بن الخطاب ؓ کہنے لگے اللہ کی قسم خواب میں وہی آنے والا جو عبداللہ کو آیا مجھے بھی آیا جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں تو میں خاموش ہو گیا، اس اثر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اذان بلالی تلقین عبداللہ بن زید ؓ سے تھی۔ پس ان کی اقامت دو دو بار ہے۔ یہ روایت پہلی روایات کے مخالف ہے، پھر حضرت بلال ؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد اذان بھی دو دو کلمات اور اقامت بھی دو دو کلمات سے کہتے تھے، یہ اس چیز کی نفی پر دلالت کرتی ہے جس کو حضرت انس ؓ نے روایت کیا ہے۔ تخریج : المحلی لابن حزم ۲ / ۱۹۲ .

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ، وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ .

ترجمہ: اسود نے نقل کیا کہ بلال اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت بھی دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

تخریج : عبدالرزاق ۱ / ٤٦٢ ، دارقطنی ۱ / ۲٥۰ .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، ح وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالًا، يُؤَذِّنُ مَثْنَى، وَيُقِيمُ مَثْنَى فَهٰذَا بِلَالٌ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي الْإِقَامَةِ مَا يُخَالِفُ مَا ذَكَرَ أَنَسٌ، وَفِي حَدِيثِ(أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى)

ترجمہ: عمران بن مسلم نے بیان کیا کہ سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال کو خود دو دو مرتبہ کلمات سے اذان واقامت کہتے سنا۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، وَأُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا (أَبَا مَحْذُورَةَ، يَقُولُ :عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الإِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ,أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ,اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) غَيْرَ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ لَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

ترجمه : عثمان نے سائب اور امّ عبدالملک سے نقل کیا کہ دونوں نے ابو محذورہؓ کو کہتے سنا کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے اقامت اس طرح سکھائی دو دو مرتبہ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ,أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ,اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ،البتہ ابوبکرہ راوی نے اپنی روایت میں قد قامت الصلاۃ کے کلمات نقل نہیں کیے۔

تخریج : ابوداؤد ۱/ ۷۲، ترمذی فی الصلاۃ باب ۲۸، دارمی فی الصلاۃ باب ۷، مسند احمد ۳/ ۴۰۹۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ :ثنا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ الْأَحْوَلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ أَنَّ(أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ رَوْحٍ سَوَاءً) .

ترجمه : مکحول نے عبداللہ بن محیریز سے بیان کیا کہ ابو محذورہؓ نے مجھے بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، پھر روح کی روایت کی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج :ابو داؤد ۱/ ۷۳ ، ترمذی ۱/ ۴۸.

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، قَالَ :ثنا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: ثنا مَكْحُولٌ، أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ أَبَا مَحْذُورَةَ، يَقُولُ :عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً فَتَصْحِيحُ مَعَانِي هٰذِهِ الْآثَارِ، يُوجِبُ أَنْ يَكُونَ الْإِقَامَةُ مِثْلَ الْأَذَانِ سَوَاءً، عَلَى مَا ذَكَرْنَا، لِأَنَّ بِلَالًا اخْتُلِفَ فِيمَا أُمِرَ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ ثَبَتَ هُوَ مِنْ بَعْدُ عَلَى التَّثْنِيَةِ فِي الْإِقَامَةِ بِتَوَاتُرِ الْآثَارِ فِي ذٰلِكَ، فَعُلِمَ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ مَا أُمِرَ بِهِ .وَفِي حَدِيثِ أَبِي مَحْذُورَةَ التَّثْنِيَةُ أَيْضًا، فَقَدْ ثَبَتَ التَّثْنِيَةُ فِي الْإِقَامَةِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّ قَوْمًا احْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ يَقُولُ: الْإِقَامَةُ تُفْرَدُ مَرَّةً مَرَّةً بِالْحُجَّةِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا لَهُمْ فِي هٰذَا الْبَابِ مِمَّا يُكَرَّرُ فِي الْأَذَانِ مِمَّا لَا يُكَرَّرُ، فَكَانَتِ الْحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ أَنَّ الْأَذَانَ كَمَا ذَكَرُوا. وَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهُ مِمَّا يُذْكَرُ فِي مَوْضِعَيْنِ، يُثَنَّى فِي الْمَوْضِعِ الْأَوَّلِ وَأُفْرِدَ فِي الْمَوْضِعِ الْآخِرِ

وَمَا كَانَ مِنْهُ غَيْرَ مُثَنًّى أُفْرِدَ .وَأَمَّا الْإِقَامَةُ فَإِنَّمَا تُفْعَلُ بَعْدَ انْقِطَاعِ الْأَذَانِ، فَلَهَا حُكْمٌ مُسْتَقِلٌّ، وَقَدْ رَأَيْنَا مَا يُخْتَمُ بِهِ الْإِقَامَةُ مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ مَا يُخْتَمُ بِهِ الْأَذَانُ أَيْضًا. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ بَقِيَّةُ الْإِقَامَةِ عَلَى مِثْلِ بَقِيَّةِ الْأَذَانِ أَيْضًا .فَكَانَ مِمَّا يَدْخُلُ عَلَى هَذِهِ الْحُجَّةِ، أَنَّا رَأَيْنَا مَا يُخْتَمُ بِهِ الْإِقَامَةُ لَا نِصْفَ لَهُ فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمَقْصُودُ إِلَيْهِ مِنْهُ، هُوَ نِصْفُهُ .إِلَّا أَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ لَهُ نِصْفٌ، كَانَ حُكْمُهُ حُكْمَ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَا تَنْقَسِمُ، مِمَّا إِذَا وَجَبَ بَعْضُهَا، وَجَبَ بِوُجُوبِهِ كُلُّهَا فَلِهَذَا صَارَ مَا يُخْتَمُ بِهِ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ، مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَوَاءً، فَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ لِأَحَدِ الْمَعْنَيَيْنِ عَلَى الْآخَرِ .ثُمَّ نَظَرْنَا فِي ذَلِكَ، فَرَأَيْنَاهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّهُ فِي الْإِقَامَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْفَلَاحِ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ فَيَجِيءُ بِهِ، هَاهُنَا، عَلَى مِثْلِ مَا يَجِيءُ بِهِ فِي الْأَذَانِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ أَيْضًا، وَلَا يَجِيءُ بِهِ عَلَى نِصْفِ مَا هُوَ عَلَيْهِ فِي الْأَذَانِ. فَلَمَّا كَانَ هَذَا مِنَ الْإِقَامَةِ، مِمَّا لَهُ نِصْفٌ، عَلَى مِثْلِ مَا هُوَ عَلَيْهِ فِي الْأَذَانِ، سَوَاءٌ كَانَ مَا بَقِيَ مِنَ الْإِقَامَةِ أَيْضًا، هُوَ عَلَى مِثْلِ مَا هُوَ عَلَيْهِ فِي الْأَذَانِ أَيْضًا سَوَاءٌ لَا يُحْذَفُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ . فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ .وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا .

ترجمه : مکحول کہتے ہیں کہ ابن محیریز نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے ابومحذورہؓ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ان آثار کے معانی کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اقامت کو اذان کی طرح تسلیم کیا جائے۔جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا کیونکہ حضرت بلالؓ کو جس بات کا حکم دیا گیا اس میں اختلاف ہے، پھر وہ اقامت میں جفت کلمات پر قائم رہے، یہ تواتر سے ثابت ہے،اس سے معلوم ہو گیا کہ ان کو اسی کا حکم دیا گیا،حضرت ابومحذورہؓ کی روایت میں بھی جفت کلمات ہیں، پس اقامت میں بھی جفت ہونا ثابت ہو گیا،البتہ نظر وفکر کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں جو لوگ اقامت منفرد مانتے ہیں وہ اس کے لیے یہ دلیل دیتے ہیں جو ہم نے اس باب کی ابتداء میں ذکر کر دی کہ اذان کے بعض کلمات میں تکرار ہے اور بعض کلمات دو مرتبہ تکرار کے علاوہ ہیں تو اس سے انہوں نے استدلال کیا کہ اذان کے کلمات جو دو مرتبہ مذکور ہیں وہ پہلی مرتبہ دوبارہ آئے ہیں تو دوسری مرتبہ وہ مفرد لائے گئے اور جو دو مرتبہ نہیں آئے اور مفرد لائے گئے باقی اقامت تو اختتام اذان کے بعد کہی جاتی ہے۔پس اس کا حکم باقی اذان کی طرح ہونا چاہئے،اس دلیل پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ جن الفاظ سے اقامت کا اختتام ہوتا ہے وہ تو نصف نہیں ہوتے پس یہ جائز ہونا چاہئے کہ اس کا مقصود اس سے نصف ہو۔جب یہ نصف نہیں تو اس کا حکم تمام طاق اشیاء کی طرح ہونا چاہیے کہ جب ان کا بعض حصہ لازم ہو جاتا ہے تو تمام وجوب کے ساتھ واجب ہو جاتی ہے۔پس اذان واقامت کا اختتام لا الہ الا اللہ کے ساتھ برابر منفرد طور پر ہوتا ہے تو اس میں ایک معنی کے دوسرے کے لیے ثابت ہونے

کی کوئی دلیل نہ رہی، پھر ہم نے نظری طور پر توجہ ڈالی تو ہمیں یہ ظاہر ہوا کہ اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ اقامت میں فلاحین کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ آتا ہے اور یہ اذان و اقامت میں برابر ہے۔ اسے اذان کا نصف کر کے نہیں لایا جاتا پس جب یہ اقامت میں ایسا کلمہ ہے کہ اس کا نصف اذان کے مماثل ہے تو بقیہ اقامت بھی اذان کے برابر ہونی چاہئے۔ پس جب اقامت میں نصف نہیں ہوتے تو اقامت کے بعد یہ کلمات بھی اذان کے لحاظ سے ایک جیسے ہونے چاہئے اور اس سے کوئی کلمہ چھوڑا نہ جائے اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اقامت کے کلمات دو دو بار ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مسلک ہے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے یہ منقول ہے، اور یہ مضمون مختلف صحابۂ کرام سے مروی ہے۔

تخریج: دارمی ۱۸۸/۱۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ ثَوْبَانُ يُؤَذِّنُ مَثْنَى، وَيُقِيمُ مَثْنَى .

ترجمہ: حماد نے بیان کیا کہ ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت ثوبان مثنیٰ مثنیٰ اذان دیتے اور مثنیٰ اقامت کہتے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَحْذُورَةَ، يُؤَذِّنُ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُقِيمُ مَثْنَى .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: ثنا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ: فِي الْإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ اسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَاءُ فَأَخْبَرَ مُجَاهِدٌ أَنَّ ذٰلِكَ مُحْدَثٌ وَأَنَّ الْأَصْلَ هُوَ التَّثْنِيَةُ .

ترجمہ: عبدالعزیز بن رفیع نے کہا کہ میں نے ابومحذورہؓ کو سنا کہ وہ مثنیٰ مثنیٰ اذان اور اقامت کہتے تھے۔

اور یہی بات صحابہ کرامؓ کے علاوہ جلیل القدر تابعی مجاہد سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یحییٰ بن سعید مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اقامت ایک ایک مرتبہ یہ امراء نے تخفیف کی ہے اور یہ تو ایجاد کردہ چیز ہے اصل اس میں مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو مرتبہ ہے۔

تشریح: اقامت کی کیفیت و کمیت کیا ہے؟ یعنی اقامت میں کتنے کلمات کہے جائیں گے، اور کس طریقے پر کہی جائے گی؟ اس سلسلے میں تین مذاہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالکؒ ربیعۃ الرای اور اہل مدینہ کے نزدیک کلمات اقامت دس ہیں، لفظ اللہ اکبر دو مرتبہ، شہادتین دو مرتبہ، حیعلتین دو مرتبہ، قد قامت الصلاۃ ایک مرتبہ پھر لفظ اللہ اکبر دو مرتبہ پھر کلمہ توحید ایک مرتبہ یہ کل دس کلمات ہوئے یہی لوگ کتاب میں فذهب قوم کے مصداق ہیں۔

دوسرا مذہب: امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک کلمات اقامت گیارہ ہیں یعنی جس طرح امام

مالکؒ کے نزدیک اقامت ہے ان کے نزدیک بھی اسی طرح ہے، البتہ قد قامت الصلاۃ، امام مالکؒ کے نزدیک ایک ہی مرتبہ ہے اور ان حضرات کے نزدیک دو مرتبہ ہے یہی لوگ و خالفهم آخرون في حرف واحد من ذالك کے مصداق ہیں۔

بہر حال ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، احمدؒ) کے نزدیک اقامت میں ایتار (یعنی ایک بار کہنا ہے)۔

تیسرا مذہب: حنفیہ کے نزدیک کلمات اقامت سترہ ہیں اور شہادتین، حیعلتین اور اقامت تینوں دو دو بار اور شروع میں تکبیر چار مرتبہ کہی جائے گی، گویا اذان کے پندرہ کلمات میں صرف دو مرتبہ قد قامت الصلاۃ، کا اضافہ حیعلتین کے بعد کیا جائے گا یہ لوگ و خالفهم في ذالك آخرون کے مصداق ہیں۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

باب کے شروع میں حضرت انسؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ کلمات اذان دو دو مرتبہ کہیں، اور کلمات اقامت ایک ایک مرتبہ کہیں، صاحب کتابؒ نے اس مضمون کی روایت کو سات سندوں سے نقل کیا ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

شوافع اور حنابلہ مذکورہ بالا روایت سے قد قامت الصلاۃ کو مستثنیٰ کرتے ہیں اور ایک دوسری سند سے مروی حضرت انسؓ کی ہی روایت سے استدلال کرتے ہیں عن أنسؓ قال : أمر بلال أن يشفع الأذان ويوتر الإقامة ، زاد يحيىٰ في حديثه عن ابن علية فحدثت به أيوب فقال : إلا الإقامة . یہ حدیث مالکیہ کے خلاف حجت ہے یعنی دوسری سند میں إلا الإقامة . مذکور ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قد قامت الصلاۃ علی حالہ دو مرتبہ کہا جائے گا۔

دوسری دلیل:

یہ ہے کہ کلمات اذان دو قسموں پر ہے (۱) وہ کلمات جو صرف ایک مقام میں مذکور ہوتے ہیں، (۲) وہ کلمات جو دو مقام میں کہے جاتے ہیں جیسے کہ کلمۂ تکبیر اور کلمۂ شہادت یہ دوسرے قسم کے کلمات جو دو مقام میں ذکر کیے جاتے ہیں، وہ مقام نمبر دو میں پہلے مقام کے مقابلے میں نصف ذکر کیے جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جو بعد میں ذکر کیا جاتا ہے وہ آدھا ہو جاتا ہے اور اقامت فی نفسہ ابتداء اور شروع میں نہیں ہوا کرتی ہے بلکہ اذان کے بعد ہوتی ہے۔

لہذا وہ کلمات اقامت جو اذان میں مذکور ہوتے ہیں وہ اقامت میں اذان کے مقابلے میں آدھے ہو جائیں گے، اور وہ کلمات اقامت جو اذان میں مذکور نہیں ہوتے ہیں وہ اقامت میں دو مرتبہ ہوا کریں گے، جیسا کہ قد قامت

الصلاۃ ہے، لہذا اقامت کے اندر نو کلمات اذان میں سے لیے گئے اور دو مرتبہ قد قامت الصلاۃ یہ کل گیارہ ہو گئے۔

حنفیہ کی دلیل:

(۱) کہ حضرت بلالؓ سے اس روایت کے خلاف روایات موجود ہیں جو حضرت انسؓ سے مروی ہے۔

چناں چہ حضرت بلالؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت بلال کو اسی طریقے پر اقامت سکھلائی ہے جس طرح اذان سکھلائی ہے، اور وہی کلمات اقامت میں لاتے ہیں جو اذان میں لائے گئے تھے۔

(۲) زمانۂ نبوت کے بعد حضرت بلالؓ دو دو مرتبہ اذان دیا کرتے تھے اور اقامت بھی دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے، حضرت بلالؓ کا عمل حضرت انسؓ کی روایت کے مخالف ہے جو انھوں نے حضرت بلالؓ کی اذان کے متعلق نقل فرمائی ہے، لہذا انھیں کا عمل حجت قرار پائے گا۔

(۳) اس سلسلے میں سب سے زیادہ صریح اور صحیح روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے "عن عبدالرحمن بن أبي ليلىٰ قال حدثنا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن عبدالله بن زيدؓ جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله ! رأيت في المنام كانَ رجلا قام وعليه بردان أخضران على حائط فأذن مثنى وأقام مثنى وقعد قعدةً قال : فسمع ذلك بلال فقام فأذّن مثنى وأقام مثنى مثنىٰ وقعد قعدةً " [۱]

حافظ زیلعیؒ یہ روایت نصب الرایہ میں نقل کر کے فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین بن دقیق العیدؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور علامہ ابن حزم نے لکھا ہے هذا الإسناد في غاية الصحة علامہ ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کی صحت کو دیکھ کر "التحقیق" میں ترجیع اور تشفیع اقامت کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے، بہر حال یہ روایت باب اذان واقامت میں حنفیہ کی ایک مضبوط دلیل ہے۔

(۴) حضرت سوید بن غفلہ کی روایت: " سمعت بلالاً يؤذن مثنى ويقيم مثنى" (طحاوی)

(۵) حضرت ابو محذورہؓ کی روایت ہے: فرماتے ہیں:" علمني رسول الله صلى الله وسلم الا قامة سبع عشرة كلمة" وفي رواية أخرى: " علمه الاقامة مثنى مثنى " (طحاوی)

(۶) سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہؓ کی روایت ہے:" إن بلالاً كان يؤذن للنبى صلى الله عليه وسلم مثنى مثنى ويقيم مثنى مثنى" [۲]

(۷) مصنف عبدالرزاق میں خود حضرت بلالؓ کی روایت ہے " عن بلالؓ قال : كان أذانه وإقامته مرتين مرتين" حافظ ماردینی علاء الدین بن الترکمانی صاحب جوہر نقی فی الرد علی البیہقی نے فرمایا" هذا سند جيد" [۳]

فریق مخالف کا جواب:

رہیں وہ روایات جو ایتار اقامت کو بیان کرتی ہیں اور شوافع و مالکیہ کی مستدل ہیں حنفیہ کی طرف سے ان کا جواب عموماً یہ دیا جاتا ہے کہ ایتار سے مراد دونوں کلمات کا ایک سانس میں ادا کرنا ہے۔ چناں چہ خود امام شافعیؒ نے اللہ اکبر میں ایتار کو اسی معنی پر محمول کیا ہے، یہ جواب اطمینان بخش ہوسکتا ہے، مگر جن روایات میں إلا الإ قامۃ' کہہ کر اقامت کو مستثنیٰ کیا ہے اس کی روشنی میں یہ جواب کمزور ہو جاتا ہے چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں اس تاویل کو خلاف متبادر قرار دیتے ہوئے اس کی تردید کی اور فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ احادیث صحیحہ میں تشفیع اور ایتار دونوں ثابت ہیں اس لیے اس کے جواز میں کوئی شبہ اور کلام نہیں، البتہ دیکھنا یہ ہے کہ ترجیح کس کو حاصل ہے؟

حنفیہ نے سترہ کلمات کی روایات کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت جو اذان و اقامت کے باب میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں تشفیع ثابت ہے، دوسرے حضرت بلالؓ کا آخری عمل تشفیع اقامت تھا، جیسا کہ یہ گذر چکا ہے، نیز حضرت بلالؓ کی اقامت میں تعارض واقع ہونے کے بعد جب ہم نے ابو محذورہؓ کی اقامت کو دیکھا تو وہ سترہ کلمات پر مشتمل تھی، جیسا کہ پچھلے باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اور ابو محذورہؓ سے جو روایت افراد اقامت کے سلسلے میں ہے وہ ضعیف ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ ابتداء میں ایتار پر عمل پیرا تھے بعد میں تشفیع پر عمل کرنے لگے، اس کا ایک قرینہ تو حضرت سوید بن غفلہؒ کی مذکورہ روایت ہے، دوسرا قرینہ حضرت ابو محذورہؓ کی روایت ہے، کیوں کہ وہ ۹ھ میں اسلام لائے ہیں، اس لیے ظاہر یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کا آخری عمل قابل ترجیح ہے اور ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ اختلاف جواز و عدم جواز کا نہیں بلکہ محض راجح اور مرجوح کا ہے۔

(۲) ایک دوسرا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ مذکورہ تمام احادیث کو صحیح قرار دینے سے یہ لازم آتا ہے کہ اذان و اقامت دونوں کو برابر مانا جائے اس لیے کہ فریق اول و ثانی نے حضرت بلالؓ کو حکم کیے جانے کے سلسلے میں جو روایت پیش کی ہے وہ مجمل ہے نیز اس میں اختلاف بھی واقع ہوا ہے، اور حضور ﷺ کے زمانے کے بعد حضرت بلالؓ دو دو مرتبہ اقامت کہنے پر ثابت قدم رہے ہیں جو متواتر روایات سے ثابت ہے۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

فریق ثانی کی عقلی دلیل کا جواب:

اس کا جواب امام طحاویؒ نے اس طرح دیا ہے کہ سلسلۂ اذان ختم ہو جانے کے بعد علیحدہ طور پر اقامت کہی جاتی ہے؛ اس لیے اقامت کے لیے علیحدہ مستقل حکم ہوگا، اس لیے اقامت کو اذان کے تابع قرار دے کر اذان کے نصف پر ثابت کرنا درست نہیں ہوسکتا۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

نظر طحاوی: حیعلتین کے بعد لفظ اللہ اکبر کے دو مرتبہ کہے جانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس میں تنصیف ممکن

ہے، تو ہم نے غور کر کے دیکھا، کہ جس طرح اذان کے اندر حی علی الفلاح کے بعد کلمہ تکبیر دو مرتبہ کہا جاتا ہے اسی طرح اقامت کے اندر بھی کلمہ تکبیر دو مرتبہ کہا جاتا ہے، لہذا اقامت کے بقیہ کلمات بھی اذان کے بقیہ کلمات کی طرح مستعمل ہوں گے، اس لیے کہ یہاں تنصیف ممکن ہونے کے باوجود اقامت میں تنصیف نہیں کی گئی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں کا حکم یکساں ہے، تو جس طرح اذان دو دو مرتبہ دی جاتی ہے اسی طرح اقامت بھی دو دو مرتبہ کہی جائے گی، یہی ہمارے علمائے ثلاثہ کا قول ہے۔ (تلخیص از طحاوی وتقریب شرح معانی الآثار)

آگے امام طحاویؒ نے چند صحابہ کے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ زمانۂ نبوت کے بعد بھی ان صحابہ کا عمل دو دو مرتبہ اقامت کہنے کا تھا۔ جن میں سلمہ بن الاکوع، حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابو محذورہؓ ہیں۔

﴿الحواشی﴾

(۱) مصنف ابن أبي شيبة ج: ۲ ص ۳۵۱۱، رقم: ۲۱۳۱.

(۲) سنن الدار قطني باب ذكر الإقامة، ج: ۱ ص: ۵۳۵ رقم الحديث: ۹۲۷ - ۱۔ مصنف عبدالرزاق ج: ۲ ص ۱۷ رقم الحديث: ۱۸۰۶.

(۳) مصنف عبدالرزاق جلد: ۲ صفحه ۱۷ رقم الحديث ۱۸۰۶.

﴿باب قول المؤذن في أذان الصبح: الصلاة خير من النوم﴾

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: كَرِهَ قَوْمٌ أَنْ يُقَالَ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ) وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ (بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فِي الْأَذَانِ الَّذِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلِيمَهُ إِيَّاهُ بِلَالًا فَأَمَرَ بِلَالًا بِالتَّأْذِينِ) وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَاسْتَحَبُّوا أَنْ يُقَالَ: ذَلِكَ فِي التَّأْذِينِ لِلصُّبْحِ بَعْدَ الْفَلَاحِ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، فَقَدْ عَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مَحْذُورَةَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَهُ فِي الْأَذَانِ لِلصُّبْحِ.

ترجمہ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض لوگوں نے نماز صبح میں ''الصلوۃ خیر من النوم'' کو مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے عبد اللہ بن زیدؓ کی اس روایت سے استدلال کیا جس میں آپ ﷺ کے حکم سے انہوں نے بلالؓ کو اذان سکھائی۔ علماء کی دوسری جماعت نے اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اذان فجر میں اس کا کہنا مستحب ہے، یہ فلاحین کے بعد کہا جائے گا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر چہ یہ عبد اللہ بن زیدؓ کی روایت میں نہیں مگر یہ کلمہ آپ ﷺ نے حضرت

ابومحذورہؓ کو اذان فجر کے لیے تعلیم دیا اور یہ اس کے بعد کا واقعہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ: (عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ).

ترجمہ: ام عبدالملک نے بیان کیا کہ ابومحذورہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صبح کی پہلی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کے کلمات سکھائے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۲۸، نمبر ۵۰۰/۵۰۴، نسائی فی الأذان باب ۶، ۱۵، ابن ماجه فی الاذان باب ۱۰۳، دارمی فی الصلاۃ باب ۵، مالك فی النداء نمبر ۸، مسند احمد ۴۰۸/۳، ۴۰۹/۴، ۴۳/۴۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَحْذُورَةَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا صَبِيًّا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أَبَا مَحْذُورَةَ كَانَ ذَلِكَ زِيَادَةً عَلَى مَا فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَوَجَبَ اسْتِعْمَالُهَا. وَقَدِ اسْتَعْمَلَ ذَلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْدِهِ.

ترجمہ: عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے خود ابومحذورہؓ کو کہتے سنا کہ میں نوعمر بچہ تھا مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے خود ابومحذورہؓ کو یہ کلمات سکھائے تو یہ عبداللہ بن زیدؓ کی روایت پر اضافہ ہوا اور اس کو اختیار کرنا لازم ہوا اور آپ ﷺ کے بعد اصحاب رسول ﷺ نے اس کو اپنایا۔

تخریج: دارقطنی ۲۴۴/۱۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب جناب رسول اللہ ﷺ نے خود سکھائے تو ان کلمات سے روایت عبداللہ بن زید بن عبدربہ صحیح سند سے اضافہ ثابت ہوگیا ثقہ کا اضافہ مقبول ہے پس اس کا استعمال ضروری ہے آپ ﷺ کے صحابہ نے آپ کی وفات کے بعد اس کو استعمال کیا اس کی شاہد یہ روایات ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ بَعْدَ الْفَلَاحِ (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ).

ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ کہتے ہیں اذان اول میں الفلاح کے بعد "الصلاۃ خیر من النوم" دو مرتبہ تھا۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: انا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ " :كَانَ التَّثْوِيبُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذَا قَالَ :الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ) مَرَّتَيْنِ . فَهَذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُخْبِرُ أَنَّ ذَلِكَ مِمَّا كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ بِهِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ .فَثَبَتَ بِذَلِكَ مَا ذَكَرْنَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى .

ترجمہ: محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں فجر کی اذان میں تثویب یہ ہے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح سے فارغ ہو جائے تو دو مرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کا کلمہ کہا جائے۔ پس یہ ابن عمر اور انسؓ ہیں جو خبر دے رہے ہیں کہ یہ کلمات وہ ہیں جن کو مؤذن اذان صبح میں پڑھا کرتا تھا۔ پس ان روایات سے یہ ثابت ہو گیا اور یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔

تخريج : بيهقي في الكبرى ١ / ٦٣٢۔

تشریح: صبح کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کہنے کو تثویب کہتے ہیں۔

تثویب کی لغوی واصطلاحی تعریف:

تثویب کے لغوی معنی اعلام بعد الاعلام کے ہیں اور شرعا اس کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ (۱) حیعلتین کے بعد "الصلاۃ خیر من النوم" کہنا یہ تثویب فجر کے ساتھ مخصوص ہے اور بقیہ نمازوں میں ناجائز ہے، اور اس حدیث باب میں تثویب سے یہی مراد بھی ہے۔ (۲) تثویب کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اذان واقامت کے درمیان "الصلاۃ جامعۃ" "حی علی الصلاۃ" یا اس قسم کا کوئی جملہ استعمال کرنا اس معنی کے لحاظ سے تثویب کو اکثر علماء نے بدعت اور مکروہ کہا ہے اس لیے کہ یہ تثویب عہد رسالت میں ثابت نہیں ہے، البتہ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ وہ مشتغلین بالعلم کے لیے اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اقامت سے کچھ پہلے ان کو یاد دہانی کرائی جائے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ اصلاً اس قسم کی یاد دہانی مباح تھی، کیوں کہ نصوص میں نہ اس کا امر کیا گیا تھا نہ اس سے نہی، لیکن بعض علاقوں میں اس تثویب کو سنت کی حیثیت سے اختیار کر لیا گیا، تو علما نے اسے بدعت کہا لیکن اگر ضرورت کے مواقع پر اس کو سنت اور عبادت سمجھے بغیر اختیار کیا جائے تو مباح ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، چناں چہ علامہ شامیؒ نے بھی لکھا ہے کہ قاضی، مفتی اور دوسرے دینی کاموں میں مشغول لوگوں کے لیے تثویب کی گنجائش ہے۔

اب ہم تثویب حقیقی یعنی فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلاۃ خیر من النوم کہنا، کے بارے میں گفتگو کریں گے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول:

عطاء بن رباح، طاؤس، اور اسود بن یزید کے نزدیک یہ تثویب مکروہ ہے یہی لوگ باب کے شروع میں کرہ

قوم کے مصداق ہیں۔

دوسرا قول:

ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک یہ تثویب مسنون ہے، یہی لوگ و خالفهم في ذالك اخرون کے مصداق ہیں۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

باب کی پہلی حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ نے حضور ﷺ کے حکم سے حضرت بلالؓ کو جو اذان سکھلائی تھی اس میں تثویب نہیں تھی، اس لیے تثویب صبح کی اذان میں مکروہ ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) ابو محذورہؓ کی روایت باب: "وأمره أن يجعله في الأذان للصبح" کہ حضور ﷺ نے ابو محذورہؓ کو اذان سکھلاتے وقت فجر کی اذان میں تثویب کو بھی سکھلایا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ اس کو فجر کی اذان میں شامل کرلو۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ دورِ نبوت کے بعد صحابۂ کرامؓ نے اس تثویب کو صبح کی اذان میں استعمال فرمایا ہے، امام طحاویؒ نے بطور مثال حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انسؓ کا عمل اور فتوی نقل فرمایا ہے اور یہی ہمارے علمائے ثلاثہ کا قول ہے۔

فریق اول کی دلیل کا جواب:

یہ مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی اذان میں تثویب نہیں تھی لیکن وہ تو ابتداء کا زمانہ ہے اور حضرت ابو محذورہؓ کو جو اذان حضور ﷺ نے سکھلائی ہے وہ ۹ھ کا واقعہ ہے اس لیے یہ کہا جائے گا کہ شروع میں یہ حکم نہیں تھا بعد میں خود حضور ﷺ نے اس اضافہ کا حکم دیا ہے اس لیے وہ بھی مشروع ہے۔

(تقریب شرح معانی الآثار)

تثویب کا ثبوت:

عن عائشةؓ ان بلالاً اتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بالصلاة فوجده راقداً، فقال: الصلاة خيرمن النوم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: مااحسن هذا، اجعله في اذانك" وعن أنسؓ انه قال: كان التثويب على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. الصلاة خير من النوم"

﴿باب التاذین للفجر أيّ وقت هو؟ بعد طلوع الفجر أو قبل ذالک؟﴾

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَان، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَاب، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا، حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ "أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ".

ترجمہ : سالم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال رات کواذان دے دیتا ہے پس تم اس وقت تک کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں ابن شہاب کہتے ہیں یہ ابن ام مکتوم نابینا تھے یہ اس وقت تک اذان نہ دیتے جب تک لوگ ان کو تاکید سے اصبحت اصبحت کہتے۔ یعنی تم نے صبح کر دی تم نے صبح کر دی۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱، ۱۲، ۱۳، ترمذی فی المواقیت باب ۳۵، نمبر ۲۰۳، نسائی فی الاذان باب ۹، مالک فی النداء حدیث نمبر ۱۴ / ۱۵، مسند احمد ۲ / ۹، ۵۷۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ، يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ).

ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک بلال رات کواذان دے دیتا ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا رَوْحٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ خُبَيْبَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ أُنَيْسَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ بِلَالًا أَوِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ بِلَالٌ أَوِ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ) فَكَانَ إِذَا نَزَلَ هَذَا، وَأَرَادَ هَذَا أَنْ يَصْعَدَ تَعَلَّقُوا بِهِ وَقَالُوا: كَمَا أَنْتَ حَتَّى نَتَسَحَّرَ.

ترجمہ : شعبہ کہتے ہیں میں نے خبیب بن عبدالرحمن کو اپنی پھوپھی انیسہؓ سے بیان کرتے سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلال یا ابن ام مکتوم رات کو ہی اذان دے دیتے ہیں (یعنی ابھی رات باقی ہوتی ہے کہ وہ اذان دے دیتے ہیں) پس تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ بلال یا ابن ام مکتوم اذان دیں جب یہ اذان والا اترتا تو دوسرا چڑھنے کا

ارادہ کرتا تو لوگ اسے چمٹ جاتے اور کہتے تم اسی طرح رہو یہاں تک کہ سحر ہو جائے۔

تخریج: المعجم الکبیر ۱۹۱/۲٤، بیهقی ۱/۵٦۱.

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ وَزَادُوا (كَانَتْ قَدْ حَجَّتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا مِقْدَارُ مَا يَصْعَدُ هٰذَا وَيَنْزِلُ هٰذَا).

ترجمه : شعبہ نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ انیسہؓ نے آپ کے ساتھ حج کیا تھا ان دونوں مؤذنوں کے درمیان بس اتنا فاصلہ تھا کہ ایک منبر پر چڑھتا اور دوسرا اترتا تھا۔

تخریج: طبرانی کبیر ۱۹۱/۲٤.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمَّتِهِ، أُنَيْسَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا نِدَاءَ بِلَالٍ).

ترجمه : منصور نے خبیب بن عبدالرحمٰن عن عمتہ انیسہؓ سے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن ام مکتوم رات کو اذان دے دیتے ہیں تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ بلال کی اذان سنو۔

تخریج : نسائی ۱/ ۱۰۵

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيَّ وَكَانَ إِمَامَهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ، وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ، حَتّٰى يَبْدُوَ الْفَجْرُ، وَيَنْفَجِرَ الْفَجْرُ).

ترجمه : شعبہ نے سوادہ قشیری سے سنا (یہ ان کا امام تھا) کہ میں نے سمرہ بن جندبؓ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں بلال کی اذان دھوکا میں نہ رکھے اور نہ یہ (صبح کاذب کی) سفیدی یہاں تک کہ فجر ظاہر ہو اور صبح صادق پھوٹ پڑے۔

تخریج : مسلم فی الصیام نمبر ٤٤، مسند احمد ٢٢/٤ .

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْفَجْرَ يُؤَذَّنُ لَهَا قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا .وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ، فَمَنْ ذَهَبَ إِلَى ذٰلِكَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَذَّنَ لِلْفَجْرِ أَيْضًا إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهَا، كَمَا لَا يُؤَذَّنُ لِسَائِرِ الصَّلَوَاتِ إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهَا . وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ فَقَالُوا: إِنَّمَا كَانَ أَذَانُ بِلَالٍ الَّذِي كَانَ يُؤَذِّنُ بِهِ بِلَيْلٍ، لِغَيْرِ الصَّلَاةِ. فَذَكَرُوا .

ترجمہ : سوادہ القشیری نے سمرہؓ سے انہوں نے جناب نبی ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کے ہاں فجر کی اذان اس کا وقت داخل ہونے سے پہلے دی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ان روایات کو اپنا مستدل بنایا ہے، ان حضرات میں امام ابو یوسفؒ بھی شامل ہیں۔ مگر دوسرے حضرات نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ فجر کے لیے بھی وقت کے آجانے کے بعد اذان دی جائے جیسا کہ دیگر نمازوں کے لیے دخول وقت کے بعد اذان دی جاتی ہے اور انہوں نے دلیل پیش کرتے ہوئے حضرت بلالؓ کی اذان والی روایت کہ وہ رات کو اذان دیتے تھے کا جواب یہ دیا کہ وہ نماز کے لیے نہ تھی، روایت ملاحظہ ہو۔

تخریج : مسند احمد ۷/۵، مسلم ۱/ ۳۵۰، المعجم الکبیر ۷/ ۲۳۶ .

وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُنَادِي، أَوْ يُؤَذِّنُ، لِيَرْجِعَ غَائِبُكُمْ، وَلِيَنْتَبِهَ قَائِمُكُمْ) وَقَالَ: (لَيْسَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَجَمَعَ أُصْبُعَيْهِ وَفَرَّقَهُمَا) وَفِي (حَدِيثِ زُهَيْرٍ خَاصَّةً وَرَفَعَ زُهَيْرٌ يَدَهُ وَخَفَضَهَا حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا، أَوْ مَدَّ زُهَيْرٌ يَدَيْهِ عَرْضًا فَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذٰلِكَ النِّدَاءَ كَانَ مِنْ بِلَالٍ، لِيَنْتَبِهَ النَّائِمُ وَلِيَرْجِعَ الْغَائِبُ لَا لِلصَّلَاةِ) وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

ترجمہ : ابو عثمان نہدی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال کی اذان تمہیں سحری سے ہرگز نہ روکے وہ اس لیے اذان دیتے ہیں تاکہ تمہارا غائب گھر واپس لوٹ آئے اور قیام کرنے والا خبر دار ہو جائے اور کہا کیا فجر یا صبح اس طرح اور اس طرح نہیں ہے اور انہوں نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کیا اور جدا کیا" زہیر کی روایت میں خاص طور پر یہ الفاظ ہیں" " رفع زهیریده وخفضها حتی یقول هٰکذا، او مد زهیر یدیده عرضا" زہیر نے عرض میں اپنے دونوں ہاتھوں کو دراز کیا (صبح صادق کو سمجھانے کے لیے)۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۳، مسلم فی الصیام نمبر ۳۹، ابوداؤد فی الصوم باب ۱۸، نمبر ۲۳۴۷، نسائی فی الاذان باب ۱۱ ، بیهقی فی السنن الکبریٰ ۴/ ۲۱۸ .

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ) . فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْوِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَكَرْنَا، وَهُوَ مِمَّنْ قَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ). فَثَبَتَ بِذٰلِكَ، أَنَّ مَا كَانَ

مِنْ بِدَائِهِ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِمَّا كَانَ مُبَاحًا لَهُ، هُوَ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ، وَأَنَّ مَا أَنْكَرَهُ عَلَيْهِ إِذْ فَعَلَهُ قَبْلَ الْفَجْرِ، كَانَ لِلصَّلَاةِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

ترجمہ : نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نے ایک مرتبہ طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی تو ان کو جناب نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ وہ دوبارہ لوٹ کر یہ اعلان کردیں: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ بندے کو نیند میں معلوم نہیں رہا چنانچہ انہوں نے لوٹ کر یہ اعلان کیا: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ۔ یہ ابن عمرؓ ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ نقل کررہے ہیں حالانکہ وہ ان حضرات میں سے ہیں جن کی روایت یہ ہے کہ بلالؓ رات کو اذان دیتے ہیں، پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں، پس اس سے ثابت ہوگیا کہ طلوع صبح صادق سے پہلے جس اذان کو مباح قرار دیا گیا تھا وہ نماز کے علاوہ دیگر عمل کے لیے تھی اور جس اذان کے طلوع فجر سے پہلے ہوجانے پر آپ نے اعتراض کیا وہ نماز کے لیے تھی اور ابن عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۴۰، نمبر ۵۳۲، ترمذی فی الصلاۃ باب ۳۵، نمبر ۲۰۳.

مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ(رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ، وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ). فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يُؤَذِّنُونَ لِلصَّلَاةِ إِلَّا بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ (وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا بِلَالًا أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ) يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَادَتَهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَعْرِفُونَ أَذَانًا قَبْلَ الْفَجْرِ. وَلَوْ كَانُوا يَعْرِفُونَ ذٰلِكَ أَذَانًا، لَمَا احْتَاجُوا إِلَى هٰذَا النِّدَاءِ ، وَأَرَادَ بِهِ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ النِّدَاءِ إِنَّمَا هُوَ لِيُعْلِمَهُمْ أَنَّهُمْ فِي لَيْلٍ حَتَّى يُصَلِّيَ مَنْ آثَرَ مِنْهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ وَلَا يُمْسِكُ عَمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الصَّائِمُ .وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ بِلَالٌ كَانَ يُؤَذِّنُ فِي وَقْتٍ كَانَ يَرَى أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ فِيهِ وَلَا يَتَحَقَّقُ ذٰلِكَ، لِضَعْفِ بَصَرِهِ .

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ، حضرت حفصہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب مؤذن فجر کی اذان دے دیتا تو آپ فجر کی دو رکعت پڑھتے پھر مسجد کی طرف نکلتے اور کھانا حرام ہوجاتا (سحری کے لیے) اور صبح صادق جب تک طلوع نہ ہوتی آپ اذان نہ دیتے، یہ ابن عمرؓ جو حفصہؓ کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ مؤذن نماز فجر کے لیے اذان طلوع فجر کے بعد دیا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اذان لوٹانے کا حکم فرمایا اور اس اعلان کا حکم فرمایا ''الا ان العبد قد نام'' کہ بندہ کو نیند آگئی تھی، یہ بات اس عادت کو ثابت کرتی

ہے کہ فجر سے پہلے اذان ان کے ہاں معروف نہ تھی، اگر لوگ اس کو جانتے ہوتے تو دوبارہ اعلان کی چنداں حاجت نہ تھی، ہمارے ہاں اس اعلان کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ ان کو مطلع کریں کہ اب تک رات کا وقت باقی ہے تاکہ جو شخص رات کو نماز ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ادا کرے اور ان چیزوں کے استعمال سے پہلے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جن سے روزہ دار بچتا ہے اور اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت بلالؓ یہ گمان کر کے اذان دیتے ہوں کہ فجر طلوع ہو چکی مگر نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے اس طلوع فجر کو اچھی طرح معلوم نہ کر سکتے تھے، دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۲، مسلم فی المسافرین نمبر ۸۷، ترمذی فی الصلاۃ باب ۲۰۳، نمبر ۴۳۳، نسائی فی الصلاۃ باب ۲۹، مالک فی الصلاۃ نمبر ۲۹، مسند احمد ۲۸۴/۶.

وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنَّ فِي بَصَرِهِ شَيْئًا) فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُرِيدُ الْفَجْرَ فَيُخْطِئُهُ لِضَعْفِ بَصَرِهِ .فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَعْمَلُوا عَلَى أَذَانِهِ، إِذْ كَانَ مِنْ عَادَاتِهِ الْخَطَأُ، لِضَعْفِ بَصَرِهِ .

ترجمہ : قتادہ نے انسؓ سے بیان کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کو اذان بلال سے دھوکا نہ لگ جائے ان کی بصارت میں کچھ کمزوری ہے، اس سے یہ دلالت مہیا ہوگئی کہ بلالؓ طلوع صبح صادق کا ارادہ فرماتے، نظر کی کمزوری سے ان کی نظر کبھی خطاء کر جاتی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ اس کی اذان کے مطابق عمل نہ کریں کیونکہ نظر کی کمزوری سے خطاء ان کی عادت بن چکی ہے۔

وَقَدْ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ:(قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: إِنَّكَ تُؤَذِّنُ إِذَا كَانَ الْفَجْرُ سَاطِعًا، وَلَيْسَ ذٰلِكَ الصُّبْحَ، إِنَّمَا الصُّبْحُ هٰكَذَا مُعْتَرِضًا) فَأَخْبَرَهُ فِي هٰذَا الْأَثَرِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَذِّنُ بِطُلُوعِ مَا يَرَى أَنَّهُ الْفَجْرُ، وَلَيْسَ هُوَ فِي الْحَقِيقَةِ بِفَجْرٍ. وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ) قَالَتْ :وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا مِقْدَارُ مَا يَصْعَدُ هٰذَا وَيَنْزِلُ هٰذَا. فَلَمَّا كَانَ بَيْنَ أَذَانَيْهِمَا مِنَ الْقُرْبِ مَا ذَكَرْنَا، ثَبَتَ أَنَّهُمَا كَانَا يَقْصِدَانِ وَقْتًا وَاحِدًا وَهُوَ طُلُوعُ الْفَجْرِ، فَيُخْطِئُهُ بِلَالٌ لِمَا بِبَصَرِهِ، وَيُصِيبُهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ الْجَمَاعَةُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : عثمان نے عدیؓ بن حاتم سے بیان کیا اور اس نے ابوذرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بلال کو

فرمایا تم اس وقت اذان دیتے ہو کہ فجر (کاذب) چمک رہی ہوتی ہے اور یہ صبح (صادق) نہیں بے شک صبح تو اس طرح چوڑائی میں ہوتی ہے۔ اس ارشاد میں آپ ﷺ نے بلالؓ کو یہ بتلایا کہ تم اس چیز کے ظاہر ہونے پر اسے فجر سمجھ کر اذان دے دیتے ہو، مگر وہ حقیقت میں فجر نہیں ہے اور ہم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلال رات ابھی باقی ہوتی ہے کہ اذان دے دیتے ہیں "پس تم سحری کھاؤ" پیئو یہاں تک کہ عبداللہ بن ام مکتومؓ اذان دیں۔ حضرت ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ ان دونوں کی اذان میں اتنا وقفہ ہوتا کہ وہ اذان کے لیے چڑھتے اور وہ اذان دے کر اترتے۔ جب ان دونوں اذانوں میں اتنا کم فاصلہ تھا تو اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ دونوں حضرات طلوع صبح صادق کا ارادہ رکھتے تھے، حضرت بلالؓ بصارت میں کمزوری کی وجہ سے خطاء کر جاتے اور حضرت ابن ام مکتوم صبح طلوع فجر پر اذان دیتے کیونکہ وہ اذان اسی وقت دیتے جب تک لوگ ان کو "اصبحت اصبحت" کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی نہ پکارتے، پھر حضرت عائشہؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ مروی ہے۔

تخریج مسند احمد ۱۷۲/۵ .

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مَتَى تُوتِرِينَ؟ قَالَتْ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ الْأَسْوَدُ: وَإِنَّمَا كَانُوا يُؤَذِّنُونَ بَعْدَ الصُّبْحِ وَهٰذَا تَأْذِينُهُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ الْأَسْوَدَ إِنَّمَا كَانَ سَمَاعُهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالْمَدِينَةِ، وَهِيَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَوَيْنَا عَنْهَا ذٰلِكَ، فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِمْ تَرْكَهُمُ التَّأْذِينَ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَلَا أَنْكَرَ ذٰلِكَ غَيْرُهَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مُرَادَ بِلَالٍ بِأَذَانِهِ ذٰلِكَ، الْفَجْرُ وَأَنَّ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ) إِنَّمَا هُوَ لِإِصَابَةِ طُلُوعِ الْفَجْرِ. فَلَمَّا رَوَيْتُ هٰذِهِ الْآثَارَ عَلَى مَا ذَكَرْنَا، وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يُؤَذِّنُونَ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، فَقَدْ بَطَلَ الْمَعْنَى الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ، أَبُو يُوسُفَ. وَإِنْ كَانَ الْمَعْنَى عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَكَانُوا يُؤَذِّنُونَ قَبْلَ الْفَجْرِ عَلَى الْقَصْدِ مِنْهُمْ لِذٰلِكَ فَإِنَّ حَدِيثَ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَيَّنَ أَنَّ ذٰلِكَ التَّأْذِينَ كَانَ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ .وَفِي تَأْذِينِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ دَلِيلٌ أَنَّ ذٰلِكَ مَوْضِعُ أَذَانٍ لِتِلْكَ الصَّلَاةِ. وَلَوْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مَوْضِعَ أَذَانٍ لَهَا لَمَا أُبِيحَ الْأَذَانُ فِيهَا. فَلَمَّا أُبِيحَ ذٰلِكَ ثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ الْوَقْتَ، وَقْتٌ لِلْأَذَانِ، وَاحْتَمَلَ تَقْدِيمَهُمْ أَذَانَ بِلَالٍ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا.ثُمَّ اعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ لِنَسْتَخْرِجَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ، قَوْلًا صَحِيحًا فَرَأَيْنَا سَائِرَ الصَّلَوَاتِ، غَيْرَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ أَوْقَاتِهَا. وَاخْتَلَفُوا فِي الْفَجْرِ، فَقَالَ قَوْمٌ: التَّأْذِينُ

لَهَا قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا. وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ هُوَ بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهَا. فَالنَّظْرُ عَلَى مَا وَصَفْنَا أَنْ يَكُونَ الْأَذَانُ لَهَا كَالْأَذَانِ لِغَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ، فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ دُخُولِ أَوْقَاتِهَا، كَانَ أَيْضًا فِي الْفَجْرِ كَذٰلِكَ. فَهٰذَا هُوَ النَّظْرُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَمُحَمَّدٍ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

ترجمہ: اسود کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ام المؤمنین! آپ وتر کب ادا کرتی ہیں؟ فرمایا جب مؤذن اذان دے چکتا ہے، اسود کہتے ہیں وہ صبح صادق کے بعد اذان دیتے اور یہ مسجد نبوی ﷺ کی اذان سے متعلق ہے کیونکہ اس کا سماع حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مدینہ منورہ میں ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وہ روایت خود آپ ﷺ سے سن رکھی جو ہم ذکر کر آئے۔ اس لیے فجر سے پہلے والی اذان کے چھوڑنے پر انہوں نے اعتراض نہ کیا اور ان کے علاوہ اصحاب رسول ﷺ نے بھی انکار نہ کیا۔ اس سے یہ دلالت مل گئی کہ حضرت بلالؓ کا مقصود بھی اذان سے اذان فجر تھی اور آپ ﷺ کا ارشاد ''فکلوا واشربوا'' یہ طلوع فجر کے صحیح طور پر ظاہر ہونے کی بناء پر تھا، جب روایات اس انداز سے وارد ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور حضرت حفصہؓ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو جاتی اگر یہ بات اسی طرح ہے تو امام ابو یوسفؒ نے جس معنی کو اختیار کیا وہ باطل ٹھہرا، بالفرض اگر وہ معنی مراد لیا جائے کہ وہ جان بوجھ کر فجر سے پہلے اذان دیتے تھے تو ابن مسعودؓ کی جناب رسول اللہ ﷺ والی روایت سے یہ بات کھول دی کہ وہ اذان فجر کے لیے اذان نہ تھی اور ابن ام مکتومؓ کی وہ اذان جو طلوع فجر کے بعد ہوا کرتی تھی وہ اس پر شاہد ہے کہ یہ اس نماز کے وقت کی اذان ہے اگر وہ اس اذان کا وقت نہ ہوتا تو اس وقت اذان درست نہ ہوتی جب وہ مباح قرار دی گئی تو اس سے یہ بات خود ثابت ہو گئی کہ یہ وقت اذان فجر کا وقت تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان کو مقدم کرنے میں وہی احتمال ہے جو ہم ذکر کر آئے، اب اس کو نظری انداز سے دیکھا تو ہم نے یہ بات پائی کہ دوسری نمازوں کے لیے اذان ان کے وقت داخل ہونے کے بعد دی جاتی ہے، فجر میں صرف اختلاف ہے ایک جماعت نے کہا کہ اس کی اذان وقت سے پہلے دی جا سکتی اور دوسری جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ اذان بھی وقت کے داخل ہونے کے بعد دی جائے گی تو اس بیان کا تقاضا یہ ہے کہ فجر کے لیے بھی اذان اسی طرح ہو جس طرح دیگر نمازوں کے لیے ہوتی ہے، جب وہ دخول وقت کے بعد ہیں تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہونا چاہئے، جیسا کہ نظر و قیاس اسی کو چاہتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

تخریج : بیہقی ۱/ ٦٧٥ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ سَعِيدٍ، وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنِّي أُؤَذِّنُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لِأَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ السَّمَاءِ بِالنِّدَاءِ. فَقَالَ سُفْيَانُ: لَا، حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلْقَمَةَ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ.

ترجمہ : علی بن جعد کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن سعید سے سنا کہ ان کو ایک آدمی نے کہا میں طلوع فجر سے پہلے اذان دیتا ہوں تاکہ میری اذان سب سے پہلے اذان کے ذریعہ آسمان کا دوازہ کھٹکھٹانے والی ہوتو انہوں نے فرمایا مت اذان دو جب تک کہ فجر طلوع نہ ہو۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: أنا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: شَيَّعْنَا عَلْقَمَةَ إِلَى مَكَّةَ، فَخَرَجَ بِلَيْلٍ فَسَمِعَ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ خَالَفَ سُنَّةَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ نَائِمًا كَانَ خَيْرًا لَهُ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، أَذَّنَ فَأَخْبَرَ عَلْقَمَةُ أَنَّ التَّأْذِينَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ خِلَافٌ لِسُنَّةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ : ابراہیم کہتے ہیں ہم علقمہ کے ساتھ مکہ کی طرف گئے وہ رات کو نکلے تو انہوں نے ایک مؤذن کو رات کے وقت اذان دیتے سنا آپ نے فرمایا لوسنو! اس شخص نے اصحاب رسول ﷺ کے طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے اگر اس کی بجائے سورہتا تو بہتر تھا جب فجر طلوع ہوجاتی تب اذان دیتا، حضرت علقمہ نے یہ بات بتلادی کہ طلوع فجر سے پہلے اذان یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔تخریج: ابن ابی شیبہ ۱/۱۹۴

تشریح : تمام ائمہ اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی اذان وقت سے پہلے جائز نہیں ہے اگر دے دی جائے تو اعادہ واجب ہے اختلاف صرف فجر کی اذان کے سلسلے میں ہے کہ فجر کی اذان طلوع فجر سے پہلے دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول : ائمہ ثلاثہ، امام ابو یوسف ؒ، اسحاق بن راہویہ ؒ، اور عبداللہ بن المبارک ؒ کا مسلک یہ ہے کہ اذان فجر وقت سے پہلے دی جاسکتی ہے اور ایسی صورت میں اعادہ بھی واجب نہیں ہے، لیکن ان حضرات کے قول کے مطابق یہ صرف فجر کی خصوصیت ہے کسی اور نماز میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسرا قول : امام اعظم ؒ، امام محمد ؒ اور سفیان ثوری ؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے جائز نہیں اور اگر دے دی جائے تو اعادہ واجب ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

امام طحاوی ؒ نے چار صحابہ سے پندرہ سندوں کے ساتھ اس مضمون کو ثابت کیا ہے کہ طلوع فجر سے پہلے اذان مشروع ہے، ہم ان چاروں صحابہ ؓ کی احادیث کو ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی روایت میں: "إن بلالاً ينادي بليل فكلوا واشربوا حتى ينادي ابن أم

مکتوم الخ" کہ بلالؓ رات میں اذان دیتے ہیں تم اس وقت تک کھایا پیا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے دیں ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابن ام مکتومؓ نابینا تھے لوگ ان سے کہتے کہ صبح ہوگئی ہے صبح ہوگئی تب وہ اذان دیتے تھے لہذا روزہ رکھنے والوں کو بلالؓ کی اذان سے دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔

(۲) حضرت عائشہؓ کی روایت: ابن عمر کی روایت کی طرح روایت کرتی ہیں اس میں یہ لفظ بھی ہے' ولم یکن بینهما إلا مقدار ما ینزل هذا ویصعد هذا" کہ حضرت بلالؓ اذان دے کر اترتے اور عبداللہ ابن ام مکتوم اذان دینے کے لیے چڑھ جاتے، دونوں کی اذان کے درمیان صرف چڑھنے اور اترنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔

(۳) انیسہ بنت خبیبؓ کی روایت: ان کی روایت میں بھی اوپر والا مضمون ہے البتہ یہ شک کے ساتھ ہے کہ رات کی اذان کون دیتا تھا۔

(۴) سمرہ بن جندبؓ کی روایت: اس میں " لایغرنکم نداء بلالؓ ولا هذا البیاض حتی یبدو الفجر وینفجر الفجر" اس میں بھی سابق مضمون ہے کہ بلالؓ کی اذان اور صبح کاذب تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے۔

ان تمام روایات کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ طلوع فجر سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے اذان کو شروع رکھا ہے۔

(طحاوی شریف اسی باب کے تحت)

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) حدیث ابن مسعودؓ: جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کی اذان جو رات میں ہوا کرتی تھی وہ صلوۃ فجر کے لیے نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کا مقصود دوسرا تھا فرماتے ہیں:" ولا یمنعنّ أحدکم أذان بلالؓ من سحوره فإنه ینادی أو یؤذن لیرجع غائبکم وینبه نائمکم الخ" کہ وہ اس لیے رات میں اذان دیتے تھے کہ غائبین حاضر ہو جائیں اور سونے والے نیند سے بیدار ہو جائیں، لہذا اذان بلالؓ سے استدلال درست نہیں ہے۔

(۲) حدیث ابن عمرؓ: إن بلالاً أذن بلیلٍ فأمر النبی صلی الله علیه وسلم أن ینادی : إن العبد قد نام" یہ روایت امام طحاویؒ کے علاوہ، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام دارقطنی وغیرہم نے بھی تخریج کی ہے اس واقع کی مکمل تفصیل سنن بیہقی میں ہے " إن بلالاً أذن قبل الفجر فقال له النبی صلی الله علیه وسلم : ماحملك علی ذالك؟ فقال استیقظت وأنا وسنان فظننت أن الفجر طلع فأمره النبی صلی الله علیه وسلم ان ینادی بالمدینة ثلاثاً أن العبد قد نام ثم أقعده إلی جنبه حتی طلع الفجر . قال النیموی : اسناده حسن " کہ حضرت بلالؓ نے ایک مرتبہ فجر سے پہلے اذان دے دی تو ان سے آپ ﷺ نے پوچھا تم نے اس وقت اذان کیوں دی ہے؟ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ آپ میں اور سنان بیدار ہو گئے تھے مجھے لگا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تین مرتبہ مدینہ میں ندا لگاؤ کہ میں سو گیا تھا اور نیند سے اٹھ کر وقت جانے بغیر اذان دے

دی پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔

یہ روایت حنفیہ کے مسلک پر صریح ہے کہ اذان باللیل کافی نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ فجر سے پہلے اذان کو نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو پھر حضرت بلالؓ کو اس کی نداء لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(۳) حدیث ابن عمر عن حفصہؓ: اس میں ہے: إن(رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ، وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ" (كَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ) صریح ہے۔

(۴) حدیث انسؓ: فجر کی اذان دور صحابہ میں طلوع فجر کے بعد متعارف تھی، لیکن حضرت بلالؓ کی نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے کبھی کبھی صبح کاذب میں اذان دے دیا کرتے تھے لیکن اس غلطی کا اعلان بھی کر دیا جاتا تھا، اس کی دلیل حضرت انسؓ کی یہ حدیث ہے" قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم : لا یغرّنکم أذان بلالٌ فإن في بصره شیئًا "۔

(۵) حدیث ابوذر: " قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لبلال : إنك تؤذن إذا كان الفجر ساطعًا وليس ذالك الصبح إنما الصبح هكذا معترضاً "

فرمایا کہ صبح کی لمبائی بلندی میں نہیں ہوتی بلکہ چوڑائی میں ہوتی ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے طلوع صبح صادق سے پہلے اذان فجر مشروع نہیں ہے۔

(۶) حدیث عائشہؓ: فریق اول کی دلیل میں گذر چکی ہے اس معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ اور عبداللہ بن ام مکتوم ایک ہی اذان کا ارادہ کرتے تھے لیکن حضرت بلالؓ ضعف بصر کی وجہ سے صبح کاذب میں ہی اذان دے دیا کرتے تھے اور ان کے فارغ ہونے تک صبح صادق ہو جاتی تھی تو عبداللہ ابن ام مکتوم تدارک کے لیے دوبارہ اذان دیتے تھے، اور ابن ام مکتوم کی اذان میں غلطی اس لیے نہیں ہوتی تھی کہ وہ نابینا تھے جب تک ان کو ایک جماعت اذان دینے کے لیے متنبہ نہیں کرتی اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

نظر طحاوی: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے مختلف دلائل کے ذریعے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فجر کی اذان کا وقت طلوع فجر کے بعد ہی کا وقت ہے جس میں عبداللہ بن ام مکتوم اذان دیا کرتے تھے لیکن ماقبل میں حضرت بلالؓ کا اس وقت سے پہلے اذان دینا بھی ثابت ہو چکا ہے جب فجر کی اذان کے وقت میں اختلاف ہوا تو ہمیں غور وفکر سے کام لینے کی ضرورت ہوگی تاکہ دونوں قولوں میں سے صحیح قول ہمارے سامنے آجائے، تو ہم نے غور کر کے دیکھا کہ فجر کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی اذان وقت ہونے پر دینا لازم ہے، وقت سے پہلے دینا جائز نہیں ہے۔ اور فجر کی اذان کے سلسلے میں علماء نے اختلاف کیا ہے چناں چہ بعض نے کہا وقت سے پہلے جائز نہیں ہے لیکن فجر کی اذان کو دوسری نمازوں کی اذانوں پر قیاس کر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے جائز نہ ہو، تاکہ تمام نمازوں کی اذان کا حکم

یکساں ہو جائے یہی نظر وفکر کا تقاضہ ہے۔ (تلخیص از طحاوی)

فریق اول کی دلیل کا جواب:

حدیث بلالؓ سے ان کا استدلال تام نہیں ہوتا، کیوں کہ ان کا استدلال اس وقت درست ہوتا جب کہ عہد رسالت میں اذان باللیل پر اکتفا کیا گیا ہوتا، حالانکہ جن روایات میں اذان باللیل مذکور ہے انہی میں یہ بھی مذکور ہے کہ فجر کا وقت ہونے کے بعد پھر دوسری اذان بھی دی گئی۔

امام نیمویؒ نے ایک بہت اچھی بات کہی ہے جو دلائل ہم نے اوپر ذکر کیے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی اذان بعد طلوع صبح صادق کے دی جاتی تھی، البتہ اذان بلالؓ جو طلوع فجر سے پہلے ہوتی تھی وہ رمضان میں سونے والوں کو جگانے کے لیے اور قائمین کو سحری کھانے کے لیے لوٹانے کی غرض سے ہوتی تھی نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی، غیر رمضان میں حضرت بلالؓ کا جو اذان دینا صبح صادق سے پہلے آتا ہے تو وہ اس لیے کہ ان کی نگاہ میں کمزوری تھی جس کی وجہ سے وہ صبح کاذب کو صبح صادق سمجھ کر اذان دے دیا کرتے تھے۔

﴿باب الرجلين يؤذن أحدهما ويقيم الآخر﴾

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: انا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ (زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ أَوَّلُ الصُّبْحِ أَمَرَنِى فَأَذَّنْتُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَجَاءَ بِلَالٌ لِيُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ)

ترجمہ: زیاد بن نعیم نے زیاد بن حارث صدائی کو فرماتے سنا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جب صبح ابتدائی ہوئی تو مجھے حکم دیا پس میں نے اذان دی پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو بلال اقامت کہنے لگے تو آپ نے فرمایا تمہارے بھائی زیاد صدائی نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہتا ہے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۳۰، نمبر ۵۴۴، ترمذی فی الصلاۃ باب ۳۲، نمبر ۱۹۹ ابن ماجہ فی الاذان والسنہ باب ۳۰، نمبر ۷۱۷، مسند احمد ۱۶۹/۴، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۳۹۹/۱۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالُوا: لَا يَنْبَغِى أَنْ يُقِيمَ لِلصَّلَاةِ غَيْرُ الَّذِى أَذَّنَ لَهَا، وَخَالَفَهُمْ

فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: لَا بَأْسَ أَنْ يُقِيمَ الصَّلَاةَ غَيْرُ الَّذِي أَذَّنَ لَهَا. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ.

ترجمہ : عبداللہ بن الحارث الصدائی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت علماء نے اس روایت کو اپنایا اور انہوں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ جس نے اذان کہی ہو اس کے علاوہ اقامت کہے، علماء کی دوسری جماعت نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں حرج نہیں کہ مؤذن کے علاوہ دوسرا اقامت کہے اور ان کی دلیل یہ آثار ہیں۔

تخریج : المعجم الکبیر ۲۶۳/۵

بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ: ثنا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ، (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ : أَنَّهُ حِينَ أُرِيَ الْأَذَانَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ اللهِ فَأَقَامَ) .

ترجمہ : حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ان کو خواب میں اذان دکھائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو حکم دیا انہوں نے اقامت کہی۔

تخریج : دار قطنی ۱ / ۲۵۰۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَال: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ، عَنْ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ كَيْفَ رَأَيْتُ الْأَذَانَ فَقَالَ: أَلْقِهِنَّ عَلَى بِلَالٍ، فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ فَلَمَّا أَذَّنَ بِلَالٌ نَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ ,فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُقِيمَ) فَلَمَّا تَضَادَّ هٰذَانِ الْحَدِيثَانِ أَرَدْنَا أَنْ نَلْتَمِسَ حُكْمَ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ لِنَسْتَخْرِجَ بِهِ مِنَ الْقَوْلَيْنِ، قَوْلًا صَحِيحًا. فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ، فَوَجَدْنَا الْأَصْلَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ، أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَذِّنَ رَجُلَانِ أَذَانًا وَاحِدًا، يُؤَذِّنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَعْضَهُ. فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ كَذٰلِكَ، لَا يَفْعَلُهُمَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ. وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَا، كَالشَّيْئَيْنِ الْمُتَفَرِّقَيْنِ، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَوَلَّى كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا رَجُلٌ عَلَى حِدَةٍ .فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الصَّلَاةَ لَهَا أَسْبَابٌ تَتَقَدَّمُهَا مِنَ الدُّعَاءِ، إِلَيْهَا بِالْأَذَانِ، وَمِنَ الْإِقَامَةِ لَهَا هٰذَا فِي سَائِرِ الصَّلَاةِ. وَرَأَيْنَا الْجُمُعَةَ يَتَقَدَّمُهَا خُطْبَةٌ لَا بُدَّ مِنْهَا، فَكَانَتِ الصَّلَاةُ مُضَمَّنَةً بِالْخُطْبَةِ، وَكَانَ مَنْ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِغَيْرِ خُطْبَةٍ فَصَلَاتُهُ بَاطِلَةٌ، حَتَّى تَكُونَ الْخُطْبَةُ قَدْ تَقَدَّمَتِ الصَّلَاةَ. وَرَأَيْنَا الْإِمَامَ لَا يَجِبُ أَنْ يَكُونَ هُوَ غَيْرَ الْخَطِيبِ، لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مُضَمَّنٌ بِصَاحِبِهِ .فَلَمَّا كَانَ لَا بُدَّ مِنْهُمَا لَمْ يَنْبَغِ أَنْ يَكُونَ الْقَائِمُ بِهِمَا إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا. وَرَأَيْنَا الْإِقَامَةَ جُعِلَتْ مِنْ أَسْبَابِ الصَّلَاةِ أَيْضًا وَأَجْمَعُوا أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ

يَتَوَلَّاهَا غَيْرُ الْإِمَامِ فَكَمَا كَانَ يَتَوَلَّاهَا غَيْرُ الْإِمَامِ، وَهِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، أَقْرَبُ مِنْهَا مِنَ الْأَذَانِ، كَانَ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَوَلَّاهَا غَيْرُ الَّذِي يَتَوَلَّى الْأَذَانَ. فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى.

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو خبر دی کہ کس طرح میں نے اذان کا خواب دیکھا آپ نے فرمایا یہ کلمات بلال کو تلقین کرو وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں جب بلال نے اذان دی تو عبداللہ شرمندہ ہوئے پس آپ نے ان کو اقامت کا حکم دیا، جب یہ دونوں روایات باہمی متضاد ہوئیں تو ہم نے چاہا کہ اس باب کا حکم نظر وفکر سے تلاش کریں تاکہ دونوں اقوال میں سے درست ترین قول کو نکال سکیں۔ پس غور سے معلوم کیا کہ اس اصل پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ مناسب نہیں کہ دو آدمی ایک اذان دیں کہ ان میں سے ہر ایک اس کا کچھ کچھ حصہ کہے، پس یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ اذان اور اقامت کا بھی یہی حال ہو کہ ان دونوں کو ایک شخص ادا کرے اور یہ احتمال بھی ہے یہ دو متفرق اشیاء کی طرح شمار ہوں اور اس میں کوئی حرج نہ ہو، ان میں سے ہر ایک کا ایک الگ شخص ذمہ دار ہو۔ چنانچہ غور سے معلوم ہوا کہ نماز کے متعدد اسباب ہیں جو اس سے پہلے ہیں، نماز کی طرف اذان کے ذریعہ دعوت دی جاتی ہے اور اقامت سے بھی نماز کی طرف بلایا جاتا ہے اور یہ تمام نمازوں میں ہے، ہم نے یہ بھی غور کیا کہ جمعہ سے پہلے خطبہ لازمی ہے اور نماز جمعہ خطبہ سے متصل ہے، جو شخص خطبہ کے بغیر جمعہ ادا کرے اس کا جمعہ باطل ہے، اسی لیے خطبہ کو نماز سے پہلے رکھا گیا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ امام خود خطیب ہی ہونا چاہئے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہے، جب دونوں کا پایا جانا ضروری ہوا تو مناسب نہیں کہ ان دونوں کو انجام دینے والا ایک ہی شخص ہو، ہم غور کرتے ہیں کہ اقامت بھی اسباب نماز سے ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا ذمہ دار امام کے علاوہ اور شخص ہو، پس جس طرح امام کے علاوہ شخص اس کا ذمہ دار بن سکتا ہے حالانکہ یہ بھی نماز سے متعلق ہے اور اذان کی نسبت اس سے قریب تر ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ اس کا ذمہ دار مؤذن کے علاوہ شخص ہو، نظر وفکر کا تقاضا یہی ہے، یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

تخریج: ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۳۰، ۵۱۲

تشریح: دو آدمیوں میں سے ایک اذان دے اور دوسرا آدمی تکبیر کہے تو اس میں زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ دوسرے آدمی کا تکبیر کہنا جائز ہے یا نہیں اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ، امام احمدؒ، لیث بن سعدؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک دوسرے آدمی کی اقامت کہنا جائز نہیں ہے، مؤذن راضی ہو نہ ہو یعنی یہ لوگ اس عمل کو وجوب پر محمول کرتے ہیں۔ یعنی مؤذن ہی اقامت کہے۔

دوسرا مذہب: حنفیہ، مالکیہ اور اصحاب ظواہر کے نزدیک مؤذن کے علاوہ دوسرے آدمی کے لیے تکبیر کہنا جائز ہے، لہٰذا

مؤذن سے اجازت لے کر دوسرا کوئی اقامت کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اس سے مؤذن کو تکلیف اور رنج نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو مکروہ ہے، یہ حضرات حدیث باب کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

حضرت زیاد بن حارث صدائی کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو جب صبح کا اول وقت ہوا تو حضور ﷺ نے مجھ کو حکم فرمایا کہ میں اذان دوں تو میں نے حضور ﷺ کے حکم سے اذان دی اور جب نماز کھڑی ہوگئی تو حضرت بلالؓ نے اقامت کہنی شروع کی تو حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہارے صدائی بھائی نے اذان دی ہے اور جس نے اذان دی ہے وہی اقامت بھی کہا کرے'' من أذن فهو يقيم''

فریق ثانی کے دلائل:

عبداللہ بن زید انصاریؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت انھوں نے خواب میں اذان کو دیکھا تھا اس وقت حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم فرمایا تھا انھوں نے اذان دی، پھر عبداللہ بن زید کو تکبیر کہنے کا حکم فرمایا تھا تو انھوں نے تکبیر کہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا کوئی تکبیر کہہ سکتا ہے۔

نظر طحاوی: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب روایات کے درمیان تعارض واقع ہوگیا ہے تو ہمیں دونوں قولوں پر غور کر کے صحیح قول کا استخراج کرنا ضروری ہوا چناں چہ ہم نے اس سلسلے میں غور وخوض کر کے دیکھا تو ہمیں متفق علیہ اصول ملا وہ یہ ہے کہ دو آدمی مل کر اگر ایک ہی اذان دینا چاہیں تو جائز نہیں کہ آدھی اذان ایک آدمی دے اور آدھی اذان دوسرا آدمی دے، تو ہم نے اذان واقامت دونوں میں غور کیا کہ دونوں ایک چیز ہے یا الگ الگ تو اس میں دو احتمال ہیں۔

(۱) اذان واقامت دونوں شئی واحد ہیں تو اس صورت میں اذان واقامت دونوں ایک ہی آدمی کو دینا چاہیے۔

(۲) اذان واقامت دونوں الگ الگ مستقل چیزیں ہیں تو اس صورت میں ایک آدمی کا اذان دینا اور دوسرے کا تکبیر کہنا جائز ہوگا، ہم نے اس پر نظیر تلاش کر کے دیکھا کہ نماز کے لیے نماز سے پہلے کچھ اسباب ہوا کرتے ہیں انہی اسباب میں سے اذان واقامت بھی ہیں، اور ان اسباب کو نماز کے ساتھ قرب واتصال ہوا کرتا ہے اور یہ تمام نمازوں کے لیے ہوتے ہیں اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ جمعہ کے اندر جمعہ سے پہلے اسباب جمعہ میں سے خطبہ بھی ہے اور خطبہ کا اتصال وقرب نماز کے ساتھ شدید ہوا کرتا ہے، اس لیے اگر کوئی بغیر خطبہ کے جمعہ کی نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی، تو اس اتصال وقرب کی وجہ سے دونوں شئی واحد کے حکم میں ہوجاتے ہیں، اس لیے دونوں کا ذمہ دار ایک ہی ہونا چاہیے، لہذا جمعہ کے اندر امام کے علاوہ دوسرے آدمی کا خطبہ دینا مناسب نہیں ہے، تو اسی طرح ہم دیکھا اقامت کا اتصال وقرب

نماز کے ساتھ خطبہ جمعہ سے بھی زیادہ ہے کیوں کہ خطبہ پہلے ہوتا ہے اور اقامت بعد میں ہوتی ہے، اس شدت اتصال کی وجہ سے اقامت کا ذمہ دار بھی مؤذن کے مقابلے میں امام کا ہونا زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ دونوں شئی واحد کے حکم میں ہو جاتے ہیں، اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور ہر نماز کی اقامت امام کے علاوہ دوسرے آدمی کا دینا اور کہنا جائز ہے لیکن امام زیادہ حق دار ہے اور جب غیر امام (مؤذن) کی اقامت وخطبہ جائز ہے تو امام کے مقابلے میں کم درجہ کا حق دار (مؤذن) کے علاوہ غیر آدمی کا کہنا بھی جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہی ہمارے علماء ثلاثہؒ کا قول ہے البتہ دوسرے آدمی کے مقابلے میں مؤذن کا اقامت کہنا زیادہ بہتر ہے۔

(۳) حدیث باب کو استحباب پر محمول کرنے کی وجہ دارقطنی وغیرہ کی روایات ہیں کہ بعض اوقات میں حضرت بلالؓ اذان دیتے اور ابن ام مکتومؓ اقامت کہتے، اور بعض اوقات اس کے برعکس ہوتا، ان روایات پر اگرچہ سنداً کلام ہے، لیکن یہ مفہوم چونکہ متعدد طرق سے مروی ہے، اس لیے حدیث باب کو استحباب پر محموم کرنے کے لیے کافی ہے، جب کہ خود حدیث باب بھی ضعیف ہے چناں چہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں" قال :ابو عيسى: حديث زياد إنما نعرفه من حديث الأفريقي والأفريقي هو ضعيف عند أهل الحديث.

البتہ ابوداؤد باب الاقامۃ کے تحت اس مفہوم کی ایک روایت موجود ہے جو صحیح بھی ہے اور من أذّن فهو يقيم کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہے "عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَذَانِ شَيْئًا، لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا، قَالَ :فَأُرِيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: أَلْقِهِ عَلَى بِلَالٍ، فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابنُ زَيْدٍ: أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ، قَالَ: فَأَقِمْ أَنْتَ" اس روایت پر امام ابوداؤدؒ نے سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک حدیث کے صحیح درنہ کم از کم حسن ہونے کی دلیل ہے، چناں چہ صاحب اعلاء السنن باب من اذن فهو يقيم و ان ذالك يستحب، کے تحت اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں رواه ابو داؤد وسكت عنه وقال ابن عبدالبر اسناده حسن .

﴿باب ما يستحب للرجل أن يقوله إذا سمع الأذان﴾

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، وَيُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ) وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ (النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ)، وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.

ترجمہ : سعید الخدریؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کو سنو (مالک کی روایت میں مؤذن کی بجائے نداء کا لفظ ہے) تو تم اسی طرح کہو جیسا وہ کہتا ہے۔ مالک کی روایت میں

المؤذن کا لفظ زائد ہے۔

تخریج : بخاری فی الأذان باب ۷. مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۰، ترمذی فی الصلاۃ باب ۴۰، والمناقب باب ۱، نسائی فی الاذان باب ۳۳، ۳۵،۳۷، ابن ماجه فی الأذان باب ٤ نمبر ۷۱۹، مالك فی النداء نمبر ۲، دارمی فی الصلاۃ باب ۳۷، مسند احمد ۱/ ۱۲،۳،۸،٤/ ۹۲،۹۳،٤/ ۳۲۶، ابن ابی شیبه کتاب الاذان والاقامة ۱ / ۲۲۷، عبرانی فی المعجم الکبیر ۲۲۸/۲۳.

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: أنا حَيْوَةُ، قَالَ: أنا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ، مَوْلَى نَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ .)

ترجمه : عبدالرحمن بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو فرماتے سنا کہ میں جناب رسول اللہؐ کو فرماتے سنا جب مؤذن کو سنو! تو اسی طرح کہو جیسا وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو اس لیے کہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مقام وسیلہ طلب کرو وسیلہ جنت کے ایک مقام کا نام ہے وہ صرف ایک بندے کو جچتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوگا۔ جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا وہ میری شفاعت کا حقدار بن گیا۔

تخریج : روایت ۸٤٦ ملاحظہ کریں۔

ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَقُولُ مِثْلَ مَا يَقُولُ، حَتَّى يَسْكُتَ .)

ترجمه : حضرت عبداللہ بن عتبہ نے ام حبیبہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مؤذن سے اذان سنتے تو اس طرح فرماتے جیسے وہ کہتا جاتا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔

تخریج : ابن ماجه ۱/ ۵۲

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ مَقَالَتِهِ) أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوا: يَنْبَغِي لِمَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ أَنْ يَقُولَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَيْسَ لِقَوْلِهِ (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) مَعْنًى، لِأَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ لِيَدْعُوَ بِهِ النَّاسَ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِلَى الْفَلَاحِ. وَالسَّامِعُ لَا يَقُولُ مَا يَقُولُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى جِهَةِ دُعَاءِ النَّاسِ إِلَى ذٰلِكَ إِنَّمَا يَقُولُهُ عَلَى جِهَةِ الذِّكْرِ، وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الذِّكْرِ. فَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَ ذٰلِكَ، مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الْأُخَرِ وَهُوَ(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ (فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ) حَتَّى يَسْكُتَ، أَيْ فَقُولُوا مِثْلَ مَا ابْتَدَأَ بِهِ الْأَذَانَ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالشَّهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَتَّى يَسْكُتَ. فَيَكُونُ التَّكْبِيرُ وَالشَّهَادَةُ هُمَا الْمَقْصُودُ إِلَيْهِمَا بِقَوْلِهِ (مِثْلَ مَا يَقُولُ) وَقَدْ قَصَدَ إِلَى ذٰلِكَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ .

ترجمہ : محمد بن عمرو اللیثی اپنے باپ دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ہم معاویہؓ کے پاس تھے تو مؤذن نے اذان دی تو معاویہؓ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب تم مؤذن کو اذان دیتا سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہے انہوں مقالتہ کا لفظ فرمایا یا اسی طرح کا، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے ان آثار کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ جو شخص اذان سنے اسے اسی طرح کہنا چاہیے جس طرح مؤذن کہے یہاں تک وہ اذان سے فارغ ہو، دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ فلاحین کے کہنے کا مطلب نہیں کیونکہ مؤذن تو یہ کلمات لوگوں کو نماز و فلاح کی طرف بلانے کے لیے کہتا ہے اور سننے والا تو بلانے کی نیت سے نہیں کہتا بلکہ بطور ذکر کے کہتا ہے اور یہ ذکر نہیں ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ اس کی جگہ وہ کہا جائے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے دیگر روایات میں وارد ہوا ہے اور وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ "فقولو مثل یقول" کی مراد یہ ہو کہ وہ کلمات کہو جن سے مؤذن نے ابتداء کی ہے اور وہ تکبیر وشہادتین ہیں یہاں تک کہ وہ ان سے خاموش ہو جائے پس تکبیر اور شہادت "مثل مایقول" سے مراد ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ان کو مقصود قرار دیا گیا ہے۔

تخریج : اس کی تخریج نمبر ۸٤٦ میں ملاحظہ ہو. عبدالرزاق ۱ / ٤٧٩ .

وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(إِذَا تَشَهَّدَ الْمُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ) وَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ عِنْدَ ذٰلِكَ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) وَفِي الْحَضِّ عَلَى ذٰلِكَ .

ترجمہ : سعید بن المسیب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا جب مؤذن اعلان شہادت کرے تو تم اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے اور لاحول ولاقوۃ کا کلمہ تو اس پر ابھانے کے لیے ہے، پھر وہ روایت جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس وقت لاحول ولاقوۃ پڑھا جائے تو یہ اس پر ابھانے اور آمادہ کرنے کے لیے ہے۔

تخریج : نسائی عمل الیوم ۱۵۳،۱۵۲، ابن ماجه فی الاذان والسنة باب ٤ ، نمبر ۷۱۸ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ :اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ: أَحَدُكُمُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ :حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ .)

ترجمہ : حضرت عمر بن الخطابؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو پھر وہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ کہے تو کہو اشہدان لا الٰہ الا اللہ پھر وہ اشہدان محمد رسول اللہ کہے تو تم اشہدان محمد رسول اللہ کو پھر وہ حی علی الصلاۃ کہے تو کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پھر حی علی الفلاح کہے تو کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پھر کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو اللہ اکبر اللہ اکبر پھر وہ کہے لا الٰہ الا اللہ تو کہو لا الٰہ الا اللہ۔ اگر کوئی دل کی گہرائیوں سے یہ جواب دے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۲، بیهقی فی السنن الکبری ۱/۴۰۸/۴۰۹ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ :(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ وَإِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ .)

ترجمہ : حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مؤذن سے اذان سنتے تو اسی طرح کہتے جاتے جیسے وہ کہتا جاتا اور جب وہ کہتا حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح تو فرماتے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

تخریج : نسائی فی عمل الیوم واللیله ص ۱۵۶، طبرانی معجم کبیر ۱/ ۱۳۳ .

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ :أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَتّٰى بَلَغَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ: "هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ يَقُولُ".

ترجمه : عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم معاویہ بن ابی سفیانؓ کے پاس تھے جبکہ مؤذن نے اذان دی اور اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو معاویہؓ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا اسی طرح اشہدان لا الہ الا اللہ کہا تو انہوں نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا مؤذن نے اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو معاویہ نے اشہدان محمد رسول اللہ کہا یہاں تک حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح تک پہنچے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا۔ یحییٰ راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھے بیان کیا کہ معاویہؓ نے جب یہ کلمات کہے تو فرمایا اسی طرح ہم نے تمہارے پیغمبر ﷺ کو فرماتے سنا۔

تخریج : بخاری فی الجمعه باب ۲۳، والاذان باب ۷، مسند احمد ۹۲،۹۱/٤، مصنف عبدالرزاق نمبر ۱۸٤٥، مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/ ۲۲٦۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: "هٰكَذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" .

ترجمه : محمد بن عمرو نے اپنے والد و دادا سے بیان کیا کہ معاویہؓ نے اسی طرح کہا پھر آخر میں فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَيْضًا يَعْنِي دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلٰى جَنْبِ مُعَاوِيَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ " هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ".

ترجمه : جناب عبداللہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ میں جناب معاویہؓ کے پہلو میں بیٹھا تھا پھر انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی کہ آخر میں معاویہؓ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح فرماتے سنا ہے۔

تخریج: المعجم الکبیر۔

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ عِيسَى بْنَ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَقَّاصٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْأَذَانِ وَيَأْمُرُ بِهِ .

ترجمہ : عیسیٰ بن محمد نے عبداللہ بن وقاص کی وساطت سے اسی طرح روایت نقل کی، جناب رسول اللہ ﷺ خود فرماتے اور اس کا حکم دیتے تھے۔

تخریج : طبرانی ۱۹/۳۲۱ ، (الصحیح عیسیٰ بن عمرو لیس عیسیٰ بن محمد) نخب الافکار .

مَا حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: ثنا اللَّيْثُ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

ترجمہ : عامر بن سعد ابی وقاص نے سعدؓ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا کہ جس شخص نے اذان سن کر کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اور کہا: رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا۔ اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اس روایت کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے اپنی سند سے لیث سے بیان کیا ہے۔

تخریج : مسلم ۱ / ۱۶۷ ، ابوداؤد ۱/۷۸، نسائی ۱,۰ ۱۱، ترمذی ۱,۱ ۵، ابن ماجہ ۱/۵۳۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ، وَزَادَ أَنَّهُ قَالَ:(مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ).

ترجمہ : حکیم بن عبداللہ بن قیس نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ جو موذن کی اذان سے سنے وہ تشہد پڑھے۔

تخریج : مسند عبدا بن حمید ۱ / ۷۸۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْبَزَّارُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَقُولُ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ فَيُكَبِّرُ الْمُنَادِي فَيُكَبِّرُ ثُمَّ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَيَشْهَدُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَاجْعَلْ فِي عِلِّيِّينَ دَرَجَتَهُ وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِينَ دَارَهُ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) .

ترجمہ : عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا جو مسلم اذان سنتا ہے اور جب مؤذن تکبیر کہتا ہے تو وہ بھی تکبیر کہتا ہے پھر وہ شہادتین کے کلمات کہتا ہے تو وہ بھی شہادتین کے کلمات کہے پھر (آخر میں) کہتا ہے: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَاجْعَلْ فِي عِلِّيِّينَ دَرَجَتَهُ وَفِي الْمُصْطَفِينَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِينَ دَارَهُ۔ تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی۔

تخریج : طبرانی معجم الکبیر ۱۸۱۶/۱، بخاری فی الاذان باب ۸، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۳۷، نمبر ۵۲۹، ترمذی فی الصلاۃ باب ۴۳، نمبر ۲۱۱۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ أَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ)۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کی آواز سنتے تو فرماتے: اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ أَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ۔

تخریج : معجم الکبیر ۱۶/۱، ۱۷، بخاری فی الاذان باب ۸، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۳۷، نمبر ۵۲۹، ترمذی فی الصلاۃ باب ۴۳، نمبر ۲۱۱۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ الطَّحَّانُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّهَا، قَالَتْ: عَلَّمَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ، وَقَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا كَانَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ فَقُولِي اللّٰهُمَّ هَذَا عِنْدَ اسْتِقْبَالِ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارِ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتِ دُعَاتِكَ وَحُضُورِ صَلَاتِكَ اغْفِرْ لِي) فَهَذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ بِمَا يُقَالُ عِنْدَ الْأَذَانِ، الذِّكْرَ فَكُلُّ الْأَذَانِ ذِكْرٌ غَيْرُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَإِنَّهُمَا دُعَاءٌ فَمَا كَانَ مِنَ الْأَذَانِ ذِكْرٌ فَيَنْبَغِي لِلسَّامِعِ أَنْ يَقُولَهُ، وَمَا كَانَ مِنْهُ دُعَاءٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَالذِّكْرُ الَّذِي هُوَ غَيْرُهُ أَفْضَلُ مِنْهُ وَأَوْلَى أَنْ يُقَالَ: وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ عَلَى الْوُجُوبِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا ذَلِكَ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ .

ترجمہ : حفصہ بنت ابی بکر نے اپنی والدہ سے نقل کیا کہ مجھے امّ سلمہؓ نے یہ دعا سکھائی اور وہ فرماتی تھیں جناب

ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھلاتے ہوئے فرمایا اے ام سلمہ! جب اذان مغرب کا وقت ہو تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ هٰذَا عِنْدَ اسْتِقْبَالِ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارِ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتِ دُعَاتِكَ وَحُضُورِ صَلَاتِكَ اغْفِرْ لِي۔ اے اللہ یہ رات کی آمد کا وقت اور دن کے جانے کا ٹائم ہے اور دعاؤں کی آوازوں اور تیری نماز کی حاضری کا وقت ہے تو میری بخشش فرما۔ یہ آثار و روایات اس بات کو چاہتے ہیں کہ اذان کے وقت جو کہا جاتا ہے وہ ذکر ہے اور پوری اذان ذکر ہے البتہ حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح یہ ذکر نہیں بلکہ دعوت ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ جو حصہ ذکر ہے وہ تو اسی طرح کہے اور جو نماز کی دعوت ہے پس ذکر کا اس کے بجائے کہنا افضل واولیٰ ہے اور بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول ﷺ کا ارشاد: ''إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ'' کہ ان کلمات کا کہنا واجب ہے، دیگر علماء نے فرمایا کہ کلمات دہرانا مستحب ہے نہ کہ واجب۔ ان کی دلیل یہ روایات بھی ہیں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۳۸، نمبر ۵۲۰، ترمذی فی الدعوات باب ۱۲۶، نمبر ۳۵۸۹۔

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : (كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَسَمِعَ مُنَادِيًا وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى الْفِطْرَةِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَرَجَ مِنَ النَّارِ قَالَ: فَابْتَدَرْنَاهُ فَإِذَا هُوَ صَاحِبُ مَاشِيَةٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، فَنَادَى بِهَا) فَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ يُنَادِي فَقَالَ غَيْرَ مَا قَالَ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِيَ فَقُولُوا مِثْلَ الَّذِي يَقُولُ "أَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى الْإِيجَابِ وَأَنَّهُ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ وَالنُّدْبَةِ إِلَى الْخَيْرِ وَإِصَابَةِ الْفَضْلِ ،كَمَا عَلَّمَ النَّاسَ مِنَ الدُّعَاءِ الَّذِي أَمَرَهُمْ أَنْ يَقُولُوهُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ .

ترجمہ : حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ سفر میں ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے آپ نے مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فطرت (اسلام) پر ہے پھر مؤذن اشہدان لا الہ الا اللہ پکارا تو آپ نے فرمایا کہ آگ سے بری ہو گیا (کیونکہ اسلام وایمان کی گواہی ہے) عبداللہ کہتے ہیں ہم جلدی سے اس کی طرف گئے تو وہ ایک گڈریا تھا جس نے نماز کا وقت پایا تو اس کے لیے اذان دی۔ یہ جناب رسول اللہ ﷺ ہیں کہ آپ نے مؤذن کو اذان دیتے سنا اور مؤذن کے الفاظ کے علاوہ کلمات فرمائے۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک کہ مؤذن کی جب اذان سنو تو اس کی مثل کہو، سے مراد اس کا لزوم و وجوب نہیں بلکہ استحباب ہے اور فضیلت و خیر کا حصول ہے جیسا کہ نماز کے بعد والی دعائیں لوگوں کو مانگنے کے لیے سکھائیں اور دیگر اس کے مشابہہ چیزیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۹ ، ترمذی فی السیر باب ٤٨ ، نمبر ١٦١٨ ، مسند احمد ١٠٧/١، ١٣٢/٣ ، مصنف عبدالرزاق نمبر ١٨٦٦ ، طبرانی معجم الکبیر ١١٥/١٠ ۔

تشریح: اس باب کے تحت دو مسئلے آتے ہیں۔

(۱) مؤذن کی اذان سن کر سننے والا اذان کا جواب کس طرح اور کن الفاظ کے ساتھ دے۔

(۲) اذان کا جواب دینا شرعی اعتبار سے کس درجہ میں ہے وجوب یا سنت؟۔

پہلا مسئلہ: جواب دینے والا بعینہ مؤذن کے الفاظ کو دہرائے گا یا اس میں کچھ تبدیلی وتغیر بھی کرے گا اس سلسلے میں دو قول ہیں:

پہلا قول: امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، کے قول کے مطابق مجیب تمام کلمات کے اندر مؤذن کی طرح کہے گا۔

دوسرا قول: حنفیہ اور جمہور کے نزدیک حیعلتین کے علاوہ باقی تمام کلمات کا جواب مؤذن کی طرح دے گا، اور حیعلتین میں حوقلہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے گا۔

فریق اول کی دلیل:

ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول" اور بھی دیگر صحابہ کرام سے اس مضمون کی روایات کتاب میں ہیں۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) حضور ﷺ کا قول " إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول" اس سے مراد یہ ہے کہ مؤذن کی طرح الفاظ دہراتے جاؤ یہاں تک کہ مؤذن شہادتین پر پہنچ کر سکوت اختیار کرے، اس کے بعد حیعلتین کے سلسلے میں ترغیب ثابت نہیں ہوئی اس کی دلیل حضرت ابوہریرۃؓ کی حدیث ہے " إذا تشهد المؤذن فقولوا مثل مایقول" اس میں شہادتین کی قید موجود ہے اور ہمارا مدعا بھی یہی تھا۔

(۲) اس دوسری حدیث سے حضور ﷺ کا حوقلہ پڑھنا اور صحابہ کو اس پر ابھارنا ثابت ہوتا ہے۔ " عن عمر بن الخطابؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :...ثم قال حي على الصلاة فقال : لاحول ولاقوة إلا بالله " الخ .

(۳) حضور ﷺ کے قول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول سے مراد یہ ہے کہ تم بھی مؤذن کی طرح ذکر میں مشغول ہو جاؤ اور مؤذن کے کلام میں حیعلتین کلمہ کا ذکر نہیں ہے تو اس کی جگہ پر مجیب کے لیے کلمۂ ذکر کہنا لازم ہے اس مضمون کی مختلف روایات مختلف صحابہ کرام سے مروی ہیں جو کتاب میں مذکور ہیں۔

فریق مخالف کی دلیل کا جواب:

مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے مراد ذکر کرنا ہے اور انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا ہے جو مؤذن استعمال کرتا ہے، اور اذان کے اندر حیعلتین کے علاوہ باقی تمام کلمات ذکر میں داخل ہیں اور حیعلتین ذکر میں داخل نہیں بلکہ یہ الفاظ دعوت ہیں ان کے ذریعے نماز اور کامیابی کی طرف مؤذن بلاتا ہے، اب اگر مجیب جواب کے اندر وہی کلمات کہے جو مؤذن اس دعوت کے اندر کہتا ہے تو مذاق اور تحریہ لازم آتا ہے اس لیے حیعلتین میں وہی کلمات استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ اس کی جگہ ایسے کلمات آنے چاہئیں جو حضور ﷺ سے منقول ہیں اور حضور ﷺ سے حیعلتین میں حوقلہ پڑھنا منقول ہے جیسا کہ ہم نے دلائل کے ضمن میں لکھا ہے۔

دوسرا مسئلہ: اس سلسلے میں کہ اذان دینا شرعاً کس درجہ میں ہے؛ دو قول منقول ہیں۔

پہلا قول: حنفیہ اور اصحاب ظواہر کے نزدیک اذان کا جواب دینا واجب ہے۔

دوسرا قول: ائمہ ثلاثہ، امام طحاوی اور شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک واجب نہیں بلکہ سنت یا مستحب ہے البتہ اجابت بالقدم واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، پھر اقامت کا جواب بھی حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے "إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول" اس میں آپ ﷺ نے صیغہ امر کے ساتھ حکم فرمایا ہے اور صیغہ امر وجوب کے لیے ہے یعنی انھوں نے اس کو وجوب پر محمول کیا ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے اس کا معنی یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، تو آپ ﷺ نے ایک مؤذن کی آواز سنی جب مؤذن نے کلمہ تکبیر کہا تو حضور ﷺ نے یہ کہا کہ یہ فطرت اسلام پر ہے اور جب کلمہ شہادت کہا تو فرمایا: جہنم سے نکل گیا تو ہم نے جھپٹ کر دیکھنے کی کوشش کی کہ یہ کون شخص ہے کہ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے بشارت دی ہے، الخ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے اذان کا جواب نہیں دیا بلکہ اذان کے مخالف دوسرے الفاظ کہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جن روایات میں صیغہ امر کے ساتھ آپ ﷺ کا حکم موجود ہے وہ سنت اور استحباب پر محمول ہوگا وجوب پر نہیں۔

﴿باب مواقیت الصلاۃ﴾

وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَّنِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ مَالَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، وَصَلَّى بِي الظُّهْرَ مِنَ الْغَدِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ، حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِي الْغَدَاةَ عِنْدَمَا أَسْفَرَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ) .

ترجمه : نافع بن جبیر نے ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل امین نے بیت اللہ کے دروازے کے پاس مجھے دو دفعہ امامت کرائی تفصیل اس طرح ہے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج ڈھل گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا اور مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہو گیا فجر کی نماز پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور دوسرے دن مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو گیا اور مجھے مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا اور فجر کی نماز پڑھائی جب سپیدا ہو گیا پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اے محمد ﷺ وقت ان دونوں اوقات کے درمیان ہے اور یہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وقت ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٢، نمبر ٣٩٣، ترمذی فی الصلاۃ باب ١، نمبر ١٤٩، مستدرک ١/١٩٣، مسند احمد ١/٣٣٣/٣٥٤۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ قَالَ: ثنا بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَّنِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّلَاةِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتْ

الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ حِينَ قَامَتْ قَائِمَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرِ. ثُمَّ أَمَّنِي فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَصَلَّى الظُّهْرَ وَفَيْءُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلُهُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالْفَيْءُ قَامَتَانِ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، وَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، ثُمَّ قَالَ: الصَّلَاةُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ) .

ترجمه : عبدالملک بن سید بن سوید الساعدی نے حضرت ابوسعید الخدریؓ کوفرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے نماز میں میری امامت کرائی پس ظہر کی نماز ادا کی جب سورج ڈھل گیا اور عصر کی نماز پڑھی جب ایک قد کے برابر ہوگیا اور مغرب کی نماز ادا کی جب سورج غروب ہوگیا اور عشاء کی نماز ادا کی جب شفق غائب ہوگیا اور صبح کی نماز ادا کی جب صبح صادق ہوئی پھر دوسرے روز مجھے امامت کرائی پس ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا اور عصر کی نماز ادا کی جبکہ سایہ دو قد کے مطابق ہوگیا اور مغرب کی نماز ادا کی جبکہ سورج غائب ہوگیا اور عشاء کی نماز اول ثلث لیل تک ادا فرمائی اور صبح کی نماز ادا کی جب سورج طلوع کے قریب ہوگیا پھر فرمایا نماز ان دونوں اوقات کے درمیان ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (هَذَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ) .ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ (وَصَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ الثَّانِي حِينَ ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ)

ترجمه : محمد بن عمر نے ابوسلمہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں، جو تمہیں تمہارے دین کے معاملات سکھاتے ہیں پھر اوپر والی روایت کی طرح ذکر کیا سوائے ان الفاظ کے جو عشاء کے بارے میں فرماتے وہ دوسرے روز اس وقت ادا کی جب رات کی ایک گھڑی جا چکی۔

تخریج : مسلم فی الایمان نمبر ۱، ابوداؤد فی السنة باب ١٦، ترمذی فی الایمان باب ٤، نسائی فی المواهب باب ٦ ، ابن ماجه فی المقدمه باب ٩، مسند احمد ١/ ٢٧، ٢٨، ٥٢، ٥٣۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: ثنا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ .فَقَالَ: (صَلِّ مَعِي فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ حِينَ تَطْلُعُ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى

الْمَغْرِب، حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ثُلُثُ اللَّيْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: شَطْرُ اللَّيْلِ) .

ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اوقات نماز کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا میرے ساتھ نماز ادا کرو پس جناب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی جبکہ فجر طلوع ہوئی پھر ظہر کی نماز ادا کی جبکہ سورج ڈھل گیا پھر عصر کی نماز ادا کی جبکہ انسان کا سایہ اس کی مثل ہوگیا پھر مغرب کی نماز ادا کی جبکہ سورج غروب ہوگیا پھر عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے سے پہلے ادا کی پھر صبح کی نماز خوب روشن کر کے ادا کی پھر ظہر کی نماز ادا کی جبکہ ہر انسان کا سایہ اس کے ایک مثل ہوگیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب انسانی سایہ اس کے دو مثل ہوگیا پھر مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے پہلے ادا کی پھر نماز عشاء ادا فرمائی بعض روات نے ثلث لیل اور بعض نے شطر اللیل کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

تخریج : نسائی فی المواقیت باب ۷ ، مسند احمد ۳/ ۳۳۰، ۳۳۱ .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْهُمْ: (أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْهَدَ الصَّلَاةَ مَعَهُ، فَصَلَّى الصُّبْحَ فَعَجَّلَ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ فَعَجَّلَ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَعَجَّلَ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ فَعَجَّلَ، ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا مِنَ الْغَدِ، فَأَخَّرَ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ: مَا بَيْنَ صَلَاتِي فِي هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ، وَقْتٌ كُلُّهُ).

ترجمہ : عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے صحابہؓ میں سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے نماز کے اوقات کے سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ نمازوں میں آپ کے ساتھ حاضر رہے پس آپ ﷺ نے فجر کی نماز جلدی پڑھائی پھر ظہر کی نماز جلدی پڑھائی پھر نماز عصر جلدی پڑھائی پھر مغرب کی نماز جلدی پڑھائی پھر عشاء کی نماز جلدی پڑھائی پھر اگلے روز تمام نمازیں مؤخر کر کے پڑھائیں پھر آدمی کو فرمایا میرے ان دونوں دنوں کی نماز کے درمیان سارا نماز کا وقت ہے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۷۸، ۱۷۹، ترمذی فی المواقیت باب ۱ ، مسند احمد ٤/ ٤١٦ .

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ،(عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَتَاهُ سَائِلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ

حِين زَالتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ : انْتَصَفَ النَّهَارُ أَوْ لَمْ وَكَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا، وَالْقَائِلُ يَقُولُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ، ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنَ الْعَصْرِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا، وَالْقَائِلُ يَقُولُ: احْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ)۔

ترجمه : ابوبکر بن ابی موسیٰ نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص اوقات نماز کے متعلق پوچھنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب مرحمت نہ فرمایا پس بلال کو حکم دیا انہوں نے فجر کی اقامت کہی جب کہ فجر پھوٹ چکی تھی اور اندھیرے کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچان رہے تھے پھر اس کو حکم دیا اس نے ظہر کی اقامت کہی جبکہ سورج ڈھل گیا اور کہنے والے کہہ رہے تھے دن آدھا ہو گیا یا نہیں آپ ان میں سب سے بہتر جاننے والے تھے پھر آپ نے ان کو حکم فرمایا انہوں نے عصر کی اقامت کی جب کہ سورج ابھی بلند تھا پھر بلال کو حکم فرمایا اس نے مغرب کی جماعت اس وقت کھڑی کی جب کہ سورج غروب ہو گیا پھر ان کو حکم دیا اور شفق کے غائب ہونے پر عشاء کی جماعت کھڑی کی پھر اگلے روز فجر کو مؤخر کیا یہاں تک کہ اس سے لوٹتے وقت کہنے والے کہہ رہے تھے سورج طلوع ہوا چاہتا ہے یا ہو گیا ہے پھر ظہر کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ عصر کے قریب وقت ہو گیا پھر عصر کو مؤخر کیا یہاں تک کہ اس سے لوٹنے والے کہہ رہے تھے سورج سرخ ہو گیا ہے پھر مغرب کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ شفق غروب ہونے لگا پھر عشاء کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ رات کے پہلے دو ثلث گزر گئے پھر جب صبح ہوئی تو سائل کو بلایا اور فرمایا ان دونوں اوقات کے درمیان، درمیان نمازوں کے اوقات ہیں۔

تخریج : سابقہ روایت کی تخریج ملاحظہ ہو۔ نسائی ۱/۹۱۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُوسَى قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلِّ مَعَنَا قَالَ: فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ تَطْلُعُ الْفَجْرُ. فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَذَّنَ لِلظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ

فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ:(وَقْتُ صَلَاتِكُمْ فِيمَا بَيْنَ مَا رَأَيْتُم) فَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمْ يَخْتَلِفُوا عَنْهُ فِيهِ أَنَّهُ صَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ، حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، وَهُوَ أَوَّلُ وَقْتِهَا، وَصَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ التَّالِي حِينَ كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ وَهٰذَا اتِّفَاقُ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْس. أَمَّا مَا ذُكِرَ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَإِنَّهُ ذُكِرَ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّاهَا حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَلَى ذٰلِكَ اتِّفَاقُ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ ذٰلِكَ أَوَّلُ وَقْتِهَا، وَ أَمَّا آخِرُ وَقْتِهَا فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَابِرًا وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَوَوْا عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ التَّالِي، حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَيَكُونُ ذٰلِكَ هُوَ وَقْتُ الظُّهْرِ بَعْدُ. وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَلَى قُرْبِ أَنْ يَصِيرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَهٰذَا جَائِزٌ فِي اللُّغَةِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ﴾ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْإِمْسَاكُ وَالتَّسْرِيحُ مَقْصُودًا بِهِ أَنْ يُفْعَلَ بَعْدَ بُلُوغِ الْأَجَلِ لِأَنَّهَا بَعْدَ بُلُوغِ الْأَجَلِ، قَدْ بَانَتْ وَحَرُمَ عَلَيْهِ أَنْ يُمْسِكَهَا. وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فَقَالَ: ﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ﴾ فَأَخْبَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ حَلَالًا لَهُنَّ بَعْدَ بُلُوغِ أَجَلِهِنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ مَا جُعِلَ لِلْأَزْوَاجِ عَلَيْهِنَّ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى، إِنَّمَا هُوَ فِي قُرْبِ بُلُوغِ الْأَجَلِ، لَا بَعْدَ بُلُوغِ الْأَجَلِ فَكَذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَمَّنْ ذَكَرْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى قُرْبِ أَنْ يَصِيرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، فَيَكُونُ الظِّلُّ إِذَا صَارَ مِثْلَهُ، فَقَدْ خَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ، أَنَّ الَّذِينَ ذَكَرُوا هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ ذَكَرُوا عَنْهُ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَيْضًا (أَنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ: مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ مَا بَيْنَهُمَا وَقْتٌ، وَقَدْ جَمَعَهُمَا فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ، وَلٰكِنْ مَعْنَى ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا ذَكَرْنَا. وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا مَا فِي حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ فِيمَا أَخْبَرَ عَنْ صَلَاتِهِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنَ الْعَصْرِ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّاهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ فِي قُرْبِ دُخُولِ وَقْتِ الْعَصْرِ، لَا فِي وَقْتِ الْعَصْرِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ إِذَا أَجْمَعُوا فِي هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ أَنَّ بَعْدَ مَا يَصِيرُ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَقْتًا لِلْعَصْرِ أَنَّهُ مُحَالٌ أَنْ يَكُونَ وَقْتًا لِلظُّهْرِ لِإِخْبَارِهِ أَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي لِكُلِّ صَلَاةٍ، فِيمَا بَيْنَ صَلَاتَيْهِ فِي الْيَوْمَيْنِ لَهُ

دَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ أَيْضًا۔

ترجمہ : سلیمان بن بریدہ نے حضرت بریدہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے ایک آدمی نے نمازوں کے اوقات دریافت کیے تو ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ نماز پڑھو بریدہؓ کہتے ہیں جب سورج ڈھل گیا تو بلالؓ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی پھر ان کو حکم دیا انہوں عصر کی اقامت کہی جبکہ ابھی سورج سفید صاف ستھرا بلند تھا پھر اس کو حکم فرمایا انہوں نے مغرب کی نماز کھڑی کی جب کہ سورج غروب ہو چکا پھر اس کو حکم دیا انہوں نے عشاء کی جماعت کھڑی کی جب کہ شفق غائب ہو چکی پھر اس کو حکم فرمایا تو انہوں نے فجر کی جماعت اس وقت کھڑی کی جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے، جب دوسرا دن آیا تو اسے حکم دیا انہوں نے ظہر کی اذان دی اس کو خوب ٹھنڈا کر کے پڑھا اور بہت خوب ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ سورج بلند تھا کل سے اس کو مؤخر کیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ ابھی شفق غائب نہ ہوئی تھی اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا ایک ثلث گزر چکا تھا اور نماز فجر خوب اسفار میں پڑھائی پھر ارشاد فرمایا اوقات نماز کے سلسلہ میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا جی حاضر ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت ان کے مابین ہے جو تم نے جان لیا۔ پھر جو جناب رسول اللہ ﷺ سے ان روایات مذکورہ میں نماز فجر سے متعلق وارد ہوا ہے اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ آپ نے نماز فجر کو پہلے روز اس وقت ادا فرمایا جبکہ فجر طلوع ہو گئی اور یہ اس کا اول وقت ہے اور دوسرے دن کی ادائیگی طلوع آفتاب کے قریب تھی اس پر تو تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فجر کا ول وقت طلوع فجر کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔ رہی نماز ظہر تو اس کے تعلق آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ اس کی ادائیگی آپ ﷺ نے اس وقت کی جب سورج ڈھل گیا اور اس پر تمام سلمانوں کا اتفاق ہے اور یہ اس کا اول وقت ہے۔ البتہ اس کے آخری وقت کے متعلق حضرت ابن عباس، ابوسعید، ابر، ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے دوسرے روز نماز ظہر اس وقت ادا فرمائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ثل ہو گیا اور یہ ابھی ظہر ہی کا وقت ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ لیا جائے کہ اس وقت ہر چیز کا سایہ ں کے مثل ہونے کے قریب تھا اور لغت میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ تو یہاں امساک رتح کا حکم اس وقت سے متعلق ہے جب عدت رجوع کے قریب اور اختتام ہو کیونکہ اگر عدت رجوع پوری ہو گئی تو ت مطلقہ بائنہ بن جائے گی، حق امساک باقی ہی نہ رہے گا اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس طرح بیان لی ہے: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ اس میں بتلایا ان کو اپنے خاوندوں کے ساتھ عدت کے مکمل ہونے پر نکاح حلال ہے، پس اس سے یہ بات خود ثابت ہو گئی کہ روں پر جو ذمہ داری عائد کی گئی وہ عدت کا زمانہ ختم ہونے کے قریب زمانہ تک کے لیے ہے۔ عدت کا زمانہ پورے

ہو جانے کے بعد مراد نہیں۔ پس اس طرح جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں " صلی الظهر فی الیوم الثانی حین صار ظل کل شئ مثله" میں قرب کا معنی مراد ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہونے کے قریب تھا۔ پس جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے گا تو اس وقت ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جن حضرات نے ان آثار میں ظہر کا آخری وقت ذکر کیا انہوں نے ان آثار میں یہ بھی نقل کیا کہ آپ نے نماز عصر پہلے دن اس وقت ادا فرمائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ان دو اوقات کے مابین وقت ہے پس یہ بات ناممکن ہے کہ ان کے مابین الگ وقت ہو اور آپ ﷺ نے ان کو ایک وقت میں جمع فرمایا ہو بلکہ ہمارے نزدیک اس کا معنی وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا، واللہ اعلم۔ اور ہماری اس بات پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دوسرے دن والی نماز کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: " ثم آخر الظهر حتی کان قریباً من العصر " تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے اس نماز کو اس وقت ادا کیا جب نماز عصر کے داخلے کا وقت قریب قریب تھا، یہ مطلب نہیں کہ وقت عصر میں ادا کیا۔ پس اس سے یہ بات پختہ ہو گئی کہ اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے تو یہ عصر کا وقت ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ یہ ظہر کا وقت ہو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ دونوں دنوں کی نمازوں کے مابین نماز کا وقت ہے اور اس پر یہ آثار بھی دال ہیں۔

تخریج : مسلم ۱/ ۲۲۳، ترمذی ۱/ ۴۰، نسائی ۱/ ۹۰۔

مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا، حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ) فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ دُخُولَ وَقْتِ الْعَصْرِ، بَعْدَ خُرُوجِ وَقْتِ الظُّهْرِ وَأَمَّا مَا ذُكِرَ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَنْهُ، أَنَّهُ صَلَّاهَا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ فِي الْوَقْتِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ، فَثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ أَوَّلُ وَقْتِهَا وَذُكِرَ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ الثَّانِي حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ هُوَ آخِرُ وَقْتِهَا الَّذِي إِذَا خَرَجَ فَاتَتْ. وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ هُوَ الْوَقْتُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَخِّرَ الصَّلَاةَ عَنْهُ، حَتَّى يَخْرُجَ وَأَنَّ مَنْ صَلَّاهَا بَعْدَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ صَلَّاهَا فِي وَقْتِهَا، مُفَرِّطٌ لِأَنَّهُ قَدْ فَاتَهُ مِنْ وَقْتِهَا مَا فِيهِ الْفَضْلُ وَإِنْ كَانَتْ لَمْ تَفُتْ بَعْدُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:(إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ وَلَمْ تَفُتْهُ وَلَمَا فَاتَهُ مِنْ وَقْتِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ) فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي خَاصٍّ مِنَ الْوَقْتِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي بَقِيَّةِ ذٰلِكَ الْوَقْتِ. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْوَقْتُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَخِّرَ الْعَصْرَ حَتَّى يَخْرُجَ هٰذَا الْوَقْتُ الَّذِي صَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي. وَقَدْ دَلَّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا .

ترجمہ : ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کا اول و آخر وقت ہے اور ظہر کا اول وقت وہ ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت جبکہ عصر کا وقت آ جائے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ عصر کا وقت اس وقت داخل ہوتا ہے جب ظہر کا وقت نکل جاتا ہے، رہی وہ روایت جس میں عصر کا وقت مذکورہ ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ نے اسے اس وقت میں ادا فرمایا ہو جس کا ہم نے تذکرہ کر دیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ نماز عصر کا اول وقت ہے آپ سے یہ منقول ہے کہ آپ نے اس کی ادائیگی دوسرے روز اس وقت فرمائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اس نماز کا وقت وہی ہے جو ان دونوں اوقات کے درمیان ہے۔ پس اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ اس کا ایسا آخری وقت ہو کہ جب وہ نکل جاتا تو وہ نماز فوت ہو جاتی اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہو کہ جس سے نماز کو عمومی حالات میں مؤخر کرنا مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ختم ہو اور وہ شخص جس نے اس کے بعد اس کو ادا کیا اگر چہ وہ اس کو اس کے وقت کی حدود میں ادا کر رہا ہے مگر وہ زیادتی کرنے والا ہے کیونکہ اس نے اس نماز کو فضیلت و ثواب والے وقت ہٹا دیا۔ اگر چہ وہ نماز بالکل فوت تو نہیں ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی نماز تو پڑھتا ہے اور ظاہر میں وہ اس سے فوت بھی نہیں ہوتی مگر جب اس نے اس کو (فضیلت والے) وقت سے فوت کر دیا، وہ اس کے لیے اس کے اہل و مال سے زیادہ بہتر تھا۔ پس اس ارشاد سے یہ ثابت ہو گیا کہ خاص وقت میں نماز بقیہ تمام وقت کی نماز کے ساتھ احاطہ کرنے سے بہتر ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہو جس سے نماز کا مؤخر کرنا کسی صورت میں درست نہیں یہاں تک کہ یہ وقت نکل جائے وہ وقت ہے کہ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے دوسرے دن نماز ادا فرمائی اور ہماری اس بات پر مندرجہ روایات دلالت کرتی ہیں۔

تخریج : ترمذی فی باب الصلاۃ باب ۱ نمبر ۱۵۱۔

مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا، أَسَدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعَصْرِ، حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ) .

ترجمہ : اعمش نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی ابتداء و انتہاء ہے اور عصر کا اول وقت تو وہ ہے جب اس کا وقت شروع ہو اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج پیلا پڑ جائے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ: ثنا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ،

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ).

ترجمه : عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج کی دھوپ پیلی نہ پڑے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۷۱/۱۷۲/۱۷۳/۱۷۴/۱۷۸/۲۰۶، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۲، نمبر ۳۹۶ ، نسائی فی المواقیت باب ۱۵، مسند احمد ۲/ ۲۱۰/۲۱۳/۲۲۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَرَفَعَهُ مَرَّةً وَلَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَفِي هٰذَا الْأَثَرِ أَنَّ آخِرَ وَقْتِهَا، حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ، وَذٰلِكَ بَعْدَمَا يَصِيرُ الظِّلُّ قَامَتَيْنِ، فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي قَصَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ مِنْ وَقْتِهَا، هُوَ وَقْتُ الْفَضْلِ، لَا الْوَقْتُ الَّذِي إِذَا خَرَجَ فَاتَتِ الصَّلَاةُ بِخُرُوجِهِ حَتّٰى تَصِحَّ هٰذِهِ الْآثَارُ وَلَا تَتَضَادَّ. غَيْرَ أَنَّ قَوْمًا ذَهَبُوا إِلَى أَنَّ آخِرَ وَقْتِهَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ۔

ترجمه : ابوایوب نے عبداللہ بن عمرو سے اسی طرح روایت نقل کی ہے شعبہ کہتے ہیں میرے استاذ قتادہ نے اس کو تین مرتبہ بیان کیا ایک مرتبہ مرفوع نقل کی اور دو مرتبہ روایت کو مرفوع نقل نہیں کیا۔

اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ عصر کا آخری وقت آفتاب کا پیلا پڑنا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ وہ وقت جس کا جناب رسول اللہ ﷺ نے قصد کیا اور آثار اول میں مذکور ہے وہ افضل وقت ہے، اس سے وہ وقت مراد نہیں کہ جب وہ نکل جائے تو اس کے نکلنے سے نماز فوت ہو جائے۔ یہ بات اس لیے کہی تاکہ ان آثار کا تطبیقی معنی سامنے آجائے اور تضاد ختم ہو، البتہ بعض لوگوں نے کہا کہ عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے۔

تخریج : مسلم ۱/ ۲۲۳۔

بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ).

ترجمه : ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ جس نے نماز صبح کی

ایک رکعت طلوع شمس سے پہلے پالی اس نے گویا نماز پالی اور جس نے دو رکعت عصر کے غروب سے پہلے پالی اس نے گویا نماز عصر کو پالیا۔

تخریج : بخاری فی مواقیت الصلاۃ باب ۲۸، مسلم فی المساجد و مواضع الصلاۃ نمبر ۸۶۳، ابن ماجہ فی الصلاۃ نمبر ۶۹۶، نسائی فی المواقیت باب ۲۸، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۱/۳۷۸۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَبِشْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ) .

ترجمہ : بشر و عبدالرحمٰن حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی اس نے گویا صبح کی نماز پالی جس نے ایک رکعت عصر کی غروب آفتاب سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔

تخریج : تخریج نمبر ۸۷۹ کو ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: انا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالُوا: فَلَمَّا كَانَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ مَا ذَكَرْنَا فِي هَذِهِ الْآثَارِ مُدْرِكًا لَهَا، ثَبَتَ أَنَّ آخِرَ وَقْتِهَا هُوَ غُرُوبُ الشَّمْسِ. وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ: أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى. فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ آخِرَ وَقْتِهَا إِلَى أَنْ تَتَغَيَّرَ الشَّمْسُ، مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَهْيِهِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَمِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ : عروہ حضرت عائشہؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ان آثار میں عصر کی ایک رکعت کا وقت پانے والوں کو عصر کا مدرک قرار دیا گیا تو اس سے ثابت ہوگیا کہ عصر کا آخری وقت غروب آفتاب ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے اور جو لوگ عصر کا آخری وقت آفتاب کے زرد ہونے کو مانتے ہیں ان کی دلیل وہ روایات ہیں جو آپ ﷺ سے وارد ہیں کہ آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی ہے روایات یہ ہیں۔

تخریج : نسائی ۱/۹۴، ابن ماجہ ۱/ ۵۱۔

مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ،

عَنْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا نُنْهَى عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَنِصْفَ النَّهَارِ۔

ترجمہ : عاصم نے بیان کہ ذر کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ نے کہا ہم طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے روک دیے گئے اسی طرح غروب اور نصف نہار کے وقت بھی۔

تخریج : بخاری عن ابی ہریرہ فی مواقیت الصلاۃ باب ۳۱، مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۲۸۵، نسائی فی المواقیت باب ۳۲، مسند احمد ۳۱۲/۵ ۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: ثنا قَتَادَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ إِذَا طَلَعَ قَرْنُ الشَّمْسِ أَوْ غَابَ قَرْنُ الشَّمْسِ) .

ترجمہ : محمد نے حضرت زید بن ثابتؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے منع فرمایا جب سورج طلوع ہو یا غروب ہو رہا ہو۔

تخریج : طبرانی فی المعجم الکبیر ۱٤٦/۵ .

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ:(ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، وَأَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا، حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ تَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ ، وَحِينَ تَضِيفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ، حَتَّى تَغْرُبَ).

ترجمہ : علی کہتے ہیں حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ نے فرمایا کہ تین ایسے اوقات ہیں جن میں جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے ہمیں منع فرماتے اور مردوں کو قبر میں ڈالنے (یعنی نماز جنازہ) سے منع فرماتے جبکہ سورج چمک دے یہاں تک کہ بلند ہو اور جب سورج زوال کے وقت میں ہو یہاں تک کہ ڈھل جائے اور جب غروب کی طرف مائل ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۲۹۵ ، ابوداؤد فی الجنائز باب ۵۱، نمبر ۳۱۹۲، ترمذی فی الجنائز باب ٤١، نمبر ۱۰۳۰، ابن ماجہ فی الجنائز باب ۳۰، نمبر ۱۵۱۹، نسائی فی المواقیت باب ٤، ۳۱، والجنائز باب ۸۹، دارمی فی الصلاۃ باب ١٤٢ ، مسند احمد ١٥٢/٤ ، بیہقی فی السنن الکبریٰ ٤٥٤/٢، ٣٢/٤ ۔

اللغات : ۔ بازغہ : چمکنا ، ترفع: بلند ہونا ، قائم الظہیرہ : دوپہر کا وقت، نصف النہار تضیف: مائل ہونا۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: ثنا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ

الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا، وَإِذَا بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيبَ) .

ترجمه : حضرت عبداللہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب کے اوقات میں اپنی نماز کی کوشش نہ کرو جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ وہ خوب ظاہر ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو غائب ہونے تک نماز کو مؤخر کر دو۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۳ ، مسلم فی المساجد نمبر ۲۸۹، نسائی فی المواقیت باب ۳۳، مصنف عبدالرزاق نمبر ۳۹۵۱، بیهقی فی السنن الکبری ۲/ ۴۵۴ ، مصنف ابن ابی شیبه ۲/ ۳۴۹، ۳۵۳۔

اللغات : ۔ حاجب الشمس : کنارۂ آفتاب ، لا تحروا: کوشش وتگ ودو کرنا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

ترجمه : ہشام بن عروہ عن ابیہ نے ابن عمرؓ اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : مسلم ۱/ ۲۷۵، مسند احمد ۲/ ۱۳، ۱۹۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ ، وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا).

ترجمه : حضرت ابن عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے نماز کے لیے تگ و دو نہ کرے کہ طلوع وغروب کے اوقات میں پڑھنے لگے۔

تخریج : بخاری ۱/ ۲۱۲ ، مسلم ۱/ ۲۷۵، مسند احمد ۲/ ۳۳۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: ثنا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ وَهِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعُ الشَّمْسِ أَوْ غُرُوبُهَا) .

ترجمه : حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ عمر بن الخطاب نے وہم کیا ہے کہ کوئی شخص نماز کا خیال نہ کرے اور طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ (کہ حضرت عمرؓ کے ہاں اصفرار سے غروب تک نماز کا نہ ہونا اور اسفار کے بعد طلوع تک کے وقت میں نماز نہ ہونے کا وہم وخیال ہوا ہے یہ درست نہیں بلکہ ان نمازوں کے اوقات طلوع وغروب تک ہیں) البتہ ان اوقات تک نمازوں کو نہ مؤخر کیا جائے۔

تخریج : مسلم فی الصلاة المسافرین نمبر ۲۹۵

حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِی مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى، وَضَمْرَةُ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَهِيَ سَاعَةُ صَلَاةِ الْكُفَّارِ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَيَذْهَبَ شُعَاعُهَا ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ إِلَى أَنْ يَنْتَصِفَ النَّهَارُ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسْجَرُ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَفِيءَ الْفَيْءُ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، وَهِيَ سَاعَةُ صَلَاةِ الْكُفَّارِ)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ باہلیؓ کہتے ہیں مجھے حضرت عمرو بن عبسہؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ظاہر ہوتا ہے اور یہ کفار کی عبادت کا وقت ہے پس تم اس میں نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ سورج بلند ہو کہ اس کے شعاعیں جاتی رہیں پھر نماز کے حاضری کا وقت رہتا ہے یہاں تک کہ دن آدھا ہو جائے یہ وہ گھڑی ہے جب جہنم کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کو اس میں بھڑکایا جاتا ہے پس اس وقت میں نماز ترک کر دو یہاں تک کہ سایہ ڈھل جائے پھر نماز کی حاضری کا وقت ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو پس سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور یہ کفار کی نماز کا وقت ہے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۲۹۴ ۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُهَلَّبَ بْنَ أَبِي صُفْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ) أَوْ عَلَى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ ,وَتَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، أَوْ عَلَى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَالُوا: فَلَمَّا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، ثَبَتَ أَنَّهُ لَيْسَ بِوَقْتِ صَلَاةٍ وَأَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ يَخْرُجُ بِدُخُولِهِ. فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ الْآخَرِينَ عَلَيْهِ أَنَّهُ رُوِيَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَرُوِيَ فِي غَيْرِهِ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ فَكَانَ فِي ذٰلِكَ إِبَاحَةُ الدُّخُولِ فِي الْعَصْرِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ. فَجَعَلَ النَّهْيَ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ عَلَى غَيْرِ الَّذِي أُبِيحَ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ الْحَدِيثَانِ. فَهٰذَا أَوْلَى مَا حُمِلَتْ عَلَيْهِ الْآثَارُ، حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ. وَأَمَّا وَجْهُ النَّظَرِ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ، فَإِنَّا رَأَيْنَا وَقْتَ الظُّهْرِ وَالصَّلَوَاتُ كُلُّهَا فِيهِ مُبَاحَةٌ التَّطَوُّعُ كُلُّهُ، وَقَضَاءُ كُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ. وَكَذٰلِكَ مَا اتُّفِقَ عَلَيْهِ أَنَّهُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَوَقْتُ الصُّبْحِ مُبَاحٌ قَضَاءُ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ فِيهِ، فَإِنَّمَا نَهَى عَنِ التَّطَوُّعِ خَاصَّةً فِيهِ

فَكَانَ كُلُّ وَقْتٍ قَدِ اتُّفِقَ عَلَيْهِ أَنَّهُ وَقْتُ الصَّلَاةِ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ، كُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الصَّلَاةَ الْفَائِتَةَ تُقْضَى فِيهِ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ هٰذِهِ صِفَةُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا، وَثَبَتَ أَنَّ غُرُوبَ الشَّمْسِ لَا يُقْضَى فِيهِ صَلَاةٌ فَائِتَةٌ بِاتِّفَاقِهِمْ خَرَجَتْ بِذٰلِكَ صِفَتُهُ مِنْ صِفَةِ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَثَبَتَ أَنَّهُ لَا يُصَلَّى فِيهِ صَلَاةٌ أَصْلًا كَنِصْفِ النَّهَارِ، وَطُلُوعِ الشَّمْسِ وَأَنَّ نَهْيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، نَاسِخٌ لِقَوْلِهِ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ لِلدَّلَائِلِ الَّتِي شَرَحْنَاهَا، وَبَيَّنَّاهَا. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ، عِنْدَنَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَأَمَّا وَقْتُ الْمَغْرِبِ فَإِنَّ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ كُلِّهَا أَنَّهُ قَدْ صَلَّاهَا عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ. وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى خِلَافِ ذٰلِكَ فَقَالُوا أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ يَطْلُعُ النَّجْمُ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ۔

ترجمہ : سماک بن حرب کہتے ہیں میں نے مہلب بن ابی صفرہ کو حضرت سمرہؓ سے روایت بیان کرتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلوع آفتاب کے وقت اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو اس لیے کہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے یا بین یا علی کا لفظ فرمایا اسی طرح تغرب بین اعلی قرنی الشیطان کے لفظ فرمائے۔

وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے غروب آفتاب کے وقت نماز سے ممانعت فرمائی ہے تو اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ نماز کا وقت نہیں اور اس کے آجانے سے عصر کا وقت جاتا رہتا ہے۔ ان سے اختلاف رکھنے والے علماء کی دلیل ان کے خلاف یہ ہے کہ اس روایت میں غروب آفتاب کے وقت نماز کی ممانعت کی گئی ہے اور دوسری روایت یہ کہہ رہی ہے کہ "من ادرك ركعته من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر" تو اس سے کم از کم اتنی بات ثابت ہو رہی ہے کہ اس وقت میں نماز عصر میں داخل ہونا مباح ہے تو حدیث اول میں جو نہی مذکور ہے اس کا محمل اور ہوگا اور دوسری روایت میں جس چیز کو مباح قرار دیا گیا اس کا محمل دوسرا ہے تاکہ دونوں روایات کا تضاد ختم ہو جائے یہ ان میں سب سے بہتر قول ہے جس پر ان آثار کو محمول کرنا چاہئے تاکہ تضاد نہ ہو۔ باقی نظر وفکر کے لحاظ سے اس کو دیکھا جائے تو ہمارے سامنے ظہر اور دیگر تمام نمازوں کے اوقات ہیں جن میں نوافل اور قضاء تمام مباح ہیں۔ اسی طرح عصر کے متفق علیہ وقت کا بھی یہی حکم ہے اور صبح کا وہ وقت مباح ہے کہ جس میں تمام فوت شدہ نمازوں کی قضاء درست ہے۔ البتہ نوافل کی ممانعت ہے۔ ہر وہ وقت جس کے نماز کا وقت ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور وہ ان نمازوں کے اوقات سے ہو تو اس میں قضا نماز جائز ہے، اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ متفق علیہ اوقات نماز کا یہ حال ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ غروب آفتاب کے وقت کوئی فوت شدہ نماز ادا نہیں کی جاسکتی اس پر سب متفق ہیں تو اس حالت سے اس کا فرض نمازوں کے اوقات سے خارج ہونا ثابت ہوگیا اور یہ تو پہلے ثابت ہو چکا کہ اس میں کوئی نماز

ادا نہ کی جائے گی جیسا کہ زوال اور طلوع آفتاب کے وقت نماز ادا نہیں کی جا سکتی اور جناب رسول اللہ ﷺ کا غروب آفتاب کے قریب نماز کی ممانعت کرنا "من ادرك من العصر ركعته " کو منسوخ کرنے والا ہے۔ان دلائل کی بناء پر جو ہم نے تشریح کی اور وضاحت کی نظر کا یہی تقاضا ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے باقی رہا نماز مغرب کا وقت تو پہلے تمام آثار میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو غروب آفتاب کے بعد ادا فرمایا۔ بعض لوگوں نے اس میں اختلاف کیا، انہوں نے کہا کہ نماز مغرب کا پہلا وقت ستاروں کے طلوع کا وقت ہے اور انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا۔

تخریج : مسند احمد ۵/۱۵، مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۲/۳۴۹۔

بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ : ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ ، عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ : (صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمَخْمِصِ فَقَالَ : إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا مِنْكُمْ أُوتِيَ أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ) .

ترجمہ : ابو ہبیرہ شیبانی نے ابو تمیم جیشانی سے اور انہوں نے حضرت ابو بصرہ غفاریؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مقام مخمص میں عصر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا یہ نماز پہلی امتوں کو پیش کی گئی انہوں نے اس کو ضائع کر دیا پس جس نے اس کی حفاظت کی اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا اس کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ ستارے طلوع ہو جائیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاة المسافرین نمبر ۲۹۲۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ : ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بِالْمَخْمِصِ وَقَالَ :(لَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يُرَى الشَّاهِدُ) وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ فَقَالُوا: طُلُوعُ النَّجْمِ هُوَ أَوَّلُ وَقْتِهَا وَكَانَ قَوْلُهُ عِنْدَنَا (وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يُرَى الشَّاهِدُ) قَدْ يَحْتَمِلُ أَنَّ هٰذَا آخِرُ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ، وَيَكُونُ الشَّاهِدُ هُوَ اللَّيْلُ. وَلٰكِنَّ الَّذِي رَوَاهُ غَيْرُ اللَّيْثِ تَأَوَّلَ أَنَّ الشَّاهِدَ هُوَ النَّجْمُ، فَقَالَ ذٰلِكَ بِرَأْيِهِ، لَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ۔

ترجمہ : ابن اسحاق نے یزید بن ابی حبیب اور انہوں نے خیر بن نعیم حضرمی سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے صرف فرق یہ ہے کہ اس میں مقام مخمص کا تذکرہ نہیں اور اس کے بعد کے الفاظ یہ ہیں: ''لَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يُرَى الشَّاهِدُ'' الشاہد ستارے اور اس سے مراد رات بھی ہوتی ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دوسرا جناب رسول اللہ ﷺ کا قول ہو جیسا کہ لیث کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے کثیر روایات اس سلسلہ میں آئی ہیں

کہ آپ اس وقت نماز مغرب ادا فرماتے جب سورج غروب ہو جاتا ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ، عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ مَسْرُوقٌ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوا عَنِ الْخَيْرِ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ، وَيُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ .وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى تَبْدُوَ النُّجُومُ، وَيُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ يَعْنِي أَبَا مُوسَى .قَالَتْ أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْإِفْطَارَ قَالَ. عَبْدُ اللّٰهِ .قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :كَذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ : عمارہ نے ابو عطیہ سے نقل کیا کہ میں اور مسروق حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروق نے سوال کیا اے ام المؤمنین! اصحاب محمد ﷺ میں سے دو آدمی ہیں جو خیر کو بالکل نہیں چھوڑتے ان میں سے ایک مغرب کو جلد پڑھتا ہے اور جلد افطار کرتا ہے اور دوسرا مغرب کو اس وقت تک مؤخر کرتا ہے یہاں تک کہ ستارے ظاہر ہوں اور افطار کو بھی مؤخر کرتا ہے یعنی ابو موسیٰ انہوں نے پوچھا ان میں سے کون نماز کو اور افطار کو جلد ادا کرتا ہے میں نے کہا عبداللہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

تخریج : مسلم الصیام نمبر ۴۹، ابوداؤد فی الصوم باب ۲۱، نمبر ۲۳۵۴، ترمذی فی الصوم باب ۱۳ نمبر ۷۰۲، نسائی فی الصیام باب ۲۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ : (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ) .

ترجمہ : عروہ کہتے ہیں کہ بشر بن ابی مسعود نے ابو مسعودؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد ادا فرماتے۔

تخریج : دارمی فی الصلاۃ باب ۲، باختلاف یسیر۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ) .

ترجمہ : محمد بن عمرو بن الحسن نے جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۱۸، مسلم فی المساجد ۷۷۱، ۲۳۳، ترمذی فی المواقیت باب ۱،
نسائی فی المواقیت باب ۱۰، ۱۸، مسند احمد ۳/۳۳، ۳۵۱، ۳۶۹۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا مَكِّیُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: (كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ) وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا عَمَّنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ : یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز غروب آفتاب پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی روایات بھی موجود ہیں۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۱۸ ،مسلم فی المساجد ۲۱۶، ترمذی فی المواقیت باب ۸، نمبر ۱٦٤
ابن ماجه فی الصلاة باب ۷، نمبر ٦۸۸، مسند احمد ٤/٥٤، بیهقی فی السنن الکبریٰ ۱/٤٤٦۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: (صَلُّوا هَذِهِ الصَّلَاةَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ) وَالْفِجَاجُ مُسْفِرَةٌ.

ترجمہ : سوید بن غفلہ نے کہا کہ جناب عمرؓ نے فرمایا تم یہ نماز یعنی مغرب پڑھو جبکہ وادیاں ابھی روشن ہی ہوں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: (أَنْ صَلِّ الْمَغْرِبَ، حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ).

ترجمہ : محمد بن سیرین نے مہاجر سے نقل کیا کہ جناب عمرؓ نے ابوموسیٰؓ کو لکھا کہ مغرب کی نماز غروب آفتاب پر پڑھو۔

تخریج : موطا مالك فی وقوت الصلاة نمبر ۸۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْجَابِيَةِ: أَنْ صَلُّوا الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ تَبْدُوَ النُّجُومُ

ترجمہ : طارق بن عبدالرحمٰن نے سعید بن المسیب سے نقل کیا کہ عمرؓ نے اہل جابیہ کی طرف لکھا کہ مغرب کی نماز ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کرو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/ ۳۲۸۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: صَلَّى عَبْدُ اللَّهِ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَقَامَ أَصْحَابُهُ يَتَرَاءَوْنَ الشَّمْسَ

فَقَالَ: مَا تَنْظُرُونَ؟ قَالُوا نَنْظُرُ، أَغَابَتِ الشَّمْسُ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ. هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَقْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ ﴿ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰی غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ (الإسراء ۷۸) وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَی الْمَغْرِبِ فَقَالَ: (هٰذَا غَسَقُ اللَّيْلِ) وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَی الْمَطْلَعِ، فَقَالَ: (هٰذَا دُلُوكُ الشَّمْسِ) قِيلَ حَدَّثَكُمْ عُمَارَةُ أَيْضًا؟ قَالَ:(نَعَمْ) .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے ساتھیوں کونماز مغرب پڑھائی ان کے ساتھی کھڑے ہوکر سورج کو دیکھنے لگےتو عبداللہ نے کہا کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگے ہم دیکھتے ہیں آیا سورج غروب ہوگیا ہے یا نہیں ۔تو عبداللہ نے فرمایا اس اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہی اس نماز کا وقت ہے پھر عبداللہ نے بطور استشہاد یہ آیت پڑھی ﴿ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰی غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ (الإسراء ۷۸) اپنے ہاتھ سے مغرب کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ غسق اللیل ہے (رات کا آنا ہے) اور اپنے ہاتھ سے مطلع کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ دلوک الشمس ہے ۔فہد سے پوچھا گیا کہ کیا تمہیں عمارہ نے بھی بیان کیا، انہوں نے کہا، جی ہاں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاة ۱ / ۳۲۸/ ۳۲۹۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ: صَلّٰی ابْنُ مَسْعُودٍ بِأَصْحَابِهِ الْمَغْرِبَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَالَ:(هٰذَا، وَالَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَقْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةِ) .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے اپنے ساتھیوں کونماز مغرب پڑھائی جب کہ سورج غروب ہوگیا پھر کہنے لگے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے جو اکیلا معبود ہے یہی وقت اس نماز کا ہے۔

تخریج : طبرانی ۹/ ۲۳۱۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ، قَالَ: ثنا أَبِی، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، مِثْلَهُ .

ترجمہ : عبداللہ بن مرہ نے مسروق سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْوَهْبِیُّ، قَالَ: ثنا الْمَسْعُودِیُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ (وَالَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هٰذِهِ السَّاعَةَ لَمِيقَاتُ هٰذِهِ الصَّلَاةِ) ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴿ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰی غَسَقِ اللَّيْلِ ﴾ قَالَ : وَدُلُوكُهَا حِينَ تَغِيبُ، وَغَسَقُ اللَّيْلِ حِينَ يُظْلِمُ فَالصَّلَاةُ بَيْنَهُمَا .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں ابن مسعودؓ غروب آفتاب کے وقت فرمایا مجھے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی

معبود نہیں بلا شبہ یہی گھڑی اس نماز کا وقت ہے پھر عبداللہ نے تصدیق کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ (الإسراء ۷۸) اور فرمایا دلوک وہ وقت ہے جب سورج غائب ہوجاتا ہے اور رات چھا جاتی ہے جبکہ اندھیرا چھا جاتا ہے پس نماز ان دونوں کے درمیان ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَتَى غَسَقُ اللَّيْلِ؟ قُلْتُ: إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: فَاحْدُرِ الْمَغْرِبَ فِي إِثْرِهَا ثُمَّ احْدُرْهَا فِي إِثْرِهَا.

ترجمه: عبدالرحمن بن لبیبہ کہتے ہیں مجھے ابوہریرہؓ نے کہا کب رات چھا جاتی ہے پھر خود فرمایا جب سورج غروب ہوتو اس کے پیچھے تو بھی جلد نماز ادا کرلو پھر اس کے پیچھے جلدی کر (وادی میں اتر)۔

اللغات: فاحدر: وادی میں اترنا مراد جلدی کرنا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ فِي رَمَضَانَ إِذَا أَبْصَرَ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ، ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدُ فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ، حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ. وَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا دُخُولَ النَّهَارِ وَقْتًا لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَذٰلِكَ دُخُولُ اللَّيْلِ وَقْتٌ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَعَامَّةِ الْفُقَهَاءِ وَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِي خُرُوجِ وَقْتِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ قَوْمٌ: إِذَا غَابَتِ الشَّفَقُ، وَهُوَ الْحُمْرَةُ، خَرَجَ وَقْتُهَا، وَمِمَّنْ قَالَ: ذٰلِكَ أَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَقَالَ آخَرُونَ: إِذَا غَابَ الشَّفَقُ وَهُوَ الْبَيَاضُ الَّذِي بَعْدَ الْحُمْرَةِ، خَرَجَ وَقْتُهَا وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَكَانَ النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْحُمْرَةَ الَّتِي قَبْلَ الْبَيَاضِ مِنْ وَقْتِهَا وَإِنَّمَا اخْتِلَافُهُمْ فِي الْبَيَاضِ الَّذِي بَعْدَهُ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: حُكْمُهُ حُكْمُ الْحُمْرَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: حُكْمُهُ خِلَافُ حُكْمِ الْحُمْرَةِ. فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الْفَجْرَ يَكُونُ قَبْلَهُ حُمْرَةٌ ثُمَّ يَتْلُوهَا بَيَاضُ الْفَجْرِ فَكَانَتِ الْحُمْرَةُ وَالْبَيَاضُ فِي ذٰلِكَ وَقْتًا لِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ، وَهُوَ الْفَجْرُ فَإِذَا خَرَجَا، خَرَجَ وَقْتُهَا. فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ الْبَيَاضُ وَالْحُمْرَةُ فِي الْمَغْرِبِ أَيْضًا وَقْتًا لِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَحُكْمُهُمَا حُكْمٌ وَاحِدٌ إِذَا خَرَجَا، خَرَجَ وَقْتُ الصَّلَاةِ اللَّذَانِ هُمَا وَقْتٌ لَهَا. وَأَمَّا الْعِشَاءُ الْآخِرَةُ فَإِنَّ تِلْكَ الْآثَارَ كُلَّهَا فِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ، بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ، إِلَّا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ صَلَّاهَا قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ. فَيُحْتَمَلُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ جَابِرٌ عَنَى

الشَّفَقَ الَّذِى هُوَ الْبَيَاضُ، وَعَنَى الآخَرُونَ الشَّفَقَ الَّذِى هُوَ الْحُمْرَةُ، فَيَكُونُ قَدْ صَلَّاهَا بَعْدَ غَيْبُوبَةِ الْحُمْرَةِ، وَقَبْلَ غَيْبُوبَةِ الْبَيَاضِ، حَتَّى تَصِحَّ هٰذِهِ الآثَارُ وَلَا تَتَضَادُّ. وَ فِى ثُبُوتِ ما ذَكَرْنَا مَا يَدُلُّ عَلىٰ مَا قَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّ بَعْدَ غَيْبُوبَةِ الْحُمْرَةِ وَقْتُ الْمَغْرِبِ إِلَى أَنْ يَغِيبَ الْبَيَاضُ. وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِىَّ وَأَبَا مُوسىٰ، ذَكَرُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّاهَا. وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: صَلَّاهَا فِى وَقْتٍ قَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ نِصْفُ اللَّيْلِ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ صَلَّاهَا قَبْلَ مُضِىِّ الثُّلُثِ، فَيَكُونُ مُضِىُّ الثُّلُثِ، هُوَ آخِرُ وَقْتِهَا. وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ صَلَّاهَا بَعْدَ الثُّلُثِ، فَيَكُونُ قَدْ بَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ وَقْتِهَا بَعْدَ خُرُوجِ الثُّلُثِ. فَلَمَّا احْتَمَلَ ذٰلِكَ، نَظَرْنَا فِيمَا رُوِىَ فِى ذٰلِكَ ۔

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے عمر، عثمانؓ کو دیکھا کہ وہ رمضان میں مغرب کی نماز پڑھتے جونہی سیاہ رات کو دیکھتے پھر بعد میں افطار کرتے یعنی کھانا کھاتے۔ یہ صحابہ کرامؓ ہیں کہ جن کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مغرب کا اول وقت غروب آفتاب ہے اور غور وفکر کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دن کا داخل ہونا نماز فجر کا وقت ہے بالکل اسی طرح رات کی آمد یہ نماز مغرب کا وقت ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمدؒ وعام فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ مغرب کا وقت ختم ہونے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف ومحمدؒ کہتے ہیں جب سرخ شفق غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت نکل جاتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں سفید شفق کے غروب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ نظر وفکر کا تقاضا اس طرح کہ یہ تو اتفاقی امر ہے کہ وہ سرخی جو سپیدے سے پہلے آتی ہے وہ وقت مغرب ہے البتہ اس سپیدے میں اختلاف ہے جو بعد میں آتا ہے بعض نے کہا کہ اس کا حکم سرخی جیسا ہے۔ پس ہم نے اس پر غور کیا تو ہم کو اس کی نظیر مل گئی کہ فجر سے قبل بھی سرخی پھر اس کے بعد سپیدا صبح ہوتا ہے اور یہ دونوں ہی نماز فجر کے اوقات ہیں جب یہ دونوں نکل جاتے ہیں تو فجر کا وقت جاتا رہتا ہے۔ پس اس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ سپیدی اور سرخی مغرب میں بھی مغرب کا وقت نماز ہے اور ان دونوں کا فجر کی طرح ایک حکم ہے۔ جب یہ دونوں وقت نکل جائیں گے تو مغرب جاتا رہے گا اور یہ دونوں وقت مغرب کے ہیں۔ باقی نماز عشاء تو ان تمام آثار میں معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پہلے روز غروب شفق کے بعد ادا فرمایا مگر جابر بن عبداللہؓ کی روایت میں انہوں نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے شفق غروب ہونے سے پہلے ادا فرمایا۔ اس میں ہمارے یہاں یہ احتمال ہے (واللہ اعلم) کہ حضرت جابرؓ نے شفق ابیض مراد لیا ہو اور دوسروں نے شفق احمر مراد لیا ہو۔ پس آپ کا نماز ادا کرنا سرخی کے ازالہ اور سپیدے کی موجودگی میں تھا تا کہ یہ آثار درست ہوسکیں اور انکا تضاد باقی نہ رہے اور ثبوت میں پیش کردہ روایات میں یہ ثبوت ہے کہ سرخی کا ازالہ اس وقت تک مغرب ہی کا وقت ہے یہاں تک کہ سفیدا دور ہو۔ باقی عشاء کا آخری وقت حضرت ابن عباس، ابوسعید اور ابوموسیٰ

رضی اللہ عنہم کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو رات کے تیسرے حصہ تک مؤخر فرمایا پھر اسے پڑھا اور جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں اس کو اس کے وقت ہونے پر ادا کرلیا۔ بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ وہ وقت رات کا تیسرا حصہ ہے اور دوسروں نے نصف رات قرار دیا۔ پس اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے رات کا تیسرا حصہ گزرنے پر اس کو ادا کیا ہو۔ پس اس صورت میں ثلث لیل کا گزرنا اس کا آخری وقت ہوگا اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے ثلث شب تک مؤخر فرمایا پھر اسے ادا کیا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کو وقت کے اندر ادا کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ وقت ثلث شب تھا اور دوسرے کہتے ہیں کہ وہ نصف شب تھا۔ اب اس میں احتمال ہے کہ ثلث شب گزر جانے پر اسے ادا کیا ہو تو ثلث شب کا گزرنا وہ آخری وقت بنا اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس کو ثلث شب کے بعد ادا کیا ہو۔ پھر ثلث شب گزرنے پر اس کو وقت کا کچھ حصہ بچ گیا۔ جب یہ احتمال پیدا ہو گیا تو ہم نے اس میں غور کیا تو یہ روایات ربیع المؤذن کی سند سے مل گئیں۔ ملاحظہ ہوں۔

فَإِذَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ، حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ) .

ترجمہ : اعمش نے ابوصالحؒ سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی ابتداء اور انتہا ہے عشاء کا اول وقت وہ ہے جب افق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب رات آدھی ہو جائے اور فجر کا اول وقت جب پو پھوٹ جائے اور اس کا آخری وقت جب سورج طلوع ہو۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ) .

ترجمہ : قتادہ نے ابوایوب سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عشاء کا وقت نصف لیل تک ہے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۷۲، ۱۷۳، نسائی فی المواقیت باب ۱۵۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ شُعْبَةُ : حَدَّثَنِيهِ ثَلَاثَ، مَرَّاتٍ، فَرَفَعَهُ مَرَّةً، وَلَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ مَا بَعْدَ ثُلُثِ اللَّيْلِ أَيْضًا هُوَ وَقْتٌ مِنْ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ .وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ .

ترجمہ : شعبہ نے قتادہ سے اور انہوں نے ابوایوب سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے پس ان آثار و روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ثلث شب کے بعد والا وقت بھی عشاء کا وقت ہے اور اس پر یہ روایات دلالت کر رہی ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں مجھے قتادہ نے تین مرتبہ یہ روایت نقل کی ایک مرتبہ رفع کے ساتھ اور دو مرتبہ بغیر رفع کے نقل کی۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:(مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، أَوْ بَعْدَهُ وَلَا نَدْرِي، أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ. فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةً، مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي، لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى) .

ترجمہ : حکم نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات ہم جناب رسول اللہ ﷺ کا انتظار عشاء کے سلسلے میں کرتے رہے آپ اس وقت نکلے جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا اس کے بعد کا وقت آ گیا ہمیں معلوم نہیں کہ گھر میں آپ کو کیا مشغولیت وغیرہ تھی جب آپ باہر تشریف لائے تو فرمایا بلاشبہ تم تو ایک نماز کا انتظار کر رہے ہو اور تمہارے علاوہ اور کسی دین والے نماز کا انتظار نہیں کر رہے اگر امت پر گرانی کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو (ہر روز) اسی وقت نماز پڑھاتا پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا پھر اس نے اقامت کہی اور آپ نے جماعت کرائی۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۲۲ ، اذان باب ۱۶۲ ، نسائی فی المواقیت باب ۲۱۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ : (جَهَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا، حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ بَلَغَ ذَاكَ، خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَأَنْتُمْ تَنْتَظِرُونَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ أَمَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا) .

ترجمہ : زائدہ بن سلیمان نے ابوسفیان سے اور انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار فرمایا یہاں تک کہ آدھی رات کا وقت تیاری میں گزر گیا اس کے قریب جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نکل کر تشریف لائے اور فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تم ابھی اس نماز کے انتظار میں ہو خبردار! تم نماز میں شمار ہوتے ہو جب تک نماز کا انتظار کرتے ہو۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۳۶، المواقیت باب ۲۵ ، نسائی فی المواقیت باب ۲۱، مسند احمد ۵/۳، ۱۸۹/ ۲۰۰۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ : (أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعَتَمَةِ، حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: نَامَ النَّاسُ وَالصِّبْيَانُ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ، وَلَا يُصَلَّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ .قَالَتْ وَكَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ، فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ غَسَقُ اللَّيْلِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ) .

ترجمه : زہری نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی تو عمرؓ نے بلند آواز سے آواز دی کہ لوگ اور بچے سو گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا اس نماز کا انتظار اہل زمین میں سے کوئی بھی تمہارے سوا نہیں کررہا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان دنوں صرف مدینہ منورہ میں ہی نماز ہوتی تھی اور صحابہ کرامؓ عشاء کی نماز اندھیرا چھا جانے کے بعد ثلث لیل تک پڑھتے تھے۔ (اس دن خلاف عادت تاخیر ہوئی)۔

تخريج : بخارى مواقيت الصلاة باب ٢٢، الاذان باب ١٦٢، نسائى فى المواقيت باب ٢١، مسند احمد ١٩٩/٦، ٢١٥، ٢٧٢۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: أنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : (أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَرَقَدُوا، وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا).

ترجمه : حمید الطویل نے انسؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو رات کا ایک حصہ گزر جانے تک مؤخر کیا جب آپ نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف توجہ کر کے فرمایا بلاشبہ لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور نیند میں مستغرق ہو گئے اور تم اس وقت تک نماز میں ہو جب تک کہ نماز کے انتظار میں رہو۔

تخريج : بخارى فى الاذان باب ٣٦م والمواقيت باب ٢٥، العباس باب ٤٨، نسائى فى المواقيت باب ٢١، مسند احمد ٥/٣، ١٨٩، ٢٠٠۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: أنا حَمَّادٌ، قَالَ: أنا ثَابِتٌ، أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ: أَخَّرَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، حَتَّى كَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ، أَوْ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مُضِيِّ ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ مُضِيَّ ثُلُثِ اللَّيْلِ لَا يَخْرُجُ بِهِ وَقْتُهَا وَلٰكِنْ مَعْنَى ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ أَفْضَلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ، هُوَ مِنْ حِينِ يَغِيبُ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَهُوَ الْوَقْتُ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا فِيهِ

عَلٰی مَا ذَكَرْنَا فِی حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ثُمَّ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰی أَنْ يَمْضِیَ نِصْفُ اللَّيْلِ فِی الْفَضْلِ، دُونَ ذٰلِكَ حَتّٰی لَا تَتَضَادَّ هٰذِهِ الْآثَارُ. ثُمَّ أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ. هَلْ بَعْدَ خُرُوجِ نِصْفِ اللَّيْلِ مِنْ وَقْتِهَا شَیْءٌ. فَنَظَرْنَا فِی ذٰلِكَ.

ترجمه : حماد نے بتلایا کہ ثابت نے ہمیں خبر دی کہ ہم نے حضرت انس بن مالکؓ سے دریافت کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی تھی انہوں نے کہا ہاں پھر کہنے لگے آپ نے ایک دن عشاء کو مؤخر فرمایا قریب تھا کہ رات کا ایک حصہ گزر جائے یا کہا رات کا ایک حصہ گزرنے تک مؤخر کیا پھر اسی طرح روایت نقل کی۔ ان آثار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ثلث شب گزرنے پر پڑھی، اس سے یہ بات کھل کر پختہ ہوگئی کہ ثلث شب کا گزرنا نماز عشاء کے وقت کو خارج نہیں کرتا مگر اس کا مطلب ہمارے ہاں (واللہ اعلم) یہ ہے کہ عشاء کا سب سے افضل وقت غروب شفق کے بعد ثلث شب تک ہے اور یہی وہ وقت ہے کہ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حدیث عائشہ صدیقہؓ سے ہم بیان کر آئے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر وقت عشاء کا آدھی رات تک کا ہے۔ یہ تو فضیلت والے وقت میں دوسرے درجہ میں ہے تاکہ مندرجہ آثار میں تضاد نہ ہو۔ اب ہم نصف شب کے بعد والے وقت سے متعلق روایات پر نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ روایات ملاحظہ ہوں۔

تخريج : مسلم ۲۲۹/۱۔

فَإِذَا يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أنا يَحْيَی بْنُ أَيُّوبَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : (أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰی شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَمَا صَلّٰی بِنَا. فَقَالَ : قَدْ صَلَّی النَّاسُ وَرَقَدُوا، لَمْ تَزَالُوا فِی صَلَاةٍ، مَا انْتَظَرْتُمُوهَا).

ترجمه : حمید الطویل کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء کو رات کا کافی حصہ گزرنے تک مؤخر کیا پھر آپ نے مڑ کر ہماری طرف توجہ فرمائی جبکہ آپ نماز پڑھا چکے اور فرمایا لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم جب تک انتظار میں رہے نماز میں رہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۳۶م والمواقیت باب ۲۵، العباس باب ۴۸، نسائی فی المواقیت باب ۲۱، مسند احمد ۵/۳، ۱۸۹، ۲۰۰۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِی يَحْيَی بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَفِی هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ صَلَّاهَا بَعْدَ مُضِیِّ نِصْفِ اللَّيْلِ فَذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُ قَدْ كَانَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ وَقْتِهَا، بَعْدَ مُضِیِّ نِصْفِ اللَّيْلِ. وَقَدْ رُوِیَ

عَنْهُ ذٰلِكَ أَيْضًا، مَا هُوَ أَدَلُّ مِنْ هٰذَا .

ترجمہ : یحییٰ بن ایوب نے حمید اور انہوں نے انسؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ان آثار سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز نصف شب کے گزرنے پر ادا فرمائی۔اس سے یہ دلیل مل گئی کہ عشاء کا وقت نصف شب کے بعد ہے۔اس سلسلہ میں یہ مرویات اس سے بھی زیادہ دلالت کرتی ہیں۔

تخریج : مسند احمد ۳/ ۲۰۰

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، وَأَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَا: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ :(أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ، وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى وَقَالَ: إِنَّهُ لَوَقْتُهَا، لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي) فَفِي هٰذَا أَنَّهُ صَلَّاهَا بَعْدَ مُضِيِّ أَكْثَرِ اللَّيْلِ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّ ذٰلِكَ وَقْتٌ لَهَا. فَثَبَتَ بِتَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ، أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، مِنْ حِينِ يَغِيبُ الشَّفَقُ إِلٰى أَنْ يَمْضِيَ اللَّيْلُ كُلُّهُ، وَلٰكِنَّهُ عَلٰى أَوْقَاتٍ ثَلَاثَةٍ .فَأَمَّا مِنْ حِينِ يَدْخُلُ وَقْتُهَا إِلٰى أَنْ يَمْضِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَأَفْضَلُ وَقْتٍ صُلِّيَتْ فِيهِ. وَأَمَّا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ يَتِمَّ نِصْفُ اللَّيْلِ، فَفِي الْفَضْلِ دُونَ ذٰلِكَ. وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَفِي الْفَضْلِ دُونَ كُلِّ مَا قَبْلَهُ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَقْتِهَا أَيْضًا، مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا .

ترجمہ : ام کلثوم بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ مجھے حضرت عائشہؓ نے بتلایا کہ ایک رات آپ نے نماز عشاء میں اتنی دیر کی کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا مسجد والے بھی سو گئے پھر آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور فرمایا اس نماز کا وقت ہے اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں اس وقت ادا کرتا۔اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عشاء کو رات کا اکثر حصہ گزرنے پر ادا کیا اور مجھے یہ بتلایا کہ یہ اس کا وقت ہے۔پس ان روایات کی تصحیح کے پیش نظر ہم کہیں گے کہ عشاء کا اول وقت غروب شفق سے تمام رات گزرنے تک ہے۔مگر اس کے فضیلت کے لحاظ سے تین درجات ہیں:

(۱) ثلث شب گزرنے تک افضل ترین وقت ہے جس میں یہ نماز پڑھی جائے۔(۲) اس کے بعد آدھی رات ہونے تک فضیلت کا درجہ اس سے کم ہے۔(۳) آدھی رات کے بعد ماقبل کے دونوں اوقات سے اور فضیلت گھٹ جائے گی اور اس کے متعلق بھی اصحاب رسول ﷺ سے روایات آئی ہیں۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۲۱۹، نسائی فی المواقیت باب ۲۱، دارمی فی الصلاۃ باب ۱۹، مسند احمد ۶/ ۱۵۰۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَسْلَمَ، أَنَّ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ: إِنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَلَا تُؤَخِّرُوهُ إِلَى ذٰلِكَ، إِلَّا مِنْ شُغْلٍ، وَلَا تَنَامُوا قَبْلَهَا، فَمَنْ نَامَ قَبْلَهَا، فَلَا نَامَتْ عَيْنَاهُ قَالَهَا ثَلَاثًا فَهٰذَا عُمَرُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا .

ترجمه : نافع نے اسلم سے نقل کیا کہ جناب عمرؓ نے لکھا کہ عشاء کا وقت غروب شفق سے ثلث لیل ہے اور اس سے اس کو مؤخر نہ کیا جائے ہاں اگر کسی شدید مشغولیت سے مؤخر ہو جائے تو پھر نماز پڑھ کر سوؤ۔ جو اس سے پہلے سو گیا خدا کرے اس کی آنکھ کو نیند نصیب نہ ہو یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔

تخريج : عبدالرزاق ۱/ ۵۶۰۔

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنْ صَلِّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ مِنَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَيَّ حِينٍ شِئْتَ .

ترجمه : ابن سیرین نے مہاجر سے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ نماز عشاء وقت عشاء سے نصف لیل تک پڑھی جائے جس وقت میں تم مناسب خیال کرو۔

تخريج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/ ۳۳۰۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ : ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، مِثْلَهُ وَزَادَ (وَلَا أَدْرِي ذٰلِكَ إِلَّا نِصْفًا لَكَ)فَفِي هٰذَا أَنَّهُ قَدْ جَعَلَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَدْ جَعَلَ ذٰلِكَ نِصْفًا، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : عبداللہ بن عون نے محمد بن سیرین اور انہوں نے مہاجر سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں اور میں اس کو نہیں جانتا مگر تمہیں نصف ثواب ملے گا۔ اس روایت میں انہوں نے نصف لیل تک پڑھنا مقرر کیا اور اس کو نصف ثواب قرار دیا۔ اس میں یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے آدھی رات تک ادا کرنا مقرر فرمایا اور اس کے ثواب کو آدھا قرار دیا اور بھی اس سلسلہ میں روایات آئی ہیں۔

وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ :كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي مُوسَى:(وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تُغْفِلْهَا) فَفِي هٰذَا أَنَّهُ جَعَلَ اللَّيْلَ كُلَّهُ وَقْتًا لَهَا عَلَى أَنَّهُ لَا يُغْفِلُهَا. فَوَجْهُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا عَلَى أَنَّ تَرْكَهُ إِيَّاهَا إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، إِغْفَالٌ لَهَا، وَتَرْكَهُ إِيَّاهَا إِلَى أَنْ يَمْضِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ لَيْسَ بِإِغْفَالٍ لَهَا بَلْ هُوَ مُؤَاخِذٌ بِالْفَضْلِ الَّذِي يُطْلَبُ فِي تَقْدِيمِهَا فِي وَقْتِهَا، وَمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ نِصْفًا بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ، أَيْ أَنَّهُ دُونَ

الْوَقْتِ الْأَوَّلِ، وَفَوْقَ الْوَقْتِ الثَّانِي. فَقَدْ وَافَقَ هٰذَا أَيْضًا مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ مَعْنَى مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ، مِمَّا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِ.

ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت نافع بن جبیر اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا عشاء کی نماز رات کے جس حصے میں چاہے پڑھو مگر اس میں غفلت مت برتنا۔ اس روایت میں حضرت عمرؓ نے تمام رات کو اس کا وقت فرمایا اس طور پر کہ وہ اس سے غفلت اختیار نہ کرے، پس اس کی صورت ہمارے ہاں یہ ہے کہ نصف شب تک اس کا چھوڑنا غفلت ہے اور ثلث شب کے گزر جانے تک اس کو مؤخر کرنا غفلت اور بے توجہی میں داخل نہیں بلکہ وہ مطلوبہ فضل کو پانے والا ہے جو اس کے مقدم کرنے پر ملتا ہے۔ ان دونوں اوقات میں اول وقت زیادہ فضیلت والا ہے اور دوسرے وقت سے بڑھ کر ہے۔ جس معنی کا ہم تذکرہ کر آئے ہیں یہ مفہوم بھی اس کے موافق ہے۔ اس سلسلہ میں روایات بھی آئی ہیں۔

اس روایت میں خبردار کیا گیا کہ نماز عشاء کے لیے تمام رات وقت ہے مگر اس سے غفلت نہ برتنی چاہیے۔

وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: (مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟) قَالَ: طُلُوعُ الْفَجْرِ فَهٰذَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ جَعَلَ إِفْرَاطَهَا الَّذِي بِهِ تَفُوتُ، طُلُوعَ الْفَجْرِ. وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ(عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، حِينَ سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، بَعْدَمَا مَضَى سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ) وَفِي حَدِيثِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ وَقْتَهَا إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلٰكِنْ بَعْضُهُ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ وَجَمِيعُ مَا بَيَّنَّا مِنْ هٰذِهِ الْأَقَاوِيلِ، فِي هٰذَا الْبَابِ، قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِلَّا مَا بَيَّنَّا مِمَّا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ وَقْتِ الظُّهْرِ. فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: هُوَ إِلَى أَنْ يَصِيرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ، هٰكَذَا رَوَى عَنْهُ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ : عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سوال کیا، نماز عشاء میں حد سے گزرنا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا طلوع فجر۔ اس روایت میں حضرت ابوہریرہؓ نے طلوع فجر کو نماز عشاء کے فوت ہونے کا وقت قرار دیا اور اس کے افراط و زیادتی سے تعبیر کیا حالانکہ امامت جبرئیل علیہ السلام کے سلسلہ میں یہی حضرت ابوہریرہؓ دوسرے دن کی نماز "بعد ما مضی ساعۃ من اللیل" نقل کر چکے اور دوسری روایت میں "وقت العشاء الی نصف اللیل" بھی فرما چکے تو ان کا طلوع فجر تک نماز عشاء کے وقت کو قرار دینا ثابت کرتا ہے کہ نماز عشاء کا وقت اختتام تو طلوع فجر ہے البتہ ثلث لیل سے اس وقت تک کے اوقات وہ ایک دوسرے سے فضیلت میں کم اور زیادہ ہیں۔

یہ حضرت ابو ہریرہؓ ہیں کہ انہوں نے طلوع فجر تک اس کے مؤخر کرنے کو افراط قرار دیا حالانکہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کر آئے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز دوسرے دن رات کا کچھ حصہ گزرنے پر ادا فرمائی اور جب آپ ﷺ سے نماز کے اوقات کے سلسلہ میں سوال کیا گیا اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ اس کا وقت تو طلوع فجر ہے لیکن وقت کا کچھ حصہ دوسرے سے افضل ہے۔

یہ تمام اقوال جو اس باب میں مذکور ہوئے یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ سوائے اس کے کہ وقت ظہر میں اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے تک رہتا ہے اور اما ابو یوسفؒ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ یہ تمام روایات امام ابوحنیفہ، ابو یوسف ومحمدؒ کا قول ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الْكِنْدِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

ترجمہ : محمد بن الحسن نے ابو یوسف سے انہوں نے ابوحنیفہ سے۔

وَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، عَنِ ابْنِ الثَّلْجِيِّ. عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ. عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، أَنَّهُ قَالَ فِي ذٰلِكَ آخِرُ وَقْتِهَا إِذَا صَارَ الظِّلُّ مِثْلَهُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَمُحَمَّدٍ وَبِهِ نَأْخُذُ .

ترجمہ : ابن ثلجی حسن بن زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے آخری وقت میں فرمایا کہ ظہر کا وقت جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو جائے اور یہی ابو یوسف، محمدؒ کا قول ہے، گویا وہ دو مثل والے قول سے رجوع کر لیا امام طحاویؒ کا بھی ادھر رجحان ہے۔

تشریح : امام طحاویؒ نے اس سلسلے میں کافی لمبی بحث ذکر کی ہے پانچوں نمازوں کے اوقات کی تفصیل ذکر کی ہے ہم ذیل میں ترتیب کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔

وقت فجر کی تفصیل: فجر کے اول وقت کے سلسلے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ طلوع صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، البتہ فجر کے آخری وقت کے سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے ایک قول کے مطابق اسفار ہونے پر فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا مذہب: حنفیہ، حنابلہ اور جمہور کے نزدیک، نیز امام شافعیؒ و مالکؒ کے ایک قول کے مطابق فجر کا وقت طلوع شمس پر ختم ہوتا ہے۔

﴿دلائل﴾

امام طحاویؒ نے اوقات صلاۃ کی تفصیل سے متعلق تقریباً سات احادیث نقل فرمائی ہیں ان میں سے تین احادیث

امامت جبرئیل سے متعلق ہے اور بقیہ چار نمازیں مدینہ منورہ میں سائل کے اوقات نماز کے سلسلے میں سوال کرنے پر عملی شکل میں جواب دینے کے سلسلے میں ہیں۔

امامت جبرئیل کی روایات تین صحابہؓ سے مروی ہیں۔

حدیث ابن عباسؓ، ابوسعید خدریؓ وابوہریرہؓ:

ان تینوں صحابہ کی روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دو دن الگ الگ پانچوں نمازوں کو عملی طور پر پڑھا کر دکھایا جن میں پہلے دن میں ہر نماز کو بالکل اول وقت میں پڑھایا اور دوسرے دن میں بالکل آخری وقت میں پڑھایا۔

پھر سائل نے جب مدینہ منورہ میں حضور ﷺ سے اوقات نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے دو دن تک الگ الگ پانچوں نمازیں پڑھا کر دکھائیں اس سلسلے میں چار صحابہ سے اسی مضمون کی روایات ہیں۔

حدیث جابرؓ، صحابی مجہول، ابوموسیٰ اشعریؓ، بریدہؓ:

ان تمام روایات میں یہ بات ہے کہ پہلے دن حضور ﷺ نے تمام نمازوں کو اول وقت میں پڑھا کر دکھایا اور دوسرے دن میں تمام نمازوں کو بالکل آخری وقت میں پڑھا کر دکھایا۔

فریق اول کی دلیل:

امامت جبرئیل ابن عباسؓ کی روایت سے یوم ثانی میں فجر کی نماز اسفار ہونے پر پڑھنا ثابت ہے اس میں ہے" وصلی بی الغداۃ عند ماأسفر الخ" لہذا یہی آخری وقت ہوگا۔ اسی طرح حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے"ثم صلی الصبح فاسفرہ" اور بریدہؓ کی روایت"وصلی الفجر فاسفر بھا"

فریق ثانی کی دلیل:

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں امامت جبرئیل کے سلسلے میں یوم ثانی میں فجر کی نماز سورج طلوع ہونے کے قریب پڑھنا ثابت ہے"وصلی الفجر حین کادت الشمس أن تطلع الخ" اسی طرح حضرت موسیٰ اشعریؓ کی روایت میں ہے"ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا، وَالْقَائِلُ يَقُولُ :طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ الخ" ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کا آخری وقت طلوع شمس ہے، اسی کی طرف صاحب کتابؒ نے "واخر وقتها حین تطلع الشمس" سے اشارہ کیا ہے۔

جواب: جہاں اسفار پر نماز پڑھنے کو آخری وقت سے تعبیر کیا گیا ہے وہاں اسفار سے اسفار جلی مراد ہے اور وہ سورج کے

طلوع ہونے کے وقت میں ہی ہوتا ہے۔

ظہر کے وقت کی تفصیل:

ظہر کے اول وقت کے سلسلے میں تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ ظہر کے آخری وقت میں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول: امام مالکؒ کے نزدیک ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن ظہر اور عصر کے بیچ میں چار رکعت پڑھنے کی مقدار وقت مشترک ہوتا ہے۔ کہ اس وقت کے اندر ظہر کی نماز بھی جائز ہے اور عصر کی نماز بھی جائز ہے۔

دوسرا قول: امام شافعی اور اصحاب ظواہر کے نزدیک ایک ایک مثل پر ختم ہوجاتا ہے، لیکن ظہر اور عصر کے بیچ میں چار رکعت پڑھنے کی مقدار وقت فاصل ہوتا ہے کہ اس وقت کے اندر ظہر کی نماز قضاء ہوجاتی ہے اور عصر کی نماز ہی جائز نہیں ہوتی۔

تیسرا قول: صاحبین اور جمہور کے نزدیک ایک مثل پر ختم ہوجاتا ہے اور ظہر وعصر کے بیچ میں وقت مشترک اور وقت فاصل نہیں ہوتا، بلکہ متصلاً عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

چوتھا قول: امام ابوحنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہوجاتا ہے اس کے بعد متصلا عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

عصر کے اول وقت کی تفصیل:

عصر کے اول وقت کے سلسلے میں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول: امام مالکؒ کے نزدیک ایک مثل سے ذرا پہلے عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، یعنی وقت مشترک سے عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

دوسرا قول: امام شافعی اور داؤد ظاہری کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل ختم ہونے کے بعد پھر چار رکعت پڑھنے کی مقدار وقت فاصل گذرنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

تیسرا قول: صاحبین اور جمہور کے نزدیک ایک مثل گذرنے کے بعد متصلا عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اس میں وقت مشترک اور وقت فاصل نہیں ہوتا۔

چوتھا قول: امام اعظم اور ابو یوسفؒ کے نزدیک دو مثل گزرنے پر متصلا عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

ظہر کے آخری وقت اور عصر کے اول وقت کے سلسلے میں دلائل:

چوں کہ عصر کے اول وقت کے سلسلے میں وہی اختلاف اور وہی دلیل وتفصیل ہے اس لیے دونوں کو ایک ساتھ ذکر کردیا۔

شروع کے تینوں مذاہب فی الجملہ اس بات پر متفق ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم ہوجاتا ہے اس لیے

یہاں پر آسانی کے لیے ان سب حضرات کو ایک فریق قرار دیں گے اور امام اعظم ابوحنیفہ کو مستقل ایک فریق قرار دیں گے لیکن امام اعظم کو استدلال کرنے میں فریق اول قرار دیں اور دوسرے حضرات کو فریق ثانی۔

فریق اول کی دلیل:

ماقبل میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرات جابرؓ کی روایات میں اس بات کی صراحت ہے کہ یوم ثانی میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھی گئی ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ہم مثل ہو چکا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مثل اول کے ختم ہو جانے کے بعد مثل ثانی میں ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے، جو دو مثل تک پہونچ سکتا ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) مذکورہ روایات میں یوم اول میں ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنا ثابت ہے، تو اگر ایک مثل ہونے کے بعد ظہر کا وقت باقی مانا جائے تو اس پر اعتراض ہوگا کہ ایک مثل پر یوم اول میں عصر کی نماز پڑھنے کا کیا مطلب؟ اس لیے کہ تمام ائمہ کے نزدیک وقت سے پہلے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ واجب ہے اور چونکہ روایات میں ایک مثل ختم ہونے پر عصر کی نماز پڑھنا ثابت ہے اس لیے کہنا پڑے گا کہ ایک مثل سے پہلے ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ یوم ثانی میں حضور ﷺ نے ظہر کی نماز کو عصر کے قریب تک مؤخر فرمایا ہے تو دوسری روایات کے اندر جو مروی ہے "صلى الظهر حين كان في الأنسان مثله" اس سے مراد ہر چیز کا سایہ اس کے ہم مثل ہونے کے قریب ہونا ہے، جس کی تفصیل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں موجود ہے، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد باقی نہیں رہتا، نیز ایک مثل کے بعد باقی رہنا اس وجہ سے بھی محال ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اول وقت اور آخر وقت کے مابین ہر نماز کا وقت ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کے لیے ایک ابتدائی نشان ہوتا ہے اور ایک آخری نشان ہوتا ہے، ان دونوں نشان کے درمیان ہر نماز کے وقت ہوگا، لہذا عصر کا وقت اس وقت داخل ہوگا جب ظہر کا وقت خارج ہوگا اور ماقبل کی تمام روایات کے اندر عصر کے وقت کا دخول ایک مثل پر ثابت ہو چکا ہے، جو ظہر کے وقت نکلنے کے بعد ہی ممکن ہے۔ اس لیے ایک مثل کے بعد ظہر کے وقت کے باقی رہنے کا قول درست نہیں ہو سکتا ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے جواب:

مذکورہ روایات میں جو یہ وارد ہے کہ ایک مثل پر ظہر کی نماز ادا فرمائی ہے اس میں دو احتمال ہیں۔

(۱) پہلا احتمال یہ ہے کہ پورا ایک مثل ہونا مراد ہے کہ ایک مثل مکمل ہونے کے بعد ظہر کی نماز ادا فرمائی ہے۔
(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ہم مثل ہونے کے قریب تھا کہ ظہر کی نماز ادا کر لی۔ اور ایسا لغت اور محاورہ کے اندر بہت استعمال ہوتا ہے، صاحب کتاب نے اس محاورہ کو ثابت کرنے کے لیے دو آیت کریمہ پیش کی ہے۔
(۱) ﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ الخ ﴾
اس میں ''فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ '' ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی عدت پوری کر لیں۔ حالانکہ عدت پوری کرنا مراد نہیں ہے بلکہ قرب تکمیل عدت مراد ہے یعنی عدت پوری کرنے کے قریب ہونا اس لیے کہ عدت گذرنے کے بعد رجعت جائز نہیں اس لیے قریب ہونا مراد ہوگا۔
(۲) ﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ الخ ﴾ اس آیت میں ''فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ '' سے مراد عدت گذر کر ختم ہونا ہے پوری عدت گزرنے سے عورت بائنہ ہو جاتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا دوبارہ رکھنے کے لیے تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی، اور پہلی آیت میں اللہ نے رجعت کی اجازت دی ہے اور عدت گزرنے کے بعد رجعت جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ پہلی آیت میں عدت گزرنے کے قریب ہونا مراد ہے۔
اسی طرح حدیث شریف کے اندر بھی مذکورہ دونوں احتمال میں سے قرب مثل شئی مراد ہے یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے مثل کے قریب تھا کہ ظہر کی نماز ادا کی گئی اس لیے کہ اگر مکمل مثل ہونا مراد لیا جائے گا تو اعتراض ہوگا ظہر اور عصر ایک وقت میں کیسے پڑھی جا سکتی ہے اس لیے کہ روایات میں ثابت ہے کہ عصر کی نماز یوم اول میں ایک مثل ہونے پر ادا کی گئی تھی اگر مثل ثانی ظہر کا وقت ہے تو پھر اس میں عصر کی نماز درست ہونے کا کوئی معنی ہی نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت مثل اول کے ختم پر ختم ہو جاتا ہے اور وہیں سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

عصر کے آخری وقت کی تفصیل

عصر کے آخری وقت کے سلسلے میں چار اقوال ہیں۔
پہلا قول: امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک عصر کا وقت دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد وقت قضاء شروع ہو جاتا ہے۔
دوسرا قول: امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک عصر کا وقت اصفرار شمس پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وقت قضاء شروع ہو جاتا ہے۔
تیسرا قول: اصحاب ظواہر کے نزدیک غروب شمس سے پہلے ایک رکعت کے بقدر وقت باقی رہنے پر عصر کا وقت ختم

ہوجاتا ہے۔

چوتھا قول: حنفیہ اور جمہور کے نزدیک غروب شمس پر عصر کا وقت ختم ہوتا ہے۔

﴿دلائل وبراھین﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) ماقبل کی تمام روایات میں صراحت ہے کہ حضور ﷺ نے یوم ثانی میں عصر کی نماز دومثل پر یا سورج کے بالکل بلندی پر رہنے کی حالت میں ادا فرمائی ہے، نیز حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ان دونوں نمازوں کے مابین عصر کا وقت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت دومثل پر ختم ہوجاتا ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

حضور ﷺ کا یوم ثانی میں دومثل پر عصر کی نماز ادا فرمانا دو احتمال رکھتا ہے۔

(۱) وہی جو فریق اول نے کہا کہ مثلین پر ختم ہوجاتا ہے۔

(۲) مثلین پر وقت استحباب اور وقت فضیلت ختم ہوجاتا ہے۔ اور حضور ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ ان دونوں کے مابین ہر نماز کا وقت ہے تو اس سے مراد وقت فضیلت ہے، ورنہ عصر کے وقت میں دومثل کے بعد بھی وقت جواز باقی رہ جاتا ہے۔

(۳) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إن الرجل ليصلي الصلاة ، ولم تفته ولما فاته من وقتها خير له من الصلاة في بقية ذالك الوقت'' کہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں اس حال میں کہ ان سے وقت جواز فوت نہیں ہوتا ہے اور جو وقت ان سے فوت ہوتا ہے وہ اس کے مال و دولت اور اہل وعیال سے زیادہ بہتر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے وقت کے اندر ایسا خاص وقت بھی ہوتا ہے جس میں نماز پڑھنا بقیہ حصہ کے مقابلہ میں زیادہ فضیلت کا باعث ہوتا ہے اسی فضیلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے یوم ثانی میں عصر کی نماز دومثل پر ادا فرمائی۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نماز کا اول وآخر وقت ہوتا ہے عصر کا اول وقت وہ جس وقت وہ داخل ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب سورج کے اندر زردی پیدا ہوجائے۔ یعنی اصفرار شمس تک۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ روایات میں جو یہ مروی ہے کہ یوم ثانی میں عصر کی نماز دومثل پر پڑھی گئی ہے'' وقت مستحب پر محمول ہے، اس لیے کہ عصر کا آخری وقت اصفرار شمس کو بتایا گیا ہے اور اصفرار شمس مثلین ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے، اس لیے دومثل والا قول وقت مستحب پر محمول ہے۔

دوسرا اختلاف: جن لوگوں کے نزدیک دومثل کے بعد بھی عصر کا وقت باقی رہتا ہے ان میں آپس میں یہ اختلاف ہے کہ دومثل کے بعد عصر کا وقت کب ختم ہوتا ہے اور اصفرار اور تغیر شمس پر یا پھر غروب شمس پر اس سلسلے میں دو مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: حنفیہ میں صاحبین امام ابوحنیفہ اور امام زفرؒ کے نزدیک عصر کا وقت اصفرار شمس کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور غروب شمس پر ختم ہوتا ہے۔

دوسرا مذہب: امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، حسن بن زیاد اور امام طحاویؒ کے نزدیک عصر کا وقت اصفرار اور تغیر شمس پر ختم ہوتا ہے۔

﴿ دلائل ﴾

فریق اول کی دلیل:

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من أدرك ركعته من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس؛ فقد أدرك الصبح ، ومن أدرك ركعته من العصر قبل أن تغرب الشمس ؛ فقد أدرك العصر" کہ جو شخص غروب شمس سے پہلے عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالے گا تو گویا کہ اس نے پوری عصر کی نماز پالی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ عصر کا وقت غروب شمس تک رہتا ہے جبھی تو غروب سے پہلے صرف ایک رکعت پانے والے کو عصر کا پانے والا شمار کیا گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی عصر کا وقت باقی تھا۔

فریق ثانی کی دلیل:

حضوا کرم ﷺ نے تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے طلوع شمس، زوال شمس، غروب شمس، لہٰذا غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی بھی نماز کا وقت ہے ہی نہیں، اور عصر کا وقت ختم ہو چکا ہے، اس مضمون کی روایات سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے، (۱) ابن مسعودؓ (۲) زید بن ثابتؓ (۳) عقبہ بن عامر جہنیؓ (۴) ابن عمرؓ (۵) عائشہ صدیقہؓ (۶) عمرو بن عبسہؓ (۷) سمرہ بن جندبؓ۔

ان تمام صحابہ کرامؓ سے مختلف سندوں کے ساتھ امام طحاویؒ نے احادیث نہی نقل فرمائی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ تین اوقات میں نماز ادا کی جائے۔ (۱) طلوع شمس (۲) زوال شمس (۳) غروب شمس۔

اور فریق ثانی ان احادیث نہی کی بنا پر حدیث ادراک کو منسوخ مانتے ہیں۔

نظر طحاوی: امام طحاویؒ نے ان حضرات کے قول کو اختیار فرمایا جو حدیث ادراک کے نسخ کے قائل ہیں اور اس کو عقلی دلیل سے راجح قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ اوقات تین طرح کے ہیں۔

(۱) پہلا وقت وہ جس میں فرض، نفل اور قضاء سب جائز ہے، جیسا کہ ظہر کا وقت۔

(٢) دوسرا وقت وہ ہے جس میں فرض اور قضا نمازیں جائز ہیں اور نفل نماز جائز نہیں جیسا کہ طلوع صبح صادق کے بعد طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد غروب شمس سے پہلے پہلے تک۔

(٣) ایسا وقت جس کے اندر فرض ونوافل کچھ بھی جائز نہیں، جیسا کہ طلوع شمس، نصف النہار اور غروب شمس کا وقت اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں اوقات ممنوعہ کسی بھی نماز کے لیے وقت نہیں بن سکتے، لہٰذا غروب شمس کے وقت کو عصر کا وقت ثابت کرنا اور اس میں عصر کی نماز کو جائز قرار دینا درست نہیں ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ احادیث نهى عن الصلاة عند غروب الشمس، حدیث " من ادرك ركعته قبل أن تغرب الشمس الخ " کے لیے ناسخ ہیں، یہی نظر کا تقاضا ہے۔

حنفیہ کی طرف سے جواب:

ہم نہیں مانتے کہ احادیث نہی حدیث ادراک کے لیے ناسخ ہیں اس لیے کہ جمع وتطبیق کا امکان ہوتے ہوئے نسخ کا قول اختیار نہیں کیا جاتا اور یہاں جمع کرنا ممکن ہے، کہ احادیث میں جو غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اس دن کی عصر کی نماز کے علاوہ پر محمول ہوگی، اور حدیث ادراک کا تعلق خاص طور سے عصر کی نماز سے ہوگا، یعنی حدیث ادراک میں جس نماز کو مباح قرار دیا گیا ہے یعنی عصر اس کے علاوہ پر احادیث نہی محمول ہوں گی، لہٰذا معلوم ہوا کہ احادیث نہی کا محمل عصر کے علاوہ دوسری نمازیں ہیں اور حدیث ادراک وقت جواز پر محمول ہوگی۔ اور حدیث "آخر وقتها حين تصفر الشمس" وقت مستحب پر۔

مغرب کے نماز کے وقت کی تفصیل:

مغرب کے اول وقت کے سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: عطاء بن رباح، طاؤس بن کیسان اور وہب بن منبہ کے نزدیک مغرب کا وقت طلوع نجوم سے شروع ہو جاتا ہے۔

دوسرا مذہب: ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک مغرب کا وقت غروب شمس سے شروع ہوتا ہے۔

مغرب کے آخری وقت کی تفصیل:

مغرب کے آخری وقت کے سلسلے میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول: امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق غروب شمس کے بعد اطمینان کے ساتھ وضو کر کے خشوع وخضوع کے ساتھ تین رکعت پڑھنے کے بقدر وقت گذرنے پر مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا قول: امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے قول ثانی کے مطابق اور صاحبین اور جمہور کے نزدیک شفق احمر پر مغرب کا

وقت ختم ہوتا ہے۔ یعنی غروب شمس کے بعد تقریباً پون گھنٹہ تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

تیسرا قول: امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک شفق ابیض کے ختم ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہوتا ہے، یعنی غروب شمس کے بعد تقریباً سوا گھنٹے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

عشاء کے اول وقت کی تفصیل:

عشاء کے اول وقت کے سلسلے میں بعینہ وہی مذکورہ تین اقوال ہیں جو ابھی مغرب کے آخری وقت کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

مغرب کے اول وقت کے دلائل:

فریق اول کی دلیل:

حضرت ابو بصرہ غفاریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مقام مخمص میں عصر کی نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ یہ نماز اگلی امت پر بھی فرض کی گئی تھی لیکن ان لوگوں نے اس نماز کو ضائع کر دیا، لہٰذا تم میں سے جو بھی اس کی حفاظت کرے گا اس کو دو اجر دیے جائیں گے پھر فرمایا "و لا صلاة بعد ها حتى يطلع الشاهد " والشاهد : النجم" یعنی یہاں تک کہ ستارے طلوع ہو جائیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع نجوم سے مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) حضور ﷺ مغرب کی نماز سورج کے غروب ہوتے ہی متصلاً ادا فرما لیا کرتے تھے، چاہے ستارہ طلوع ہو یا نہ ہو، اس مضمون کی روایت کو صاحب کتاب نے چار صحابہؓ سے نقل کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ان کی خدمت میں ابو عطیہ اور حضرت مسروق نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ یہ حضور ﷺ کے دو صحابی ہیں یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو دیکھتے ہیں کہ دونوں حضرات خیر سے گریز نہیں کرتے ہیں اور نہ خیر کی باتوں میں کوتاہی کرتے ہیں، لیکن دونوں میں سے ایک افطار اور مغرب کی نماز میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے افطار اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے ہیں، تو ان دونوں میں سے کون زیادہ افضل ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو جلدی کرتے ہیں وہ حضور ﷺ کی طرح کرتے ہیں، یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔

اسی مضمون کی روایت ابو مسعود انصاریؓ، جابر بن عبد اللہؓ اور سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہے، کہ سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً حضور ﷺ مغرب کی نماز ادا کرتے تھے۔

(۲) زمانہ نبوت کے بعد دور صحابہ میں اجلہ صحابہؓ کا فتویٰ اور عمل اسی پر رہا ہے کہ مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب

ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے، اس سلسلے میں چار صحابہؓ کے فتاوی نقل کیے گئے ہیں۔

(۱) حضرت عمر فاروقؓ نے فتوی دیا کہ مغرب کی نماز اس حال میں پڑھو کہ راستہ اور سڑکیں بالکل صاف اور شفاف ہوں نیز انھوں نے اپنے حکام اور گورنروں کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ مغرب کی نماز سورج کے غروب ہوتے ہی پڑھی جائے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ کو مغرب کی نماز پڑھائی ان کے شاگرد سورج کو دیکھنے لگے فرمایا کیا دیکھ رہے ہو؟ کہنے لگے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سورج غروب ہوا ابھی ہے کہ نہیں؟ عبداللہ بن مسعودؓ فرمانے لگے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہی اس نماز کا وقت ہے، پھر آپ ﷺ نے ایک کریمہ تلاوت فرمائی " أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل" اور اپنے ہاتھ سے مغرب کی نماز کا اشارہ کیا، فرمایا یہی " غسق الليل " ہے اور اپنے ہاتھ سے مطلع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ دلوک شمس ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں متی غسق الليل؟ شاگرد نے فرمایا جب سورج غروب ہوجائے، فرمایا تو مغرب جلدی کیا کرو۔

(۴) حضرت عثمان غنیؓ وعمرؓ کا عمل ہے کہ یہ دونوں حضرات رمضان المبارک میں افطار سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لیتے تھے۔

ان تمام روایات کے اندر مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور غروب شمس کے فورا بعد نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نظر طحاوی: نظر وعقل کا تقاضہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فجر کی نماز کے وقت سے ہی دخول نہار ہوجاتا ہے یعنی دن شروع ہوجاتا ہے، اسی طرح غروب شمس سے دخول لیل ہوجاتا ہے تو جس طرح دخول نہار سے متصلا فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے تو اسی طرح دخول لیل سے متصلا مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

مغرب کے آخری وقت اور عشاء کے اول وقت کے سلسلے میں دلائل:

فریق اول کی دلیل:

شروع باب میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے ان کی روایت میں "ثم صلى المغرب قبل غيبوبة الشفق" اس سے واضح ہوتا ہے شفق احمر اور شفق ابیض سے پہلے یوم ثانی میں مغرب کی نماز ادا کی گئی ہے، پھر آگے عشاء کے سلسلے میں ہم "ثم صلى العشاء قبل غيبوبة الشفق"

فریق ثانی کی دلیل:

امام طحاویؒ نے عقلی دلیل، یعنی نظر پیش کی ہے، امامت جبرئیل اور امامت رسول ﷺ میں یوم ثانی میں غیبوبت شفق پر مغرب کی نماز ادا فرمائی، اور یہی قول نمبر ۲ کی دلیل ہے، لیکن اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ شفق سے مراد کیا ہے؟ فریق اول اس سے شفق احمر مراد لیتے ہے لہٰذا ان کے یہاں شفق احمر پر مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ امام صاحب شفق

سے شفق ابیض مراد لیتے ہیں اس لیے امام صاحب کے یہاں مغرب کی نماز کا وقت شفق ابیض پر ختم ہوگا۔ لہذا شفق میں اختلاف واقع ہوگیا اب نظر وفکر سے کام لینا پڑے گا تو ہم نے غور کیا کہ جس طرح سورج غروب ہونے کے بعد رات کی تاریکی چھا جانے سے پہلے دو شفق ہوتے ہیں شفق احمر اور شفق ابیض، اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ فجر کے دونوں شفق فجر کے وقت میں داخل ہیں، تو اسی طرح مغرب کے دونوں شفق بھی مغرب کے وقت میں داخل ہونے چاہئیں، لہذا آخری وقت مغرب شفق ابیض پر مکمل ہوگا۔

عشاء کے اول وقت کے سلسلے میں حضرت جابرؓ کی روایت کے علاوہ تمام روایات میں ہے "ثم صلی العشاء في أول يوم بعد ماغاب الشفق" صرف حضرت جابرؓ کی روایت میں قبل غيبوبة الشفق ہے، اس کی تاویل کر کے یہ کہیں گے کہ حضرت جابر نے شفق سے شفق ابیض مراد لیا ہے، اور باقی دیگر صحابہؓ نے شفق احمر مراد لیا ہے، مطلب ہوگا کہ شفق احمر کے بعد اور شفق ابیض سے پہلے عشاء کی نماز پڑھی اور یہی جمہور کا قول بھی ہے، لیکن امام صاحب کے قول کے مطابق یہ تاویل صحیح نہیں ہے اس کے لیے دوسری تاویل کرنی پڑے گی۔

(۱) حضرت جابرؓ کی روایت منسوخ ہے اور باقی تمام روایات جن میں غیبوبت شفق کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا ثابت ہے وہ ساری روایات ناسخ ہیں۔

(۲) حضرت جابرؓ کی یہی روایت نسائی شریف میں بھی موجود ہے اس میں بعد غيبوبة الشفق ہے اس لیے نسائی کی روایت کو راجح قرار دے کر ہم کہیں گے کہ کسی راوی کا وہم ہے جس نے قبل غيبوبة الشفق ذکر کر دیا ورنہ اصل بعد غيبوبة الشفق ہے۔

عشاء کے آخری وقت کی تفصیل:

عشاء کے آخری وقت کے سلسلے میں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول: امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے ایک قول کے مطابق عشاء کا وقت ثلث لیل پر ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا قول: امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے قول ثانی کے مطابق عشاء کا وقت نصف لیل پر ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد وقت قضاء شروع ہوتا ہے۔

تیسرا قول: امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ضرورت شدیدہ نہ ہونے کے وقت میں ثلث لیل پر ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد وقت قضاء شروع ہوتا ہے، اور ضرورت شدیدہ کی وجہ سے طلوع فجر تک عشاء کا وقت باقی رہتا ہے، لہذا ضرورت کی بناء پر عشاء کی نماز پڑھی جائے تو کہا جائے گا کہ ادا کیا ہے نہ کہ قضاء۔

چوتھا قول: حضرات حنفیہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک طلوع صبح صادق پر عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد وقت قضاء شروع ہو جاتا ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

ثلث لیل کے قائلین کی دلیل:

ماقبل میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے جو امامت جبرئیل علیہ السلام میں گذری اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت بریدہؓ کی روایت جو امامت رسول ﷺ میں گذری، ان سب کے اندر یوم ثانی میں عشاء کی نماز ثلث لیل پر پڑھنا ثابت ہے۔

نصف لیل کے قائلین کی دلیل:

(۱) حضرت جابرؓ کی روایت میں ثلث لیل اور نصف لیل دونوں احتمال موجود ہے اور یہ امامت رسول ﷺ کے سلسلے میں ہے لہذا دونوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کے لیے دوسری قسم کی روایت تلاش کرنے کی ضرورت ہے تا کہ کسی ایک جہت کو ترجیح دی جا سکے، اس سلسلے میں دو روایت پیش کرتے ہیں جس سے نصف لیل والے احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عشاء کا آخری وقت نصف لیل تک رہتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ عشاء کا آخری وقت نصف لیل تک رہتا ہے، لہذا نصف لیل والا احتمال حضرت جابرؓ کی حدیث میں راجح قرار پائے گا۔

(۲) عبداللہ بن عمرؓ، جابرؓ اور حضرت انسؓ کی روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کا وقت نصف لیل تک رہتا ہے اس لیے کہ نصف لیل پر عشاء کی نماز پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے جو ان صحابہ کی حدیث میں مذکور ہے۔

طلوع فجر کے قائلین کی دلیل:

(۱) حضرت انسؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عشاء کی نماز کو نصف لیل تک مؤخر فرمایا ہے، اس نصف لیل پر نماز پڑھنا ثابت ہے پتہ چلا کہ عشاء کا وقت نصف لیل ہونے کے باوجود باقی رہتا ہے۔

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز اکثر لیل یا عام رات گذرنے کے بعد بالکل آخر میں ادا فرمائی، جب کہ اہل مسجد سو چکے تھے، تو حضور ﷺ نے نکل کر فرمایا یہی اس نماز کا وقت ہے، اگر میری امت پر بار نہ گزرتا تو اس سے کہا جاتا کہ پوری رات کے آخر تک عشاء کی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

البتہ فضیلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پوری رات کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) شفق کے بعد سے ثلث لیل تک کا حصہ۔

(۲) ثلث لیل سے نصف لیل تک کا حصہ۔

(۴) نصف لیل سے طلوع فجر تک کا حصہ۔

پہلے حصہ میں نماز ادا کرنے سے بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے اس کے بعد والے حصہ میں اس سے کم اس کے بعد والے حصہ میں اس سے بھی کم فضیلت حاصل ہوتی ہے، لیکن ہر حصہ میں عشاء کی نماز ادا کی جاسکتی ہے وقت جواز آخر لیل تک ہے۔

(۳) صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عمرؓ کا فتوی ہے انھوں نے اپنے عمال کے پاس حکم نامہ بھیجا کہ عشاء کی نماز کو بالکل ثلث لیل تک مؤخر نہ کیا جائے مگر کسی مصروفیت کی بنا پر۔

دوسرے فتوے میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم دیا کہ عشاء کی نماز نصف لیل تک پڑھ سکتے ہو یا رات کے کسی حصہ تک پڑھ سکتے ہو لیکن غفلت نہ ہونی چاہیے۔ اور ثلث لیل کے مقابلہ میں ثواب بھی نصف ہوگا۔

تیسرے فتوے میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ہی حکم دیا کہ عشاء کی نماز رات کے کسی بھی حصہ میں پڑھ سکتے ہیں لیکن غفلت نہ برتنی چاہیے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرۃؓ سے حضرت عبید بن جریج نے معلوم کیا کہ عشاء کی نماز میں ایسی افراط وتعدی کیا ہے جس سے عشاء کی نماز فوت ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے تو حضرت ابوہریرۃؓ نے جواب دیا کہ طلوع فجر تک مؤخر کرنا ہے کہ طلوع فجر کے بعد عشاء کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو حضرت ابوہریرۃؓ کے فتوے سے بھی طلوع فجر تک عشاء کی نماز کا وقت باقی رہنا ثابت ہوتا ہے۔ امامت جبرئیل میں حضرت ابوہریرۃؓ کی جو روایت ہے اس میں وقت فضیلت کا ذکر ہے۔

نوٹ: یہ تمام تفصیلات جو اوقات صلاۃ کے سلسلے میں ذکر کی گئی ہیں یہ وقت جواز کے سلسلے میں ہیں اور وقت استحباب اور وقت فضیلت کے سلسلے کی تفصیلات آئندہ ابواب میں آئیں گی۔

(مواقیت الصلاۃ کی یہ مکمل بحث طحاوی کی روشنی میں لکھی گئی ہے)

﴿باب الجمع بين الصلاتين كيف هو؟﴾

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ)

ترجمہ: ابوقیس الاودی نے ہذیل بن شرحبیل سے اور انہوں نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے جناب نبی

اکرم ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع فرما لیتے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۲/۴۵۸.

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَامَ تَبُوكَ،فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

ترجمه : ابوطفیل نے خبر دی کہ مجھے حضرت معاذ بن جبل نے بتلایا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تبوک کے لیے روانہ ہوئے آپ ﷺ ظہر و عصر کو جمع فرماتے اسی طرح مغرب و عشاء کو بھی۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۵۲، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۵، ۱۲۰۸، ابن ماجه فی الصلاۃ نمبر ۱۰۷۰، مصنف عبدالرزاق نمبر ۴۳۹۸، مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاۃ نمبر ۲،۴۵۶، دارقطنی ۱/ ۳۹۲، مسند احمد ۵/ ۲۳۳ .

حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ,قَالَ : ثنا أَبُو الطُّفَيْلِ، قَالَ : ثنا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ : قُلْت : مَا حَمَلَهُ عَلي ذَلِكَ؟ قَال: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ .

ترجمه : قرہ بن خالد نے ابی الزبیر سے نقل کیا کہ ہمیں ابوالطفیل نے معاذ بن جبلؓ سے یہ روایت نقل کی ہے میں نے معاذ سے سوال کیا اس کی کیا ضرورت تھی؟ انہوں نے جواب دیا تاکہ امت تنگی میں نہ پڑے۔

تخریج : مسلم ۱/ ۲٤٦ .

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ (صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا، جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا) .

ترجمه : عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ کو ابن عباسؓ سے نقل کرتے سنا کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات اکٹھی اور سات اکٹھی پڑھائیں۔

تخریج : بخاری باب ۳۰، الصلاۃ باب ۱۸، مسلم صلاۃ المسافرین نمبر ۵۵، نسائی فی المواقیت باب ٤٤،٤٧، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٥ ، نمبر ۱۲۱٤ ، بیهقی سنن کبری ۳/ ۱٦٧، مصنف عبدالرزاق نمبر ٤٤٣٦، مصنف ابن ابی شیبه ۲/ ٤٥٦ ۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ

دِينَارٍ، قَالَ: أنا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ (صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا. قُلْتُ لِأَبِي الشَّعْثَاءِ) أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ، وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ، قَالَ. وَأَنَا أَظُنُّ ذٰلِكَ .

ترجمه : عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت جابر بن زیدؓ نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعات اور سات رکعات اکٹھی ادا کیں میں نے ابوالشعاء سے سوال کیا میرے خیال میں آپ نے ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلد ادا کیا ہوگا اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلد پڑھا ہوگا کہنے لگے میرا خیال بھی یہی ہے۔

تخریج : روایت سابقہ کی تخریج ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ)

ترجمه : سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر وعصر اکٹھی اور مغرب وعشاء اکٹھی پڑھائیں ان حالات میں نہ کوئی خطرہ تھا اور نہ وہ حالت سفر تھی۔

تخريج : مسلم ۲٤٦/۱ .

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا قُرَّةُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قُلْتُ: مَا حَمَلَهُ عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن مہدی نے قرۃ ابن ابی الزبیر سے اور انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے میں نے سوال کیا کہ آپ کو اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا تو فرمایا تاکہ امت تنگی میں مبتلا نہ ہو۔

تخريج : ابوداؤد ۱۷۱/۱ ، مسلم ۲٤٦/۱، نسائی ۹۹/۱، ترمذی ٤٧/۱ .

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ، عَنْ صَالِحٍ، مَوْلَى التَّوْءَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: (فِي غَيْرِ سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ) .

ترجمه : داؤد بن قیس الفراء نے صالح مولی التوامہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جو اس کی مثل ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: في غير سفر ولا مطر.

تخريج : ابن ابی شیبہ ۲۱۰/۲ ، عبدالرزاق ۵۵۵/۲ .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

شَقِيقٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا(أَخَّرَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ:الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ فَقَالَ: لَا أُمَّ لَكَ،أَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلَاةِ) وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّمَا جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِالْمَدِينَةِ .

ترجمه : عمران بن حصین نے عبداللہ بن شقیق سے نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نماز مغرب کو ایک رات مؤخر کیا تو ایک آدمی زور زور سے الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارنے لگا آپ نے فرمایا تیری ماں نہ رہے کیا تو ہمیں نماز یاد دلاتا ہے (یعنی ہمیں الحمدللہ نماز کا احساس ہے) بسا اوقات آپ ﷺ نے دونمازوں کو مدینہ میں جمع کیا۔

تخریج : مسلم ۱/ ۲٤٦، ابن ابی شیبه ۲/ ۲۰ .

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، وَفَهْدٌ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَجَّلَ السَّيْرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَكَانَ قَدِ اسْتُصْرِخَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ ابْنَةِ أَبِي عُبَيْدٍ، فَسَارَ حَتَّى هَمَّ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ، وَأَصْحَابُهُ يُنَادُونَهُ لِلصَّلَاةِ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ، حَتَّى إِذَا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ، قَالَ (إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ ، الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، وَأَنَا أَجْمَعُ بَيْنَهُمَا) .

ترجمه : نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات انہوں نے چلنے میں جلدی کی جبکہ آپ کی بیوی نے اپنے کسی رشتہ دار کے سلسلہ میں معاونت طلب کی تھی آپ چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غروب ہوا چاہتا تھا اوران کے ساتھی نماز نماز پکار رہے تھے اور وہ انکار کررہے تھے جب ان کا اصرار بڑھ گیا تو فرمانے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے ادا فرمایا یعنی مغرب وعشاء کو اور میں بھی جمع کروں گا۔

تخریج : بخاری فی التقصیر باب ٦، مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۲٤، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٥،نمبر ۱۲۰۷، نسائی فی المواقیت باب ٤٥، مسند احمد ۲/ ٥۱ .

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجَّلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

ترجمه : نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی کرنا ہوتا تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے۔

تخریج : نسائی ۱/ ۹۹، مسلم ۱/ ۲٤٥ .

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ).

ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے۔

تخریج : نسائی ۱/۹۹.

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي ذُؤَيْبٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، هِبْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ الصَّلَاةَ، فَسَارَ، حَتَّى ذَهَبَتْ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، وَرَأَيْنَا بَيَاضَ الْأُفُقِ (فَنَزَلَ فَصَلَّى ثَلَاثًا الْمَغْرِبَ، وَاثْنَتَيْنِ الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ).

ترجمہ : اسماعیل بن ابی ذویب کہتے ہیں میں عبداللہ بن عمرؓ کی معیت میں تھا جب سورج غروب ہو گیا ہم نے خوف سے ان کو نماز کا نہیں کہا یہاں تک کہ عشاء کی سیاہی آ گئی اور ہم نے افق پر سپیدہ دیکھا تو آپ سواری سے اترے اور مغرب کی تین رکعت اور دو رکعت عشاء پھر فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔

تخریج : نسائی ۱/۹۹.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَعِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الطَّائِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْأُشْنَانِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: (جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ لِلرُّخَصِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا عِلَّةٍ).

ترجمہ : محمد بن المنکدر نے جابر بن عبداللہؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو مدینہ میں رخصت کے لیے بغیر کسی خطرے اور مرض کے جمع فرمایا۔

تخریج : مسلم فی الصلاة المسافرین ٥٤، ابوداؤد فی الصلاة باب ٥،نمبر ١٢١٠، نسائی فی المواقیت باب ٤٧، (معتبر یسیر بین اللفظ)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفٍ يَعْنِي الصَّلَاةَ).

ترجمہ : عبدالعزیز بن محمد الدراوردی نے حضرت مالک بن انسؓ اور ابی الزبیر نے جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں سورج غروب ہو گیا آپ نے مغرب وعشاء کو مقام سرف میں جمع فرمایا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ٥،نمبر ١٢١٥.

حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا، مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَقْتُهُمَا وَاحِدٌ، قَالُوا: وَلِذَلِكَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فِي وَقْتِ إِحْدَاهُمَا،وَكَذَلِكَ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاء، فِي قَوْلِهِمْ وَقْتُهُمَا وَقْتٌ لَا يَفُوتُ إِحْدَاهُمَا حَتَّى يَخْرُجَ وَقْتُ الْأُخْرَى مِنْهُمَا، وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا :بَلْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ وَقْتُهَا مُنْفَرِدٌ مِنْ وَقْتِ غَيْرِهَا. وَقَالُوا أَمَّا مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعِهِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، فَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ كَمَا ذَكَرْتُمْ. وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فِي وَقْتِ إِحْدَاهُمَا،فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ جَمْعُهُ بَيْنَهُمَا كَانَ كَمَا ذَكَرْتُمْ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ صَلَّى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا فِي وَقْتِهَا كَمَا ظَنَّ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، وَهُوَ رَوَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، مِنْ بَعْدِهِ. فَقَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى: قَدْ وَجَدْنَا فِي بَعْضِ الْآثَارِ، مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ صِفَةَ الْجَمْعِ الَّذِي فَعَلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قُلْنَا .فَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ).

ترجمہ : حفص بن عبیداللہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ مغرب وعشاء کو سفر میں جمع فرماتے تھے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے یہ راستہ اپنایا کہ ظہر وعصر کا وقت ایک ہے۔انہوں نے اپنی دلیل بتاتے ہوئے کہا کہ اسی وجہ سے جناب نبی اکرم ﷺ نے دونوں کو ایک وقت میں جمع فرمایا اور مغرب وعشاء کا بھی ان کے ہاں یہی حکم ہے کہ ان کا وقت ایک ہی ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک فوت شدہ شمار نہ ہوگی جب تک دوسری کا وقت نہ گذر جائے۔علماء کی دوسری جماعت نے ان کی ممانعت میں کہا ہے کہ ان تمام نمازوں کو اپنے اوقات میں دوسری نماز کا وقت اس میں شامل نہیں۔رہی وہ روایات جن میں تمہیں دونمازوں کا جمع کرنا معلوم ہورہا ہے وہ آپ ہی کے ارشادات ہیں جو آپ سے مروی ہیں مگر ان میں سے آپ کے جمع والے قول کی کوئی دلیل نہیں۔اس میں کئی احتمال ہیں۔ایک احتمال وہ بھی ہے جو تم نے ذکر کیا اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ہر ایک اپنے اپنے وقت میں ادا فرمایا جیسا کہ جابر بن زید کا خیال ہے اور اسی نے یہ ابن عباسؓ سے اور عمرو بن دینار سے ان کے بعد نقل کیا ہے۔پہلے مقالہ والوں نے دعویٰ کیا کہ ہمیں ایسی روایات ملی ہیں جو ہمارے قول کی تائید کرتی ہیں۔مندرجہ روایت ملاحظہ ہوں۔

تخریج : بخاری فی تقصیر الصلاۃ باب ۱٦، مسلم فی صلاۃ المسافرین نمبر ٤٦، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٥،نمبر ۱۲۱۸، نسائی فی تخریج المواقیت باب ٤۲ .

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَأَقْبَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ

(فَسَارَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ) وَبَدَتِ النُّجُومُ، وَكَانَ رَجُلٌ يَصْحَبُهُ، يَقُولُ: الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ .قَالَ وَقَالَ لَهُ سَالِمٌ: الصَّلَاةَ .فَقَالَ :(إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجَّلَ بِهِ السَّيْرُ فِي سَفَرٍ، جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَسَارَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا) .

ترجمہ : ایوب نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی بیماری کی اطلاع ملی جبکہ وہ مکہ میں تھے وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے غروب آفتاب تک چلتے رہے یہاں تک کہ ستارے ظاہر ہو گئے اور جو آدمی ان کے ساتھ تھا وہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکار رہا تھا اور راوی کہتے ہیں سالم نے ان کو کہا الصلوٰۃ تو کہنے لگے جب جناب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب وعشاء ان دو نمازوں کو جمع فرماتے اور میں بھی دونوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں چنانچہ وہ چلتے گئے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا پھر اترے اور ان دونوں کو جمع کیا۔

تخريج : ابو داؤد ۱ / ۱۷۰. ترمذی ۱ / ۱۲٤ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، بَعْدَمَا يَغِيبُ الشَّفَقُ، وَيَقُولُ . (إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ، جَمَعَ بَيْنَهُمَا) قَالُوا: فَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى صِفَةِ جَمْعِهِ، كَيْفَ كَانَ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِمُخَالِفِهِمْ أَنَّ حَدِيثَ أَيُّوبَ، الَّذِي قَالَ فِيهِ: فَسَارَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ كُلُّ أَصْحَابِ نَافِعٍ لَمْ يَذْكُرُوا ذٰلِكَ، لَا عُبَيْدُاللّٰهِ، وَلَا مَالِكٌ وَلَا اللَّيْثُ، وَلَا مَنْ رَوَيْنَا عَنْهُ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي هٰذَا الْبَابِ. وَإِنَّمَا أَخْبَرَ بِذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْعَ، وَلَمْ يَذْكُرْ كَيْفَ جَمَعَ فَأَمَّا حَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ جَمْعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ وَأَنَّهُ بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ .فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ أَنَّ صَلَاتَهُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، الَّتِي بِهَا كَانَ جَامِعًا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ. لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَطُّ جَامِعًا بَيْنَهُمَا، حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، فَصَارَ بِذٰلِكَ جَامِعًا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَقَدْ رَوَى ذٰلِكَ، غَيْرُ أَيُّوبَ مُفَسَّرًا عَلٰى مَا قُلْنَا .

ترجمہ : یحییٰ بن عبداللہ نے نافع اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے جب ان کو جلدی مطلوب ہوتی تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے اس کے بعد شفق غائب ہو جاتی اور فرماتے جناب رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو جمع کرتے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ روایت آپ کی دو نمازوں کے جمع کی کیفیت بتلا رہی ہیں۔ ان

کے مخالفین کے پاس ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ روایت ایوب جس میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ چلتے گئے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا پھر نافع کے تمام احباب اتر گئے۔عبیداللہ مالک لیث اور نہ ہی کسی اور راوی جنہوں نے روایت ابن عمرؓ سے نقل کی کسی سے یہ بات بیان نہیں کی یہ صرف فعل ابن عمرؓ کی اطلاع دی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کا دونمازوں کو جمع کرنا نقل کیا مگر یہ بیان نہیں کیا کہ کس طرح جمع کیا اور روایت عبیداللہ میں اس طرح کہ ''جمع بینہما'' کہ دونوں کو جمع کیا پھر انہوں نے ابن عمرؓ کے فعل جمع کو ذکر کر دیا کہ اس کی کیفیت کیا تھی اور شفق کے غائب ہو جانے پر تھی تو اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ عشاء کی وہ نماز جس کو مغرب کے ساتھ انہوں نے جمع کیا وہ غروب شفق کے بعد تھی اگر چہ وہ مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے پہلے پڑھ چکے ہوں کیونکہ وہ دونوں کو جمع کرنے والے اسی وقت ہوں گے جب تک وہ عشاء کو نہ پڑھ لیں۔پس وہ اس طرح مغرب وعشاء کے جامع بن گئے اور ایوب کے علاوہ روات نے اس کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔

ان دونوں روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ جمع حقیقی مراد ہے۔

ایوب سختیانی کی موجودہ روایت میں یہ الفاظ ہیں'' فسار حتی غاب الشفق ثم نزل'' نافع کے کسی اور شاگرد نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے یعنی عبیداللہ ،لیث ، مالکؒ نے اور نہ ہی ابن عثمانؒ نے جن سے ہم نے روایت نقل کی ہے گویا یہ روایت دوسرے روات کے خلاف ہے۔

ایوب نے جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل میں تو اس کا ذکر نہیں کیا البتہ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں اس کی خبر دی گئی ہے اور پھر جمع کی کیفیت بھی مذکور ہے کہ شفق کے غائب ہونے کے بعد دونوں کو جمع کیا۔اور اس میں یہ کہنا بالکل ممکن ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز غیبوبت سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز شفق کے بعد پڑھا تو جمع بھی ہو گئی اور صوری ہوئی اور جواب نمبر۲ اکے ثبوت کا لفظ ایوبؒ کے علاوہ دیگر روات کی روایات میں صاف موجود ہے۔

چنانچہ روایت اسامہ بن زید عن نافع ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ،:أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَدَّ بِهِ السَّيْرُ، فَرَاحَ رَوْحَةً، لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا لِظُهْرٍ أَوْ لِعَصْرٍ، وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى صَرَخَ بِهِ سَالِمٌ، قَالَ : الصَّلَاةَ، فَصَمَتَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، وَقَالَ :(رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰكَذَا إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ) فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ نُزُولَهُ لِلْمَغْرِبِ، كَانَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ قَوْلُ نَافِعٍ، بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ قُرْبَهُ مِنْ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، لِئَلَّا يَتَضَادَّ مَا رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ، كَمَا رَوَاهُ أُسَامَةُ .

ترجمہ : اسامہ بن زید نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ابن عمر تیزی سے رواں دواں تھے ذرا سا آرام کیا ظہر یا عصر کے لیے اترے مغرب کو مؤخر کیا یہاں تک کہ سالم نے "الصلاۃ" کی آواز دی ابن عمرؓ خاموش رہے یہاں تک کہ شفق کے غائب ہونے کا وقت ہوا تو اترے اور مغرب وعشاء کو جمع کیا اور فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کو جلد جانا ہوتا تھا۔ اس روایت میں بتلا دیا گیا ہے آپ ﷺ کا مغرب کے لیے اترنا شفق کے غائب ہونے سے پہلے تھا۔ پس اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ نافع کا قول" بعد ماغاب الشفق "جو کہ ایوب کی روایت میں آیا ہے اس سے مراد شفق کے غائب ہونے کا قریبی وقت ہو، تاکہ ان کی دوسری روایت سے اس روایت کا تضاد نہ ہو۔ اس روایت کو اسامہ بن زید کے علاوہ حضرات نے بھی نافع سے نقل کیا ہے جیسا کہ اسامہ بن زیدؓ نے نقل کی ہے۔

تخریج : نسائی ۱/ ۹۹ .

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ يُرِيدُ أَرْضًا لَهُ، قَالَ: فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لِمَا بِهَا، وَلَا أَظُنُّ أَنْ تُدْرِكَهَا. فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ، وَكَانَ عَهْدِي بِصَاحِبِي وَهُوَ مُحَافِظٌ عَلَى الصَّلَاةِ. فَلَمَّا أَبْطَأَ قُلْتُ الصَّلَاةَ رَحِمَكَ اللَّهُ، فَلَمَّا الْتَفَتَ إِلَيَّ وَمَضَى كَمَا هُوَ، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ، نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَتْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم إِذَا عَجَّلَ بِهِ أَمْرٌ، صَنَعَ هٰكَذَا) .

ترجمہ : ابن جابر نے نافع سے روایت نقل کی کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ نکلا وہ اپنی زمینوں پر جا رہے تھے پس ہم نے ایک منزل پر قیام کیا تو ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا صفیہ بنت ابی عبید سخت تکلیف میں ہے اور میرے خیال میں آپ کے پہنچنے تک وہ چل بسے گی پس آپ تیزی سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ ایک قریشی آدمی تھا ہم چلتے رہے یہاں تک جب سورج غروب ہو گیا تو انہوں نے نماز مغرب ادا نہ فرمائی اور میں نے ملاقات سے اب تک ان کو نمازوں کا محافظ پایا تھا جب زیادہ دیر کی تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے نماز کا وقت ہے میری طرف توجہ فرمائی مگر حسب سابق چلتے رہے یہاں تک کہ جب شفق کا آخری وقت ہونے لگا تو اترے اور مغرب کی نماز ادا کی پھر کچھ دیر کے بعد عشاء کی نماز ادا کی اور اس وقت شفق بالکل غائب ہو چکا تھا پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپ اسی طرح کرتے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۵، نمبر ۱۲۱۲، نسائی فی المواقیت باب ۴۸

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، اسْتُصْرِخَ عَلٰى زَوْجَتِهِ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، فَرَاحَ مُسْرِعًا، حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَمْ يَنْزِلْ، حَتّٰى إِذَا أَمْسٰى فَظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ نَسِيَ، فَقُلْتُ: الصَّلَاةُ، فَسَكَتَ، حَتّٰى إِذَا كَادَ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ، نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ وَقَالَ: (هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِنَا السَّيْرُ) فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ يَرْوِي عَنْ نَافِعٍ أَنَّ نُزُولَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ. وَقَدْ ذَكَرْنَا احْتِمَالَ قَوْلِ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ حَتّٰى إِذَا غَابَ الشَّفَقُ أَنَّهُ يَحْتَمِلُ قُرْبَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ فَأَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ تُحْمَلَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا عَلَى الِاتِّفَاقِ لَا عَلَى التَّضَادِّ. فَنَجْعَلُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ نُزُولَهُ لِلْمَغْرِبِ، كَانَ بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ، أَنَّهُ عَلٰى قُرْبِ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ إِذَا كَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّ نُزُولَهُ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ. وَلَوْ تَضَادَّ ذٰلِكَ لَكَانَ حَدِيثُ ابْنِ جَابِرٍ أَوْلَاهُمَا، لِأَنَّ حَدِيثَ أَيُّوبَ أَيْضًا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ كَيْفَ كَانَ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَابِرٍ صِفَةُ جَمْعِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَ، فَهُوَ أَوْلٰى. فَإِنْ قَالُوا فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ مَا قَدْ فَسَّرَ الْجَمْعَ كَيْفَ كَانَ فَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ.

ترجمہ : عطاب بن خالد المخزومی نے نافع سے نقل کیا کہ ہم ابن عمرؓ کے ساتھ لوٹ رہے تھے کہ ابھی کچھ راستہ طے کیا تھا کہ آپ کو اپنی بیوی بنت ابی عبید کے متعلق اطلاع ملی تو آپ جلدی سے لوٹے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور نماز کے لیے ان کو آواز دی گئی مگر وہ نہ اترے حتیٰ کہ جب گہری شام ہو گئی تو ہم نے گمان کیا کہ شاید بھول گئے تو میں نے کہا ''الصلاۃ'' اس پر خاموش رہے یہاں تک کہ شفق قریب الغروب ہو گیا تو اترے اور مغرب کی نماز ادا کی اور شفق غائب ہو چکا تو عشاء کی نماز پڑھائی اور فرمایا ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے جبکہ آپ کو جلدی سفر کرنا ہوتا تھا۔ یہ تمام روایات نافع سے یہ بتلا رہی ہیں کہ ابن عمرؓ کا اترنا شفق کے غائب ہونے سے پہلے تھا اور ہم نے ایوب کی نافع سے منقول روایت کے لفظ ''حتیٰ اذا غاب الشفق'' سے متعلق شفق کے قریب ہونے کا احتمال لکھا ہے۔ پس ان روایات کے متعلق سب سے بہتر بات یہ ہے کہ تضاد کی بجائے اتفاق پر محمول کیا جائے۔ پس ابن عمرؓ کی روایت کا محمل شفق غائب ہونے کے قریب ہونا قرار دیں گے کیوں کہ ان سے دوسری روایت میں غیبوبت شفق سے پہلے اترنا منقول ہے۔ اگر ان روایات میں تضاد ہوتو ابن جابر کی روایت ان میں زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ ایوب کی روایت میں بھی جناب نبی اکرم ﷺ کا دو نمازوں کو جمع کرنا وارد ہے۔ پھر انہوں نے ابن عمرؓ کا عمل بھی یہی نقل کیا اور حضرت

جابرؓ کی روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی دونمازیں جمع کرنے کا طریقہ بھی مذکور ہے۔ پس یہ زیادہ بہتر ہوگی۔
بالفرض اگر وہ کہیں کہ حضرت انسؓ نے بھی تو جمع کی کیفیت تفصیل سے ذکر کی ہے جیسا کہ روایت آئی ہے۔

اللغات : جدبنا السیر : اہتمام کرنا۔جلدی کرنا تیز چلنا۔

تخریج : دار قطنی ۱/۳۷۹۔

مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أَنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ يَعْنِي (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجَّلَ بِهِ السَّيْرُ يَوْمًا، جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِذَا أَرَادَ السَّفَرَ لَيْلَةً، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، حَتَّى يَغِيبَ الشَّفَقُ) قَالُوا : فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ، وَأَنَّ جَمْعَهُ بَيْنَهُمَا كَانَ كَذٰلِكَ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ قَدْ يَحْتَمِلُ مَا ذَكَرْنَا. وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ صِفَةُ الْجَمْعِ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ لَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ كَثِيرًا مَا يَفْعَلُ هٰذَا، يَصِلُ الْحَدِيثَ بِكَلَامِهِ، حَتّٰى يُتَوَهَّمَ أَنَّ ذٰلِكَ فِي الْحَدِيثِ. وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ :(إِلٰى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ) إِلٰى أَقْرَبِ أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ. فَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ بَعْضَ مَا صَرَفْنَاهُ إِلَيْهِ مِمَّا لَا يَجِبُ مَعَهُ أَنْ يَكُونَ صَلَّاهَا فِي وَقْتِ الْعَصْرِ، فَلَا حُجَّةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الَّذِي يَقُولُ إِنَّهُ صَلَّاهَا فِي وَقْتِ الْعَصْرِ وَإِنْ كَانَ أَصْلُ الْحَدِيثِ أَنَّهُ صَلَّاهَا فِي وَقْتِ الْعَصْرِ، فَكَانَ ذٰلِكَ هُوَ جَمْعُهُ بَيْنَهُمَا، فَإِنَّهُ قَدْ خَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِيمَا رَوَيْنَا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالَفَتْهُ فِي ذٰلِكَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيْضًا .

ترجمہ : ابن شہاب نے انس بن مالکؓ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جس دن سفر کرنا ہوتا تو ظہر وعصر کو جمع فرماتے کہ ظہر کو اول وقت عصر تک مؤخر کرتے پھر دونوں کو جمع کر کے پڑھتے اور مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ مغرب وعشاء کو جمع فرماتے یہاں تک کہ شفق غائب ہو جاتا۔انہوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ظہر وعصر کو عصر کے وقت میں ادا کیا اور آپ ﷺ کے جمع کی یہی صورت تھی۔ پہلے قول والوں کے پاس ان کے خلاف یہ دلیل ہے کہ اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ جمع کی صورت میں یہ زہری کا مدرج کلام ہو ارشاد نبوت ﷺ نہ ہو کیونکہ وہ اکثر اپنے کلام کو حدیث سے ملاتا رہتا ہے یہاں تک کہ ناظر کو اس کے حدیث ہونے کا وہم ہو جاتا ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ "الی اول وقت العصر" سے وقت عصر کا قریب مراد ہو۔ اگر اس روایت کا معنی دونوں میں سے کوئی ایک کیا جائے جس سے وقت عصر میں ظہر کی ادائیگی لازم نہیں ہوتی تو پھر اس

روایت سے ان کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کو وقت عصر میں ادا کیا۔ اور اگر اصل روایت اس طرح ہو کہ آپ ﷺ نے اسے وقت عصر میں ادا کیا ہے تو پھر اس سے دونوں کا جمع کرنا لازم آتا ہے تو اس سے یہ ابن عمرؓ کی اس روایت کے مخالف ہو جائے گی۔ جو ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ سے بیان کی اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ان کی مخالفت کی، ان کی روایت یہ ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: ثنا الْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ الْمَوْصِلِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَاءَ) ثُمَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيْضًا، قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ).

ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم فرماتے اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم فرماتے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲ / ۲۱۰، مسند اسحاق بن راھویہ۔

ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ وَالْفِرْيَابِيُّ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ فِي غَيْرِ وَقْتِهَا إِلَّا أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ لِغَيْرِ مِيقَاتِهَا) فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَا عَايَنَ مِنْ جَمْعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ هُوَ بِخِلَافِ مَا تَأَوَّلَهُ الْمُخَالِفُ لَنَا. فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِي جَمْعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ. وَقَدْ ذُكِرَ فِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ، كَمَا جَمَعَ بَيْنَهُمَا فِي السَّفَرِ. أَفَيَجُوزُ لِأَحَدٍ فِي الْحَضَرِ لَا فِي حَالِ خَوْفٍ وَلَا عِلَّةٍ، أَنْ يُؤَخِّرَ الظُّهْرَ إِلَى قُرْبِ تَغَيُّرِ الشَّمْسِ ثُمَّ يُصَلِّي. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّفْرِيطِ فِي الصَّلَاةِ۔

ترجمہ : عبدالرحمن بن یزید نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے غیر وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو البتہ آپ نے عرفات میں مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع فرمایا اور مزدلفہ کی صبح کو فجر کی نماز عام وقت سے مختلف پڑھی۔ جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دو نمازوں کو جمع کرنے کا جو مشاہدہ کیا گیا ہے وہ ہمارے مخالفین کی تاویل کے خلاف ہے اس باب کا یہ حکم جناب رسول اللہ

ﷺ کے دونمازیں جمع کرنے کی روایت کے معانی کو درست رکھنے کے لیے ہے اور آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دونمازوں کو اقامت اور بغیر خوف کی حالت کے جمع کیا جس طرح کہ آپ ﷺ نے سفر کی حالت میں جمع کیا پس اقامت کی حالت میں بغیر خوف اور بغیر بیماری کے یہ جائز ہے کہ ظہر کو سورج کے پیلا پڑنے کے قریب تک مؤخر کرے پھر نماز ادا کرے حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو نماز میں تفریط قرار دیا۔

تخریج : بخاری فی الحج باب ۹۹ ، مسلم فی الحج روایت نمبر ۲۹۲

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ بِأَنْ يُؤَخِّرَ صَلَاةً إِلَى وَقْتِ أُخْرَى) فَأَخْبَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ تَأْخِيرَ الصَّلَاةِ إِلَى وَقْتِ الَّتِي بَعْدَهَا تَفْرِيطٌ، وَقَدْ كَانَ قَوْلُهُ ذَلِكَ وَهُوَ مُسَافِرٌ، فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ الْمُسَافِرَ وَالْمُقِيمَ فَلَمَّا كَانَ مُؤَخِّرُ الصَّلَاةِ إِلَى وَقْتِ الَّتِي بَعْدَهَا مُفَرِّطًا فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ. بِمَا كَانَ بِهِ مُفَرِّطًا. وَلَكِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِخِلَافِ ذَلِكَ، فَصَلَّى كُلَّ صَلَاةٍ مِنْهُمَا فِي وَقْتِهَا. وَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، ثُمَّ قَدْ قَالَ:۔

ترجمہ : عبداللہ بن رباح نے ابوقتادہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیند میں تفریط نہیں بیداری میں ہے کہ ایک نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے وقت تک لے جایا جائے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی اس روایت میں خبر دی کہ نماز کو دوسرے وقت کی نماز تک مؤخر کرنا یہ تفریط ہے اور یہ بات آپ ﷺ نے حالت سفر میں فرمائی اس سے یہ دلالت مل گئی کہ آپ ﷺ کا مقصود مسافر اور مقیم دونوں ہیں جب نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنے والا آدمی مفرط ہے تو یہ ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ دونمازوں کو اس طرح جمع کریں جس سے مفرط بنے بلکہ آپ ﷺ کی جمع تو اس کے خلاف ہوگی اور وہ اس طرح ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا فرمایا ہے۔ یہ ابن عباسؓ کی روایت جس میں جناب رسول اللہ ﷺ کا دونمازوں کو جمع کرنا آیا ہے اس کی مؤید ہے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۳۳۱، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱ نمبر ۴۳۸، ترمذی فی المواقیت باب ۱۶، نمبر ۱۷۷ ، نسائی فی المواقیت باب ۵۳، ابن ماجہ فی الصلاۃ باب ۱۰، احمد فی المسند ۳۰۵/۵، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲۲۴۰، بیھقی فی سنن کبری ۴۰۴/۱، دارقطنی ۳۸۶/۱۔

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: " لَا يَفُوتُ صَلَاةٌ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الْأُخْرَى فَأَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا أَنَّ مَجِيءَ وَقْتِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الَّتِي قَبْلَهَا فَوْتٌ لَهَا. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا عَلِمَهُ مِنْ جَمْعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، كَانَ بِخِلَافِ صَلَاتِهِ إِحْدَاهُمَا فِي وَقْتِ الْأُخْرَى. وَقَدْ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا مِثْلَ ذَلِكَ۔

ترجمه : طاؤس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کسی نماز کو فوت نہ ہونے دو (مؤخر نہ کرو) کہ دوسری کا وقت آجائے ،ابن عباسؓ نے یہ بتلایا کہ دوسری نماز کا وقت آجانے سے پہلی نماز فوت ہو جاتی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دو نمازوں کا جمع کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کے علم میں تھا وہ اس صورت سے مختلف تھا کہ ایک کو دوسری کے وقت میں پڑھا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول بھی اسی طرح ہے، اس کو ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا قَيْسٌ، وَشَرِيكٌ، أَنَّهُمَا سَمِعَا عُثْمَانَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا التَّفْرِيطُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ : (أَنْ تُؤَخِّرَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الْأُخْرَى) قَالُوا : وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا، مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى الْعَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ بِعَيْنِهِ، فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّهُ وَقْتٌ لَهُمَا جَمِيعًا، قِيلَ لَهُمْ: مَا فِي هٰذَا حُجَّةٌ تُوجِبُ مَا ذَكَرْتُمْ، لِأَنَّ هٰذَا قَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فِي قُرْبِ الْوَقْتِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْعَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ، وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ وَالْحُجَّةَ فِيهِ فِي بَابِ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ. وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ) فَلَوْ كَانَ كَمَا قَالَ: الْمُخَالِفُ لَنَا، لَمَا كَانَ بَيْنَهُمَا وَقْتٌ إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهُمَا وَمَا بَعْدَهُمَا وَقْتٌ كُلُّهُ، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ مِنْ تِلْكَ الصَّلَوَاتِ مُنْفَرِدَةٌ بِوَقْتٍ غَيْرِ وَقْتِ غَيْرِهَا مِنْ سَائِرِ الصَّلَوَاتِ. وَحُجَّةٌ أُخْرَى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رَوَيَا ذَلِكَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَاهُمَا فِي التَّفْرِيطِ فِي الصَّلَاةِ أَنَّهُ تَرْكُهَا حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ الَّتِي بَعْدَهَا. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ وَقْتَ كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خِلَافُ وَقْتِ الصَّلَاةِ الَّتِي بَعْدَهَا فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوا أَنَّ صَلَاةَ الصُّبْحِ لَا يَنْبَغِي أَنْ تُقَدَّمَ عَلَى وَقْتِهَا وَلَا تُؤَخَّرَ عَنْهُ فَإِنَّ وَقْتَهَا وَقْتٌ لَهَا خَاصَّةً دُونَ غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَاةِ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ سَائِرُ الصَّلَوَاتِ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ مُنْفَرِدَةٌ لِوَقْتِهَا دُونَ غَيْرِهَا فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤَخَّرَ عَنْ وَقْتِهَا وَلَا يُقَدَّمَ قَبْلَهُ. فَإِنِ اعْتَلَّ مُعْتَلٌّ بِالصَّلَاةِ بِعَرَفَةَ وَبِجَمْعٍ. قِيلَ لَهُ قَدْ رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْإِمَامَ بِعَرَفَةَ، لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ فِي وَقْتِهَا، فِي سَائِرِ

الْأَيَّامِ، وَصَلَّى الْعَصْرَ فِي وَقْتِهَا فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ، وفعل مثل ذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ، فَصَلَّى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا فِي وَقْتِهَا، كما صَلَّى فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ، كَانَ مُسِيئًا. وَلَوْ فَعَلَ ذَلِكَ، وَهُوَ مُقِيمٌ أَوْ فَعَلَهُ، وَهُوَ مُسَافِرٌ، فِي غير عرفة، وَجمعٍ، لَمْ يَكُنْ مُسِيئًا. فثبتَ بِذَلِكَ أَنَّ عَرَفَةَ وَجَمْعًا، مَخْصُوصَتَانِ بِهَذَا الْحُكْمِ، وَأَنَّ حُكْمَ مَا سِوَاهُمَا فِي ذَلِكَ، بِخِلَافِ حُكْمِهِمَا .فثبتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ من الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ أَنَّهُ تَأْخِيرُ الْأُولَى، وتعجيلُ الْآخِرَةِ. وكَذَلِكَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ مِنْ بَعْدِهِ يَجْمَعُونَ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ : عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ نماز میں تفریط کیا ہے تو انہوں نے فرمایا تم اس کو مؤخر کرو یہاں تک کہ دوسری کا وقت آ جائے، ان مخالف علماء کا مؤقف یہ ہے کہ اس بات پر جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ جب آپ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے پہلے دن عصر کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا پھر دوسرے دن ظہر کی نماز بعینہ اسی وقت میں پڑھی تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ یہ دونوں ہی کا وقت ہے۔ان حضرات کو یہ جواب دیا جائے گا کہ اس روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہاری بات کو لازم کرے کیونکہ اس میں یہ احتمال بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ دوسرے روز آپ ﷺ نے نماز ظہر ایسے قریبی وقت میں ادا کی جو پہلے دن کی نماز عصر والے وقت سے قریب تر تھا اور ہم اس کو پہلے بیان کر آئے کہ اس کی دلیل پیغمبر ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے مابین ہے اگر مخالف کی بات مان لی جائے تو ماقبل اور مابعد سارے کا سارا وقت ہو تو ان کے مابین وقت نہ رہا پھر یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ان نمازوں میں سے ہر ایک نماز اپنا ایک منفرد وقت رکھتی ہے جو تمام نمازوں سے الگ ہے۔مزید دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہؓ نے نمازوں کے اوقات کے سلسلے میں اس روایت کو بیان کیا ہے پھر دونوں نے اس کو نماز میں کوتاہی قرار دیا یعنی وہ نماز کو اس وقت تک چھوڑے رکھے یہاں تک کہ بعد والا وقت داخل ہو جائے پھر دونوں نے یہ کہا کہ یہ نماز میں تفریط ہے اور اس نے اس کو بعد والی نماز کے وقت داخل ہونے تک مؤخر کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نمازوں کے اوقات میں سے ہر ایک نماز کے اس وقت کے خلاف ہے جو اس کے بعد ہے اس باب کا یہ حکم روایات کے معانی کو درست رکھنے کے لیے ہے۔البتہ غور و فکر کے طریقے سے یہ ہے کہ ہم نے غور کیا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صبح کی نماز اپنے وقت سے مقدم اور مؤخر نہیں کی جا سکتی۔اس کا ایک خاص وقت ہے۔جو دوسری نمازوں کے علاوہ ہے پس غور و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام نمازوں کے اوقات اسی طرح ہوں اور ہر ایک ان میں سے اپنے وقت میں دوسروں کی بجائے منفرد ہو اور نہ ہی اس وقت سے مؤخر ہوں نہ مقدم اگر کوئی شخص عرفات و مزدلفہ کی وجہ سے اعتراض کرے اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر امام نے ظہر کی نماز عام

دنوں کی طرح اپنے وقت میں پڑھا دی اور نماز عصر عام دنوں کی طرح پڑھ لی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ ہر ایک کو اس کے وقت میں پڑھ لیا جیسا کہ عام ایام میں کرتا ہے تو یہ آدمی گنہگار ہوگا خواہ اس نے اقامت کی حالت میں ایسا کیا یا مسافر کی حالت میں اور عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ کیا تو یہ گنہگار نہیں ہوگا تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ عرفہ اور مزدلفہ کی جمع مخصوص جمع ہے اور ان کے علاوہ وہ حکم ان دونوں کے حکموں سے الگ ہے۔ ہماری اس بات سے ثابت ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دو نمازوں کے جمع کے متعلق لکھا ہے اس کی صورت یہی ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کیا جائے اور دوسری نماز کو جلدی کیا جائے، جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اسی طرح ہی جمع کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ حولِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: (وَفَدْتُ أَنَا وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ فَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ طهرِ والْعَصْرِ، نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهِ، وَنُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهِ، وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهِ، نؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهِ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ).

ترجمہ : عاصم احول نے ابو عثمان سے نقل کیا کہ میں اور سعد بن مالک نے اکٹھا سفر کیا ہم حج کے لیے جلدی جا رہے تھے ہم ظہر وعصر کو جمع کرتے ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کرتے تھے اسی طرح مغرب وعشاء کو جمع کرتے مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کرتے تھے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ اس باب میں جو کچھ بھی دو نمازوں کو جمع کرنے کی کیفیت مذکور ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: (صَحِبْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَجَّةٍ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ، وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ، وَيُسْفِرُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ) وَجَمِيعُ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ فِي هٰذَا الْبَابِ، مِنْ كَيْفِيَّةِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کے ساتھ حج کیا وہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو جلدی پڑھتے اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی ادا کرتے اور فجر کی نماز اسفار میں ادا فرماتے تھے۔

جمع بین الصلاتین میں جمع صوری کا جو قول دلائل سے ثابت کیا ہے یہی امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ و محمدؒ کا مسلک ہے۔

تشریح : جمع بین الصلاتین کی دو صورت ہوتی ہے ایک جمع صوری، دوسرے جمع حقیقی۔

جمع صوری یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھیں اور دوسری نماز کو بالکل اس کے شروع وقت پر پڑھیں، دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئی ہیں لیکن بظاہر مشکل صورت کے اعتبار سے جمع بین الصلاتین ہے

اور یہ سب کے نزدیک جائز ہے۔

دوسری شکل جمع حقیقی ہے اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھیں یا دوسری نماز کو پہلی نماز کے وقت میں پڑھیں جیسا کہ عرفہ ومزدلفہ میں ہوتا ہے۔

جمع حقیقی کے سلسلے میں ائمہ کا اختلاف

جمع حقیقی عرفات ومزدلفہ کے علاوہ دوسرے مقامات میں اور دوسرے زمانوں میں جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں تین اقوال ہیں جن میں دو ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلا قول: امام مالکؒ، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ وغیرہ کے نزدیک حالت عذر میں جائز ہے اور بغیر عذر کے جائز نہیں ہے البتہ عذر کی تفصیل الگ الگ ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحٰق بن راھویہ کے نزدیک ہر سفر ومرض عذر میں شامل ہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً سفر عذر میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ صرف حالت سیر عذر میں داخل ہے لہٰذا اگر کسی جگہ ٹھہر جائے تو جمع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

دوسرا قول: حنفیہ کے نزدیک جمع حقیقی مطلقاً جائز نہیں ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو اور ہر نماز کا وقت دوسری نماز کے وقت سے منفرد اور جدا ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

شروع باب کی وہ احادیث شریفہ ہیں جن کے اندر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ جمع کرنا اور مغرب وعشاء کو ایک ساتھ جمع کرنا ثابت ہے، اس مضمون کی روایت مختلف صحابہ کرامؓ سے صاحب کتاب نے نقل فرمائی ہیں۔

(۱) حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: جس میں حضور ﷺ کا سفر میں جمع بین الصلاتین کرنا ثابت ہے۔

(۲) حدیث معاذ بن جبلؓ: جس میں ظہر اور عصر کو اور مغرب وعشاء کو غزوۂ تبوک کے موقع پر جمع کرنا ثابت ہے۔

(۳) حدیث عبداللہ بن عباسؓ: ان کی روایت میں ''صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیاً جمعاً'' یعنی ظہر وعصر کی آٹھ رکعتوں کو جمع کرکے پڑھا ''وسبعاً جمعاً'' یعنی مغرب وعشاء کی سات رکعتوں کو ایک ساتھ جمع کرکے پڑھا ہے۔

(۴) حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ مکہ میں تھے تو اچانک ان کے پاس ان کی اہلیہ محترمہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید کے سخت مرض میں مبتلا ہونے کی خبر پہونچی تو حضرت ابن عمرؓ جلدی سے روانہ ہو گئے اور چلتے چلتے سورج

غروب ہونے کے بعد شفق بھی غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ تو بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ حضرت نماز مغرب قضاء ہو جائے گی، تو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمع کرتے دیکھا ہے، اور آج ہم بھی جمع کریں گے۔

(۵) حدیث جابر بن عبداللہؓ: کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر کسی خوف اور بنا کسی سبب وعذر کے جمع فرمایا ہے۔

(۶) حدیث انسؓ: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے، ان تمام روایات سے جمع حقیقی کا جواز ثابت ہوتا ہے اس لیے فریق اول نے کہا کہ ظہر اور عصر دونوں کا وقت ایک ہے ایک کو دوسرے کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کا وقت ایک ہے ایک کو دوسرے کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے جواب:

فریق ثانی نے کہا کہ ظہر اور عصر اسی طرح مغرب اور عشاء دونوں کا وقت ایک نہیں ہے بلکہ ہر نماز کا وقت الگ الگ ہے اور جو روایات فریق اول نے پیش کی ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں لیکن ایک کو دوسرے کے وقت میں جمع کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان روایات میں دو احتمال ہیں۔

(۱) ان روایات جمع سے جمع حقیقی مراد ہے جیسا کہ فریق اول کا خیال ہے۔

(۲) ان روایات میں جمع سے جمع صوری مراد ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کے ضمن میں ان کے شاگرد جابر بن زید سے عمرو بن دینار نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس سے جمع صوری مراد ہے نہ کہ جمع حقیقی تو جابر بن زید نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہم بھی اسی کے قائل ہیں کہ یہاں جمع صوری مراد ہے۔

(تقریب شرح معانی الآثار)

فریق اول کی طرف سے بطور اشکال دو دلیلیں:

(۱) کہ حضرت ابن عمرؓ کی دو روایتیں اور بھی ہیں پہلی روایت میں نافع کے شاگرد ایوب سختیانی ہیں دوسری میں عبیداللہ بن عمرؓ ہیں۔ ایوب سختیانی کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ حضور ﷺ کو جب سفر کی جلدی ہوتی تو عشاء اور مغرب کو جمع فرما لیتے۔ تو حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی عشاء اور مغرب کو جمع کروں گا، چناں چہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی چال اور سیر کو باقی رکھا اور شفق غائب ہونے کے بعد دونوں نمازوں کو ایک ساتھ جمع فرمایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جمع حقیقی جائز ہے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب سفر کی جلدی ہوتی تو غیبوبت شفق کے بعد مغرب اور عشاء کو جمع فرما لیتے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے تھے کہ جب حضور ﷺ کو جلدی ہوتی تو آپ ﷺ عشاء و مغرب کو جمع فرما لیتے تھے۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمع حقیقی کے طور پر جمع بین الصلاتین جائز ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے اس کے دو جواب دیے جاتے ہیں:

پہلا جواب: اب تک امام نافع کے چار شاگرد ہمارے سامنے آئے ہیں۔ (۱) لیث بن سعد (۲) امام مالکؒ (۳) ایوب سختیانی (۴) عبیداللہ بن عمرؓ۔

ابھی ابھی ایوب سختیانی اور عبیداللہ بن عمر کی حدیث پیش کی گئی ہے ان میں سے ایوب سختیانی کی روایت دو وجہوں سے قابل استدلال نہیں ہے۔

(۱) عبداللہ بن عمرؓ کا شفق غائب ہونے کے بعد نماز کے لیے اترنا صرف ایوب سختیانی کی روایت میں ہے حضرت نافع کے باقی شاگردوں کی روایت میں نہیں ہے، نیز ایوب کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا غیبوبت شفق کے بعد مغرب کے لیے اترنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ابن عمرؓ کا غیبوبت شفق کے بعد مغرب کے لیے اترنا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) ایوب سختیانی کی روایت میں حضور ﷺ کے جمع بین الصلاتین کی کیفیت کا تذکرہ نہیں بلکہ ابن عمرؓ کے فعل کی کیفیت کا ذکر ہے حدیث مرفوع میں صرف جمع بین الصلاتین مذکور ہے اور اس سے جمع صوری کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ہم کہیں گے کہ اس میں جمع صوری مراد ہے۔

عبیداللہ بن عمر کی روایت کا جواب:

عبیداللہ کی روایت میں صرف اتنی بات ہے کہ غیبوبت شفق کے بعد مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا، اس کی صورت یہ ہے کہ غیبوبت شفق کے قریب مغرب کی نماز پڑھی اور غیبوبت شفق کے بعد عشاء کی نماز پڑھی اور یہ جمع صوری ہے جمع حقیقی نہیں۔

دوسرا جواب: ایک جواب یہ ہے کہ حضرت نافع کے پانچویں شاگرد اسامہ بن زید ہیں ان کی روایت کے اندر اس کی وضاحت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ چلتے رہے یہاں تک کہ مغرب کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی، تو سالم بن عبداللہ نے نماز کے لیے آواز دی تو ابن عمرؓ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہوگیا، تو اتر کر جمع بین الصلاتین کیا، اور فرمایا کہ حضور ﷺ بھی سفر کی جلدی میں ایسا ہی کرتے تھے۔

اور یہی مضمون نافع کے چھٹے شاگرد عبدالرحمٰن بن جابر کی روایت میں بھی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ سالم کے

بجائے نافع نے نماز کے لیے پکارا۔

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شفق غائب ہونے تک دونوں نمازوں سے فراغت ہو چکی تھی تو لازماً ماننا پڑے گا کہ مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی گئی ہوگی لہٰذا اس سے جمع صوری مراد ہے نہ کہ حقیقی۔

ایک اور شاگرد ہیں حضرت نافع کے عطاف بن خالد مخزومی اس میں یہ ہے کہ نافع فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھا ابن عمرؓ نماز کو بھول گئے تو میں نے ان کو نماز کے لیے آواز دی، تو وہ خاموش رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہو گیا تو اتر کر مغرب کی نماز ادا فرمائی اور شفق غائب ہونے پر عشاء کی نماز ادا کی گئی اور فرمایا کہ سفر کی جلدی میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایسا کرتے تھے۔

ایوب کے علاوہ نافع کے بقیہ چھ شاگردوں کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عمرؓ مغرب کی نماز کے لیے شفق کے غائب ہونے سے پہلے اترے تھے بعض میں صراحۃً اور بعض میں دلالۃً، لہٰذا ہمارے لیے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تمام روایات کو اتفاق پر محمول کریں کہ سب میں ایک ہی عمل ثابت ہو اختلاف نہ ہو لہٰذا ایوب کی روایت کو جس میں غیبوبت شفق کے بعد مغرب کے لیے اترنا وارد ہے قرب غیبوبت شفق پر محمول کریں گے اسی طرح عبیداللہ بن عمرؓ کی روایت کو بھی جس میں " بعد مایغیب الشفق" ہے اس کو بھی قرب پر محمول کریں گے۔

ہم کہیں گے جمع تو ہیئت اجتماعیہ کا نام ہے، اور وہ دونوں نماز سے فراغت کے بعد ہی حاصل ہوگی، صرف مغرب پڑھنے سے ہیئت اجتماعیہ ثابت نہیں ہوگی، اس کے بعد عشاء کی نماز بھی پڑھ لینے سے جمع ثابت ہوگا، اب اس کو اس پر محمول کریں گے عشاء کی نماز جس کے ذریعہ جمع پایا گیا وہ غیبوبت شفق کے بعد تھی، اگر چہ مغرب غیبوبت شفق سے پہلے پڑھی گئی۔

ابن عمرؓ کی روایت کے تعلق سے ایک آخری بات عرض ہے کہ ان سے جمع بین المغرب والعشاء کے سلسلے میں روایات مضطرب ہیں، تطبیق کی ایک شکل تو یہ ہے کہ اس کو تعدد واقعہ پر محمول کریں اور یہ ممکن نہیں ہے اس لیے کہ اکثر طرق سے یہی پتہ چلتا ہے ابن عمرؓ کا یہ عمل صفیہؓ (ان کی بیوی) کی طرف جاتے ہوئے پایا گیا، اس لیے واقعہ تو ایک ہی ہے۔ بلکہ ابوداؤد نے نافع سے ذکر کیا ہے کہ ابن عمرؓ سے صرف اسی رات میں جمع بین الصلاتین منقول ہے۔ نسائی کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ کثیر بن قاروندا کہتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبداللہؓ سے پوچھا سفر میں نماز کے سلسلے میں ہم نے پوچھا کہ عبداللہ بن عمرؓ سفر میں جمع بین الصلاتین کرتے تھے؟ کہا نہیں پھر تنبہ ہوا اور صفیہ والا واقعہ ذکر کیا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اس کو اس کے ظاہر سے پھیر کر دوسری صورت پر محمول کریں اس لیے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اس قصہ میں ابن عمرؓ کے عمل کو جمع صوری پر محمول کیا جائے جیسا کہ اکثر روایات میں اسی کی تصریح موجود ہے۔

(۲) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کو دن میں سفر کی جلدی ہوتی تو ظہر کی نماز کو مؤخر کر کے عصر

کے اول وقت میں لے جاتے اور دونوں کو عصر کے وقت میں جمع کر کے ادا فرمالیا کرتے تھے اور جب رات میں سفر کا ارادہ فرماتے تو مغرب کی نماز کو عشاء کے اول وقت میں لے جا کر دونوں نمازوں کو جمع فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ کی اس روایت سے جمع حقیقی کی صورت واضح ہوتی ہے نہ کہ جمع صوری کی، اس لیے کہنا پڑے گا کہ جمع حقیقی عذر کی بنا پر جائز ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے جواب:

حضرت انسؓ کی اس روایت میں چند احتمال ہیں۔

(۱) حضرت انسؓ کی روایت میں ظہر کی نماز کو عصر کے وقت میں پڑھنا اور مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت میں پڑھنا یہ حضرت انسؓ کے کلام میں سے نہیں ہے بلکہ حضرت انسؓ کے شاگرد ابن شہاب زہری کے کلام میں سے ہے۔ اس لیے کہ ان کی عادت تھی کہ کلام رسول کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے کلام کو کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح ضم کیا کرتے تھے کہ ان کے کلام کو کلام رسول سے ممتاز کرنا مشکل ہوجاتا تھا، اور یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔

لہٰذا اس سے استدلال اور اعتراض درست نہیں ہے۔

(۲) کہ مذکورہ کیفیت اور فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کلام انسؓ میں سے ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت کے قریب اور مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت کے قریب لے جا کر جمع کرنا ہے۔

نیز جمع حقیقی ماننے کی صورت میں حضرت انسؓ کی روایت کے خلاف ابن عمرؓ کی روایت سامنے آتی ہے، جس کی مختلف توجیہیں ہم نے ماقبل میں ذکر کر کے ثابت کردیا تھا ابن عمرؓ کی روایت میں جمع سے جمع صوری مراد ہے۔

نیز حضرت عائشہؓ کی روایت بھی حضرت انسؓ کے روایت کے خلاف ثابت ہے، چناں چہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ظہر کو اپنے وقت کے آخر میں اور عصر کو اپنے وقت کے شروع میں دونوں کو اپنے اپنے وقت ہی میں پڑھتے تھے، تو حضرت عائشہؓ کی روایت میں جمع صوری کا مراد ہونا بالکل واضح ہے۔

لہٰذا صرف حضرت انسؓ کی روایت سے ان ساری روایات اور توجیہات کے بعد استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

(تقریب شرح معانی الآثار)

حنفیہ کے دلائل:

(۱) قوله تعالى: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتاباً مّوقوتاً " وقوله تعالى : فويلٌ للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون " وقوله تعالى : حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى ،،

ان تمام آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نماز کے اوقات مقرر ہیں، اور ان کی محافظت واجب ہے اور ان اوقات

کی خلاف ورزی باعث عذاب ہے، ظاہر ہے کہ یہ آیات قطعی الثبوت والدلالۃ ہیں اور اخبار آحاد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ، بالخصوص جب کہ اخبار آحاد میں توجیہ صحیح کی گنجائش بھی موجود ہو۔

(۲) حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: قال: مارأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلّی صلاۃً لغیر میقاتہا إلا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتہا . (المعتاد) لے

ابن مسعود سے باب کے شروع میں ایک روایت مذکور ہوئی ہے جس میں جمع بین الصلاتین مذکور ہے اور یہاں اس کی نفی ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلی روایت میں جمع صوری مراد ہے اور اس روایت میں جمع حقیقی کی نفی ہے۔ اور استثنا عرفہ اور مزدلفہ کی نمازوں کا ہے۔

(۳) اصحاب سنن نے حضرت ابوقتادہؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد مروی ہے "لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ بِأَنْ يُؤَخِّرَ صَلَاةً إِلَى وَقْتِ أُخْرَى" (لفظه للطحاوی)

(۴) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتوی ہے کہ کسی نماز کو اس طرح فوت نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے دوسری نماز آجائے، عبداللہ بن عباسؓ کی ہی شروع میں جمع بین الصلاتین کی روایت گذری ہے جب ان کا فتویٰ جمع حقیقی کے مخالف ہے تو ان کی روایت میں بھی جمع سے مراد جمع صوری ہوگا نہ کہ حقیقی۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے سوال کیا گیا کہ نماز کے اندر ایسی تعدی اور ظلم کیا ہے جس کی وجہ سے نماز کو فوت سمجھا جائے؟ تو حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ اس طرح مؤخر کیا جائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

اشکال: اس پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ مواقیت الصلاۃ میں گذار کہ حضور ﷺ نے یوم اول میں ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھی، اور یوم ثانی میں بعینہ اسی وقت میں ظہر کی نماز ادا کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم ثانی میں ظہر کی نماز کو عصر کے وقت میں لے جا کر پڑھی اور اسی کا نام جمع حقیقی ہے۔

جواب: ہم نے مواقیت الصلاۃ میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ظہر کی نماز اس وقت کے قریب ادا کی تھی جس وقت میں یوم اول میں عصر کی نماز ادا کی تھی، اس کی دلیل آپ ﷺ کا قول ہے "الوقت فیما بین ھذین الوقتین" وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان جس میں دونوں دن نماز ادا کی، الگ اور منفرد وقت ہے، لہٰذا ایک وقت میں جمع بین الصلاتین نہیں پایا گیا۔

(۶) اوقات صلاۃ کی تحدید تواتر سے ثابت ہے اور اخبار آحاد ان میں تغیر نہیں کر سکتے، ان دلائل کی روشنی میں ائمہ ثلاثہ کے تمام مستدلات کا جواب یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین کے وہ تمام واقعات جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں، ان میں جمع حقیقی مراد نہیں؛ بلکہ جمع صوری مراد ہے، اور جمع صوری مراد ہونے پر مندرجہ ذیل دلائل شاہد ہیں۔

(۱) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے۔ "قَالَ: رَأَيْتُ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

أعْجلهُ السَّيْرُ فِي السَّفر، يُؤخِّرُ صلاة المَغرِب حتَّى يَجْمع بينها وبيْن العشاء قالَ سالِمٌ وكانَ عبْدُ اللهِ بنُ عُمر رضِي اللهُ عنهما يفعلُهُ إذا أعْجلهُ السَّيْرُ يُقِيمُ المغرِب، فيُصلِّيها ثلاثًا، ثُمّ يُسلِّمُ، ثُمّ قلَّما يلْبثُ حتَّى يُقيم العِشاء الخ'' اس میں صراحت ہو رہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر انتظار فرماتے تھے، اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے تھے، اس انتظار کا کوئی اور محمل نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ وہ وقت عشاء کے دخول کا تیقن چاہتے تھے خود حافظ ابن حجرؒ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس میں جمع صوری پر دلیل ملتی ہے۔[۲]

(۲) اس سے زیادہ صریح روایت ابوداؤد میں نافع عن عبداللہ بن واقد کے طریق سے مروی ہے ''أنَّ مُؤذِّنَ ابنِ عُمرَ قالَ: الصَّلاةُ، قال: سِرْ سِرْ حتَّى إذا كانَ قبْلَ غُيُوبِ الشَّفقِ نزَل فصلَّى المغْرِبَ ثُمَّ انْتظرَ حتَّى غابَ الشَّفقُ فصلَّى العِشاء ثُمَّ قال إنَّ رسُولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليْهِ وسلَّم كانَ إذا عجِلَ بِهِ أمْرٌ صنَعَ مِثْلَ الَّذِي صنَعْتُ'' امام ابوداؤدؒ نے نہ صرف اس پر سکوت کیا ہے بلکہ اس کا ایک متابع بھی ساتھ ہی ذکر کر دیا جس کے الفاظ یہ ہیں: ''عبْدُ اللهِ بْنُ العلاءِ عنْ نافِعٍ قالَ: حتَّى إذا كان عِنْدَ ذهابِ الشَّفقِ نزَلَ فجمَعَ بيْنهُما''[۳]

نیز امام دارقطنی نے بھی اپنی سنن میں یہ روایت متعدد طرق سے نقل کی ہے اور سکوت کیا ہے۔

(۳) ابن عباسؓ کی روایت ہے ''قال: صلّيت مع النبي صلى الله عليه وسلم ،ثمانياً جمعاً وسبعاً جمعاً، قلتُ يا أبا الشعثاء! أظنّه أخّر الظهر وعجّل العصر وأخّر المغرب وعجّل العشاء. قال: وأنا أظن ذالك''[۴]

اس روایت میں دو راویوں کا گمان حنفیہ کے عین مطابق ہے یہ تمام روایات جمع صوری پر بالکل صریح ہے۔

(۴) ترمذی کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے ہی مروی ہے مرفوع ہے ''قال: من جمع بين الصلاتين من غير عذر فقد أتى باباً من ابواب الكبائر''[۵]

اگر چہ یہ سنداً ضعیف ہے؛ کیوں کہ اس کا مدار حنش بن قیس پر ہے جس کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں ''وهو ضعيف عند أهل الحديث ضعّفه أحمد وغيره'' لیکن مؤطا امام محمد کی ایک روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے ''وقال محمد: بلغنا عن عمر بن الخطابؓ انه كتب في الآفاق ينْهَا هم أن يجمعوا بين الصلاتين ويخبرهم أن الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر''

(۵) بعض صورتوں میں قائلین جمع بھی جمع کو جمع صوری پر ہی محمول کرنے پر مجبور ہیں، مثلاً حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ''قال: جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء

بالمدینة من غیر خوف ولا مطر ''اس میں دوسرے ائمہ بھی جمع فعلی مراد لینے پر مجبور ہیں، صرف امام احمدؒ نے اسے حالت مرض پر محمول فرمایا ہے، لیکن یہ بات بھی بعید ہے کہ ساری کی ساری آبادی اس وقت بیمار ہوگئی ہو، دوسرے جب حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ اس جمع سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ تو انھوں نے صرف اتنا فرمایا ''أن لاتحرج أمته '' اگر اس کا سبب مرض ہوتا حضرت ابن عباسؓ اسے ضرور بیان فرماتے، اسی لیے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اعتراف کیا ہے کہ اس روایت میں جمع صوری ہی مراد لینا بہتر ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حدیث باب کی توجیہ کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، اور جب اس روایت میں جمع صوری مراد لی جائے گی تو دوسری روایات کو بھی لامحالہ جمع صوری پر ہی محمول کیا جائے گا۔

(۶) اگر جمع سے مراد جمع صوری لی جائے تو تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے اس کے برخلاف اگر جمع حقیقی مراد لی جائے تو حضرت ابن عباسؓ کی حدیث باب اور صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ''ماصلی رسول اللہ صلی اللہ صلاۃ لغیر میقاتھا الخ '' کو بالکل چھوڑنا پڑتا ہے، اور ظاہر ہے کہ وہی توجیہ راجح ہوگی جس میں تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۷) علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں جمع صوری مراد ہونے پر ایک بہت لطیف وجہ بیان فرمائی ہے: وہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں جہاں کہیں جمع بین الصلاتین کا ذکر آیا ہے، وہاں جمع بین الظہر والعصر ہوا ہے یا جمع بین المغرب والعشاء ہوا ہے، ان کے علاوہ کسی بھی دو نمازوں میں نہ جمع ثابت ہے اور نہ کوئی اس کے جواز کا قائل ہے چناں چہ ائمہ ثلاثہ بھی انہی دو نمازوں کے درمیان جمع کے قائل ہیں فجر اور ظہر، یا عصر اور مغرب یا عشاء اور فجر کے درمیان جمع کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں، اور نہ ہی کسی روایت سے ثابت ہے، اب اگر جمع حقیقی مراد لی جائے تو اس تفریق کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ظہر وعصر کو جمع کرنا تو جائز ہو لیکن عصر اور مغرب کو جمع کرنا جائز نہ ہو۔ البتہ اگر جمع صوری مراد لی جائے تو اس کی معقول وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ فجر اور ظہر میں جمع صوری اس لیے ممکن نہیں کہ بیچ میں ایک طویل وقت مہمل حائل ہے، اور عصر و مغرب اور عشاء و فجر میں جمع صوری اس لیے ممکن نہیں کہ عصر اور عشاء کے آخری اوقات مکروہ ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس جمع بین الصلاتین پر عمل فرمایا ہے وہ جمع صوری تھی نہ کہ جمع حقیقی ورنہ وہ تمام نمازوں میں ہوتی۔

ائمہ ثلاثہ کی طرف سے جمع صوری مراد لینے پر کئی اعتراضات کیے جاتے ہیں۔

(۱) پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کی بعض روایات ایسی ہیں جن میں جمع صوری مراد لینا ممکن نہیں، مثلاً حضرت انسؓ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا

وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ''

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں جہاں تک''یؤخر الظهر إلى أول وقت العصر''کے الفاظ کا تعلق ہے اس میں غایت مغیا میں داخل نہیں، رہے''حين يغيب الشفق''کے الفاظ تو ان کا مطلب یہ ہے کہ مغرب ایسے وقت میں پڑھی جب کہ شفق غائب ہونے کے قریب تھی، اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عمرؓ کا ایک واقعہ اس طرح مروی ہے کہ ایک مرتبہ انھیں اپنی اہلیہ حضرت صفیہ کی علالت کی بنا پر تیز رفتاری سے سفر کرنا پڑا تو انھوں نے مغرب کی نماز مؤخر کر کے پڑھی، اس تاخیر کے بیان میں ابوداؤد کی مذکورہ روایت کے الفاظ یہ ہیں''فسار حتى غاب الشفق فنزل فجمع بينهما''ایک روایت میں''حتى كان بعد غروب الشفق''ایک راویت میں''حتى إذا كان بعد ماغاب الشفق''ایک روایت میں''حتى إذا كا د يغيب الشفق''اور ایک روایت میں''حتى إذا كادأن يغيب الشفق''کے الفاظ آئے ہیں اور مسلم کی روایت میں''بعد أن يغيب الشفق''کے الفاظ آئے ہیں، یہاں تطبیق کا بجز اس کے کوئی اور طریقہ نہیں کہ''حتى إذا كاد يغيب الشفق''کو اصل قرار دے کر دوسری روایات کو اسی پر محمول کیا جائے اور کہا جائے کہ راویوں نے روایت بالمعنی کی ہے چونکہ اوقات قریب قریب تھے اس لیے کسی نے''غاب الشفق''کسی نے''كاد يغيب الشفق''کسی نے''قبل غيوبة الشفق''کے الفاظ سے اس واقعہ کو بیان کر دیا، یہ توجیہ وتطبیق اس لیے راجح ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں پیچھے صریح روایات آ چکی ہیں کہ انھوں نے جمع صوری پر عمل فرمایا مثلاً صحیح بخاری کی روایت میں''فلمّا يلبث حتى يقيم العشاء''کے الفاظ اور ابوداؤد میں''حتى إذا كان قبل غيوب الشفق نزل فصلّى المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلّى العشاء''کے الفاظ نیز''حتى إذا كاد يغيب الشفق''والی روایت کے اگلے الفاظ جو اس طرح ہیں''نزل فصلى المغرب ثم انتظر حتى إذا غاب الشفق صلّى العشاء''بھی اس کی تائید کرتے ہیں، یہی توجیہ حضرت انسؓ کی روایت میں بھی کی جا سکتی ہے کہ''حين يغيب الشفق''سے مراد یہ ہے کہ شفق غروب ہونے کے قریب تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان الفاظ کے حقیقی معنی کسی صورت میں مراد نہیں ہو سکتے؛ اس لیے غیبوبت شفق ایک آنی چیز ہے اور اس کے ایک آن میں دونوں نمازیں پڑھنا ممکن نہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جمع صوری کے اوپر جمع بین الصلاتین کا اطلاق ہی درست نہیں، کیوں کہ اس میں ہر نماز اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے، لہٰذا جمع بین الصلاتین کی روایات کو اس پر محمول کرنا ایک دور کی تاویل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جمع صوری پر جمع بین الصلاتین کا اطلاق خود آنحضرت ﷺ کے کلام مبارک سے ثابت ہے، کہ آپ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحشؓ سے فرمایا:''فإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجّلي العصر ثم تغتسلين حتى تطهرين وتصلّين الظهر والعصر جميعًا ثم تؤخرين المغرب وتعجلين العشاء ثم

تغتسلین وتجمعین بین الصلاتین"

(۳) تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جمع بین الصلاتین کا منشأ آسانی پیدا کرنا ہے اور جمع صوری میں کوئی آسانی نہیں، بلکہ مشکل ہے؛ کیوں کہ اوقات کی تعیین کا اہتمام ہر ایک سے نہیں ہوسکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جمع صوری میں بھی بہت آسانی ہے، کیوں کہ مسافر کو اصل دشواری بار بار اترنے چڑھنے اور وضو کرنے میں ہوتی ہے اور جمع صوری میں اس دشواری کا سدِ باب ہوجاتا ہے۔

(۴) چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جمع تاخیر کو تو جمع صوری پر محمول کیا جاسکتا ہے لیکن جمع تقدیم کی روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا ممکن نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جمع تقدیم فرمانے کا ذکر صرف حضرت معاذ بن جبلؓ کی ایک روایت میں آیا ہے جو ابوداؤد میں مروی ہے "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ" اور اس کا جواب یہ حدیث ضعف کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے خود امام ابوداؤد اس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وقال أبو داؤد ولم یرو هذا الحدیث إلا قتیبة وحده" وهی اشارة إلی ضعف هذا الحدیث"

امام ترمذی نے ابواب السفر کے تحت دوبارہ "باب ماجاء في الجمع بین الصلاتین" قائم کیا ہے اس باب کے تحت امام ترمذی نے بھی حضرت معاذؓ کی یہ روایت تخریج کی ہے اور آخر میں فرمایا" وحدیث معاذ حدیث حسن غریب تفرّد به قتیبة لا نعرف أحداً رواه عن اللیث غیره "اور امام حاکم جن کا تساہل مشہور ہے انھوں نے بھی اس حدیث کو ضعیف گردانا ہے، اور انھوں نے علوم الحدیث میں امام بخاریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے"[1] بعض الضعفاء أدخله علی قتیبة ، وهو خالد المدائنی یدخل الأحادیث علی الشیوخ "چناں چہ اس روایت کو دوسرے جتنے حفاظ روایت کرتے ہیں وہ جمع تقدیم کا کوئی ذکر نہیں کرتے اور کسی کی روایت میں بھی عصر کا ذکر نہیں چناں چہ حضرت انسؓ کی روایت ابوداؤد ہی میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے "قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اس میں زوال شمس کے بعد صرف ظہر پڑھنے کا ذکر ہے عصر کا کوئی ذکر نہیں، اسی وجہ سے امام ابوداؤد کا یہ قول مشہور ہے "لیس في تقدیم الوقت حدیث قائم کذا فی المرقاة لملّا علی القاری "

البتہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ''باب إذا ارتحل بعد مازاغت الشمس صلی الظهر ثم رکب'' کے تحت معجم اسماعیلی اور اربعین حاکمؒ کے حوالہ سے جمع تقدیم کی تائید میں ایک روایت ذکر کی ہے اور لکھا ہے: ''لکن روی اسحق بن راهويه هذاالحديث عن شبابة فقال : كان إذا كان في سفر فزالت الشمس صلى الظهر والعصر جميعًا ثم ارتحل أخرجه الإسماعيلي'' اس روایت پر خود اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسحق بن راھویہ شبابہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور جعفر الفریابی اسحق بن راھویہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، لہٰذا اس میں دو تفرد پائے جاتے ہیں، لیکن حافظ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ''وليس ذالك بقادح ، فا[]•هما ا[]•امان حافظان وقد وقع نظيره في الأربعين للحاكم''

لیکن یہ جواب اس لیے کافی ہے کہ خود امام اسماعیلی نے اس روایت کو معلول قرار دیا ہے اور معلول کہتے ہیں اس روایت کو کہ جس کے رواۃ ظاہر نظر میں ثقات ہوتے ہیں لیکن اس میں علت قادحہ پائی جارہی ہوتی ہے جسے ماہر محدثین ہی محسوس کرتے ہیں اور بعض اوقات اس علت کی تشریح الفاظ میں کرنی ممکن نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کسی حدیث کو معلول قرار دیا گیا ہو تو اس کے جواب میں محض راویوں کی توثیق کافی نہیں ہوتی، نیز امام حاکم جو اپنے تساہل میں اس قدر معروف ہیں انھوں نے بھی یہ روایت مستدرک حاکم میں ذکر نہیں کی ؛ بلکہ اس کو اربعین میں ذکر کیا ہے، اس بنا پر یہ کہنا بالکل درست ہے جمع تقدیم کے بارے میں کوئی روایت صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔

نظر طحاوی: نظر وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ فجر کی نماز کو وقت پر مقدم کرنا یا وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ اس کا وقت اس کے لیے خاص ہے اسی وقت کے اندر ادا کرنا لازم ہے تو اس پر نظر کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام نمازوں کا حکم یہی ہو کہ ہر نماز کو اپنے ہی وقت پر ادا کرنا لازم ہو اور اپنے وقت سے مقدم کرنا یا مؤخر کرنا جائز نہ ہو۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

﴿الحواشی﴾

(۱) صحيح البخاری ج: ۱ كتاب المناسك ، باب متى يصلي الفجر بجمع رقم : ۱٦٨٢ .

(۲) صحيح البخاری ج: ۱ ،ابواب تقصير الصلاة، باب هل يؤذن أويقيم إذا جمع بين المغرب والعشاء ؟ رقم الحديث : ۱۱۰۹.

(۳) سنن أبي داؤد الصلاة ، تفريع ابواب صلاة السفر، باب الجمع بين الصلاتين . رقم: ۱۲۱۲

(٤) مسلم شريف كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر ، رقم الحديث : ۷۰۵

(٥) ترمذی شريف باب الجمع بين الصلاتين في السفر رقم الحديث : ۱۸۷ .

﴿باب الصلاة الوسطى أي الصلوات؟﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزِّبْرِقَانِ قَالَ: إِنَّ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوا، فَمَرَّ بِهِمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ غُلَامَيْنِ لَهُمْ يَسْأَلَانِهِ عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى، فَقَالَ: هِيَ الظُّهْرُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ مِنْهُمْ، فَقَالَ: هِيَ الظُّهْرُ، (إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ فَلَا يَكُونُ وَرَاءَهُ إِلَّا الصَّفُّ وَالصَّفَّانِ وَالنَّاسُ فِي قَائِلَتِهِمْ، وَتِجَارَتِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُيُوتَهُمْ)

ترجمہ : ابن ابی ذئب نے زبرقان سے نقل کیا ہے کہ قریش کا ایک گروہ جمع ہوا (اور صلاۃ وسطی کے متعلق بات چیت کرنے لگا) اچانک ان کے پاس سے زید بن ثابت کا گزر ہوا تو قریش کے لوگوں نے دولڑکے بھیجے تا کہ وہ صلاۃ وسطی کے متعلق آپ سے دریافت کریں انہوں نے جواب دیا کہ وہ ظہر ہے پھر دو آدمی ان کے سامنے انہی لوگوں میں سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے وہ ظہر ہی ہے جناب رسول اللہ ﷺ سخت گرمی میں ظہر کی نماز ادا فرماتے تو آپ کے پیچھے ایک صف یا دو صفیں ہوتیں لوگ یا قیلولہ کرر ہے تھے یا اپنی تجارتوں میں مصروف ہوتے پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرہ: ۲۳۸) جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو آگ سے جلا ڈالوں گا۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَكِيمٍ، عَنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ، أَوْ قَالَ: بِالْهَاجِرَةِ، وَكَانَتْ أَثْقَلَ الصَّلَوَاتِ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَنَزَلَتْ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ لِأَنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ)

ترجمہ : عروہ نے زید بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ تیز گرمی میں ظہر کی نماز ادا فرماتے (ہجیرہ یا ہاجرہ کا لفظ فرمایا) یہ آپ کے صحابہ کرامؓ پر سب سے گراں نماز تھی تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرہ: ۲۳۸) کیونکہ اس نماز سے پہلے دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۵ نمبر ۴۱۱ ۔

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: هِيَ الظُّهْرُ۔

ترجمہ : ابان بن عثمان نے حضرت زید بن ثابتؓ سے نقل کیا کہ وسطیٰ سے ظہر مراد ہے۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ ابْنِ الْيَرْبُوعِ الْمَخْزُومِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، يَقُولُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ : الیربوع المخزومی کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ثابتؓ کو اسی طرح فرماتے سنا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا الْمُقْرِءُ، عَنْ حَيْوَةَ، وَابْنِ لَهِيعَةَ، قَالَا: أنا أَبُو صَخْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ : یزید بن عبداللہ بن قسیط کہتے ہیں کہ میں نے خارجہ بن زید بن ثابتؓ کو کہتے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد کو اسی طرح فرماتے سنا۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ الْمَدِينِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَفْلَحَ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَسْأَلُهُ عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى، فَقَالَ: اقْرَأْ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّا كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهَا الَّتِي فِي إِثْرِ الضُّحَى .قَالَ: فَرَدُّونِي إِلَيْهِ الثَّانِيَةَ، فَقُلْت: يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُونَ بَيِّنْ لَنَا أَيُّ صَلَاةٍ هِيَ؟ فَقَالَ: اقْرَأْ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّا كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّها الصَّلَاةُ الَّتِي وُجِّهَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ: وَقَدْ عَرَفْنَاهَا هِيَ الظُّهْرُ ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى مَا ذَكَرْنَا، فَقَالُوا هِيَ الظُّهْرُ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا احْتَجَّ بِهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ، فِي حَدِيثِ زِبْرِجِ الْمُؤَذِّنِ، وَبِمَا رَوَيْنَاهُ فِي ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: أَمَّا حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَوْلُهُ(لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ) وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ، وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَهُ إِلَّا الصَّفُّ وَالصَّفَّانِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هٰذِهِ الْآيَةَ.) فَاسْتَدَلَّ هُوَ بِذٰلِكَ عَلَى أَنَّهَا الظُّهْرُ، فَهٰذَا قَوْلٌ مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَلَمْ يَرْوِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَلَيْسَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ عِنْدَنَا دَلِيلٌ عَلَى ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ هٰذِهِ الْآيَةُ أُنْزِلَتْ لِلْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، الْوُسْطَى وَغَيْرِهَا. فَكَانَتِ الظُّهْرُ فِيمَا أُرِيدَ وَلَيْسَتْ هِيَ الْوُسْطَى، فَوَجَبَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ الْمُحَافَظَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، وَمِنَ الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا حُضُورُهَا حَيْثُ تُصَلَّى .فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي يُفَرِّطُونَ فِي حُضُورِهَا لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ يُرِيدُ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ تَضْيِيعِ هٰذِهِ

الصَّلَاةِ الَّتِي قَدْ أَمَرَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى الصَّلَاةِ الْوُسْطَى أَيُّ صَلَاةٍ هِيَ مِنْهُنَّ. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ: إِنَّ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا، لَمْ يَكُنْ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَإِنَّمَا كَانَ لِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ۔

ترجمہ : عبدالرحمن بن افلح سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں کی ایک جماعت نے مجھے عبداللہ بن عمرؓ کی طرف صلاۃ وسطیٰ کے متعلق سوال کرنے بھیجا تو انہوں نے فرمایا ان سب کو سلام کہہ دو اور بتلاؤ کہ ہم یہی بات کیا کرتے تھے کہ یہ وہی نماز ہے جو چاشت کے بعد ہے یعنی ظہر، عبدالرحمن کہتے ہیں انہوں نے مجھے دوبارہ بھیجا تو میں نے کہا وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ہمیں واضح الفاظ میں بتلائیں کہ وہ کون سی نماز ہے۔ تو عبداللہ فرمانے لگے تو ان کو سلام کہنا کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ وہی نماز ہے جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ فرمایا ہم نے پہچان لیا کہ وہ ظہر ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض علماء ان آثار کی طرف گئے اور انہوں نے ظہر کو درمیانی قرار دیا اور انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کی مذکورہ روایت سے اسی طرح استدلال کیا جیسا کہ زید بن ثابتؓ نے کیا اور ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا روایت کو مستدل بنایا۔ دیگر علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ زید بن ثابتؓ کی روایت میں تو صرف جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے کچھ لوگ (نماز میں سستی سے) باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔ آپ ﷺ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت پڑھتے، اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں ایک یا دو صفیں جمع ہوتیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت صلوٰۃ الوسطیٰ والی اتاری، چنانچہ زید بن ثابتؓ نے اس سے استدلال کیا کہ اس وسطیٰ سے ظہر مراد ہے اور یہ حضرت زیدؓ کی رائے ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی نہیں ہے اور اس آیت میں ہمارے ہاں کوئی دلیل نہیں جو ثابت کرتی ہو کیونکہ یہ جائز ہے کہ آیت میں تمام نمازوں کی وسطیٰ سمیت حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور محافظت میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی ادائیگی کے وقت میں حاضر ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کے سلسلہ میں کہ جس کی حاضری میں وہ کوتاہی کرتے تھے ارشاد فرمایا: ''لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ'' آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کی نماز کی محافظت میں کوتاہی سے باز آجائیں ورنہ میں ان کو اس کوتاہی کی وجہ سے گھروں سمیت جلا ڈالوں گا۔ اب اس ارشاد میں تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ درمیانی کونسی نماز ہے؟

ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نماز ظہر کے لیے نہیں بلکہ یہ نماز جمعہ کے لیے ہے۔

تخریج : تفسیر الطبری ۲/۵٦۲، المعجم لاوسط ۱/۸۳.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ فِي

بُيُوتِهِمْ) فَهٰذَا ابْنُ مَسْعُودٍ يُخْبِرُ أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ لِلْمُتَخَلِّفِينَ عَنِ الْجُمُعَةِ فِي بُيُوتِهِمْ .وَلَمْ يَسْتَدِلَّ هُوَ بِذٰلِكَ عَلَى أَنَّ الْجُمُعَةَ هِيَ الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى، بَلْ قَالَ بِضِدِّ ذٰلِكَ وَأَنَّهَا الْعَصْرُ وَسَنَأْتِي بِذٰلِكَ فِي مَوْضِعِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى. وَقَدْ وَافَقَ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ غَيْرُهُ مِنَ التَّابِعِينَ ـ

ترجمہ : ابوالاحوص نے عبداللہ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا جو جمعہ سے غفلت کرتے تھے میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ میں کسی آدمی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر جمعہ سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالوں، یہ حضرت ابن مسعودؓ ہیں جو یہ بتلا رہے ہیں آپ کا یہ ارشاد گرامی جمعہ میں تاخیر کرنے والوں سے متعلق ہے اور انہوں نے جمعہ کے نماز وسطیٰ ہونے پر اس سے استدلال نہیں کیا بلکہ اس کے بالمقابل انہوں نے عصر کو صلوۃ وسطیٰ قرار دیا۔عنقریب یہ اپنے مقام پر اس کو ذکر کریں گے ان شاء اللہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے حضرت ابن مسعودؓ کی موافقت میں یہ بات کہی ہے، اقوال ملاحظہ ہوں۔

تخریج : مسلم فی المساجد مواضع الصلاۃ ۲۵۴

اس روایت میں ابن مسعودؓ نے اس وعید کو جمعہ سے متعلق قرار دیا جب وعید ی کلمات ظہر کے علاوہ سے متعلق ہوگئے تو وعید کی وجہ سے ظہر کو صلاۃ وسطیٰ ثابت کرنے والا استدلال درست نہ رہا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: زَعَمَ حُمَيْدٌ وَغَيْرُهُ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: كَانَتِ الصَّلَاةُ الَّتِي أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُحَرِّقَ عَلٰى أَهْلِهَا، صَلَاةَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ أَيْضًا ـ

ترجمہ : تابعین کے اقوال میں بھی اس کی تائید موجود ہے حماد بن سلمہ کہتے ہیں حمید وغیرہ کا خیال ہے کہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جس نماز کے متعلق گھروں کو جلانے کی بات فرمائی وہ نماز جمعہ ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس دھمکی کا تعلق نماز فجر وعشاء سے ہے روایت ملاحظہ ہو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۲/۱۹۱ .

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا بِحَطَبٍ فَيُحْطِبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ)

ترجمہ : اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ میں ایک آدمی کو لکڑیاں لانے کا حکم دوں وہ لکڑیاں لائے پھر میں نماز کا حکم دوں پس اذان کہی جائے پھر میں اپنی جگہ ایک شخص کو امامت کے لیے کہوں پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں سمیت جلا دوں اس اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر کسی کو معلوم ہو کہ اس کی موٹی ہڈی (پر گوشت) مل جائے گی یا بکرے کے دو اچھے پائے مل جائیں گے تو وہ ضرور عشاء میں حاضر ہوتا۔

تخریج: بخاری فی الاحکام باب ۵۲، الاذان باب ۲۹، ترمذی فی الصلاۃ باب ۴۸ نمبر ۲۱۷، نسائی فی الامامہ باب ۴۹۔ دارمی فی الصلاۃ باب ۵۴، مالک فی الجماعۃ نمبر ۳، مسند احمد ۴۷۲/۲۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَمْ يَخْرُجْ إِلَى الصَّلَاةِ بَيْتَهُ).

ترجمہ : ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے بیان کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا منافقین پر سب سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے اگر لوگ ان کا ثواب جان لیتے تو ان کے لیے گھٹنوں کے بل آنا پڑتا وہ آتے میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں مؤذن کو اذان کے لیے کہوں وہ اذان دے پھر میں ایک آدمی لوگوں کی امامت کے لیے کہوں پھر میں آگ کا شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھر جلا دیتا جو نماز کے لیے گھر سے نہیں نکلتے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۳۴، مسلم فی المساجد نمبر ۲۵۲، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۴۷، نمبر ۵۴۸۔ نسائی فی الإمامہ باب ۴۵، دارمی فی الصلاۃ باب ۵۳، مسند احمد ۱۴۱/۱۴۰/۵۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أنا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ أَخَّرَ عِشَاءَ الْآخِرَةِ، حَتَّى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ قُرْبَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَفِي النَّاسِ رُقَّدٌ وَهُمْ عِزُونَ، فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا، ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَدَبَ النَّاسَ إِلَى عِرْقٍ أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَأَجَابُوا لَهُ، وَهُمْ يَتَخَلَّفُونَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَتَخَلَّفَ عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الدُّورِ الَّذِينَ يَتَخَلَّفُونَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ فَأُضْرِمَهَا عَلَيْهِمْ بِالنِّيرَانِ).

ترجمہ : ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے عشاء کو مؤخر فرمایا یہاں تک

کہ رات کا ثلث حصہ گزر گیا یا گزرنے کے قریب ہو گیا پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور بعض لوگ سو رہے تھے اور وہ کپڑوں سے ننگے تھے آپ سخت ناراض ہوئے پھر فرمایا اگر لوگوں کو گوشت والی ایک ہڈی یا دو پائے کی طرف بلایا جاتا تو وہ ضرور جاتے مگر اس نماز سے وہ پیچھے رہنے والے ہیں میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں اور ان کو آگ سے جلا دوں۔

اللغات : عرون : عاریہ من الثیاب یا بقول عینی یہ عزو ج جمع عزۃ ، حلقہ بنا کر بیٹھنا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۲/ ۱۹۰/ ۱۹۱.

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ فَهٰذَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ أَنَّ الصَّلَاةَ الَّتِي قَالَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْقَوْلَ، هِيَ الْعِشَاءُ، وَلَمْ يَدُلَّهُ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهَا هِيَ الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى بَلْ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ، مِمَّا سَنَذْكُرُهُ فِي مَوْضِعِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَقَدْ وَافَقَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ التَّابِعِينَ عَلٰى مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ .

ترجمہ : ابوبکر نے عاصم سے اور اس نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔اور سعید بن المسیبؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی اس بات میں موافقت کی ہے۔ یہ ابوہریرہؓ ہیں جو یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ وہ نماز جس کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے وہ نماز عشاء ہے اور انہوں نے اس طرح قطعاً راہنمائی نہیں فرمائی کہ وہ درمیانی نماز کا مصداق ہے بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف روایت وارد ہے جس کو ہم اپنے مقام پر ان شاء اللہ ذکر کریں گے اور حضرت ابوہریرہؓ کی اس سلسلہ میں تابعین نے موافقت کی ہے جیسا کہ ابن مسیبؒ نے فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، قَالَ: أنا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: (كَانَتِ الصَّلَاةُ الَّتِي أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ). وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَأَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ، لَمْ يَكُنْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَالِ الصَّلَاةِ، وَإِنَّمَا كَانَ لِحَالٍ أُخْرٰى۔

ترجمہ : عطاء خراسانی نے سعید بن المسیب سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے گھر جلانے کی دھمکی جس نماز کے متعلق دی وہ نماز عشاء ہے، اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے اس سب کے خلاف روایت آئی ہے کہ آپ کا یہ قول نماز کے لیے نہ تھا بلکہ اور حاجت کے لیے تھا۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا شَيْءٌ لَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ

ثُمَّ حَرَّقْتُ بُيُوتًا،عَلَى مَا فِيهَا قَالَ جَابِرٌ: إِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ رَجُلٍ بَلَغَهُ عَنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ: (لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَأُحَرِّقَنَّ بَيْتَهُ عَلَى مَا فِيهِ) فَهٰذَا جَابِرٌ يُخْبِرُ أَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا كَانَ لِلتَّخَلُّفِ عَمَّا لَا يَنْبَغِي التَّخَلُّفُ عَنْهُ. فَلَيْسَ فِي هٰذَا وَلَا فِي شَيْءٍ مِمَّا تَقَدَّمَهُ الدَّلِيلُ عَلَى الصَّلَاةِ الْوُسْطَى مَا هِيَ .فَلَمَّا انْتَفَى بِمَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُونَ فِيمَا رَوَيْنَا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ دَلِيلٌ رَجَعْنَا إِلَى مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، فَإِذَا لَيْسَ فِيهِ حِكَايَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِهِ لِأَنَّهُ قَالَ: هِيَ الصَّلَاةُ الَّتِي وُجِّهَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ خِلَافُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ : ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابرؓ سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو میں ایک آدمی کو کہتا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر گھروں کو سب چیزوں سمیت جلا ڈالتا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ بات آپ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمائی جس کے متعلق کوئی بات پہنچی تو فرمایا اگر وہ باز نہ آیا تو میں اس کا گھر ہر چیز سمیت جلا دوں گا۔ یہ جابرؓ خبر دے رہے ہیں یہ کسی ایسی چیز سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے تھا جس سے تخلف درست نہیں اور دھمکی اس سے متعلق ہے۔ یہ جابرؓ بتلا رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اس شخص سے متعلق تھا جو ایسی چیزوں سے جان بوجھ کر پیچھے رہنے والے تھے جس سے پیچھے رہنا درست نہیں۔ ان روایات اور ان سے پہلے مذکورہ روایات میں کوئی بھی نماز وسطیٰ کی حقیقت میں نشاندہی نہیں کرتی جب زید بن ثابتؓ کے قول میں کوئی دلیل نہ ملی تو ابن عمرؓ کی روایت کی طرف رجوع کیا۔ اس میں ابن عمرؓ کی اپنی رائے تو مذکور ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی چیز بیان نہیں کی گئی۔ خود ان کا قول یہ ہے کہ یہ وہ نماز ہے کہ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ فرمایا اور دوسری سند سے ان سے اختلاف کی اور صورت منقول ہے۔

وحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:(الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ)فَلَمَّا تَضَادَّ مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ دَلَّ هٰذَا عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجَعْنَا إِلَى مَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِ ۔

ترجمہ : ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلاۃ وسطیٰ صلاۃ عصر ہے۔ جب ابن عمرؓ سے متضاد روایات وارد ہوئیں تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ اس سلسلہ میں ان کو جناب نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات نہ پہنچی تھی۔ اب ان کے علاوہ اصحاب کرامؓ کی مرویات کو دیکھتے ہیں۔

اب یہ روایت ابن عمرؓ کی پہلی روایت کے خلاف ہے۔

فَإِذَا أَبُو بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: "صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الْغَدَاةَ فَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَقَالَ: هٰذِهِ الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى۔

ترجمه : ابورجاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے نماز فجر ادا کی تو انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی اور فرمایا یہ نماز صلاۃ وسطیٰ ہے۔

تخریج :ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۹، نمبر ۱۸۱، عن ابن مسعودؓ .

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا قُرَّةُ، قَالَ: ثنا أَبُو رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: هِيَ صَلَاةُ الصُّبْحِ۔

ترجمه : ابورجاء نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز فجر یہی صلاۃ وسطیٰ ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۲/۲۴۶.

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَالَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِي مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذِهِ الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى فَكَانَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ هٰذَا هُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة :۲۳۸) فَكَانَ ذٰلِكَ الْقُنُوتُ عِنْدَهُ هُوَ قُنُوتُ الصُّبْحِ فَجَعَلَ بِذٰلِكَ الصَّلَاةَ الْوُسْطٰى هِيَ الصَّلَاةُ الَّتِي فِيهَا الْقُنُوتُ عِنْدَهُ. وَقَدْ خُولِفَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ، فِيمَ نَزَلَتْ؟

ترجمه : ابوالعالیہ کہتے ہیں میں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کے پیچھے نماز صبح ادا کی ایک صحابی رسول اللہ ﷺ جو میرے پہلو میں تھے کہنے لگے یہ صلاۃ وسطیٰ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے استدلال میں آیت ''حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ'' کو پیش کیا اور ان کے ہاں قنوت سے صبح کا قنوت مراد ہے۔ جب قنوت سے صبح کا قنوت مراد ہے تو جس نماز میں وہ قنوت پایا جاتا ہے وہ نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں ابن عباسؓ کے خلاف روایات بھی موجود ہیں ملاحظہ ہو۔

تخریج : تفسیر طبری ۲/۵۶۵ .

فَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ :كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔

ترجمه : ابوعمرو شیبانی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے نقل کیا ہے ہم نماز میں بات کرلیا کرتے تھے یہاں تک کہ:

﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ ......﴾ اتری پس اسمیں نماز میں خاموشی کا حکم دیا گیا۔

تخریج : بخاری فی التفسیر باب ۴۳، مسلم فی المساجد ومواجع الصلاۃ نمبر ۳۵، ابوداؤد ۱۳۷/۱، ترمذی ۹۲/۱. نسائی ۱۸۰/۱.

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، فِي هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ فَذَكَرَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ فِي الصَّلَاةِ، حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فَالْقُنُوتُ السُّكُوتُ، وَالْقُنُوتُ الطَّاعَةُ۔

ترجمه : شجاع بن الولید نے سفیان ثوری سے اس آیت ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ کے بارے میں نقل کیا انہوں نے منصور سے اور انہوں نے مجاہد سے نقل کیا کہ وہ لوگ نماز میں کلام کرتے تھے پس یہ آیت نازل ہوئی تو آیت میں القنوت سے سکوت وخاموشی مراد ہے قنوت کا معنی اطاعت بھی ہے۔

تخریج : عبدالرزاق ۱۳۳/۲.

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا شُجَاعٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ قَالَ: مِنَ الْقُنُوتِ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَخَفْضُ الْجَنَاحِ، وَغَضُّ الْبَصَرِ مِنْ رَهْبَةِ اللّٰهِ .

ترجمه :لیث بن ابی اسلم نے مجاہد سے اس آیت کے متعلق نقل کیا:﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرہ:۲۳۸) مجاہد کہتے ہیں قنوت سے رکوع، سجود اور خشوع اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے نگاہ کا نیچے کرنا مراد ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَوْ كَانَ الْقُنُوتُ كَمَا تَقُولُونَ، لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَيْءٌ، إِنَّمَا الْقُنُوتُ الطَّاعَةُ يَعْنِي ﴿وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾.

ترجمه : محمد بن طلحہ نے ابن عون اور انہوں نے عامر شعبی سے بیان کیا کہ اگر قنوت سے وہ مراد ہے جو تم کہتے ہو تو جناب نبی اکرم ﷺ ان میں سے کوئی چیز نہ کرتے تھے قنوت سے یہاں طاعت مراد ہے جیسا کہ اس آیت میں:﴿وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الاحزاب:۳۱)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا أَبُو الأَشْهَبِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ كُلُّهَا قُنُوتٌ، أَمَّا الَّذِي تَصْنَعُونَ فَلَا أَدْرِي مَا هُوَ فَهٰذَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَمَنْ ذَكَرْنَا مَعَهُ، يُخْبِرُونَ أَنَّ ذٰلِكَ الْقُنُوتَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ فِي هٰذِهِ الآيَةِ، هُوَ السُّكُوتُ عَنِ الْكَلَامِ الَّذِي كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ بِهِ فِي الصَّلَاةِ. فَيَخْرُجُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ فِي هٰذِهِ الآيَةِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ

الْقُنُوتَ الْمَذْكُورَ فِيهَا، هُوَ الْقُنُوتُ الْمَفْعُولُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَقَدْ أَنْكَرَ قَوْمٌ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَقَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِي بَابِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. فَلَوْ كَانَ هٰذَا الْقُنُوتُ الْمَذْكُورُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ، هُوَ الْقُنُوتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذًا لَمَا تَرَكَهُ، إِذَا كَانَ قَدْ أَمَرَ بِهِ الْكِتَابُ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ فِي ذٰلِكَ، مَعْنًى آخَرُ .

ترجمہ : ابوالاشہب نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن زید سے قنوت کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے نماز ساری قنوت ہے باقی جو تم کرتے ہو مجھے معلوم نہیں وہ کیا ہے۔ یہ حضرت زید بن ارقم اور دیگر حضرات جن کا ہم نے ذکر کیا یہ بتلا رہے ہیں کہ جس قنوت کا اس آیت میں تذکرہ ہے اس سے مراد سکوت ہے جب کہ یہ لوگ نماز میں پہلے گفتگو کرتے تھے، پس اس طریقے سے یہ آیت اس بات کی دلیل نہ رہے گی کہ اس سے صبح والا قنوت مراد لیا جائے اور بعض حضرات نے تو اس سے بھی انکار کر دیا کہ ابن عباسؓ صبح میں قنوت پڑھتے ہوں۔ ہم نے باب القنوت میں اسناد سے یہ روایت لکھی ہے کہ اگر یہ قنوت مذکورہ نماز صبح والا ہوتو آپ اس کو ترک نہ فرماتے کیونکہ اس کا حکم قرآن نے دیا ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس کی طرف ابن عباسؓ گئے ہیں وہ ایک دوسری دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ الْمُهَلَّبِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى هِيَ الصُّبْحُ فَصْلٌ بَيْنَ سَوَادِ اللَّيْلِ وَبَيَاضِ النَّهَارِ فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ أَخْبَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الَّذِي جَعَلَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِهِ، هِيَ الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى، هٰذِهِ هِيَ الْعِلَّةُ. وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ أَرَادَ بِهِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيَكُونُ ذٰلِكَ الْقُنُوتُ، هُوَ طُولُ الْقِيَامِ كَمَا (قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: طُولُ الْقُنُوتِ) وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ بِإِسْنَادِهِ فِي مَوْضِعِهِ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيْضًا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّمَا أُقِرَّتِ الصُّبْحُ رَكْعَتَيْنِ لِطُولِ الْقِرَاءَةِ فِيهِمَا. وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ أَيْضًا فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ. وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ ﴿ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ ﴾ أَرَادَ بِهِ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ صَلَاةَ الْوُسْطٰى وَغَيْرَهَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى أَنَّهَا الْعَصْرُ۔

ترجمہ : ثور بن یزید نے عکرمہ اور انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ صلاۃ وسطیٰ تو نماز صبح ہے اور اس کو وسطیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے رات کی سیاہی اور دن کے چاندنے میں فاصلہ کر دیا ہے۔ یہ ابن عباسؓ ہیں جنہوں نے اطلاع دی ہے کہ جن حضرات نے فجر کی نماز کو نماز وسطیٰ کہا ان کے ہاں علت یہی ہے حالانکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آیت ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ سے مراد نماز صبح ہوتو اس صورت میں قنوت سے طولِ قیام مراد ہوگا جیسا کہ آپ ﷺ سے

دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا قنوت یعنی قیام لمبا ہو۔ ہم نے یہ روایت پوری اسناد سے اپنے موقع پر ذکر کی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فجر میں دو رکعتیں طولِ قیام کی وجہ سے رکھی گئی ہیں اور ہم نے یہ بات اور جگہ بھی ذکر کی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ والی آیت میں ہر نماز کا قنوت مراد ہو۔ خواہ وہ درمیان ہو یا دیگر اور حضرت ابن عباسؓ سے نماز وسطیٰ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نماز عصر ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زِرِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَبْدِيِّ، قَالَ: (سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ) ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ فَلَمَّا اخْتُلِفَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي ذٰلِكَ، أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِيمَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِ. وَذَهَبَ أَيْضًا مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهَا غَيْرُ الْعَصْرِ أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ. فَذَكَرُوا۔

ترجمه : زر بن عبید اللہ العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو فرماتے سنا کہ صلاۃ وسطیٰ وہ نماز عصر ہے۔ جب حضرت ابن عباسؓ کی روایات اس سلسلے میں مختلف ہو گئیں تو اب ہم اس سلسلے میں دیگر حضرات کی روایات دیکھنا چاہتے ہیں۔ بعض حضرات تو اس طرف گئے ہیں کہ اس سے عصر کے علاوہ نماز مراد ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی اس پر دلالت کرنے والی روایات موجود ہیں، ملاحظہ ہوں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۲ / ۵۰۴ .

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ نُوحٍ قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَنَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ رَافِعٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ عَلَى عَهْدِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَكْتَبَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْحَفًا، وَقَالَتْ لِي: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَا تَكْتُبْهَا حَتّٰى تَأْتِيَنِي فَأُمْلِيَهَا عَلَيْكَ كَمَا حَفِظْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُهَا أَتَيْتُهَا بِالْوَرَقَةِ الَّتِي أَكْتُبُهَا فَقَالَتْ: اكْتُبْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ۔

ترجمه : عمر بن رافع مولیٰ عمر بن الخطابؓ اور نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے بیان کیا کہ عمرو بن رافع ازواج مطہرات کے لیے مصاحف لکھا کرتا تھا حضرت حفصہؓ نے اپنا مصحف لکھنے کی ذمہ داری لگائی تو کہنے لگیں جب تم: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرہ: ۲۳۸) پر پہنچو تو اس وقت تک مت لکھو جب تک میرے پاس نہ آؤ میں اس کو اسی طرح

لکھواؤں گی جس طرح میں نے اسے جناب رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا چنانچہ جب میں اس آیت تک پہنچا تو میں ان کے پاس وہ کاغذ لے کر آیا جس کو لکھ رہا تھا تو کہنے لگیں اس طرح لکھو "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ"۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاة ۲/ ۵۰۴۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ حُمَيْدٍ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿الصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَقَالَتْ: كُنَّا نَقْرَؤُهَا عَلَى الْحَرْفِ الْأَوَّلِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)﴾قَالُوا فَلَمَّا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هَذِهِ الْآثَارِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ. ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْوُسْطَى غَيْرُ الْعَصْرِ. وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عِنْدَنَا عَلَى مَا ذَكَرُوا لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْعَصْرُ مُسَمَّاةً بِالْعَصْرِ، وَمُسَمَّاةً بِالْوُسْطَى فَذَكَرَهَا هَاهُنَا بِاسْمَيْهِمَا جَمِيعًا. هَذَا يَجُوزُ لَوْ ثَبَتَ مَا فِي تِلْكَ الْآثَارِ مِنَ التِّلَاوَةِ الزَّائِدَةِ عَلَى التِّلَاوَةِ الَّتِي قَامَتْ بِهَا الْحُجَّةُ ، مَعَ أَنَّ التِّلَاوَةَ الَّتِي قَامَتْ بِهَا الْحُجَّةُ، دَافِعَةٌ لِكُلِّ مَا خَالَفَهَا. وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ الَّذِي كَانَ فِي مُصْحَفِ حَفْصَةَ مِنْ ذَلِكَ، غَيْرُ مَا رَوَيْنَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ۔

ترجمہ : ام حمید بنت عبدالرحمن کہتی ہیں میں نے عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد والصلاۃ الوسطیٰ کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگیں ہم اس کو حرف اول کے مطابق زمانہ رسول اللہ ﷺ میں اسی طرح پڑھتی تھیں: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرہ: ۲۳۸) وَصَلَاةِ الْعَصْرِ. علماء نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے وہ فرمایا جو ان روایات میں جناب نبی اکرم ﷺ سے آیت: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ ... ﴾ میں صلوٰۃ وسطیٰ اور صلوٰۃ عصر کے لفظ ہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس سے نماز عصر مراد نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ یہ کہنا درست ہے اس نماز کا نام نماز عصر بھی ہے اور نماز وسطیٰ بھی۔ یہاں نام اور لقب دونوں ذکر کر دیے اور یہ اس وقت درست ہے کہ اگر ان آثار میں یہ ثابت ہو جائے کہ تلاوت سے وہ زائد تلاوت مراد ہے جس کے ساتھ دلیل قائم نہیں ہوتی کیونکہ تلاوت جس سے دلیل قائم ہوتی ہے وہ تو ہر مخالفت کی تردید کرنے والی ہے حالانکہ جو مصحف حفصہ میں مذکور ہے وہ ان روایات کے خلاف ہے جن کا ابتداء میں ذکر ہوا۔

تخریج : مسلم فی المساجد موضع الصلاة نمبر ۲۰۷، عبدالرزاق ۱/ ۵۷۸، المحلی ۱/ ۱۷۸۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: كَانَ مَكْتُوبًا فِي مُصْحَفِ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَقَدْ ثَبَتَ بِهٰذَا مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ تَأْوِيلَ الْآثَارِ الْأُوَلِ مِنْ قَوْلِهِ :حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ أَنَّهُ سَمَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ بِالْعَصْرِ وَبِالْوُسْطَى. فَقَدْ ثَبَتَ بِهٰذَا قَوْلُ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِي ذٰلِكَ، مَا يَدُلُّ عَلَى نَسْخِ مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأُمِّ كُلْثُومٍ .

ترجمه : عمرو بن رافع سے روایت ہے کہ مصحف حفصہؓ میں لکھا تھا ''حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَهِيَ صَلَاةِ الْعَصْرِ'' سے ماقبل روایات میں آیت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ......﴾ کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا کہ نماز عصر کو نماز وسطیٰ کہا گیا ہے۔ پس اس سے ان حضرات کی بات ثابت ہوگئی جو نماز وسطیٰ نماز عصر کو قرار دیتے ہیں اور حضرت براء بن عازبؓ سے ایسی روایت آئی ہے جو حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کی ناسخ معلوم ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو شُرَيْحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا شَقِيقُ بْنُ عُقْبَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: نَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَاهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَأَخْبَرَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ التِّلَاوَةَ الْأُولَى هِيَ مَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَأَنَّهُ نَسَخَ ذٰلِكَ التِّلَاوَةَ الَّتِي قَامَتْ بِهَا الْحُجَّةُ. فَإِنْ كَانَ قَوْلُهُ الثَّانِي ﴿وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ نَسْخًا لِلْعَصْرِ أَنْ تَكُونَ هِيَ الْوُسْطَى فَذٰلِكَ نَسْخٌ لَهَا. وَإِنْ كَانَ نَسْخًا لِتِلَاوَةِ أَحَدِ اسْمَيْهَا وَتَثْبِيتِ اسْمِهَا الْآخَرِ فَإِنَّهُ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ الصَّلَاةَ الْوُسْطَى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ. فَلَمَّا احْتَمَلَ هٰذَا مَا ذَكَرْنَا، عُدْنَا إِلَى مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : شقیق بن عقبہ نے براء بن عازبؓ سے نقل کیا کہ آیت: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرہ: ۲۳۸) ''وَصَلَاةِ الْعَصْرِ'' نازل ہوئی اور پڑھی جاتی رہی جب تک کہ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں پڑھا جانا منظور تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا اور یہ اتاری: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرہ: ۲۳۸) حضرت براءؓ نے بتلایا کہ پہلی تلاوت وہی ہے جس کو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہؓ سے روایت کیا ہے۔ جس تلاوت کو دلیل بنایا گیا تھا اس کی دوسری تلاوت والصلوٰۃ الوسطیٰ نے منسوخ کر دیا۔ جب

عصر کے لفظ کو وسطیٰ منسوخ کرنے والا ہے تو پھر نماز وسطیٰ نماز عصر ہی بنی۔ اگر ان کے دونوں میں سے ایک کو قائم رکھا گیا اور دوسرے کو تلاوت میں منسوخ کر دیا گیا مگر اس سے یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ صلاۃ وسطیٰ سے نماز عصر کی مراد ہے۔ جس سے اس میں احتمال پیدا ہوگیا تو روایات کی طرف رجوع کیا ملاحظہ ہو۔

تخریج : مسلم فی المساجد ومواضع الصلاۃ نمبر ۲۰۸

فَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمًا يُحَدِّثُ عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَاتَلْنَا الْأَحْزَابَ فَشَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى كَرَبَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اللَّهُمَّ امْلَأْ قُلُوبَ الَّذِينَ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى نَارًا وَامْلَأْ بُيُوتَهُمْ نَارًا) وَامْلَأْ قُبُورَهُمْ نَارًا قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُنَّا نَرَى أَنَّهَا صَلَاةُ الْفَجْرِ فَهَذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَهَا قَبْلَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الصُّبْحَ، حَتَّى سَمِعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ يَقُولُ هَذَا، فَعَلِمُوا بِذَلِكَ أَنَّهَا الْعَصْرُ.

ترجمہ : زر نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے غزوہ احزاب میں ہم کفار سے قتال میں مشغول رہے جس سے نماز عصر باقی رہی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بددعا فرمائی "اللَّهُمَّ امْلَأْ قُلُوبَ الَّذِينَ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى نَارًا وَامْلَأْ بُيُوتَهُمْ نَارًا وَامْلَأْ قُبُورَهُمْ نَارًا" اے اللہ جنہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے مشغول کر دیا ان کے دلوں، گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم خیال کرتے تھے کہ صلاۃ فجر صلاۃ وسطیٰ ہے (مگر اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ وہ نماز عصر ہے) یہ حضرت علیؓ ہیں جو فرما رہے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے پہلے اسے نماز صبح خیال کرتے تھے جب آپ ﷺ کا ارشاد اس سے متعلق سنا تو اس سے انہوں نے جان لیا کہ وہ نماز عصر ہے، اس کے متعلق روایات ملاحظہ ہوں۔

تخریج : بخاری فی الجہاد باب ۹۸، المغازی باب ۲۹، مسلم فی المساجد ومواضع الصلاۃ نمبر ۲۰۶، ترمذی فی تفسیر وسورۃ نمبر ۲، باب ۳۱، نسائی فی الصلاۃ باب ۱۴، ابن ماجہ فی الصلاۃ باب ۶ نمبر ۶۸۴، مسند احمد ۱/۱۰۶

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَعَدَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَلَى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُنَّا نَرَى أَنَّهَا الصُّبْحُ.

ترجمہ : یحییٰ بن الجزار نے علیؓ سے نقل کیا اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ آپ خندق کے ... خندق کے ایک نا کے پر بیٹھے تھے پھر اسی طرح روایت نقل کی مگر اس میں علیؓ کا یہ قول موجود نہیں "کُنَّا نَرَی اَنَّهَا الصُّبْحُ"

تخریج : مسلم فی المساجد باب ٦، نمبر ٦٨٤، نمبر ٢٠٤ .

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ : سَلْ لَنَا عَلِيًّا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى، فَسَأَلَهُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ " كُنَّا نَرَى أَنَّهَا الْفَجْرُ، حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هٰذَا .

ترجمہ : زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمیں علیؓ سے دریافت کر دو کہ صلاۃ وسطیٰ کون سی ہے انہوں نے پوچھا پھر اسی طرح روایت ذکر کی اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ہم فجر کو صلاۃ وسطیٰ سمجھتے تھے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا (کہ یہ صلاۃ عصر ہے)

تخریج : عبدالرزاق ١/٥٧٦ .

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :كُنَّا نَرَى أَنَّهَا الْفَجْرُ .

ترجمہ : زبید نے مرہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے، البتہ اس میں علیؓ کا یہ قول مذکور نہیں "كُنَّا نَرَى أَنَّهَا الْفَجْرُ "

تخریج : مسلم ١/٢٢٧ ۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوًا، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْهُ حَتَّى مَسَّا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

ترجمہ : ابوعوانہ نے ہلال بن خباب عن عکرمہ عن ابن عباسؓ نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک غزوہ کیا اس سے جب لوٹے تو عصر کا وقت نکل کر شام ہوا چاہتی تھی پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : تفسیر طبری ٢/ ٥٥٩

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَوْمَ الْخَنْدَقِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ فَهٰذَا ابْنُ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يُقْبَلَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ، وَيُخَالِفَ ذٰلِكَ .

ترجمہ : سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ خندق کا دن تھا پھر اسی طرح واقعہ نقل کیا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو مُسْهِرٍ، قَالَ: ثنا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ دِهْقَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ سَبَلَانُ عَنْ كُهَيْلِ بْنِ حَرْمَلَةَ النَّمَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ دِمَشْقَ عَلَى آلِ أَبِي كُلْثُمَ الدُّوسِيِّ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَجَلَسَ فِي غَرْبِيِّهِ، فَتَذَاكَرُوا الصَّلَاةَ الْوُسْطَى، فَاخْتَلَفُوا فِيهَا، فَقَالَ: اخْتَلَفْنَا فِيهَا، كَمَا اخْتَلَفْتُمْ(وَنَحْنُ بِفِنَاءِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِينَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَبُو هَاشِمِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذٰلِكَ، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ جَرِيًّا عَلَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا، فَأَخْبَرَنَا أَنَّهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ) .

ترجمہ : کہیل بن حرملہ نمری نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ ابو ہریرہؓ آئے یہاں تک کہ دمشق میں آل ابی کلثم دوسی کے ہاں قیام کیا پھر مسجد میں آئے اور غربی جانب بیٹھ گئے انہوں نے صلاۃ وسطی کا مذاکرہ کیا اور اس کے بارے میں اختلاف کیا تو ابو ہریرہؓ کہنے لگے ہم نے بھی اس کے متعلق اختلاف کیا جیسا کہ تم نے اختلاف کیا ہے ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے صحن میں بیٹھے تھے اور ہم میں نیک آدمی ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بھی تھا اس نے کہا میں تمہیں اس کے متعلق معلوم کیے دیتا ہوں پس وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ آپ ﷺ سے آزادانہ بات کر لیتا تھا اس نے اجازت طلب کی ملنے پر داخل ہوا پھر نکل کر ہماری طرف آیا اور ہمیں اطلاع دی کہ وہ نماز عصر ہے۔

تخریج : المعجم الکبیر ۳۰۱/۷، الثقات لابن حبان ۳۴۱/۵، مجمع الزواید ۵۲/۲ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَبَّابٍ، قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ) .

ترجمہ : موسیٰ بن وردان نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلاۃ وسطی نماز عصر ہے۔

تخریج : بیهقی ۶۷۵/۱، ابن خزیمه ۲۹۰/۲ .

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا رَوْحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ،

عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّم مثلهُ. فهذه آثارٌ قد تواترتْ وجاءتْ مجيئًا صحيحًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صلَّى اللَّهُ عليه وسلَّم انَّ الصَّلاةَ الوُسْطى، هِيَ العَصْرُ وَقَدْ قَالَ: بذلكَ أيضًا جَمَاعةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صلَّى اللَّهُ عليه وسلَّم.

ترجمه: ابوعروبہ نے قتادہ سے اور انہوں نے حسن عن سمرہؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ یہ آثار متواترہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت کر رہے ہیں کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان جماعت نے یہ قول کیا ہے۔

تخریج: ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۹، نمبر ۱۸۲، مسند احمد ۵/۷، ۱۲، ۱۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عفَّانُ، قَالَ: ثنا وُهَيْبُ بْنُ خالدٍ، عن أيُّوبَ، عَنْ أبي قِلابةَ، عن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: الصَّلاةُ الوُسْطى صلاةُ العصرِ.

ترجمه: ابوقلابہ نے ابی بن کعب سے نقل کیا صلاۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔

تخریج: مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۲/۵۰۶

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا خطَّابُ بْنُ عُثمانَ، قَالَ: ثنا إسماعيلُ بْنُ عيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لبيبةَ الطَّائِفِيِّ: أنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الصَّلاةِ الوُسْطَى فَقَالَ: سأقرأُ عَلَيْكَ القُرآنَ، حتَّى تعرِفَها، أليسَ يقولُ اللَّهُ عزَّ وجلَّ في كتابه ﴿أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ الظُّهْرَ ﴿إلى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ المغربَ ﴿ومِنْ بَعْدِ صَلاةِ العِشَاءِ ثَلاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ﴾ العَتمةُ ويقولُ ﴿إنَّ قُرْآنَ الفَجْرِ كانَ مَشْهُودًا﴾ (الاسراء: ۷۸) الصُّبْحُ، ثُمَّ قَالَ ﴿حافِظُوا على الصَّلَواتِ والصَّلاةِ الوُسْطى وقُومُوا لِلَّهِ قانِتِينَ﴾ هِيَ العَصْرُ هي العَصْرُ. فإنْ قَالَ قائلٌ ولِمَ سُمِّيَتْ صلاةُ الوُسْطى صلاةَ العصرِ؟ قِيلَ لَهُ: قَدْ قَالَ النَّاسُ في هذا قولَيْنِ. فقالَ قومٌ: سُمِّيَتْ بذلكَ لأنَّها بَيْنَ صلاتَيْنِ مِنْ صلاةِ اللَّيْلِ وبَيْنَ صلاتَيْنِ مِنْ صلاةِ النَّهارِ. وقالَ آخرونَ في ذلكَ.

ترجمه: عبدالرحمن لبیبہ الطائفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے صلاۃ وسطیٰ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے میں عنقریب تمہیں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سناؤں گا تاکہ تو پہچان لے کیا اللہ نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا ﴿اقم الصلاۃ لدلوک الشمس﴾ (الاسراء: ۷۸) ﴿الی غسق اللیل﴾ (الاسراء: ۷۸) ﴿ومن بعد صلاۃ العشاء ثلاث عورات لکم﴾ عشاء اور فرماتے ہیں ﴿ان قرآن الفجر کان مشہودا﴾ (الاسراء: ۷۸) (الصبح) فرمایا: ﴿حافظوا علی الصلوات والصلاۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین﴾ (البقرہ ۲۳۸) وہ عصر وہ عصر ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ صلاۃ وسطیٰ کا نام صلاۃ عصر کیونکر رکھا گیا تو اس کے جواب میں کہیں گے لوگوں نے اس سے متعلق

قرآن کریم میں صلاۃ وسطیٰ پر محافظت کی بطور خاص تاکید کی گئی ہے، لیکن اس کی تعیین میں فقہاء اور محدثین کا زبردست اختلاف ہے، یہاں تک کہ کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں صلاۃ وسطیٰ ہونے کا کوئی قول موجود نہ ہو۔ حافظ دمیاطیؒ نے تو اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ ''کشف المغطی عن الصلاۃ الوسطی '' کے نام سے لکھا ہے، اور اس میں اس کی تشریح کے متعلق انیس اقوال ذکر کیے ہیں اسی طرح اوجز المسالک میں ۲۲؍ اقوال ذکر کیے گیے ہیں، ہم ان میں سے چند مشہور اقوال کو پیش کریں گے۔

(۱) امام شافعی و امام مالکؒ سے مروی ہے کہ صلاۃ وسطیٰ کی مصداق نماز فجر ہے۔

(۲) امام مالکؒ سے ایک قول میں مروی ہے کہ اس سے مراد نماز ظہر ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور اکثر علماء کے نزدیک اس سے مراد نماز عصر ہے، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے بھی ایک قول اس کے مطابق مروی ہے اور محققین مالکیہ اور شافعیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، یہی قول روایات سے زیادہ مؤید ہے۔

(۴) زید بن ثابت، اسامہ بن زید، وغیرہ کے نزدیک صلاۃ وسطیٰ سے مراد ظہر کی نماز ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

قائلین ظہر کی دلیل:

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ ظہر کی نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ صلاۃ الضحیٰ کے بعد جو نماز آتی ہے اسی کے سلسلے میں ہم کہا کرتے تھے کہ صلاۃ الوسطیٰ ہے۔

قائلین ظہر کے دلائل کے جوابات:

(۱) حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت میں صلاۃ الوسطیٰ کے مصداق کے سلسلے میں حضور ﷺ سے صراحۃً یا کنایۃً کوئی بات ثابت نہیں ہے، بلکہ حضور ﷺ کے قول میں صرف اتنی بات ہے کہ جو لوگ نماز میں غفلت کرتے ہیں ان کے گھروں کو جلا دیا جائے۔

(۲) آیت کریمہ کے اندر بھی ظہر کی نماز کے صلاۃ والوسطیٰ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس بات کی دلیل موجود ہے کہ تمام نمازوں کی محافظت کی جانی چاہئے صلاۃ الوسطیٰ ہو یا صلاۃ الوسطیٰ کے علاوہ دوسری نمازیں ہوں، لہٰذا اس آیت کریمہ کے اندر ہر نماز میں محافظت کا حکم دیا گیا ہے؛ لیکن چونکہ ظہر کی نماز میں زیادہ غفلت اور سستی ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس نماز کے موقع پر اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا ہے تاکہ اس نماز کے سلسلے میں جو غفلت اور سستی ہے

وہ بالکل ختم ہو جائے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے وعیدی کلمات ان لوگوں کے حق میں فرمائے ہیں جو جمعہ کی نماز میں سستی کرتے تھے، تو معلوم ہوا کہ وعیدی کلمات ظہر و جمعہ دونوں میں سستی کرنے والوں کے حق میں وارد ہوئے ہیں، اور حضرت زید بن ثابت نے ظہر کی نماز میں سستی کرنے والوں کے حق میں وعیدی کلمات وارد ہونے کی وجہ سے ظہر کی نماز کو صلاۃ الوسطیٰ سمجھا تھا، حالانکہ کسی نماز میں سستی کرنے والوں کے حق میں وعیدی کلمات کا وارد ہونا اس نماز کے صلاۃ الوسطیٰ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی، جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں جمعہ کی نماز میں سستی کرنے والوں کے حق میں وعیدی کلمات وارد ہوئے ہیں، اور ابن مسعودؓ نے اس کی وجہ سے جمعہ کی نماز کے صلاۃ الوسطیٰ ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا اور نہ اس پر دلیل قائم کی، لہٰذا وعیدی کلمات کی وجہ سے ظہر کی نماز کو صلاۃ الوسطیٰ کہنا درست نہیں ہوگا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ جس نماز میں سستی کرنے والوں کے حق میں وعیدی کلمات وارد ہوئے ہیں وہ عشاء اور فجر کی نماز ہے تو حضرت زید بن ثابتؓ کا وعیدی کلمات کی وجہ سے صلاۃ وسطیٰ پر استدلال کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟۔

(۵) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جن لوگوں کے حق میں وعیدی کلمات فرمائے ہیں وہ نماز کے ساتھ خاص نہیں ہیں؛ بلکہ نماز جہاد اور اس جیسے امور جن میں حاضر ہونا لازم ہوتا تھا، ان سب چیزوں میں سستی کرنے والوں کے حق میں یہ کلمات فرمائے ہیں، لہٰذا محض وعیدی کلمات کی وجہ سے ظہر کی نماز کو صلاۃ وسطیٰ قرار دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے اندر حضور ﷺ کی جانب سے صلاۃ الوسطیٰ پر کوئی صراحت نہیں ہے، بلکہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنے اجتہاد سے ظہر کی نماز کو صلاۃ الوسطیٰ فرمایا ہے، اور جب صحابی کا اجتہاد دوسرے صحابی کے اجتہاد اور قول رسول کے معارض ہو جائے تو حجت نہیں بنتا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے صلاۃ وسطیٰ کے بارے میں خود اس کے خلاف روایت موجود ہے چناں چہ ابن عمرؓ نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔

قائلین فجر کے دلائل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ صلاۃ الوسطیٰ فجر کی نماز ہے، اس پر دلیل یہ قائم کی کہ مذکورہ آیت کریمہ کے اندر ''وقوموا اللّٰہ قانتین'' کا اضافہ ہے، اور قنوت فجر کے اندر پڑھی جاتی ہے، اور عبداللہ بن عباسؓ نے فجر کی نماز کے اندر رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، تو صحابی

رسول ﷺ میں سے ایک نے کہا کہ یہی صلاۃ الوسطی ہے تو اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ صلاۃ الوسطی فجر کی نماز ہے۔

حدیث ابن عباس کا جواب:

(۱) حضرت زید بن ارقمؓ، سفیان ثوری، امام مجاہد، عامر شعبی اور جابر بن زید ان سب حضرات نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کے اندر قنوت سے دعاء قنوت مراد نہیں ہے: بلکہ قنوت سے اطاعت اور کلام وگفتگو سے سکوت اختیار کرنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شروع میں نماز میں کلام وگفتگو جائز تھی اور آپس میں صحابہ گفتگو فرماتے تھے اس کو روکنے کے لیے یہ آیت کریمہ "وقُومُوا للّٰه قانِتِين" نازل ہوئی۔ لہٰذا اس کے اندر دعاء قنوت مراد نہیں ہے بلکہ ہر نماز کے اندر سکون وسکوت اختیار کرنا مراد ہے اس لیے حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ روایت کے ذریعہ سے فجر کی نماز کے صلاۃ الوسطی ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہوگا۔

(۲) عمر بن میمون، اسود بن یزید، سعید بن جبیر، عمران بن الحارث، اور امام مجاہد فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے، اور آیت کریمہ کے اندر امر کے صیغہ کے ساتھ قنوت کا حکم فرمایا ہے، جو وجوب کو مستلزم ہے، تو اگر آیت کریمہ میں ابن عباسؓ کے یہاں دعا قنوت مراد ہوتی تو ابن عباس اس کو کبھی بھی فجر میں ترک نہ کرتے، ترک کرنا اس بات کی دلیل ہے ان کے نزدیک بھی آیت کریمہ میں دعا قنوت مراد نہیں ہے بلکہ سکوت اختیار کرنا مراد ہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ نے صبح کی نماز کو جو صلاۃ الوسطی فرمایا ہے اس کی علت "وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ" نہیں ہے بلکہ اس کی علت دوسری ہے، اور وہ یہ ہے کہ صبح کی نماز رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی کے درمیان ہوا کرتی ہے تو اس درمیان ہونے کی وجہ سے ابن عباسؓ نے صلاۃ الوسطی کہہ دیا۔

(۴) آیت کریمہ "وقُومُوا للّٰه قانِتِين" فجر کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن **"وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ"** سے مراد طول قیام ہے کہ فجر کی نماز کے اندر طول قیام کا حکم کیا گیا ہے۔

(۵) حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ فجر کی نماز کو طول قیام کی وجہ سے دو رکعت پر رکھا گیا ہے، لہٰذا آیت کریمہ کے اندر فجر کی نماز میں طول قیام کا تقاضا کیا گیا ہے۔

(۶) مذکورہ آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے طول قیام، طول رکوع، طول سجود، خفض الجناح، غض البصر وغیرہ کا ارادہ فرمایا ہے اور یہ ہے کہ صلاۃ الوسطی اور اس کے علاوہ تمام نمازوں کے بارے میں ہے۔

(۷) خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عصر کی نماز کو صلاۃ الوسطی فرمایا ہے۔

قائلین عصر کے دلائل:

(۱) غزوہ خندق کے زمانے میں جنگ کی مصروفیت کی وجہ سے عصر کی نماز میں تاخیر ہوگئی، یہاں تک کہ سورج غروب

ہونے کے قریب ہو گیا، تو حضور اکرم ﷺ نے خندق کے کنارے اور ڈھال پر بیٹھ کر فرمایا کہ اے اللہ جن لوگوں نے ہم کو صلاۃ الوسطیٰ سے محروم کر دیا ان کے قلوب، ان کے بیوت، اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دی جیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ عصر ہی کی نماز ہے، چناں چہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ احزاب سے پہلے صبح کی نماز کو صلاۃ الوسطیٰ سمجھتے تھے، لیکن جب غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے قبائل عرب اور دشمنانِ اسلام کو بددعاء دیتے ہوئے عصر کی نماز کے صلاۃ الوسطیٰ ہونے کی صراحت فرما دی، تو ہم عصر کی نماز کو صلاۃ الوسطیٰ سمجھنے لگے، تقریباً ۵ صحابہ سے اس مضمون کی روایات مروی ہیں۔

حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ابو ہریرہؓ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ سے متواتر سندوں کے ساتھ حدیث مرفوع سے یہ بات ثابت ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔

(۲) دورِ نبوت کے بعد دورِ صحابہ میں اجلۂ صحابہ کرام نے اس بات پر فتویٰ دیا ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے، صاحب کتاب نے ۴ صحابہ کرام سے اس مضمون کے فتویٰ کو نقل فرمایا ہے، ابی بن کعبؓ، ابو سعید خدریؓ، علی کرم اللہ وجہہ، ابو ہریرہؓ سے اس مضمون کے فتاویٰ منقول ہیں۔

قائلین عصر کے دلائل پر اعتراض:

اعتراض یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے آیت کریمہ کی قرأت یوں ثابت ہے "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ" اس کے اندر صلاۃ الوسطیٰ کے بعد صلاۃ العصر کا اضافہ ہے اور صلاۃ العصر کا عطف صلاۃ الوسطیٰ پر کیا گیا ہے، اور یہ قاعدہ بھی مسلم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوا کرتی ہے۔

جواب: (۱) عطف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) عطف ذات کا ذات کے اوپر جیسا کہ "جاء ني زيدٌ وعمروٌ" میں ذات ہے۔ (۲) صفت کا عطف صفت کے اوپر جیسا کہ "جاء ني زيد ن الكريم والعاقل" کے اندر ہے، زید ایک ذات اس کی دو صفتیں ہیں جن میں سے ایک کا عطف دوسرے پر ہو رہا ہے تو اس صورت میں مغایرت لازم نہیں ہوتی ہے، بلکہ اتحاد لازم ہوتا ہے اور مذکورہ آیت کے اندر عطف کی یہی صورت ہے، کہ نماز ایک ایسی شئی ہے کہ اس کے دو صفتی نام ہیں، صلاۃ الوسطیٰ، اور صلاۃ العصر، ان دونوں میں ایک کا عطف دوسرے پر ہونے کی وجہ سے مغایرت لازم نہیں آتی۔

(۲) حضرت حفصہؓ کے مصحف کے اندر "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ" کا لفظ ہے اس صورت میں اشکال ہی وارد نہیں ہوگا، اور نہ ہمیں جواب دینے کی ضرورت پڑے گی۔

(۳) حضرت براء بن عازبؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی مذکورہ روایت منسوخ ہے اس کی صورت یوں ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ ...

ہوئی ہے، نزول اول میں صلاۃ الوسطیٰ کے بعد صلاۃ العصر کا بھی اضافہ تھا، اور نزول ثانی میں صلاۃ العصر کا اضافہ نہیں تھا۔

صلاۃ الوسطیٰ کی وجہ تسمیہ:

(۱) عصر کی نماز سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں فجر وظہر، اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں مغرب اور عشاء اس لیے اس کو صلاۃ الوسطیٰ کہا گیا۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول ہوئی تو وہ فجر کا وقت تھا تو انھوں نے شکرانے کے طور پر ۲/ رکعت نماز ادا فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبح فرما رہے تھے تو جنت سے ان کی جگہ مینڈھا آیا تو انھوں نے بطور شکرانہ چار رکعت نماز ادا فرمائی اور یہ ظہر کے وقت میں ہوا ہے، جب حضرت عزیر ۱۰۰ سال کے بعد بیدار ہوئے تو پوچھا گیا ان سے کتنے دن سوتے رہے کہا ایک دن پھر سورج کو دیکھا تو کہا یا دن کا کچھ حصہ اس کے بدلے میں چار رکعت ادا فرمائی اور یہ عصر کا وقت تھا، اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی انھوں نے بھی چار رکعت پڑھنی چاہی محنت کی اور تیسری رکعت میں بیٹھ گئے، اس لیے مغرب کی نماز تین رکعت ہوئی، سب سے پہلے عشاء کی نماز حضور ﷺ نے ادا فرمائی اس میں عصر کی نماز بیچ میں آئی اس لیے اس کو وسطیٰ کہا گیا۔

﴿باب الوقت الذي يُصلّى فيه الفجر أيّ وقتٍ هو؟﴾

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ:(كُنَّا نِسَاءً مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ، وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ)

ترجمہ : زہری نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے ہم مؤمن عورتیں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوتیں پھر اپنے گھر واپس لوٹتیں تو (اندھیرے کی وجہ سے) ان کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

اللغات : متلفعات جمع متلفعة : لپٹنا، مروط جمع مرط: چادر۔

تخریج : بخاری فی الصلاۃ باب ۱۳، المواقیت باب ۳۷، مسلم فی المساجد نمبر ۲۳۰، ۲۳۱، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۸، ترمذی فی المواقیت باب ۲، نسائی فی المواقیت باب ۲۵، دارمی فی الصلاۃ باب ۲۰، مالک فی الصلاۃ نمبر ٤، مسند احمد ٦/ ٣٣، ٣٧، ٢٤٧، بیهقی فی سنن کبریٰ ١/ ٤٥٤ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا مِنَ الْغَلَسِ .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن قاسم نے قاسم سے اورانہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت اسی طرح نقل کی ہے البتہ ان الفاظ کا فرق ہے:''وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا مِنَ الْغَلَسِ '' کہ وہ اندھیرے کی وجہ سے ایک دوسری کو نہ پہچانتی تھیں۔

تخریج : بخاری،مسلم ابن خزیمه،نسائی،ترمذی، ابوداؤد بطرق مختلفة .

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: انا ابْنُ وَهْبٍ: أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَمَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ .

ترجمه : عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے عائشہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ یہ لفظ مختلف ہیں:''وَمَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ '' کہ وہ غلس کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

تخریج : ابوداؤد،ترمذی .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ :(أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغَدَاةَ فَغَلَّسَ بِهَا، ثُمَّ صَلَّاهَا، فَأَسْفَرَ ،ثُمَّ لَمْ يَعُدْ إِلَى الإِسْفَارِ، حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)

ترجمه : عروہ بن الزبیر کہتے ہیں مجھے بشیر بن ابی مسعودؓ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز غلس میں پڑھائی پھر پڑھائی تو خوب سپیدے میں پڑھائی پھر دوبارہ اسفار میں نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۲، روایت نمبر ۳۹٤، ۵۷/۱ .

وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَهِيكُ بْنُ يَرِيمَ، عَنْ مُغِيثِ بْنِ سُمَيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: هَذِهِ صَلَاتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

ترجمه : مغیث بن سمی کہتے ہیں کہ میں نے ابن الزبیر کے ساتھ صبح کی نماز غلس میں پڑھی میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو مخاطب ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہماری نماز جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ اسی طرح تھی جب عمرؓ شہید کر دیے گئے تو عثمانؓ اسفار میں پڑھنے لگے۔

تخریج : ابن ماجه فی الصلاة باب ۲،نمبر ٦٧١ .

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قال: ثنا أبو عامرٍ العقدِيُّ، قال: ثنا هشامُ بْنُ ابی عبد الله، عن قتادة، عن (أنسِ بْنِ مَالِكٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثابتٍ، قالا: تسحّرنا معَ رسُولِ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم، ثمّ خرجْنا إلى الصَّلاةِ. قُلْتُ كمْ بيْنَ ذلك؟ قال: قدْرُ ما يقرأُ الرَّجُلُ خمْسينَ آيةً).

ترجمه : قتادہ نے انس بن مالک اور زید بن ثابتؓ دونوں سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا پھر ہم نماز کے لیے نکلے میں نے پوچھا نماز اور سحری کے درمیان کتنا فاصلہ تھا تو کہنے لگے پچاس آیات کے پڑھنے کی مقدار۔

تخریج : بخاری فی الصوم باب ۱۹، مسلم فی الصیام نمبر ۴۷، ترمذی فی الصوم باب ۱۴، نسائی فی الصیام باب ۲۱، ۲۲، ابن ماجه فی الصوم باب ۲۳، دارمی فی الصوم باب ۸، مسند احمد ۵/ ۱۸۲، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۸.

حَدَّثَنَا أبُو بكْرَة، قَالَ: ثنا أبُو دَاوُد، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قال: حدَّثني سعْدُ بْنُ إبراهيم، قال: سمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عمْرِو بْنِ حسنٍ، قال: لمّا قدِم الحجّاجُ جعل يؤخّرُ الصّلاةَ، فسألنا جابر بن عبْدِ اللّهِ عَنْ ذلِكَ، فقَال: (كان رسُولُ اللّهِ صلَّى اللّهُ عليْه وسلّم يُصلّي الصُّبح أوْ قال: كانوا يُصلُّونَ الصُّبْحَ بغلسٍ).

ترجمه : محمد بن عمرو بن حسن سے روایت ہے کہ جب سے حجاج آیا تو وہ نماز کو مؤخر کرنے لگا پس ہم نے جابر بن عبداللہؓ سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگا جناب رسول اللہ ﷺ غلس میں صبح کی نماز ادا فرماتے انہوں نے "یُصلُّونَ الصُّبْحَ" کہا یا "یصلی الصُّبح" کہا۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۱۸، مسلم فی المساجد نمبر ۲۳۴، دارمی فی الصلاة باب ۲، مسند احمد ۳/ ۲۶۹.

حَدَّثَنَا ابْنُ مرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وهْبُ بْنُ جريرٍ، قال: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إبْراهيمَ، عنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حسنٍ، عَنْ جابرِ بْنِ عبْدِ الله، قَالَ: (كانُوا يُصلُّونَ الصُّبْحَ بغلسٍ).

ترجمه : محمد بن عمرو بن حسن نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ صبح کی نماز غلس میں پڑھتے تھے۔

تخریج : سابقہ تخریج پیش نظر ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إسحاق الحضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ حسّانَ العَنْبرِيُّ، قالَ: حدَّثتْني جدّتاي، صَفِيَّةُ بنْتُ عُلَيْبَةَ ودُحَيْبَةُ بنْتُ عُليبة، أنَّهُما أخبرَتْهُما قَيْلةُ بنْتُ مخْرَمَةَ: (أنّها قدِمَتْ عَلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ وَهُوَ يُصلّي بأصْحابه صلاةَ الفجْرِ وقدْ أُقِيمَتْ حِينَ شَقَّ الفَجْرُ وَالنُّجُومُ شابكةٌ في السَّمَاءِ، وَالرِّجَالُ لَا تكادُ تَعَارَفُ مع الظُّلْمة).

ترجمه : عبداللہ بن حسان عنبری نے اپنی دادی صفیہ بنت علیبہ اور دحیبہ بنت علیبہ دونوں نے قیلہ بنت مخرمہ سے

نقل کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ آپ اپنے صحابہ کو نماز فجر پڑھا رہے تھے اور جب پو پھوٹی اس وقت جماعت کھڑی کی گئی جبکہ ستارے ابھی آسمان میں جال پھیلانے والے تھے اور مرد اندھیرے کی وجہ سے ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے۔

تخریج : طبرانی معجم کبیر ۱/۲۵

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا روح بن عبادة، والحجاج بن نصير قال: ثنا قرة بن خالد السدوسي، قال: ثنا ضرغامة بن عليبة بن حرملة العنبري، قال: حدثني أبي، عن جدي، قال: (أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ركب من الحي فصلى بنا صلاة الغداة، فانصرف، وما أكاد أن أعرف وجوه القوم أي كأنه بغلس).

ترجمہ : ضرغامہ بن علیبہ بن حرملہ عنبری کہتے ہیں میرے والد نے مجھے میرے دادا حرملہ کے حوالے سے بتایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قبائلی وفد میں حاضر ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ہمیں پڑھائی پھر واپس لوٹے تو اس قدر اندھیرا تھا کہ لوگوں کے چہروں کو پہچاننے سے میں عاجز تھا۔

تخریج : المعجم الكبير ۷/۲۵

حدثنا ابن مرزوق، قال: ثنا هارون بن إسماعيل الخزاز، قال: ثنا قرة، عن ضرغامة بن عليبة، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله قال أبو جعفر: فذهب قوم إلى هذه الآثار، وقالوا: هكذا يفعل في صلاة الفجر، يغلس بها، فإنه أفضل من الإسفار بها، وخالفهم في ذلك آخرون. فقالوا: بل الإسفار بها أفضل من التغليس. واحتجوا في ذلك بما .

ترجمہ : قرہ نے ضرغامہ بن علیبہ عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے ان روایات کو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ نماز فجر اسی طرح اندھیرے میں پڑھی جائے کیونکہ سپیدے میں پڑھنے سے افضل ہے جبکہ دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ سپیدے میں پڑھنا اندھیرے میں پڑھنے سے افضل ہے، ان کی مستدل یہ روایات ہیں۔

تخریج : المعجم الكبير ٤/٦

حدثنا روح بن الفرج، قال: ثنا عمرو بن خالد، قال: ثنا زهير بن معاوية، قال: ثنا أبو إسحاق قال: سمعت عبد الرحمن بن يزيد يقول: حج عبد الله، فأمرني علقمة أن ألزمه فلما كانت ليلة مزدلفة، وطلع الفجر، قال: أقم فقلت يا أبا عبد الرحمن، إن هذه الساعة، ما رأيتك تصلي فيها قط. فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان لا يصلي في هذه الصلاة، إلا

هٰذِهِ السَّاعَةَ فِي هٰذَا الْمَكَانِ، مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا، صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَمَا يَأْتِي النَّاسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ، وَصَلَاةُ الْغَدَاةِ، حِينَ يَنْزِعُ الْفَجْرُ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ).

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ نے حج کیا مجھے علقمہ نے حکم دیا کہ میں ان کے ساتھ رہوں جب مزدلفہ کی رات آئی اور فجر طلوع ہوئی تو فرمانے لگے اقامت کہو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن اس وقت میں تو میں نے آپ کو کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تو فرمانے لگے جناب رسول اللہ ﷺ یہ نماز اس وقت اسی جگہ آج کے دن اسی وقت میں پڑھتے تھے عبداللہ کہنے لگے یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں ایک نماز مغرب ہے جبکہ لوگ مزدلفہ پہنچ جائیں اور دوسری نماز فجر جبکہ پو پھوٹے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے پایا۔

تخریج : بخاری فی الحج باب ۹۷، ۹۹، نسائی فی المناسك باب ۲۰۷.

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ، فَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَ النَّحْرِ، حِينَ سَطَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ، الْمَغْرِبَ، وَصَلَاةَ الْفَجْرِ، هٰذِهِ السَّاعَةَ) .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا انہوں نے یوم نحر کی فجر اس وقت ادا کر لی جونہی پو پھوٹی پھر فرمانے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں مگر صرف اسی مقام میں ایک مغرب اور دوسری فجر جو اس وقت کی نماز ہے۔

تخریج : بخاری فی الحج باب ۹۷.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَمُرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي(أَبُو طَرِيفٍ أَنَّهُ كَانَ شَاهِدًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِصْنَ الطَّائِفِ، فَكَانَ يُصَلِّي بِنَا صَلَاةَ الْبَصِيرِ حَتَّى لَوْ أَنَّ إِنْسَانًا رَمَى بِنَبْلِهِ أَبْصَرَ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ) .

ترجمہ : ولید بن عبداللہ بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے ابوطریفؓ سے بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محاصرہ میں شامل تھا آپ ہمیں ایسے اسفار میں نماز پڑھاتے کہ اگر کوئی تیر پھینکے تو وہ اپنے تیر کے لگنے کے مقامات کو دیکھ سکتا تھا۔

تخریج : مسند احمد ۴۱۶/۳

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْفَجْرَ كَاسْمِهَا).

ترجمہ : عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو کہتے سنا جناب رسول اللہ ﷺ فجر کو اس کے نام کی طرح مؤخر فرماتے تھے۔

تخریج : مصنفه ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/ ۳۲۰.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا عَوْفٌ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، قَالَ: (دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ فَسَأَلَهُ أَبِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ جَلِيسِهِ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ) قَالُوا: فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى تَأْخِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، وَعَلَى تَنْوِيرِهِ بِهَا، وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي خِلَافِ الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ بِمُزْدَلِفَةَ، وَأَنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ تُحَوَّلُ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ، وَلَا فِيمَا تَقَدَّمَهَا، دَلِيلٌ عَلَى الْأَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ مَا هُوَ؟ لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدْ فَعَلَ شَيْئًا، وَغَيْرُهُ أَفْضَلُ مِنْهُ، عَلَى التَّوْسِعَةِ مِنْهُ عَلَى أُمَّتِهِ، كَمَا تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، وَكَانَ وُضُوءُهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِيمَا رُوِيَ عَنْهُ سِوَى هٰذِهِ الْآثَارِ، هَلْ فِيهَا مَا يَدُلُّ عَلَى الْفَضْلِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ؟

ترجمہ : سیار بن سلامہ کہتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو برزہؓ کے پاس گیا ان سے میرے والد نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کے سلسلہ میں دریافت کیا تو کہنے لگے جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے کے چہرے کو پہچانتا تھا آپ نماز فجر میں ساٹھ سے سو تک آیات کی تلاوت فرماتے۔ انہوں نے کہا ان روایات میں ایسی دلالت موجود ہے جو آپ کے خوب روشنی میں پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ وہ تمام دنوں میں نماز صبح اس نماز سے مختلف وقت میں پڑھتے جو مزدلفہ میں پڑھی جاتی ہے اور فرماتے کہ یہ نماز اپنے وقت سے ہٹائی گئی ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں ان روایات میں اور ان سے پہلی روایات میں افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ کہنا درست ہے کہ آپ نے کوئی فعل امت پر وسعت کے لیے کیا ہو اور دوسرا فعل اس سے افضل ہو جیسا کہ آپ نے ایک ایک مرتبہ اعضاء کو وضو میں دھویا حالانکہ تین دفعہ اعضاء کو وضو میں دھونا افضل ہے، اسی بات کے پیش نظر ہم نے یہ چاہا کہ ان کے علاوہ آثار پر نظر ڈالیں کہ کیا کوئی ایسے

آثار پائے جاتے ہیں جو فضیلت پر دلالت کرنے والے ہوں، چنانچہ یہ روایت مل گئیں۔

تخریج : بخاری فی مواقیت الصلاۃ باب ۱۳، مسلم فی المساجد ومواضع الصلاۃ نمبر ۲۳۵.

فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَكُلَّمَا أَسْفَرْتُمْ، فَهُوَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ، وَقَالَ: لِأُجُورِكُمْ).

ترجمه : محمود بن لبید نے رافع بن خدیج سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **اسفروا ابا الفجر الحدیث** کہ فجر کو اسفار میں پڑھا کرو جب بھی تم اسفار کرو گے تو وہ اجر میں اضافہ کا باعث ہے ایک روایت میں اجر کی بجائے اجور کا لفظ ہے۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۳، نمبر ۱۵٤، نسائی فی المواقیت باب ۲۷، دارمی فی الصلاۃ باب ۲۱، مسند احمد ٥/٤٢٩ .

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ: ثنا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(أَصْبِحُوا بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَمَا أَصْبَحْتُمْ بِهَا فَهُوَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ).

ترجمه : زید بن اسلم نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے نقل کیا کہ انہوں نے قوم انصار میں سے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نماز فجر کو صبح کر کے پڑھو جتنا روشن کر کے پڑھو گے اتنا ہی وہ اجر کو بڑھائے گا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۸ نمبر ٤٢٤، ابن ماجه فی الصلاۃ باب ۲ نمبر۶۷۲، مسند احمد ٣/٤٦٥، ٤/١٤٠.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نَوِّرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ)

ترجمه : محمود بن لبید نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کو روشن کرو یہ اجر میں اضافہ کا باعث ہے۔

تخریج : دارمی فی الصلاۃ باب ۲۱ .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ

سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رِجَالٍ، مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَصْبِحُوا بِالصُّبْحِ، فَكُلَّمَا أَصْبَحْتُمْ بِهَا فَهُوَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ)

ترجمہ : زید بن اسلم نے عاصم بن عمر سے انہوں نے اپنی قوم انصار کے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز روشن کرو جتنا روشن کرو گے اتنا ہی تمہارا اجر بڑھ جائے گا۔

حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ: ثنا آدَمُ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نَوِّرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ).

ترجمہ : محمود بن لبید نے رافع بن خدیج سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کو منور کیا کرو پس وہ منور کرنا زیادہ اجر کا باعث ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ بْنُ سَيَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ بِلَالٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ الْإِخْبَارُ عَنْ مَوْضِعِ الْفَضْلِ، وَأَنَّهُ التَّنْوِيرُ بِالْفَجْرِ. وَفِي الْآثَارِ الْأُوَلِ الَّتِي فِي الْفَصْلَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ، الْإِخْبَارُ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ وَقْتٍ هُوَ؟ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ، كَانَ مَرَّةً يُغَلِّسُ، وَمَرَّةً يُسْفِرُ عَلَى التَّوْسِعَةِ. وَالْأَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ مَا بَيَّنَهُ فِي حَدِيثِ رَافِعٍ، حَتَّى لَا تَتَضَادَّ الْآثَارُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ. فَهٰذَا وَجْهُ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَأَمَّا مَا رُوِيَ عَمَّنْ بَعْدَهُ فِي ذٰلِكَ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ : محمد بن المنکدر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے اور انہوں نے حضرت بلال سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔امام طحاوی فرماتے ہیں ان روایات میں فضیلت کا موقع بتلایا گیا اور وہ فجر کی خوب روشنی ہے پہلی دونوں فصلوں کی روایات میں صرف جناب رسول اللہ ﷺ کے اس وقت کو بتلایا گیا ہے جس میں آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ پس یہ کہنا درست ہے کہ کبھی آپ ﷺ اندھیرے میں پڑھتے اور کبھی امت پر وسعت کے لیے خوب سپیدے میں پڑھتے ،فضیلت پر دلالت کرنے والی حدیث حدیث رافع ہے تاکہ آپ ﷺ سے مروی آثار میں تضاد نہ رہے، روایات کے لحاظ سے اس باب کی یہی صورت ہے۔ تابعین کے اقوال آرہے ہیں۔

تخریج : بیہقی فی دلائل النبوۃ ۶/ ۲۲۴.

حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ الْمُعْتَمِرِ يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ حَيَّانَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّحُورِ، أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى وَقْتِ خُرُوجِهِ مِنْهَا أَيُّ وَقْتٍ كَانَ. فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَطَالَ فِيهَا الْقِرَاءَةَ فَأَدْرَكَ التَّغْلِيسَ وَالتَّنْوِيرَ جَمِيعًا، وَذٰلِكَ عِنْدَنَا حَسَنٌ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ رُوِيَ عَنْهُ مَا يَدُلُّ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ .

ترجمہ : قرہ بن حیان بن الحارث کہتے ہیں ہم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ سحری کھائی، جب سحری سے فارغ ہوئے تو مؤذن کو حکم دیا اس نے (اذان کہی) پھر نماز کی امامت کرائی۔ امام طحاویؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ حضرت علیؓ طلوع فجر کے وقت نماز میں داخل ہوتے۔ اس روایت میں آپ کے نماز سے نکلنے کی کوئی دلیل موجود نہیں، ممکن ہے کہ آپ قراءت کو لمبا کرتے ہوں اور اندھیرے اور روشنی کے دونوں اوقات کو پا لیتے ہوں۔ ہمارے نزدیک یہ بہترین بات ہے اب ہم ایسے آثار پیش کرتے ہیں جو اس پر دلالت کریں۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲/۲۷۶، بیہقی ۱/۵۶۳ .

فَإِذَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِنَا الْفَجْرَ، وَنَحْنُ نَتَرَاءَى الشَّمْسَ، مَخَافَةَ أَنْ تَكُونَ قَدْ طَلَعَتْ فَهٰذَا الْحَدِيثُ يُخْبِرُ عَنِ انْصِرَافِهِ أَنَّهُ كَانَ فِي حَالِ التَّنْوِيرِ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ الْأَمْرُ بِالْإِسْفَارِ.

ترجمہ : داؤد بن یزید الاودی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ فجر کی نماز پڑھاتے اور ہم سورج کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے کہ کہیں وہ تو طلوع نہیں ہو گیا۔ اس روایت میں آپ کے نماز سے لوٹنے کا وقت بتلایا گیا کہ وہ خوب روشنی کا وقت ہے اس سے ہماری بات پر دلالت مل گئی اور بعض روایات میں تو آپ ﷺ سے اسفار کا حکم دینا بھی ثابت ہوتا ہے، ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ. سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: يَا قَنْبَرُ أَسْفِرْ أَسْفِرْ .

ترجمہ : علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علیؓ کو فرماتے سنا اے قنبر اسفار کر اسفار کر۔

تخریج : عبدالرزاق ۱/۵۶۹ ۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: أنا سَيْفُ بْنُ هَارُونَ الْبُرْجُمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

سلع الْهَمْدَانِیِّ، عَنْ عَبْدِ خَیْرٍ قَالَ: كَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُنَوِّرُ بِالْفَجْرِ أَحْیَانًا، وَیُغَلِّسُ بِهَا أَحْیَانًا فَیُحْتَمَلُ تَغْلِیسُهُ بِهَا أَنْ یَكُونَ تَغْلِیسًا یُدْرِكُ بِهِ الإِسْفَارَ. وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

ترجمہ : عبد خیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کبھی تو فجر کو خوب روشنی میں ادا فرماتے اور کبھی غلس میں ادا کرتے۔ پس یہ قوی احتمال ہوا کہ تغلیس کو آپ اس لیے اختیار فرماتے تا کہ اس سے اسفار کو پائیں اور یہ فقط انہیں کا طرز عمل نہیں بلکہ حضرت عمر بن الخطابؓ کا بھی طرز عمل تھا ان کے متعلق روایات ملاحظہ ہوں۔ آپ کے اندھیرے میں نماز پڑھنے کے متعلق یہ احتمال ہے کہ وہ ایسا اندھیرا ہو جس میں آپ سپیدے کو پالیتے اور حضرت عمرؓ کا عمل بھی اسی طرح مروی ہے، جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْأَصْبَهَانِیِّ، قَالَ: انا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَیَّاشٍ، عَنْ أَبِی حُصَیْنٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُنَوِّرُ بِالْفَجْرِ وَیُغَلِّسُ وَیُصَلِّی فِیمَا بَیْنَ ذٰلِكَ، وَیَقْرَأُ بِسُورَةِ یُوسُفَ وَیُونُسَ، وَقِصَارِ الْمَثَانِی وَالْمُفَصَّلِ وَقَدْ رُوِیَتْ عَنْهُ آثَارٌ مُتَوَاتِرَةٌ، تَدُلُّ عَلٰی أَنَّهُ قَدْ كَانَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاتِهِ مُسْفِرًا.

ترجمہ : خرشہ بن الحر کہتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ فجر کو روشن فرماتے اور غلس کرتے اور اس کے مابین پڑھتے آپ کی قراءت سورۂ یوسف، یونس اور قصار مفصل اور مثانی ہوتی تھیں۔ آپ سے ایسے آثار منقول ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ آپ سپیدے میں مسجد سے لوٹتے۔

حَدَّثَنَا یُونُسُ، قَالَ: انا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِیعَةَ، یَقُولُ صَلَّیْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ فِیهَا بِسُورَةِ یُوسُفَ وَسُورَةِ الْحَجِّ، قِرَاءَةً بَطِیئَةً، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ إِذًا لَقَدْ كَانَ یَقُومُ حِینَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ، قَالَ: أَجَلْ.

ترجمہ : عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمرؓ کے پیچھے نماز صبح ادا کی انہوں نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج تلاوت کی ان کی قراءت ترتیل سے ہوتی تھی میں نے کہا پھر تو وہ اس وقت کھڑے ہوتے ہوں گے جب فجر طلوع ہوتا ہوگا کہنے لگے جی ہاں ایسا ہی ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۳، ۳۵۴.

حَدَّثَنَا یَزِیدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ، عَنِ ابْنِ بِنْدَرٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ یَزِیدَ، قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ عُمَرَ الصُّبْحَ، فَقَرَأَ فِیهَا بِالْبَقَرَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا اسْتَشْرَفُوا الشَّمْسَ فَقَالُوا طَلَعَتْ فَقَالَ: لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِینَ).

ترجمہ : محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ میں نے سائب بن یزید کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز فجر ادا کی تو انہوں نے اس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جب نماز سے لوٹے تو انہوں نے سورج کو طلوع کے قریب پایا تو کہنے والوں نے کہا سورج طلوع ہوگیا تو آپ نے فرمایا اگر وہ طلوع ہو جاتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفَ حَتَّى جَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى جُدُرِ الْمَسْجِدِ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

ترجمہ : زید بن وہب کہتے ہیں کہ ہمیں عمرؓ نے نماز صبح پڑھائی اور اس میں سورۂ بنی اسرائیل اور کہف پڑھیں یہاں تک کہ میں مسجد کی دیواروں کی طرف دیکھنے لگا کہ شاید سورج طلوع ہوگیا ہو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۳، تفسیر طبری۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَرَأَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْكَهْفِ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ.

ترجمہ : زید بن وہب کہتے ہیں کہ عمرؓ نے صبح کی نماز میں سورۂ کہف و بنی اسرائیل تلاوت فرمائی۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۰۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِسُورَةِ الْكَهْفِ، وَسُورَةِ يُوسُفَ.

ترجمہ : عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے صبح کی نماز میں سورۂ کہف و یوسف کی تلاوت فرمائی۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۰۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا بُدَيْلُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِعَاقُولِ الْكُوفَةِ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى الْكَهْفَ، وَالثَّانِيَةِ بِسُورَةِ يُوسُفَ قَالَ: وَصَلَّى بِنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ بِهِمَا فِيهِمَا.

ترجمہ : عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ حضرت احنف بن قیسؒ نے عاقول کوفہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف تلاوت کی اور کہنے لگے ہمیں حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز پڑھائی تو انہوں نے اس میں یہی دو سورتیں پڑھیں۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۰۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: صَلَّى بِنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِيُوسُفَ، حَتَّى بَلَغَ ﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (يوسف: ٨٤) ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالنَّجْمِ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ (الزلزله: ١١) وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقِرَاءَةِ حَتَّى لَوْ كَانَ فِي الْوَادِي أَحَدٌ لَأَسْمَعَهُ.

ترجمه : عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطابؓ نے مکہ میں نماز فجر پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی جب اس آیت پر پہنچے: ﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (سورۂ یوسف: ٨٤) پھر رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے پھر ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھی اور آواز کو اس قدر بلند کیا یہاں تک کہ اگر کوئی وادی مکہ میں ہوتا تو ضرور اس آواز کو سن پاتا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِيُوسُفَ، وَفِي الثَّانِيَةِ بِالنَّجْمِ، فَسَجَدَ.

ترجمه : ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ١/ ٣٥٥، عبدالرزاق ٢/ ١١٦۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، يُحَدِّثُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا رُوِيَ مَا ذَكَرْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ قِرَاءَتَهُ تِلْكَ كَانَتْ قِرَاءَةً بَطِيئَةً لَمْ نَرَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ دُخُولُهُ فِيهَا كَانَ إِلَّا بِغَلَسٍ، وَلَا خُرُوجُهُ كَانَ مِنْهَا إِلَّا وَقَدْ أَسْفَرَ إِسْفَارًا شَدِيدًا. وَكَذَلِكَ كَانَ يَكْتُبُ إِلَى عُمَّالِهِ.

ترجمه : ابراہیم تیمی نے حصین بن سبرہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی اور پھر اس طرح کی روایت نقل کی ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ سے یہ روایات نقل ہوئیں اور عبداللہ بن عامرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرتے، ہمارے نزدیک آپؓ اندھیرے میں نماز شروع کرتے اور نہایت سپیدے میں اس سے فارغ ہوتے اور اپنے عمال کو بھی یہی لکھتے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ١/ ٣١٢۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ

بْنُ سِيرِينَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسٰى(أَنْ صَلِّ الْفَجْرَ) بِسَوَادٍ أَوْ قَالَ :بِغَلَسٍ وَأَطِلِ الْقِرَاءَ ةَ .

ترجمہ : محمد بن سیرین نے مہاجر سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ فجر کی نماز غلس میں پڑھو اور قراءت طویل کرو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ١/ ٣٢٠.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ أَفَلَا تَرَاهُ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَكُونَ دُخُولُهُمْ فِيهَا بِغَلَسٍ ، وَأَنْ يُطِيلُوا الْقِرَاءَ ةَ فَكَذٰلِكَ عِنْدَنَا، أَرَادَ مِنْهُ أَنْ يُدْرِكُوا الْإِسْفَارَ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ رَوَيْنَا عَنْهُ فِي هٰذَا شَيْئًا سِوَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَانَ ذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْمَذْهَبِ أَيْضًا .

ترجمہ : یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عون نے بتلایا اور انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے مہاجر سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے اسی طرح نقل فرمایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آپ ان کو اندھیرے میں نماز شروع کرنے کا حکم دیتے اور قراءت کو لمبا کرنے کے لیے کہتے۔ ہمارے ہاں آپ کا مقصد یہی تھا کہ وہ سپیدے کو پالیں۔ اسی طرح وہ تمام حضرات جن کے بارے میں ہم نے کوئی روایت کی ہے سوائے عمرؓ کے کہ وہ اس راہ پر بہت دور جاتے۔

تخریج : عبدالرزاق ١/ ٥٧٠.

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فَقَالُوا قَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ فَقَالَ: لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِينَ .

ترجمہ : قتادہ نے انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ نے نماز صبح پڑھائی اور اس میں سورہ آل عمران پڑھی لوگوں نے کہا قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا تو آپ نے فرمایا اگر وہ طلوع ہو جاتا تو ہمیں غفلت میں نہ پاتا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ١/ ٣٥٣ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أنا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ فَقَالَ: لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِينَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَهٰذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ دَخَلَ فِيهَا فِي وَقْتِ غَيْرِ الْإِسْفَارِ، ثُمَّ مَدَّ الْقِرَاءَ ةَ فِيهَا، حَتّٰى خِيفَ عَلَيْهِ طُلُوعُ الشَّمْسِ.

وَهٰذَا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِقُرْبِ عَهْدِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِفِعْلِهِ، لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ، فَذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ لَهُ. ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مَنْ حَضَرَهُ مِنْهُمْ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ هٰكَذَا يُفْعَلُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَأَنَّ مَا عَلِمُوا مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ، فَغَيْرُ مُخَالِفٍ لِذٰلِكَ، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَمَا مَعْنَى قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، لِمُغِيثِ بْنِ سُمَيٍّ لَمَّا غَلَّسَ بِالْفَجْرِ هٰذِهِ صَلَاتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ قَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِذٰلِكَ وَقْتَ الدُّخُولِ فِيهَا، لَا وَقْتَ الْخُرُوجِ مِنْهَا، حَتّٰى يَتَّفِقَ ذٰلِكَ وَمَا رَوَيْنَا قَبْلَهُ، وَيَكُونُ قَوْلُهُ ثُمَّ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ أَيْ لِيَكُونَ خُرُوجُهُمْ فِي وَقْتٍ يَأْمَنُونَ فِيهِ وَلَا يَخَافُونَ فِيهِ أَنْ يُغْتَالُوا كَمَا اغْتِيلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا مَا يَدُلُّ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ فِيهَا بِسَوَادٍ لِإِطَالَتِهِ الْقِرَاءَةَ فِيهَا.

ترجمه : عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کہتے ہیں ہمیں حضرت ابوبکرؓ نے نماز صبح پڑھائی تو آپ نے دو رکعتوں میں مکمل سورہ بقرہ پڑھی جب نماز سے واپس لوٹے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ طلوع ہو جاتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں حضرت صدیقؓ نے اندھیرے میں نماز شروع کیا پھر قراءت کو طویل کیا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہونے کا خطرہ ہوگیا یہ سب عمل اصحاب رسول کی موجودگی میں ہوا جب کہ ابھی انہوں نے عہد نبوت کو پایا اور کسی انکار کرنے والے نے بھی ان کی اس بات سے انکار نہیں کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آپ کی پیروی کرنے والے تھے، پھر عمر فاروقؓ نے ان کے بعد ایسا کیا اور حاضرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نماز فجر میں اسی طرح کیا جاتا تھا۔ رہا جناب رسول اللہ ﷺ کا فعل تو وہ اس کے خلاف نہیں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ پھر مغیث ابن سمیر کو ابن عمرؓ نے اس وقت فرمایا جب انہوں نے فجر کو اندھیرے کے اندر ادا کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمرؓ کے ساتھ ہماری نماز اسی طرح تھی جب حضرت عمرؓ شہید کر دیے گئے تو حضرت عثمانؓ نے اس کو سپیدے میں شروع فرمایا تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اس بات کا بالکل احتمال ہے کہ اس سے داخل ہونے کا وقت مراد ہو نکلنے کا وقت مراد نہ ہوتا کہ روایات کا مفہوم ان روایات سے متفق ہو جائے جو اس سے پہلے ہم نے روایت کی ہیں پھر ان کا قول ''ثم اسفر بھا عثمان'' یعنی تاکہ ان کا نکلنا ایسے وقت میں ہو جس میں امن وسکون ہو اور دھوکے سے حملہ کا خطرہ نہ جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کو دھوکہ سے شہید کیا گیا اور حضرت عثمانؓ سے بھی ایسے ارشادات مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ اندھیرے میں اس میں داخل ہوئے۔

حَدَّثَنَا یُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ الْفُرَافِصَةَ بْنَ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيَّ، أَخْبَرَهُ قَالَ: مَا أَخَذْتُ سُورَةَ يُوسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ، مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا فَهٰذَا يَدُلُّ أَيْضًا أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَحْذُو فِيهَا حَذْوَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، مِنَ الدُّخُولِ فِيهَا بِسَوَادٍ، وَالْخُرُوجِ مِنْهَا فِي حَالِ الْإِسْفَارِ. وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْصَرِفُ مِنْهَا مُسْفِرًا .

ترجمه : فرافصہ بن عمیرالحنفی نے بتلایا کہ میں نے سورۃ یوسف حضرت عثمانؓ کی قراءت سے یاد کی وہ خاص طور پر اس سورت کو فجر میں کثرت سے پڑھتے تھے۔یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اپنے پہلے والے حضرات کے قدم بقدم چلتے تھے،اندھیرے میں داخل ہوتے اور سپیدے کی حالت میں اس سے نکلتے اور ابن مسعودؓ بھی خوب روشنی کے وقت نماز سے فارغ ہوتے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۵۴ .

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ إِمَامِهِمْ فِي التَّيْمِ، فَيَقْرَأُ بِهِمْ سُورَةً مِنَ الْمِئِينَ ، ثُمَّ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ، فَيَجِدُهُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ .

ترجمه : حارث بن سوید کہتے ہیں کہ میں اپنے امام کے ساتھ قبیلہ بنو تیم میں نماز فجر پڑھتا وہ امام مئین کی کوئی سورت پڑھ کر نماز پڑھاتا پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں آتا تو ان کو نماز فجر میں مصروف پاتا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۲۱ .

حَدَّثَنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ هَاشِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ عَقَلْنَا بِهٰذَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُسْفِرُ، فَعَلِمْنَا بِذٰلِكَ أَنَّ خُرُوجَهُ مِنْهَا كَانَ حِينَئِذٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ دُخُولَهُ فِيهَا فِي أَيِّ وَقْتٍ كَانَ، فَذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ عَلَى مِثْلِ مَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِهِ .وَقَدْ كَانَ يُفْعَلُ أَيْضًا مِثْلُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ نماز ادا کرتے وہ نماز صبح اسفار میں ادا کرتے۔اس اثر سے ہم نے معلوم کرلیا کہ عبداللہ خوب سپیدے میں نماز پڑھتے اور اس سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ یہ نماز سے ان کی فراغت کا وقت تھا مگر نماز میں ان کے داخلے کا وقت مذکور نہیں اور یہ چیز ہمارے ہاں (واللہ اعلم) اسی

طرح ہے جیسے ان کے علاوہ صحابہؓ سے مروی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح کیا جاتا تھا جیسا کہ ان روایات میں ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۲۱ .

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ قَالَ: أنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ:(قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، يَؤُمُّ النَّاسَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسُورَةِ مَرْيَمَ وَفِي الثَّانِيَةِ بِوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ)

ترجمہ : عراک بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ میں جب مدینہ میں آیا تو جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت خیبر میں تھے بنی غفار کا ایک آدمی لوگوں کو امامت کراتا تھا میں نے اسے سنا کہ وہ نماز صبح کی رکعت اولی میں سورہ مریم اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھاتا تھا۔

تخریج : المحلی ۳/ ۲۱ .

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثنا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ. فَهٰذَا سِبَاعُ بْنُ عُرْفُطَةَ قَدْ كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْتِخْلَافِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ، يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ هٰكَذَا، يُطِيلُ فِيهَا الْقِرَاءَةَ، حَتَّى يُصِيبَ فِيهَا التَّغْلِيسَ وَالْإِسْفَارَ جَمِيعًا. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ .

ترجمہ : عراک بن مالک نے ابو ہریرہؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ پر سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر کر رکھا تھا میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ سباع ابن عرفطہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے مدینہ منورہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے اور اس میں قراءت طویل کرتے تاکہ غلس اور اسفار دونوں کو پالیں اور حضرت ابو الدرداءؓ سے بھی اسی سلسلے میں روایت آئی ہے۔

تخریج : البیهقی ۲/ ٤٥٤ .

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ. أَبُو الدَّرْدَاءِ "أَسْفِرُوا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ أَفْقَهُ لَكُمْ، إِنَّمَا تُرِيدُونَ أَنْ تَخْلُوا بِحَوَائِجِكُمْ فَهٰذَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَلَى إِنْكَارِهِ عَلَيْهِمْ تَرْكَ الْمَدِّ بِالْقِرَاءَةِ إِلَى وَقْتِ الْإِسْفَارِ لَا عَلَى

إِنْكَارِهِ عَلَيْهِمْ وَقْتَ الدُّخُولِ فِيهَا. فَلَمَّا كَانَ مَا رَوَيْنَا عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْإِسْفَارُ الَّذِي يَكُونُ الْاِنْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، مَعَ مَا رَوَيْنَا عَنْهُ مِنْ إِطَالَةِ الْقِرَاءَةِ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ، ثَبَتَ أَنَّ الْإِسْفَارَ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ تَرْكُهُ، وَأَنَّ التَّغْلِيسَ لَا يُفْعَلُ إِلَّا وَمَعَهُ الْإِسْفَارُ، فَيَكُونُ هٰذَا فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ، وَهٰذَا فِي آخِرِهَا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَا مَعْنَى مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يُصَلِّينَ الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَنْصَرِفْنَ وَمَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ) قِيلَ لَهُ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرَ بِإِطَالَةِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا فَإِنَّهُ.

ترجمہ : جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت معاویہؓ نے صبح کی نماز غلس میں پڑھائی تو ابوالدرداءؓ نے کہا اس نماز کو اسفار میں پڑھو یہ زیادہ یاد آخرت دلانے والی ہے تم چاہتے ہو کہ جلدی سے حوائج دنیا میں مصروفیت اختیار کریں۔ ہمارے نزدیک حضرت ابوالدرداءؓ نے ان پر یہ اعتراض اسی وجہ سے کیا کہ انہوں نے روشنی تک قراءت کو لمبا نہیں کیا اندھیرے میں شروع کرنے پر اعتراض نہ تھا جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ سے روایات ہم نے ذکر کردیں کہ وہ چیدے میں نماز سے فارغ ہوتے اور یہ بھی روایت کردیا کہ وہ اس میں لمبی قراءت کرتے تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ نماز صبح کو سپیدے میں چھوڑنا یہ کسی کے مناسب نہیں اندھیرے میں پڑھنا اس وقت ہے جب اس کے ساتھ اسفار ہو گویا اندھیرا نماز کی ابتداء میں اور اسفار اس کے اختتام میں تھا اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کا کیا مطلب ہے کہ وہ عورتوں کے لوٹنے کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں "وما یعرفن من الغلس" کہ وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ عین ممکن ہے کہ یہ طویل قراءت کے حکم سے پہلے کا حکم ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں: ابوالدرداءؓ کا یہ نکیر فرمانا ہمارے نزدیک اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے قراءت کو طویل نہ کیا تھا آپ کا مقصد یہ تھا کہ قراءت کو طویل کرو تا کہ اسفار میں داخل ہو جاؤ یہ مطلب نہ تھا کہ تم غلس میں کیونکر نماز ادا کرتے ہو۔ واللہ اعلم۔

قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ (أَوَّلُ مَا فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَصَلَ إِلَى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا غَيْرَ الْمَغْرِبِ فَإِنَّهُ وِتْرٌ، وَصَلَاةُ الصُّبْحِ لِطُولِ قِرَاءَتِهَا وَكَانَ إِذَا سَافَرَ عَادَ إِلَى صَلَاتِهِ الْأُولَى) فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ، عَلَى مِثَالِ مَا يُصَلِّي إِذَا سَافَرَ وَحُكْمُ الْمُسَافِرِ تَخْفِيفُ الصَّلَاةِ، ثُمَّ أُحْكِمَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَزِيدَ فِي بَعْضِ

الصَّلَوَاتِ، وَأَمَرَ بِإِطَالَةِ بَعْضِهَا. فَيَجُوزُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ مَا كَانَ يَفْعَلُ مِنْ تَغْلِيسِهِ بِهَا، وَانْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنْهَا وَلَا يُعْرَفْنَ عَنِ الْغَلَسِ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّيهَا فِيهِ عَلَى مِثْلِ مَا يُصَلِّي فِيهِ الْآنَ فِي السَّفَرِ ثُمَّ أُمِرَ بِإِطَالَةِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا وَأَنْ يَكُونَ مَفْعُولَهُ فِي الْحَضَرِ بِخِلَافِ مَا يَفْعَلُ فِي السَّفَرِ مِنْ إِطَالَةِ هٰذِهِ، وَتَخْفِيفِ هٰذِهِ وَقَالَ: أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ أَيْ أَطِيلُوا الْقِرَاءَةَ فِيهَا. لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى أَنْ يَدْخُلُوا فِيهَا فِي آخِرِ وَقْتِ الْإِسْفَارِ وَلٰكِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فِي وَقْتِ الْإِسْفَارِ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ نَسْخُ مَا رَوَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمَا ذَكَرْنَا، مَعَ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا مِنْ فِعْلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْدِهِ فِي إِصَابَتِهِمُ الْإِسْفَارَ فِي وَقْتِ انْصِرَافِهِمْ مِنْهَا وَاتِّفَاقِهِمْ عَلَى ذٰلِكَ .حَتّٰى لَقَدْ قَالَ: إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ .

ترجمه : مسروق نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ پہلے نماز دو دو رکعت فرض ہوئی جب جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر نماز کے ساتھ اس کی مثل ملا دی گئی دو کی چار رکعت ہو گئیں البتہ مغرب کا طاق عدد باقی رہا اور نماز صبح بھی طویل قراءت کی وجہ سے اسی طرح باقی رہی جب آپ سفر فرماتے تو پہلی نماز کی طرف لوٹ آتے یعنی دو دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس روایت میں یہ اطلاع دی ہے کہ نماز کے مکمل کرنے سے پہلے آپ اس طرح نماز ادا فرماتے جیسے کہ کوئی حالت سفر میں ہو اور مسافر کا حکم نماز میں تخفیف ہی کا ہے پھر بعض نمازوں میں اضافے کا حکم ہوا اور بعض میں طویل قراءت کا پس اس سے یہ کہنا درست ہو گیا (واللہ اعلم) کہ آپ جو کچھ غلس میں کرتے تھے جبکہ عورتیں نماز سے واپسی پر اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں یہ اس وقت کی بات ہے جیسے اب سفر میں نماز پڑھی جاتی ہے پھر لمبی قراءت کا حکم ہوا اور حضرت کا عمل طویل قراءت کے ذریعے سفر سے مختلف ہو گیا اور ارشاد فرمایا: ''اسفروا بالفجر ''یعنی فجر میں طویل قراءت کرو یہ مطلب نہیں کہ آخری وقت میں نماز میں داخل ہو بلکہ روشنی کے وقت نکلنے کا حکم ہے پس اس سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی اور اس کے ساتھ ساتھ اصحاب رسول کے فعل سے نماز سے لوٹنے کے وقت بالاتفاق اسفار کو پالینا ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ ابراہیم نخعیؒ نے یہ کہا۔

تخریج : مسند الطیالسی ۱/ ۱۲۹ (باختلاف یسیر) بیهقی ۱/ ۵۳۳.

مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ فَأَخْبَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى ذٰلِكَ فَلَا يَجُوزُ، عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، اجْتِمَاعُهُمْ عَلَى خِلَافِ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ إِلَّا بَعْدَ نَسْخِ ذٰلِكَ، وَثُبُوتِ خِلَافِهِ. فَالَّذِي يَنْبَغِي

الدُّخُولُ فِي الْفَجْرِ فِي وَقْتِ التَّغْلِيسِ، وَالْخُرُوجُ مِنْهَا فِي وَقْتِ الإِسْفَارِ، عَلٰى مُوَافَقَةِ مَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِه. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

ترجمه : عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کا جس قدر اتفاق خوب روشنی میں نماز فجر پڑھنے کا ہے اور کسی چیز پر اس قدر اتفاق رائے نہ ملی۔ ہمارے نزدیک (واللہ اعلم) یہ جائز نہیں کہ صحابہ کرامؓ کسی ایسی بات کی مخالفت پر اتفاق کرلیں کہ جس عمل کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو مگر اس صورت میں کہ ان کو اس کے خلاف عمل سے اس کے منسوخ ہونے کا علم نہ پہنچا ہو پس نماز فجر میں منہ اندھیرے داخل ہونا اور سپیدے میں اس سے نکلنا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کے موافق ہے یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے۔

تخريج : ابن ابی شیبه ۱ / ۳۸٤ .

تشریح : اب تک جو اوقات صلاۃ کے سلسلے میں بحثیں ہو رہی تھیں وہ سب وقت کے جواز کے سلسلے میں تھیں، اب یہاں سے اوقات مستحبہ کا بیان شروع ہو رہا ہے، چناں چہ سب سے پہلے نماز فجر کا وقت مستحب بیان کر رہے ہیں، اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

مواقیت مستحبہ کے بارے میں امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ ہر نماز میں تعجیل افضل ہے سوائے عشاء کے اور حنفیہ کے نزدیک ہر نماز میں تاخیر افضل ہے سوائے مغرب کے۔

پہلا قول: امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ کے نزدیک فجر میں تغلیس افضل ہے یعنی غلس میں فجر کی نماز پڑھنا اولیٰ و مستحب ہے، غلس میں شروع کر کے غلس میں ہی ختم کرنا زیادہ افضل ہے، امام احمد سے ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ان کے نزدیک فضیلت کا مدار تکثیر جماعت پر ہے جہاں غلس میں تکثیر جماعت ہو وہاں غلس افضل ہے اور جہاں اسفار میں تکثیر جماعت ہو وہاں اسفار افضل ہے۔

دوسرا قول: امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، محمدؒ کے نزدیک اسفار میں فجر کی نماز پڑھنا افضل ہے البتہ شیخینؒ کے یہاں اسفار میں شروع کر کے اسفار ہی میں ختم کرنا افضل ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک غلس میں شروع کر کے اسفار میں ختم کرنا افضل ہے اسی روایت کو امام طحاویؒ نے اختیار کیا ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

قائلین غلس کے دلائل:

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّا نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ، وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ. وفي رواية عنها: ومايعرفن من الغلس یعنی حضور ﷺ نے فجر کی نماز بالکل غلس میں پڑھائی اور نماز پڑھ کر واپس ہونے کی حالت میں ایک دوسرے کو غلس کی وجہ سے پہچاننا دشوار ہو جاتا تھا۔

(۲) دوسرا استدلال ان تمام روایات سے ہے جن میں "الصلاة لأول وقتها" کو افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے، اسی طرح ان روایات سے بھی ان کا استدلال ہے جن روایات میں مسارعت الی الخیرات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۳) ابو مسعود انصاریؓ کی روایت ہے: إنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغَدَاةَ فَغَلَّسَ بِهَا، ثُمَّ صَلَّاهَا، فَأَسْفَرَ، ثُمَّ لَمْ يَعُدْ إِلَى الاسْفَارِ، حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ یہ طحاوی کے الفاظ ہیں، اور ابوداؤد کے الفاظ اس طرح ہیں کہ "وصلى الصبح مرة بغلس ثم صلى مرة أخرى فأسفر بها ثم كانت صلاته بعد ذالك التغليس حتى مات لم يعد إلى أن يسفر"

(۴) چوتھا استدلال یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت جابرؓ، حضرت قیلہ بنت مخرمہؓ، حضرت حرملہ بن عبداللہ العنبریؓ سے فجر کی نماز غلس میں پڑھنا ثابت ہے اور ان تمام حضرات کی روایات صاحب کتاب نے نقل فرمائی ہیں۔

قائلین اسفار کے دلائل:

(۱) حضرت رافع بن خدیجؓ کی مرفوع روایت ہے جسے تمام اصحاب صحاح نے نقل کیا ہے یہ روایت اصح مافی الباب ہونے کے ساتھ ساتھ صریح بھی ہے اور وہ یہ ہے: "اسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر" شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں اسفار سے مراد وضوح فجر ہے؛ لیکن یہ تاویل اول تو خلاف ظاہر ہے، دوسرے اس حدیث کے بعض طرق اس تاویل کی نفی کرتے ہیں؛ کیوں کہ نسائی میں سند صحیح کے ساتھ اس حدیث کے یہ الفاظ مروی ہیں: "ما أسفر ثم بالصبح؛ فإنه أعظم بالأجر" اور حافظ ابن حجرؒ کی "المطالب العاليه" میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے: "إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أصبحو الصلاة الفجر؛ فإنكم كلما اصبحتم بها كان أعظم للأجر" اور ابن حبان نے اسے اس طرح روایت کیا ہے "أصبحوا بالصبح؛ فإنما كلما اصبحتم بالصبح كان أعظم لأجوركم" ان کا مطلب یہ ہے کہ جتنا زیادہ اسفار کرو گے اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا، حالانکہ فجر کا وضوح جب ایک مرتبہ ہو جائے تو اس کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی ایک طویل روایت ہے امام طحاویؒ نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے، جس میں وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں "وكان ينفتل من صلاة الغداة حين يعرف الرجل

جلیسہ" واضح رہے کہ مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور چھت نیچی تھی، لہذا اس کے اندر اپنے ہم نشین کو پہچاننا اسی وقت ممکن تھا جب باہر اسفار ہو چکا ہو۔

(۳) معجم طبرانی کامل ابن عدی، مصنف عبدالرزاق، مستدرک حاکم وغیرہ میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا ہے "نور بصلاة الصبح، حتی یبصر القوم مواقع نبلهم من الاسفار ؎" اسی قسم کی حدیث حافظ ابن حجر نے بھی التلخیص الحبیر میں نقل کی ہے، اور اس کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا ہے البتہ یہ فرمایا کہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی اس روایت کے خلاف ہے، جس میں وہ فرماتی ہیں: ؎" ما صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم . الصلاة لوقتها الآخر حتی قبضه الله" لیکن حافظ ابن حجرؒ کا یہ اعتراض اس لیے درست نہیں، کہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر اس کا کوئی طریق درست ہو تب بھی اس میں حضرت عائشہؓ کا مقصد آپ ﷺ کی عام عادت بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بالکل انتہائی وقت میں نماز نہیں پڑھتے تھے اور اسفار بالکل آخری وقت میں نہیں ہوتا۔

(۴) شیخین نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی تخریج کی ہے، جسے ابوداود ؎، نے بھی ذکر کیا ہے، جس میں حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: "مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ،(أي المزدلفة) فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ مِنَ الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا" یہاں " قبل وقتها" سے بالاتفاق "قبل وقتها المعتاد" ہے اور یہ ثابت ہے کہ مزدلفہ کی صبح کو آپ ﷺ نے نماز فجر غلس میں ادا کی تھی، حضرت ابن مسعودؓ اس کو وقت معتاد سے پہلے قرار دے رہے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عام عادت اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی۔

(۵) امام طحاویؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے "مااجتمع أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم على شيء مااجتمعوا على التنوير"

حنفیہ کی ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ ان کے مستدلات قولی بھی ہیں اور فعلی بھی، بخلاف شوافع کے مستدلات کے کہ وہ صرف فعلی ہیں جب کہ قولی حدیث راجح ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اسفار اور تغلیس کے باب میں تعارض حدیث کے رفع کا ایک طریقہ یہ اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اصل حکم تو یہی ہے کہ اسفار افضل ہے، چناں چہ آپ ﷺ نے اپنی قولی روایت میں جو حضرت رافعؓ سے مروی ہے اس کا حکم دیا ہے، لیکن عملاً آپ ﷺ نے تغلیس میں بھی بکثرت نماز پڑھی ہے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ تقریباً تمام صحابہ نماز تہجد کے عادی تھے، اور جہاں متہجدین کی اتنی کثرت ہو وہاں ان کی سہولت کی خاطر تغلیس ہی بہتر ہوتی ہے، جیسا کہ خود حنفیہ کے نزدیک رمضان میں تغلیس بہتر ہے، (اس لیے اگر غلس میں جماعت کا اجتماع

ہو جائے یا غلس کی صورت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ رہتی ہو اس وقت احناف بھی تغلیس کی افضلیت کے قائل ہیں)
لہٰذا آپ ﷺ کا عمل اس خصوصی عمل (صلاۃ تہجد) کی بنا پر زیادہ تر تغلیس رہا؛ لیکن جہاں پر یہ وجہ موجود نہ ہو وہاں پر
اصل حکم اسفار لوٹ آئے گا۔

اس مضمون کی احادیث جس میں فجر کی نماز اسفار میں پڑھنے کا ذکر ہے امام طحاویؒ نے مختلف صحابۂ کرامؓ سے
روایت کیا ہے ابو طریفؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اس مضمون کی روایت امام طحاویؒ نے
نقل فرمائی ہے۔

قائلین غلس کے دلائل کے جوابات:

حدیث عائشہؓ کا جواب: حنفیہ کی طرف سے حدیث عائشہؓ "ما يعرفن الغلس" کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ درحقیقت
لفظ "من الغلس" حضرت عائشہؓ کا لفظ نہیں ہے، بلکہ ان کا قول "مايعرفن" پر ختم ہو گیا ہے اور ان کا منشا یہ تھا کہ عورتیں
چادروں میں لپٹی ہوئی آتی تھیں اس لیے انھیں کوئی پہچانتا نہیں تھا، کسی راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کا سبب اندھیرا تھا؛
اس لیے اس نے "من الغلس" کا لفظ بڑھا دیا، گویا یہ ادراج من الراوی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت ابن ماجہ
"باب وقت صلاة الفجر" کے تحت بسند صحیح ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے کہ: "حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي
شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنَّا نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ،
يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ، فَلَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ" تَعْنِي
مِنَ الْغَلَسِ" اس میں لفظ "تَعْنِي" صاف بتلا رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا گمان ہے، نیز بعض ائمہ مثلاً امام طحاویؒ نے یہ
روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے ہم نے قائلین غلس کے دلائل میں وہ الفاظ ذکر کیے ہیں: "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْها، قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ
مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ، وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ" اس میں لفظ "من الغلس" بالکل نہیں
ہے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ لفظ راوی کی طرف سے مدرج ہے جو حجت نہیں، اور اگر بفرض محال صرف عدم
معرفت سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم معرفت چادروں کی وجہ سے تھی نہ کہ اندھیروں کی وجہ سے،
اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اصل حدیث میں "من الغلس" موجود ہے تب بھی اس سے استدلال تام نہیں ہوتا؛
کیونکہ اس صورت میں بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ دراصل اس زمانے میں مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی تھیں
چھت نیچی تھی اور اس میں کھڑکیاں بھی نہیں تھیں اس لیے اسفار کے بعد بھی وہاں پر اندھیرا رہتا تھا جس کی وجہ سے
عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

دوسری دلیل کا جواب:

"الصلاۃ لأول وقتها" کو جن روایات میں افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح جن روایات میں مسارعت الی الخیرات کی فضیلت آئی ہے حنفیہ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں مسارعت اور اول وقت سے مراد اول وقت مستحب ہے، چناں چہ عشاء کے بارے میں خود شوافع بھی یہی معنی مراد لینے پر مجبور ہیں۔

حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے اور اس کے مواقیت والے حصہ کو خود امام ابوداؤد نے معلول قرار دیا ہے، اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس حدیث کو امام زہریؒ سے اسامہ بن زیدؒ کے علاوہ، معمرؒ، امام مالکؒ، سفیان بن عیینہؒ، شعیب بن ابی حمزہؒ، لیث بن سعدؒ اور دوسرے حفاظ نے بھی روایت کیا ہے، لیکن ان میں سے سوائے اسامہ بن زید لیثی کے کسی نے بھی مواقیت والا حصہ روایت نہیں کیا، یہ صرف اسامہ بن زید لیثی کا تفرد ہے؛ لہٰذا ان کی روایت دوسرے ائمہ کی روایات کے مقابلہ میں معلول ہے، کیوں کہ اسامہ بن زید کو ثقہ بھی مان لیا جائے تب بھی دوسرے رواۃ ان سے زیادہ اوثق ہیں اس کے علاوہ اسی حدیث میں ظہر کی نماز کے بارے میں یہ وارد ہے "ربما اخرها (الظهر) اذا اشتد الحر" حالانکہ امام شافعی اسے تسلیم نہیں کرتے، لہٰذا حنفیہ کے صریح اور صحیح مستدلات کے مقابلہ میں یہ روایت حجت نہیں ہو سکتی۔

عمل شیخین کا جواب:

شافعیہ کا استدلال اس وقت تام ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حضرات غلس میں شروع کر کے غلس ہی میں ختم کرتے تھے اور یہ ثابت نہیں؛ بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے، چناں چہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے

"عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، قَرَأَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْبَقَرَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ حِينَ فَرَغَ: كَرَبَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، قَالَ: لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِينَ"

نوٹ: امام طحاویؒ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور انہوں نے شیخین اور ائمہ ثلاثہ کو باقاعدہ فریق مان کر اپنے لیے الگ سے دلائل پیش فرمائے ہیں انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوالدرداءؓ و ابوہریرہؓ کے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حضرات فجر کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں مثانی مفصلات، سورۂ یوسف سورۂ یونس وغیرہ سورتیں پڑھا کرتے تھے اور نماز اسفار میں ختم ہوتی تھی اور یہ جبھی ممکن ہے جب نماز غلس میں شروع کر کے اسفار میں ختم ہو اس لیے کہ یہ حضرات قرآن بہت اطمینان و سکون سے پڑھتے تھے انھیں حضرات کے

اس عمل سے اپنے قول پر استدلال کیا ہے، ہم نے ان کو حنفیہ کے زمرے میں بایں معنی شامل فرمایا لیا کہ ان کا قول بھی اسفار میں نماز کو ختم کرنے کا ہے اس لیے ان کو مستقل فریق نہیں بنایا۔

﴿الحواشی﴾

(۱) ترمذی شریف ،الصلاۃ باب الوقت الأول من الفصل رقم الحديث: ۱۷۰ (درس ترمذی)
ابوداؤد،الصلاۃ ، باب في المحافظة على وقت الصلوات رقم الحديث : ٤٢٦.
(۲)أبوداؤد الصلاة، باب في المواقيت رقم الحديث : ٣٩٤.
(۳)صحيح البخاری مواقیت الصلاة ، باب وقت العصر رقم الحديث : ٥٤٧ .
(٤) مجمع الزوائد ج:١ ص٣١٦ باب وقت الصلاة الصبح .
(٥)دار قطني ج: ١ ص ٥٥٣،٥٥٢ رقم الحديث ٩٦٨.
(٦) ابوداؤد ، كتاب المناسك باب الصلاة بجمع رقم الحديث: ١٩٣٤.

﴿باب الوقت الذي يستحبّ أن يصلّىٰ صلاةُ الظهر فيه﴾

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ).

ترجمه : عروہ نے اسامہ بن زیدؓ سے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز گرمی میں پڑھتے تھے۔

تخريج : مسند احمد ٢٠٦/٥.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ، يَقُولُ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ :(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ أَوْ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ).

ترجمه : محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز گرمی میں یا جب سورج ڈھل جاتا، پڑھتے تھے۔

تخريج : بخاری فی المواقيت باب ١١، ٢١،١٨، مسلم فی المساجد نمبر ٢٣٣، ابوداؤد فی الصلاة باب ١٨ ، ابن ماجه فی الصلاة باب ٤ ، مسند احمد ٣ / ٣٦٩،٤ ، ٢٥٠.

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ:(كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصْبَاءِ، أَوْ مِنَ التُّرَابِ فَأَجْعَلُهَا فِي كَفِّي، ثُمَّ أُحَوِّلُهَا فِي الْكَفِّ حَتَّى تَبْرُدَ، ثُمَّ أَضَعُهَا فِي مَوْضِعِ جَبِينِي مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ).

ترجمه : سعید بن الحویرث نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی کہ نبی اکرم ﷺ نماز ظہر ادا کرتے میں کنکریوں کو مٹھی میں یا مٹی کی مٹھی بھر کر ہتھیلی پر رکھتا پھر اس کو دوسری ہتھیلی میں تبدیل کرتا تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں پھر ان کو میں اپنی پیشانی والی جگہ میں رکھتا (تاکہ اس پر پیشانی ٹکا سکوں)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ :(شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ بِالْهَجِيرِ فَمَا أَشْكَانَا).

ترجمه : سعید بن وہب نے حضرت خبابؓ سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دھوپ سے تپی ہوئی ریت کی شکایت کی آپ نے شکوہ کا ازالہ نہ فرمایا۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۸۹، ۱۹۰، نسائی فی المواقیت باب ۲ ابن ماجه فی الصلاة باب ۳، مسند احمد ۵/۱۰۸، ۱۱۰.

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ خَبَّابٍ، مِثْلَهُ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ :كَانَ يُعَجِّلُ الظُّهْرَ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِمُ الْحَرُّ.

ترجمه : سعید بن وہب نے حضرت خبابؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، ابو اسحاق راوی کہتے ہیں آپ جلدی ظہر ادا فرماتے ان پر گرمی وحرارت گراں گزرتی۔

تخریج : مسلم ۱/۲۲۵.

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، أَوْ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ خَبَّابٌ: (شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا) .

ترجمه : ابواسحٰق سے حارثہ بن مضرب یا اسی طرح کے لوگوں نے خبابؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دھوپ سے ریت کے سخت گرم ہونے کی شکایت کی مگر آپ نے شکایت کی پروا نہ فرمائی۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: (قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِصَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْتَثْنَتْ أَبَاهَا وَلَا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا).

ترجمه : اسود نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نماز ظہر کو

جلدی پڑھنے والا نہیں دیکھا حضرت عائشہؓ نے ابوبکرؓ کا استثناء کیا اور نہ عمرؓ کا۔

تخریج : ترمذی فی المواقیت باب ٤/٧ مسند احمد ٦/١٣٥/٢١٦/٢٨٩/٣١.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَا : ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ، يَقُولُ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّذِي تَدْعُونَهُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ).

ترجمه : سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو برزہؓ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ دوپہر کی نماز جس کو تم ظہر کہتے ہو اس وقت ادا فرماتے جب سورج آسمان کے وسط سے مغرب کی طرف پھسل جاتا تھا۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ١٣، ٣٩، مسلم فی المساجد نمبر ١٨٨، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٤، نمبر ١٢٧، نسائی فی المواقیت باب ١٦، ٢٠، ابن ماجه فی الصلاۃ باب ٣، دارمی فی الصلاۃ باب ٦٦، مسند احمد ٤/٤٦٠، ٤٢٣.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَمْزَةَ الْعَائِذِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا، لَمْ يَرْتَحِلْ مِنْهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ .فَقَالَ رَجُلٌ :وَلَوْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ فَقَالَ: وَلَوْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ).

ترجمه : حمزہ عائذی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے سنا جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر قیام فرماتے آپ اس سے ظہر پڑھ کر کوچ فرماتے ایک آدمی نے سوال کیا خواہ نصف النہار ہی ہو؟ تو انس کہنے لگے خواہ نصف النہار ہی ہوتا (اس سے مراد ڈھلنے کے فوراً بعد والا وقت مراد ہے کیونکہ قبل الزوال تو نماز کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

تخریج : دارمی فی الاستیذان باب ٤٩، مگر وہاں لفظ یہ ہے : "كان اذا نزل منزلا لم يرتحل منه حتى يصلى ركعتين.

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (خَرَجَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ).

ترجمه : ابن شہاب نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ سورج ڈھل گیا اور ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔

تخریج : ترمذی ١/٤٠، نسائی ١/٨٦.

وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: أنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أنا زَائِدَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: هٰذَا۔

وَالَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۔ وَقْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا، فَاسْتَحَبُّوا تَعْجِيلَ الظُّهْرِ فِي الزَّمَانِ كُلِّهِ، فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا ذَكَرْنَا. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: أَمَّا فِي أَيَّامِ الشِّتَاءِ، فَيُعَجَّلُ بِهَا كَمَا ذَكَرْتُمْ، وَأَمَّا فِي أَيَّامِ الصَّيْفِ، فَتُؤَخَّرُ، حَتّٰى يُبْرَدَ بِهَا. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا .

ترجمه : مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کے پیچھے نماز ظہر ادا کی جب کہ سورج ڈھل گیا پھر ابن مسعود فرمانے لگے قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہی اس نماز کا وقت ہے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کے ہاں تمام اوقات میں ظہر کا اول وقت میں جلد ادا کرنا مستحب ہے اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا۔دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا سردی میں جلدی ادا کیا جائے جیسا تم نے کہا اور گرمیوں میں ٹھنڈک تک نماز کو مؤخر کیا جائے ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۸۵ .

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: (كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ يَا بِلَالُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ: مَهْ يَا بِلَالُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ: مَهْ يَا بِلَالُ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ).

ترجمه : زید بن وہب نے ابوذرؓ سے نقل کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک پڑاؤ میں تھے بلالؓ اذان دینے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا رک رک۔ پھر کچھ وقت بعد انہوں نے اذان کا دوبارہ ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے بلال ٹھہرو۔ پھر اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے بلال رک جاؤ اس وقت تک آپ رُکے رہے یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ بھی نظر آنے لگا پھر آپ نے فرمایا: بے شک گرمی کی شدت جہنم کی بھڑک اور جوش سے ہے پس جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۹، ۱۰،الاذان باب ۱۸ ، بدء الخلق باب ۱۰، مسلم فی المساجد نمبر ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸٤، ۱۸٦، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٤، ترمذی فی المواقیت باب ٥، نسائی فی المواقیت باب ٥، ابن ماجه فی الصلاۃ باب ٤، والطب باب ۱۹، دارمی فی الصلاۃ باب ۱٤، مالك فی الوقت نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹، مسند احمد ۲/ ۲۲۹، ۲۸۵، ۳۱۸، ۵۰۱، ۳/ ۹، ۵۳، ۴۹، ٤/ ۲۵۰، ۲٦٢، ۵/ ۱۵۵.

اللغات : التلول جمع تل . ٹیلے .فیح. حرارت و جوش۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ) .

ترجمه : ابوصالح نے حضرت ابوسعیدؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھڑک سے ہے پس جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: ثنا عَمِّي، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَسَلْمَانَ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ).

ترجمه : بشر بن سعید اور سلمان الاغر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سخت گرمی کا دن ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو بے شک حرارت کی شدت یہ جہنم کی بھڑک سے ہے۔

تخریج : ابن ماجه في الصلاة باب ٤، نمبر ٦٨٠، مسلم ١، ٢٢٤

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: انا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ) .

ترجمه : ابن سیرین نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور عوف عن الحسن کے واسطہ سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک حرارت کی تیزی یہ جہنم کی بھڑک سے ہے پس تم نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

تخریج : مسند احمد ٢/ ٢٢٩، في مسند بزاز مثله عن عمرؓ ١/ ٤٠٤.

وَعَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، يَرْفَعُهُ قَالَ:(أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ الَّذِي تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ، مِنْ فَيْحِ مِنْ جَهَنَّمَ) فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ الْأَمْرُ بِالْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا فِي الصَّيْفِ فَقَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ، مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي الْحَرِّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْآثَارِ الْأُوَلِ .فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَا دَلَّ أَنَّ أَحَدَ الْأَمْرَيْنِ أَوْلٰى مِنَ الْآخِرِ .قِيلَ لَهُ: لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ أَنَّ تَعْجِيلَ الظُّهْرِ فِي الْحَرِّ، قَدْ كَانَ يُفْعَلُ ثُمَّ نُسِخَ .

ترجمه : ثابت بن قیس نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے مرفوع نقل کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا فرمان گرامی ظہر

کو ٹھنڈا کر کے پڑھو جو حرارت تم پا رہے ہو وہ جہنم کی بھڑک سے ہے۔ ان آثار میں ظہر کو سخت حرارت کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا، یہ حکم صرف گرمیوں میں ہے۔ ہم نے پہلے جو آثار نقل کیے ہیں جن میں ظہر کو جلدی پڑھنے کا حکم ہے وہ اس کے خلاف ہیں اب کوئی شخص یہ کہے کہ یہاں تو دونوں میں سے کسی کے دوسرے سے افضل ہونے کی کوئی دلالت نہیں تو ہم عرض کریں گے پہلے ظہر کو جلدی پڑھنے والے حکم پر عمل رہا پھر منسوخ ہو گیا جیسا یہ روایت اس پر دلالت کر رہی ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَتَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ قَالَا: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا شَرِيكٌ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: (صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ) فَأَخْبَرَ الْمُغِيرَةُ فِي حَدِيثِهِ هٰذَا أَنَّ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ، بَعْدَ أَنْ كَانَ يُصَلِّيهَا فِي الْحَرِّ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ، نَسْخُ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، وَوَجَبَ اسْتِعْمَالُ الْإِبْرَادِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَجِّلُهَا فِي الشِّتَاءِ، وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ).

ترجمه : قیس بن ابی حازم نے مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی ہے کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں پڑھائی پھر فرمایا بے شک گرمی کی شدت یہ جہنم کے ابال سے ہے پس تم نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ حضرت مغیرہؓ نے اپنے اثر میں بتلایا کہ آپ پہلے سخت گرمی میں پڑھتے تھے پھر آپ نے ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ظہر میں جلدی کرنے والا عمل منسوخ ہو چکا اور شدید گرمی کے وقت میں اسے ٹھنڈا کر کے پڑھنا لازم ہو گیا اور حضرت انسؓ اور ابن مسعودؓ سے روایات وارد ہیں کہ آپ اس نماز کو سردیوں میں جلدی ادا فرما لیتے اور گرمیوں میں اس میں تاخیر فرماتے۔

تخريج : ابن ماجه في الصلاة باب ٤ نمبر ٦٨٠۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ (أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزِيغُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا فِي شِدَّةِ الْحَرِّ) وَبِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ (أَنَّهُ رَاى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يُعَجِّلُهَا فِي الشِّتَاءِ، وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ).

ترجمه : عروہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ مجھے بشیر بن ابی مسعود نے بتلایا انہوں نے ابو مسعود سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے دیکھا کہ جب سورج زوال پذیر ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اس کو

سخت گرمی میں مؤخر فرمایا۔

اور اسی سند سے ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو سردیوں میں جلدی کرتے اور گرمیوں میں مؤخر کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اللغات: تزیغ: مائل وزائل ہونا۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۲ ،روایت نمبر ۳۹۴۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثنا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: ثنى أَبُو خَالِدَةَ، قَالَ: ثنا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ، بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ).

ترجمہ : ابو خالد نے انس بن مالکؓ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سخت سردی ہوتی تو نماز کو جلد ادا فرماتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے۔

تخریج : بخاری فی الجمعہ باب ۱۷۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدَةَ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ، بَكَّرَ بِالظُّهْرِ، وَإِذَا كَانَ الصَّيْفُ أَبْرَدَ بِهَا) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهَكَذَا السُّنَّةُ عِنْدَنَا، فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، عَلَى مَا يَذْكُرُ أَبُو مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلَيْسَ فِيمَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ مَا يَجِبُ بِهِ خِلَافُ شَيْءٍ مِنْ هَذَا؛ لِأَنَّ حَدِيثَ أُسَامَةَ، وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَخَبَّابٍ، وَأَبِي بَرْزَةَ، كُلُّهَا عِنْدَنَا، مَنْسُوخَةٌ بِحَدِيثِ الْمُغِيرَةِ الَّذِي رَوَيْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْآخِرِ. وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَحَلِفُهُ أَنَّ ذَلِكَ وَقْتُهَا، فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ مِنْهُ فِي الصَّيْفِ، وَلَا أَنَّهُ كَانَ مِنْهُ فِي الشِّتَاءِ، وَلَا دَلَالَةَ فِي ذَلِكَ عَلَى خِلَافِ غَيْرِهِ، وَهَذَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ) ثُمَّ جَاءَ أَبُو خَالِدَةَ فَفَسَّرَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهَا فِي الشِّتَاءِ، مُعَجِّلًا، وَفِي الصَّيْفِ مُؤَخِّرًا، فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مَا رَوَى ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، هُوَ كَذَلِكَ أَيْضًا. فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي تَعْجِيلِ الظُّهْرِ.

ترجمہ : ابو خالد نے حضرت انسؓ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب سردی کا موسم ہوتا تو نماز ظہر کو جلد ادا فرماتے اور جب گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں ہمارے ہاں یہی سنت ہے

جس کو حضرت انس اور ابی مسعودؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے اور فصل اول میں مذکور روایات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اس کی مخالفت لازم ہوتی۔ البتہ ہمارے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ، خباب، ابو برزہ، اسامہؓ کی تمام روایات منسوخ ہیں اور دوسری فصل میں ہم نے حضرت مغیرہؓ کی روایت نقل کی ہے وہ ان کی ناسخ ہے اور ابن مسعودؓ کی روایت جو ظہر کے سلسلہ میں وارد ہے اور اس میں ان کی قسم مذکور ہے وہ گرمیوں سے متعلق ہے۔ موسم سرما سے اس کا تعلق نہیں، اس میں اس کے خلاف کسی کو دلالت بھی نہیں ملتی ۔ یہ حضرت انسؓ ہیں جن سے زہری نے جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب سورج ڈھل گیا۔ پھر ابو خالدہ راوی نے اس کی تفسیر زہری سے یہ نقل کی کہ اس سے سردیوں کی ظہر مراد ہے۔ گرمیوں کی ظہر دیر سے ادا کی جاتی تھی، پس اس سے ابن مسعودؓ والی روایت میں بھی احتمال پیدا ہو گیا کہ ممکن ہے اس کا مطلب بھی یہی ہو۔ پھر اگر کوئی اس روایت کو ظہر جلدی پڑھنے میں بطور حجت پیش کرے۔

تخريج : نسائی فی المواقیت باب ٤ .

بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سَمِعَ الْحَجَّاجُ أَذَانَهُ بِالظُّهْرِ وَهُوَ فِي الْجَبَّانَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ: فَصَرَفَهُ وَقَالَ: لَا تُؤَذِّنْ وَلَا تَؤُمَّ. قِيلَ لَهُ لَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي رَآهُمْ فِيهِ سُوَيْدٌ، كَانَ فِي الصَّيْفِ، وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَ فِي الشِّتَاءِ، وَيَكُونُ حُكْمُ الصَّيْفِ، عِنْدَهُمْ، بِخِلَافِ ذٰلِكَ. وَالدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ سِنَانٍ .

ترجمہ : ابو حصین نے حضرت سوید بن غفلہؓ سے نقل کیا کہ حجاج نے میری ظہر کی اذان سنی جبکہ وہ مقام جبانہ (یہ مدینہ سے شام کی جانب ذباب کے قریب مقام ہے یا بلند زرخیز زمین کو کہتے ہیں) میں تھا اس نے پیغام بھیج کر مجھے بلایا اور پوچھا یہ کون سی نماز ہے تو میں نے جواب دیا: میں نے ابوبکر و عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس وقت نماز ظہر ادا کی جبکہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا (اس پر حجاج نے میری بات کو قبول نہ کیا بلکہ مسترد کر دیا) اور اذان و نماز سے معزول کر دیا اور کہا آئندہ نہ اذان اور نہ جماعت کرانا۔ اسے کہا جائے گا کہ اس روایت میں تو ایسی کوئی دلیل نہیں کہ حضرت سویدؓ نے ان کو جس وقت میں دیکھا وہ موسم گرما ہی تھا۔ عین ممکن ہے کہ وہ موسم سرما ہو اور گرمیوں کا حکم ان کے ہاں اس کے خلاف ہو۔ اس کا ثبوت یزید بن سنان کی روایت میں موجود ہے۔

تخريج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱ / ۳۲۳ .

قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ

عُمَرَ قَالَ لِأَبِي مَحْذُورَةَ بِمَكَّةَ: إِنَّكَ بِأَرْضٍ حَارَّةٍ شَدِيدَةِ الْحَرِّ، فَأَبْرِدْ، ثُمَّ أَبْرِدْ بِالْأَذَانِ لِلصَّلَاةِ أَفَلَا نَرَى أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَمَرَ أَبَا مَحْذُورَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بِالْإِبْرَادِ لِشِدَّةِ الْحَرِّ. وَأَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ نَحْمِلَ مَا رَوَاهُ عَنْهُ سُوَيْدٌ، عَلٰى غَيْرِ خِلَافِ ذٰلِكَ، فَيَكُونُ ذٰلِكَ، كَانَ مِنْهُ فِي وَقْتٍ لَا حَرَّ فِيهِ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّ حُكْمَ الظُّهْرِ أَنْ يُعَجَّلَ فِي سَائِرِ الزَّمَانِ، وَلَا يُؤَخَّرَ كَمَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَدِيثِ خَبَّابٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَجَابِرٍ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ إِيَّاهُمْ بِالْإِبْرَادِ، رُخْصَةً مِنْهُ لَهُمْ، لِشِدَّةِ الْحَرِّ، لِأَنَّ مَسْجِدَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ظِلَالٌ، وَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ، مَا رُوِيَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ.

ترجمه : حضرت نافع نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ نے مکہ میں ابومحذورہؓ کو حکم فرمایا تم گرم سخت حرارت والی سرزمین میں رہتے ہو پس ٹھنڈا کرو ٹھنڈا کرو پھر نماز ظہر کی اذان دو۔کیا تم توجہ نہیں کرتے کہ حضرت عمرؓ نے ابومحذورہؓ کو سخت حرارت کی وجہ سے ٹھنڈے وقت میں نماز کا حکم دیا۔پس بہترین طریق تو یہ ہے کہ حضرت سویدؓ والی روایت کو اس کے ظاہر کے علاوہ پر محمول کیا جائے اور اس سے وہی وقت مراد ہوگا جس میں شدت حرارت نہ ہو۔اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ، خباب اور جابر وابوبرزہؓ کی روایات میں تو ظہر کو تمام موسموں میں جلدی پڑھنے کا حکم وارد ہوا ہے اورآپ کا اسے ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم رخصت وسہولت کے لیے ہے۔اس کا سبب گرمی کی شدت تھی کیونکہ وہاں سایہ نایاب تھا۔چنانچہ اس کے متعلق یہ اثر ملاحظہ ہو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۲۵.

حَدَّثَنَا فَهْدٌ. قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو الْمَلِيحِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ : لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ، وَإِنَّمَا كَانُوا يَكْرَهُونَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ بِمَكَّةَ، وَكَانَتْ شَدِيدَةَ الْحَرِّ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ ظِلَالٌ فَقَالَ: أَبْرِدُوا بِهَا قِيلَ لَهُ: هٰذَا كَلَامٌ يَسْتَحِيلُ لِأَنَّ هٰذَا لَوْ كَانَ كَمَا ذَكَرْتَ، لَمَا أَخَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي السَّفَرِ، حَيْثُ لَا كِنَّ وَلَا ظِلَّ عَلٰى مَا فِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ، وَيُصَلِّيهَا حِينَئِذٍ لِأَنَّهُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، مِنْ غَيْرِ كِنٍّ وَلَا ظِلٍّ. فَتَرْكُهُ الصَّلَاةَ حِينَئِذٍ، دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ مِنْهُ مِنَ الْأَمْرِ بِالْإِبْرَادِ، لَيْسَ لِأَنْ يَكُونُوا فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فِي الْكِنِّ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، فَيُصَلُّونَ الظُّهْرَ فِي حَالِ ذَهَابِ الْحَرِّ. لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، لَصَلَّاهَا حَيْثُ لَا كِنَّ أَوَّلَ وَقْتِهَا وَلٰكِنْ مَا كَانَ مِنْهُ فِي هٰذَا الْقَوْلِ عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ إِيجَابٌ مِنْهُ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ سُنَّتُهَا، كَانَ الْكِنُّ مَوْجُودًا أَوْ مَعْدُومًا، وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ : ابوالملیح نے بیان کیا کہ میمون بن مہران نے بتلایا کہ نصف النہار کے قریب نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں دراصل وہ نصف النہار کے وقت نماز کو اس لیے ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ مکہ میں نماز پڑھتے اور وہ شدید گرم جگہ ہے اوراس وقت مناسب سائے بھی نہ ہوتے تھے اسی لیے فرمایا تم ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ بات ناممکن ہے اگر اسی طرح ہو جس طرح آپ نے ذکر کیا تو آپ سفر میں اس کو مؤخر نہ فرماتے۔ جبکہ وہاں نہ سایہ ہے اور نہ کوئی جھونپڑا۔ جیسا کہ حضرت ابوذرؓ کی روایت میں وارد ہے آپ نے اسے پہلے ہی وقت میں پڑھا کیونکہ وہاں سایہ وغیرہ کا معاملہ نہ تھا۔ تو آپ کا اس وقت میں اس کو چھوڑ دینا اس سے بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ نے ٹھنڈا کر کے جو پڑھنے کا حکم دیا وہ اس بناء پر نہیں تھا کہ سخت گرمی کے وقت میں وہ سائے میں رہیں اور پھر نکل کر گرمی کے چلے جانے پر ظہر کی نماز ادا کریں۔ اگر یہ بات اسی طرح ہوتی تو جہاں سایہ نہیں تھا وہ آپ پہلے ہی وقت میں ادا فرمادیتے لیکن ہمارے نزدیک آپ کا یہ ارشاد (واللہ اعلم) وجوب کے لیے تھا اور یہی آپ کا طریقہ تھا۔ خواہ سایہ ہو یا نہ ہو اور یہی قول امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف ومحمد کا ہے۔

میمون بن مہران کی بات سے معلوم ہوتا ہے ظہر میں تعجیل ہی ہر زمانے میں افضل ہے جیسا کہ شروع باب میں حدیث عائشہ، جناب جابر، ابو برزہؓ سے ثابت ہے یہ ابراد کا حکم آپ کی طرف سے رخصت تھی کیونکہ گرمی سخت تھی ابراد کا حکم نہ تھا کہ اس کو افضل قرار دیا جائے۔

الجواب: یہ بات ہرگز درست نہیں اگر یہ رخصت ہوتی اور آپ کا حکم نہ ہوتا تو حضرات صحابہ کرامؓ اس کو اختیار نہ کرتے وہ تو عزیمت پر عمل پیرا تھے نیز خود پیغمبر ﷺ سفر میں ابراد کا حکم نہ فرماتے جہاں کوئی چھپر وسایہ بھی نہیں جیسا کہ روایت ابوذرؓ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو بغیر سایہ اور چھپر کے آپ عام صحراء میں تھے پس آپ کا نماز کو ابراد کے لیے مؤخر کرنا یہ اس کی افضلیت کے لیے تھا اس لیے نہ تھا کہ وہ شدت حرارت سے سایہ کے ذریعہ بچ جائیں پھر وہ نکل کر ظہر کی نماز ایسی حالت میں ادا کریں کہ گرمی جا چکی ہو اگر ایسا ہوتا تو صحرا میں آپ اول وقت میں ادا فرماتے مگر وہاں ابراد کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ابراد افضل ہے خواہ وہاں سایہ اور چھپر موجود ہو یا نہ ہو۔

یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ وابو یوسف، محمدؒ کا مسلک ہے۔

تشریح : ظہر کے افضل وقت کے سلسلے میں سردی کے زمانہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ تعجیل افضل ہے، اور اختلاف گرمی کے زمانہ کے بارے میں ہے اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ کے نزدیک گرمی کے زمانہ میں ظہر کی نماز میں تعجیل افضل ہے۔

دوسرا مذہب: حنفیہ، حنابلہ اور امام مالکؒ کے نزدیک گرمی کے زمانہ میں ظہر کی نماز میں تاخیر افضل ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

قائلین تعجیل کی دلیل:

باب کے شروع میں امام طحاویؒ نے مختلف صحابہ کرامؓ سے روایات نقل کی ہیں جن کے اندر حضور ﷺ کا شدت گرمی میں ظہر کی نماز پڑھنا ثابت ہے نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قسم کھا کر یہ کہنا کہ زوال شمس کے بعد ظہر کا وقت ہے جس سے تعجیل کی افضلیت معلوم ہوتی ہے، اس مضمون کی روایت کو صاحب کتاب نے سات صحابہ کرامؓ سے نقل فرمایا ہے۔(۱) حضرت اسامہ بن زیدؓ (۲) جابر بن عبداللہؓ (۳) خباب بن الارتؓ (۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ (۵) حضرت ابوہریرہؓ (۶) حضرت انس بن مالکؓ (۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

تو ان تمام صحابہ کرامؓ کی روایات کے مضمون سے تعجیل ظہر کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

قائلین تاخیر ظہر کی دلیل:

(۱) حدیث" أَبِي ذَرٍّ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ، يَا بِلَالُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ: مَهْ، يَا بِلَالُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ: مَهْ، يَا بِلَالُ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ"

(۲) حدیث" أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ"

(۳) حدیث"ابی هريرة رضی اللّٰه عنه : ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال : إذااشتدّ الحرّ فابردوا عن الصلاة ؛ فإن شدة الحرّ من فيح جهنم"

(۴) حدیث"ابی موسى الأشعريؓ يرفعه قال: أبردوابالظهر؛ فإن الذي تجدون من الحرّ من فيح من جهنم"

"ابردوا بالصلاة" والی یہ روایت صحیح اور صریح ہیں اور اس سے تمام روایات میں اچھی طرح تطبیق پیدا ہو جاتی ہے امام بخاریؒ نے اس مفہوم کی متعدد روایات اپنی صحیح میں نقل کی ہیں؛ امام شافعیؒ مذکورہ حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ اس وقت پر محمول ہے جب کہ لوگ دور سے نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہوں ان کی رعایت سے نماز کو مؤخر کرنا بہتر ہے، لیکن خود امام ترمذیؒ نے اس تاویل کی تردید فرمائی ہے، اور دلیل میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث پیش کی ہے کہ

آپ ﷺ نے سفر کی حالت میں حضرت بلالؓ کو بار بار حکم دیا حالانکہ سفر میں تمام رفقاء ساتھ تھے اور کسی شخص کے دور سے آنے کا احتمال نہیں تھا۔

اشکالات وجوابات:

(۱) تعجیل ظہر وتاخیر ظہر دونوں سلسلے میں روایات صحیح وصریح ہیں اور متعدد طرق کے ساتھ مروی ہیں پھر تاخیر ظہر کی روایات کی ترجیح کس بنیاد پر ہے؟

جواب: تعجیل ظہر کے سلسلے کی روایات اگر چہ اپنی جگہ صحیح ہیں لیکن مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے منسوخ ہیں؛ ''روي عن المغيرةؓ قال :صَلّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ''

وفي رواية للخلال عن المغيرة قال : وكان آخر الأمرين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، الإبراد ، سئل البخاري عنه .فعدّه محفوظاً ، وقال أبو حاتم الرازي: هو صحيح عندي ، ورجّح احمد صحّته .

(۲) ''فا شدة الحر من فيح جهنم'' پر مشہور اشکال ہے کہ گرمی اور سردی کا سبب تو سورج کا قرب وبُعد ہوتا ہے، پھر فیح جہنم کی لپٹ کو اس کا کیسے سبب کہا گیا؟ اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں۔

جواب: پہلا جواب یہ ہے کہ اسباب میں تزاحم نہیں ہے؛ بلکہ ایک ہی چیز کے کئی سبب ہو سکتے ہیں، چناں چہ گرمی کے بھی اسباب مختلف ہوتے ہیں، سورج کے قرب وبُعد کے علاوہ سطح سمندر سے بلندی، زمین کی سختی ونرمی، اور ہوا کے رخ کے اعتبار سے موسموں میں تغیر ہوتا رہتا ہے، تو جہاں گرمی کے اور بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں وہاں جہنم کی لپٹ بھی اس کا سبب ہو تو کچھ بعید نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر صرف سورج ہی کو حرارت کا سبب مانا جائے تو سورج میں حرارت کا سبب فیح جہنم کو کہا جا سکتا ہے، اس طرح فیح جہنم حرارت دنیا کا سبب السبب ہوگی، گویا سورج دنیا میں حرارت کا سبب قریب ہے، اور جہنم سبب بعید، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں گرمی کا سبب بھی جہنم ہے، یہ ساری گفتگو اس وقت ہے جب کہ ''من فیح جہنم'' میں ''من'' کو سببیہ قرار دیا جائے لیکن بعض لوگوں نے اس میں ''من'' کو تشبیہ قرار دیا ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شدت حر فیح جہنم کے مشابہ ہے، یہ بات حدیث باب کے لحاظ سے زیادہ قرین قیاس ہے اس لیے کہ اس صورت میں کسی سوال وجواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۳) اگر تعجیل ظہر کی روایات کو حدیث مغیرہ سے منسوخ مان لیا جائے تو عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کا کیا جواب ہوگا جس میں زوال شمس کے بعد متصلاً ظہر کی نماز ادا فرما کر قسم کھا کر یہ فرمایا تھا کہ یہی ظہر کا وقت ہے۔

جواب : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قسم فرمانے میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ گرمی کے زمانے کا ہے، اور نہ ہی اس پر دلیل ہے کہ سردی کے زمانہ کا ہے۔ اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ ابن مسعودؓ کی یہ حدیث دوسری روایات کے خلاف ہے نہ ہی اس سے وقت مختار پر دلالت ہو رہی ہے، ممکن ہے ابن مسعودؓ سردی کے زمانے میں تعجیل ظہر کا استحباب بیان کرنا چاہتے ہوں جیسا کہ حضرت انسؓ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی زوال شمس کے بعد، پھر ابوخلدہ آئے اس کی تفسیر یہ کی، آپ ﷺ سردی میں جلد پڑھتے تھے اور گرمی میں تاخیر سے۔

﴿باب صلاة العصر هل تعجّل أو تؤخر؟﴾

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الظَّفَرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَا كَانَ أَحَدٌ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ أَبْعَدَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ دَارًا مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَأَبُو عَبْسِ بْنُ خَيْرٍ أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ دَارُ أَبِي لُبَابَةَ بِقُبَاءٍ، وَدَارُ أَبِي عَبْسٍ فِي بَنِي حَارِثَةَ، ثُمَّ إِنْ كَانَا لَيُصَلِّيَانِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يَأْتِيَانِ قَوْمَهُمَا وَمَا صَلَّوْهَا لِتَبْكِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا) .

ترجمہ : عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری ظفری نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر عصر کی نماز میں کوئی عجلت کرنے والا نہ تھا انصار میں سب سے زیادہ مسجد نبوی سے دور رہنے والے دو انصاری تھے۔ ایک ابولبابہ بن عبدالمنذر جو کہ بنی عمرو بن عوف سے تھے اور دوسرے ابوعبس بن خیر جن کا تعلق بنی حارثہ سے تھا ابولبابہ کا مکان قباء میں اور عبس کا بنو حارثہ میں تھا یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر ادا کرتے پھر اپنے قبیلہ میں واپس لوٹتے تو ابھی وہ لوگ نماز عصر سے فارغ نہ ہوئے ہوتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز جلد ادا فرما لیتے تھے۔

تخریج : مسند احمد ۲۳۱/۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أنا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :(كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ).

ترجمہ : اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عصر کی نماز ادا کرتے پھر کوئی قباء کی طرف جاتا تو وہاں کے لوگوں کو نماز عصر میں مصروف پاتا تھا۔

تخریج : بخاری فی المواقیت الصلاۃ باب ١٣.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءَ قَالَ أَحَدُهُمَا: وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَالَ: الْآخَرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ).

ترجمہ : اسحق بن عبداللہ نے انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے پھر جانے والا قباء جاتا جبکہ ابھی سورج بلند ہوتا یا جب کہ ابھی وہ نماز میں مصروف ہوتے۔

تخریج : مالك فی الموطا باب وقوت الصلاۃ نمبر ١١، والشمس مرتفعة کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

وَحَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: (كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءَ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ).

ترجمہ : ابن شہاب نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ ہم عصر کی نماز ادا کرتے پھر جانے والے قباء کی طرف جاتا اور وہاں اس حال میں پہنچ جاتا کہ سورج ابھی تک بلند ہوتا۔

تخریج : مالك فی الموطا باب وقوت الصلاۃ نمبر ١١، والشمس مرتفعة کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ : ثنا نُعَيْمٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْعَوَالِي، عَلَى الْمِيلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَالْأَرْبَعَةِ).

ترجمہ : زہری نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا کرتے پھر جانے والا عوالی میں پہنچ جاتا اس حال میں کہ سورج ابھی اونچا ہوتا تھا زہری کہتے ہیں عوالی مدینہ سے دو یا تین یا چار میل یہ فاصلے کا فرق علاقے کی ابتداء اور انتہاء کے اعتبار سے ہے عوالی کا آخری کنارہ چار میل ہے راوی نے تین یا چار بولا۔

تخریج : ابن ماجه فی الصلاۃ باب ٥.

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي، فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ).

ترجمہ : ابن شہاب نے انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت ادا فرماتے جبکہ ابھی سورج بلند خوب تازہ روشنی والا ہوتا اور جانے والا عوالی جاتا اور وہاں پہنچ کر بھی ابھی سورج بلند ہوتا۔

تخریج : ابن ماجہ فی الصلاۃ باب ٥.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أنا زَائِدَةٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَبْيَضِ، قَالَ: ثنا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ، ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى قَوْمِي، وَهُمْ جُلُوسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، فَأَقُولُ لَهُمْ: قُومُوا فَصَلُّوا، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّى) فَقَدِ اخْتَلَفَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، فَكَانَ مَا رَوَى عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُو الْأَبْيَضِ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،يَدُلُّ عَلَى التَّعْجِيلِ بِهَا، لِأَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهَا، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي ذَكَرُوا، فَيَجِدُهُمْ لَمْ يُصَلُّوا الْعَصْرَ. وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا يُصَلُّونَهَا إِلَّا قَبْلَ اصْفِرَارِ الشَّمْسِ، فَهٰذَا دَلِيلُ الْمُتَعَجِّلِ .وَأَمَّا مَا رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ مُرْتَفِعَةً قَدِ اصْفَرَّتْ. فَقَدِ اضْطَرَبَ حَدِيثُ أَنَسٍ هٰذَا، لِأَنَّ مَعْنَى مَا رَوَى الزُّهْرِيُّ مِنْهُ، بِخِلَافِ مَا رَوَى إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو الْأَبْيَضِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ غَيْرِ أَنَسٍ فَمِنْ ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابوالابیض نے حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں عصر کی نماز پڑھاتے جبکہ سورج کی دھوپ ابھی سفید ہوتی پھر میں اپنے قبیلہ میں جاتا اور وہ مدینہ کی ایک جانب میں آباد تھے میں ان کو کہتا کہ اٹھ کر نماز ادا کرلو جناب رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما چکے۔ حضرت انسؓ سے واردروایات مختلف ہیں۔ چنانچہ عاصم بن عمر والی روایت جلدی پڑھنے کو بتلاتی ہے کیونکہ اس روایت میں یہ ہے "أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهَا'' کہ نماز پڑھنے والا نماز پڑھ کر اس جگہ پہنچ جاتا جس کا انہوں نے روایت میں تذکرہ کیا اور ان کو اس حال میں پاتا کہ ابھی انہوں نے عصر کی نماز ادا نہیں کی اور یہ بات تو ہم بخوبی جانتے ہیں کہ وہ سب نماز کو سورج کے زرد ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لیتے تھے تو جلدی ادا کرنے کی دلیل بن گئی، رہی وہ روایت جس کو زہری نے ان سے راویت کیا ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نماز عصر ادا کرتے پھر عوالی مدینہ میں پہنچتے جبکہ سورج ابھی بلند ہی ہوتا تو اس کے متعلق یہ کہنا بھی درست ہے کہ سورج زرد ہو کر غروب کے مقام سے بلند ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت انسؓ کی یہ روایت مضطرب ہے کیونکہ زہری نے اسحٰق عاصم اور ابوالابیض کے خلاف روایت نقل کی ہے اور یہ روایت حضرت انسؓ کے علاوہ سے بھی آئی ہے۔

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَفَهْدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ، قَالَ: ثنا (أَبُو أَرْوَى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ آتِي الشَّجَرَةَ ذَا الْحُلَيْفَةِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَهِيَ عَلَى رَأْسِ فَرْسَخَيْنِ فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَرْسَخَيْنِ).قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ. فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ سَيْرًا عَلَىالْأَقْدَامِ، وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ سَيْرًا عَلَى الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ. فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَإِذَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ .

ترجمہ : ابوواقد لیثی کہتے ہیں کہ ہمیں ابواروی ؓ نے بیان کیا کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھتا پھر میں ذوالحلیفہ کے درختوں والے مقام میں غروب آفتاب سے پہلے آجاتا یہ مقام مدینہ منورہ سے دوفرسخ پرواقع ہے۔(فرسخ تین میل ہوتا ہے)اس روایت میں یہ آیا ہے کہ ہم عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے دوفرسخ فاصلہ طے کرلیتے۔اس سے یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ پیدل چلنا ہو یا اونٹ یا گھوڑے پر ہواس کے لیے مندرجہ ذیل روایت کودیکھنا ہوگا۔

تخريج : مصنف ابن ابی شیبه كتاب الصلاة ١/٣٢٧.

قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا مُعَلًّى وَأَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَا ثنا وُهَيْبٌ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ قَالَ: ثنا (أَبُو أَرْوَى، قَالَ :كُنْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَمْشِي إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ، فَآتِيهِمْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ) فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِيهَا مَاشِيًا.وَأَمَّا قَوْلُه (قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ) فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَقَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا أَقَلُّ الْقَلِيلِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، نَحْوٌ مِنْ ذٰلِكَ .

ترجمہ : وہیب نے ابوواقد سے اوراس نے ابواروی ؓ سے نقل کیا کہ میں عصر کی نماز جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں پڑھتا پھر میں پیدل ذوالحلیفہ آتا اور میں غروب آفتاب سے پہلے پہنچ جاتا۔یہ روایت بتلا رہی ہے کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے پیدل چل کرآتے تو اس میں یہ کہنا درست ہے کہ اس وقت ممکن ہے تھوڑا سا وقت باقی ہواور سورج زرد ہو چکا ہو۔چنانچہ یہ روایت ہماری مؤید ہے۔

تخريج : معجم الكبير ٢٢/٣٦٩، مسند احمد ٤/٣٣٤، مجمع الزوائد ١/٤٨.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ، أَخْبَرَنِي بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَالشَّمْسُ

بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، يَسِيرُ الرَّجُلُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْهَا إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ سِتَّةَ أَمْيَالٍ، قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ) فَقَدْ وَافَقَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا حَدِيثُ أَبِي أَرْوَى، وَزَادَ فِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهَا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، فَذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يُؤَخِّرُهَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى هٰذَا .

ترجمه : عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے بشیر بن ابی مسعودؓ نے اپنے والد ابومسعود سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے اس حال میں کہ سورج سفید بلند ہوتا نماز سے فارغ ہو کر آدمی ذوالحلیفہ تک چلا جاتا جو کہ چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور سورج ابھی غروب نہ ہو پاتا۔ یہ روایت بھی ابوعروہ والی روایت کے موافق ہے اور اس میں اس بات کا اضافہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ایسی حالت میں پڑھ لیتے جبکہ سورج ابھی بلند ہوتا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس کو مؤخر فرماتے اور حضرت انسؓ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے۔

تخریج ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۲ نمبر ۳۹۴.

مَا حَدَّثَنَا نَصَّارُ بْنُ حَرْبٍ الْمِسْمَعِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِي الْأَبْيَضِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ) فَقَدْ أَخْبَرَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهَا وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ، فَذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يُؤَخِّرُهَا، ثُمَّ يَكُونُ بَيْنَ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّيهَا فِيهِ وَبَيْنَ غُرُوبِهَا، مِقْدَارُ مَا كَانَ يَسِيرُ الرَّجُلُ إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ وَإِلَى مَا ذُكِرَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ، مِنَ الْأَمَاكِنِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَيْضًا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : ابوالابیض نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑھاتے اور سورج ابھی سفید بلند ہوتا۔ حضرت انسؓ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نماز عصر کو ایسے وقت میں ادا کرتے جبکہ سورج سفید چمک دار ہوتا۔ پس یہ دلیل ہے کہ آپ اس کو مؤخر فرماتے پھر اس وقت میں غروب میں اتنا وقت ہوتا کہ آدمی ذوالحلیفہ وغیرہ تک جا سکتا تھا جن مقامات کا ان روایات میں تذکرہ آیا ہے اور حضرت انسؓ سے بھی ایسی روایت وارد ہے۔

تخریج : نسائی فی المواقیت باب ۸، مسند احمد ۳/ ۱۳۱، ۱۶۹، ۱۸۴، ۲۳۲.

مَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي صَدَقَةَ مَوْلَى أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَنَسٍ (أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ، مَا بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ) فَذٰلِكَ مُحْتَمَلٌ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ (فِيمَا بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ) مَا بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى تَأْخِيرِهِ الْعَصْرَ. وَيُحْتَمَلُ

أَنْ يَكُونَ أَرَادَ فِيمَا بَيْنَ تَعْجِيلِكُمْ وَتَأْخِيرِكُمْ، فَذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى التَّأْخِيرِ أَيْضًا، وَلَيْسَ بِالتَّأْخِيرِ الشَّدِيدِ. فَلَمَّا احْتَمَلَ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا، وَكَانَ فِي حَدِيثِ أَبِي الْأَبْيَضِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهَا وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ، دَلَّ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يُؤَخِّرُهَا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذَمِّ مَنْ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ. فَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ.

ترجمه : شعبہ نے ابوصدقہ مولیٰ انسؓ سے نقل کیا ہے کہ ان (انسؓ) سے اوقات نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تمہاری ان دونوں نمازوں کے درمیان نماز عصر ادا فرماتے۔اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ روایت کے الفاظ (فِي مَا بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ) اس سے ظہر اور مغرب کی نمازیں مراد ہیں، یہ تاخیر عصر کی دلیل ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تمہاری عجلت اور تاخیر کے درمیان مراد ہے۔پس یہ تاخیر کی دلیل بن گئی، مگر اس تاخیر سے سخت قسم کی تاخیر مراد نہیں۔جب روایت میں مذکورہ احتمال پیدا ہو گیا اور ابوالابیض والی روایت کہ آپ نماز عصر کو ایسے وقت میں ادا فرماتے جب سورج سفید اور روشن ہوتا وہ تاخیر کو ثابت کر رہی ہے اگر کوئی اس کے متعلق یہ کہے کہ آپ اس سے تاخیر کیسے مراد لیتے ہیں جبکہ حضرت انسؓ کی یہ روایت موجود ہے۔

تخریج : الحاكم في الكنى.

مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ، أَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ، فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهِنَّ إِلَّا قَلِيلًا) قِيلَ لَهُ فَقَدْ بَيَّنَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ التَّأْخِيرَ الْمَكْرُوهَ مَا هُوَ؟ وَإِنَّمَا هُوَ التَّأْخِيرُ الَّذِي لَا يُمْكِنُ بَعْدَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْعَصْرَ إِلَّا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا. فَأَمَّا صَلَاةٌ يُصَلِّيهَا مُتَمَكِّنًا، وَيَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالَى فِيهَا مُتَمَكِّنًا قَبْلَ تَغَيُّرِ الشَّمْسِ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَوَّلِ فِي شَيْءٍ. وَالْأَوْلَى بِنَا فِي هٰذِهِ الْآثَارِ لَمَّا جَاءَتْ هٰذَا الْمَجِيءَ أَنْ نَحْمِلَهَا وَنُخْرِجَ وُجُوهَهَا عَلَى الِاتِّفَاقِ، لَا عَلَى الْخِلَافِ وَالتَّضَادِّ. فَنَجْعَلَ التَّأْخِيرَ الْمَكْرُوهَ فِيهَا هُوَ مَا بَيَّنَهُ الْعَلَاءُ، عَنْ أَنَسٍ، وَنَجْعَلَ الْوَقْتَ الْمُسْتَحَبَّ مِنْ وَقْتِهَا أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ هُوَ مَا بَيَّنَهُ أَبُو الْأَبْيَضِ، عَنْ أَنَسٍ، وَوَافَقَهُ عَلَى ذٰلِكَ أَبُو مَسْعُودٍ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا يَدُلُّ عَلَى التَّعْجِيلِ بِهَا. فَذَكَرَ

ترجمه : علاء بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں انسؓ کی خدمت میں ظہر کے بعد گیا تو ذرا دیر کے بعد وہ عصر کی نماز

پڑھنے کھڑے ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے نماز عصر کی عجلت کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے یہ منافقین کی نماز ہے یہ کلمہ تین بار دھرایا کہ ان میں سے کوئی بیٹھ رہتا ہے جب سورج پیلا زرد پڑ جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو پھر چار ٹھونگے مارتا ہے اور ان میں معمولی سا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم یہ عرض کریں گے کہ اس روایت میں تو حضرت انسؓ نے اس تاخیر کی وضاحت کی جو کہ ناپسندیدہ ہے اور وہ ایسی تاخیر ہے کہ جس کے بعد فقط چار رکعتیں عصر کی پڑھی جاسکتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا معمولی ذکر کیا جاسکتا ہو۔ اطمینان کے ساتھ ذکر والی نماز تو سورج کے زرد پڑنے سے پہلے ہے۔ اس وعید اور ڈراوے کا تعلق اس بات سے نہیں ہے۔ پس ہمارے لیے زیادہ بہتر یہی ہے کہ اس روایت کا ایسا معنی لیں جس سے ان کا باہمی تضاد ختم ہو کر مطابقت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ہم عرض کریں گے کہ علاء والی روایت سے مراد مکروہ تاخیر ہے اور ابو الابیض والی روایات سے عصر کا مستحب وقت مراد ہے چنانچہ ابو مسعود والی روایت بھی اسی کے موافق ہے اور اگر کوئی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ان روایات سے استدلال کرے۔ اس کا جواب گزر چکا، ان آثار کو مجموعی طور پر دیکھو اور ان کی صحت کا لحاظ رکھا جائے تو یہ تاخیر عصر پر دلالت کرتے ہیں ان میں کوئی روایت بھی عصر کے جلدی پڑھنے کو ثابت نہیں کرتی، صرف اتنی بات ہے کہ اس سے روایات میں تعارض رہتا ہے۔ اس لیے ہم نے عصر کی تاخیر کو مستحب قرار دیا کہ اس کو ایسے وقت میں پڑھا جائے جبکہ سورج اچھی طرح روشن ہو اور غروب سے پہلے کچھ وقت بچتا ہو۔ اگر ہم غور کریں تو تمام نمازوں کا جلدی پڑھنا افضل نظر آتا ہے مگر آپ ﷺ سے جو باتیں روایات میں اور آپ ﷺ کے صحابہؓ سے ثابت ہو رہی ہیں ان کی پیروی اولیٰ ہے۔ چنانچہ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ روایت نمبر ۱۹۵، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۵، نمبر ۴۱۳، ترمذی فی الصلاۃ باب ۶ نمبر ۱۶۰، نسائی فی الصلاۃ باب ۹۔

مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ).

ترجمہ : عروہ کہتے ہیں مجھے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا فرماتے تھے جبکہ سورج کی دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی اور سایہ خوب نمایاں نہ ہوتا تھا۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۱، ۱۳، والخمس باب ۴، مسلم فی المساجد روایت ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۵ نمبر ۴۰۷، ترمذی فی الصلاۃ باب ۶، نمبر ۱۵۹، نسائی فی المواقیت باب ۸، دارمی فی الصلاۃ باب ۲، مالک فی الموطا باب الصلاۃ ۲، مسند احمد ۶/۸۵، ۲۰۴۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَفِئِ الْفَيْءُ بَعْدُ).

ترجمه : عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز ادا فرما لیتے جبکہ سورج کی دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی اور اس کا سایہ دیواروں پر ظاہر و نمایاں نہ ہوتا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ (عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي) قِيلَ لَهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَقَدْ أَخَّرَ الْعَصْرَ لِقِصَرِ حُجْرَتِهَا، فَلَمْ يَكُنِ الشَّمْسُ تَنْقَطِعُ مِنْهما إِلَّا بِقُرْبِ غُرُوبِهَا فَلَا دَلَالَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَلَى تَعْجِيلِ الْعَصْرِ. وَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِي عَقِيلٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، ح.

ترجمه : عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نماز عصر ادا فرماتے جبکہ سورج میرے حجرہ میں چمکنے والا ہوتا، تو ان سے ہم جواب میں یہ عرض کریں گے کہ عین ممکن ہے کہ آپ نے کبھی عصر کو کچھ مؤخر کیا ہو کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ چھوٹا تھا تو سورج کی شعائیں غروب کے قریب تک اس سے منقطع نہیں ہوتی تھیں۔ پس ان روایات میں عصر کو جلدی پڑھنے میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ روایت بھی پیش کی جاتی ہے۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ فَقَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ) قِيلَ لَهُ: قَدْ مَضَى جَوَابُنَا فِي هٰذَا، فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، فَلَمْ نَجِدْ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ لَمَّا صُحِّحَتْ وَجُمِعَتْ، مَا يَدُلُّ إِلَّا عَلَى تَأْخِيرِ الْعَصْرِ، وَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا مِنْهَا يَدُلُّ عَلَى تَعْجِيلِهَا إِلَّا قَدْ عَارَضَهُ غَيْرُهُ، فَاسْتَحْبَبْنَا بِذٰلِكَ تَأْخِيرَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنَّهَا تُصَلَّى وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ فِي وَقْتٍ يَبْقَى بَعْدَهُ مِنْ وَقْتِهَا مُدَّةٌ قَبْلَ تَغَيُّبِ الشَّمْسِ. وَلَوْ خُلِّينَا وَالنَّظَرَ، لَكَانَ تَعْجِيلُ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي أَوَائِلِ أَوْقَاتِهَا أَفْضَلَ وَلٰكِنَّ اتِّبَاعَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْآثَارُ أَوْلَى. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ، مَا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا.

ترجمه : سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو برزہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا فرماتے اور نماز سے فارغ ہو کر آدمی شہر کی انتہا تک چلا جاتا اس حال میں کہ سورج ابھی چمکدار ہوتا تھا۔ اگر ہم روایات سے قطع نظر قیاس کو دیکھیں تو تمام نمازوں کا اول وقت میں پڑھنا افضل نظر

آتا ہے اس کی خواہ یہ وجہ تسلیم کریں کہ تعمیل امر الٰہی میں مسارعت ہے اور تاخیر میں عمل منافقین کی مشابہت ہے جس کی شدید مذمت کی گئی ہے، مگر تاخیر کی روایات اس قدر کثرت سے پائی جاتی ہیں جو تاخیر کی افضلیت کو نمایاں کرتی ہے اور عمل صحابہؓ وتابعین سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

تخریج : بخاری فی المواقیت باب ۱۳، مسلم فی المساجد نمبر ۳۳۵.

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ، صَلُّوا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً .

ترجمہ : نافع نے حضرت عمرؓ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے اپنے حکام کو تحریر کیا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم ترین مسئلہ نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور دوسروں سے حفاظت کروائی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ دین کے دوسرے اعمال کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہے عصر کی نماز ادا کرو جبکہ سورج بلند ہو، سفید صاف ہو اتنی دیر غروب سے پہلے ہو کہ سوار دو یا تین فرسخ جا سکے۔

تخریج : موطا مالک ۱/۳.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي جِنَازَةٍ، فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ، وَسَكَتَ حَتَّى رَاجَعْنَاهُ مِرَارًا، فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ، حَتَّى رَأَيْنَا الشَّمْسَ عَلَى رَأْسِ أَطْوَلِ جَبَلٍ بِالْمَدِينَةِ .

ترجمہ : عکرمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی انہوں نے عصر کی نماز ادا نہ کی اور خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے بار بار یہ بات دھرائی ہم نے دیکھا کہ اس وقت سورج مدینہ منورہ کے سب سے طویل پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۲۸۹.

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ وَأَشَدَّ تَأْخِيرًا لِلْعَصْرِ مِنْكُمْ فَهٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكْتُبُ إِلَى عُمَّالِهِ، وَهُمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهُمْ، بِأَنْ يُصَلُّوا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ. ثُمَّ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَخَّرَهَا، حَتَّى رَآهَا عِكْرِمَةُ عَلَى رَأْسِ أَطْوَلِ جَبَلٍ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ إِبْرَاهِيمُ يُخْبِرُ عَمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا أَشَدَّ تَأْخِيرًا لِلْعَصْرِ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ. فَلَمَّا جَاءَ هٰذَا مِنْ أَفْعَالِهِمْ

وَمِنْ أَقْوَالِهِمْ مُؤْتَلِفًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا، وَرُوِیَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهَا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَفِي بَعْضِ الْآثَارِ مُحَلِّقَةٌ، وَجَبَ التَّمَسُّكُ بِهٰذِهِ الْآثَارِ، وَتَرْكُ خِلَافِهَا، وَأَنْ يُؤَخِّرُوا الْعَصْرَ، حَتّٰى لَا يَكُونَ تَأْخِيرُهَا يُدْخِلُ مُؤَخِّرَهَا فِي الْوَقْتِ الَّذِي أَخْبَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ الْعَلَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْوَقْتَ، هُوَ الْوَقْتُ الْمَكْرُوهُ تَأْخِيرُ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَيْهِ) فَأَمَّا مَا قَبْلَهُ مِنْ وَقْتِهَا، مِمَّا لَمْ تَدْخُلِ الشَّمْسَ فِيهِ صُفْرَةٌ، وَكَانَ الرَّجُلُ يُمْكِنُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَيَذْكُرَ اللّٰهَ فِيهَا مُتَمَكِّنًا، وَيَخْرُجُ مِنَ الصَّلَاةِ وَالشَّمْسُ كَذٰلِكَ، فَلَا بَأْسَ بِتَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلٰى ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ لِمَا قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ. وَلَقَدْ رُوِیَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرَ لِتَعَصُّرٍ أَيْ تَأَخُّرٍ .

ترجمہ : منصور نے روایت کی کہ ابراہیم کہنے لگے تم سے پہلے لوگ ظہر تم سے زیادہ جلدی پڑھتے اور عصر تم سے زیادہ مؤخر کر کے پڑھتے ، یہ حضرت عمرؓ ہیں جو اپنے عمال صحابہ کرامؓ کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ عصر کی نماز ایسے وقت ادا کریں جبکہ سورج سفید اور بلند ہو پھر ابو ہریرہؓ اس کو مؤخر کر رہے ہیں، یہاں تک کہ عکرمہ نے سورج کو مدینہ کی سب سے بلند چوٹی سے دیکھا اور ابراہیم بھی دیگر اصحاب رسول کے بارے میں خبر دے رہے ہیں اسی طرح اصحاب عبداللہ بھی کہ وہ عصر کی بہت زیادہ تاخیر کیا کرتے تھے۔ جب ان کے یہ افعال اور اقوال اسی طرح آئے ہیں جیسے ہم نے ذکر کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی وہ روایت آئی ہے کہ آپ ﷺ اس کو ایسے حال میں پڑھتے کہ سورج بلند ہوتا اور بعض روایات میں (محلقہ) کا لفظ بھی آیا ہے تو ان آثار کو اپنانا ضروری ہوا اور اس کے خلاف کو چھوڑنا لازم ہوا، پس نماز عصر کو اتنا مؤخر کیا جائے کہ وہ تاخیر ایسے وقت میں داخل نہ ہو جائے جس کو حضرت علیؓ والی روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے منافقین والی مکروہ نماز قرار دیا۔ اس سے پہلے پہلے وہ عصر کا ہی وقت ہے جبکہ سورج میں زردی نہ آئے، اس میں آدمی کے لیے ممکن ہے کہ نماز عصر ادا کرے اور اللہ کا اطمینان سے ذکر کرے اور نماز سے ایسے وقت میں فارغ ہو جائے کہ سورج ابھی چمکدار ہی ہو۔ پس اس وقت تک نماز عصر کی تاخیر میں کچھ حرج نہیں اور یہ افضل ہے، اس لیے کہ اس سلسلے میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کثیر روایات آئی ہیں اور حضرت ابو قلابہ کا بیان اس کی تائید کرتا ہے کہ اس کو عصر تعصر یعنی تاخیر کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

تخریج : مسند حمد ۶/ ۲۸۹، عن ام سلمہ ترمذی فی الصلاۃ باب ۷ نمبر ۱۶۱ .

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ، صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: انا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرَ لِتَعَصُّرٍ فَأَخْبَرَ أَبُو

قِلابَةَ، أَنَّ اسْمَهَا، هٰذَا إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّ سَبِيلَهَا أَنْ تُعْصَرَ. وَهٰذَا الَّذِي اسْتَحْبَبْنَاهُ مِنْ تَأْخِيرِ الْعَصْرِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ إِلٰى وَقْتٍ قَدْ تَغَيَّرَتْ فِيهِ الشَّمْسُ، أَوْ دَخَلَتْهَا صُفْرَةٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَبِهِ نَأْخُذُ. فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي التَّبْكِيرِ بِهِ أَيْضًا بِمَا.

ترجمہ : خالد نے ابوقلابہؒ سے نقل کیا کہ عصر کا نام عصر رکھنے کی وجہ اس کا مؤخر کرنا ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۳۲۸۔

حاصل یہ ہے کہ ابوقلابہ نے بتلایا کہ اس کا نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے راستے کو گویا نچوڑا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے ہم نے بھی تاخیر عصر کو مستحب قرار دیا ہے کہ اس کو متاخر کیا جائے مگر یہ یاد رہے کہ یہ اس وقت سے پہلے پہلے ہے جس میں سورج کی دھوپ زرد ہو کر بدل جاتی ہے یا اس میں زردی کا اثر پیدا ہو۔

یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد بن الحسنؒ کا مذہب و مسلک ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، قَالَ : (كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَنْحَرُ الْجَزُورَ فَنُقَسِّمُهُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ نَطْبُخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ قِيلَ لَهُ: قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، بِسُرْعَةِ عَمَلٍ، وَقَدْ أَخَّرْتُ الْعَصْرَ) فَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا حُجَّةٌ عَلٰى مَنْ يَرَى تَأْخِيرَ الْعَصْرِ. وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي بَابِ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فِي حَدِيثِ بُرَيْدَةَ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، صَلَّى الْعَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ صَلَّاهَا فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي قَدْ كَانَ أَخَّرَهَا فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ، فَكَانَ قَدْ أَخَّرَهَا فِي الْيَوْمَيْنِ جَمِيعًا، وَلَمْ يُعَجِّلْهَا فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، كَمَا فَعَلَ فِي غَيْرِهَا) فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُصَلَّى فِيهِ هُوَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ ذَهَبَ إِلٰى تَأْخِيرِهَا لَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْآخَرُونَ (آخِرُ كِتَابِ الْأَذَانِ وَالْمَوَاقِيتِ).

ترجمہ : ابوالنجاشی نے بیان کیا کہ رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کرتے پھر اونٹ ذبح کر کے اس کو دس حصوں میں تقسیم کرتے پھر پکا کر اس کا گوشت غروب آفتاب سے پہلے کھا لیتے تھے، اس کو یہ کہا جائے گا کہ عین ممکن ہے وہ اس کام کو جلدی انجام دے لیتے ہوں اور عصر کو مؤخر پڑھتے ہوں ہمارے نزدیک اس روایت میں کوئی ایسی دلالت نہیں جو تاخیر عصر کے خلاف ہو، ہم باب المواقیت میں حضرت بریدہ کی روایت نقل کر آئے ہیں انہوں نے پہلے دن عصر کی نماز اس حال میں پڑھی کہ سورج سفید بلند، صاف ستھرا تھا اور دوسرے دن عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی جب سورج بلند تھا یعنی اس کو پہلے دن سے زیادہ مؤخر کر کے پڑھا جبکہ آپ نے دونوں

میں ہی مؤخر کر کے پڑھی اور اول وقت میں جلدی کر کے نہیں پڑھی جیسا کہ دوسری نمازوں میں آپ نے کیا۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نماز عصر کے ادا کرنے کا وقت وہی ہے جس کی طرف تاخیر عصر والے لوگ گئے ہیں، نہ وہ جس کی طرف تعجیل والے گئے۔ مکمل وضاحت مواقیت میں دیکھیں۔

تخریج : بخاری فی الشرکه باب ۱، مسلم فی المساجد حدیث نمبر ۱۹۸، مسند احمد ۱٤۱/٤، ۱٤۲.

تشریح : عصر کی نماز میں تعجیل افضل ہے یا تاخیر اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عصر کی نماز میں تعجیل افضل ہے۔

دوسرا مذہب: حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز میں تاخیر افضل ہے بشرطیکہ اصفرار شمس نہ ہو۔

ائمہ عظام کے دلائل

قائلین تعجیل عصر کی دلیل:

باب کے شروع میں حضرت انسؓ کی روایت ہے جس کو امام طحاویؒ نے ان کے چار شاگردوں سے مختلف سندوں کے ساتھ راویت کی ہے۔

(۱) عاصم بن عمر بن قتادہ انصاریؒ ہیں ان کی روایت میں ہے "قال انس ؓ : مَا كَانَ أَحَدٌ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ أَبْعَدَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ دَارًا مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَأَبُو عَبْسِ بْنُ خَيْرٍ أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ دَارُ أَبِي لُبَابَةَ بِقُبَاءَ، وَدَارُ أَبِي عَبْسٍ فِي بَنِي حَارِثَةَ، ثُمَّ إِنْ كَانَ لَيُصَلِّيَانِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يَأْتِيَانِ قَوْمَهُمَا وَمَا صَلَّوْهَا لِتَبْكِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا"

(۲) دوسرے شاگرد ہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ ہیں ان کی روایت میں ہے "كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ"

(۳) تیسرے شاگرد امام زہری ہیں ان کی روایت میں ہے: "فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ: الْعَوَالِي، عَلَى الْمِيلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَالْأَرْبَعَةِ "

(۴) چوتھے شاگرد ابوالابیضؒ ہیں ان کی روایت میں ہے: " قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ، ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى قَوْمِي، وَهُمْ جُلُوسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، فَأَقُولُ لَهُمْ: قُومُوا فَصَلُّوا، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّى "

قائلین تعجیل عصر کا جواب:

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ کے مذکورہ چار شاگردوں میں سے تین شاگرد، عاصم، اسحٰق اور ابوالابیضؒ، کی روایت سے مسجد نبوی میں اول وقت میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ ان روایات کے اندر اس کی صراحت ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والے قباء اور قبیلہ بنو حارثہ وغیرہ میں جب پہونچ جایا کرتے تھے تو اہل قبا وغیرہ کو نماز پڑھنے والے میں پاتے تھے، یا ان کے نماز پڑھنے سے پہلے پہونچ جاتے تھے، اور یہ لوگ بھی مستحب وقت میں نماز پڑھتے تھے۔

اور حضرت انسؓ کے چوتھے شاگرد حضرت امام زہریؒ کی روایت کے اندر صرف اتنی بات ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھ کر قباء اور عوالی تک سورج کے بلند ہونے کی حالت میں پہونچ جاتا تھا، اور گرمی کے زمانے میں سورج غروب ہونے سے ۱۵ ر ۲۰ منٹ پہلے بلندی پر رہنے کی حالت میں اصفرار اور زردی آجاتی تھی، تو ممکن ہے حضرت امام زہری کی روایت میں یہی مراد ہو کہ سورج بلندی پر تو ہوتا تھا لیکن سورج میں زردی آجاتی تھی۔

قائلین تاخیر عصر کے دلائل:

(۱) حدیث "أبی أرْوَی قَالَ: کُنْتُ أُصَلّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمَدِیْنَۃِ ثُمَّ آتِي الشَّجَرَۃَ ذَا الْحُلَیْفَۃِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَھِیَ عَلٰی رَأْسِ فَرْسَخَیْنِ"

یعنی حضرت ابو اروی حضور ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر ذوالحلیفہ تک پیدل جاتے تھے جیسا کہ ان کی دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے، سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہنچ جاتے تھے، دو فرسخ ۶ ر میل کا ہوتا ہے اب کوئی کہہ سکتا ہے اتنی لمبی مسافت غروب سے پہلے طے کرنی اسی وقت ممکن ہے جب عصر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر سفر شروع کیا ہو؛ لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ رفتار کی تیزی سے جلدی طے کرنا بھی ممکن ہے اور صحابہ کی رفتار بہت تیز ہوا کرتی تھی اس لیے یہ کہیں گے کہ عصر کی نماز مستحب وقت میں پڑھ کر نکلتے تھے اور غروب ہونے سے کچھ پہلے پہنچ جاتے تھے۔

(۲) حدیث "أبی مسعودؓ: قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیَ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ مُرْتَفِعَۃٌ" اور چلنے والا غروب شمس سے پہلے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ تک پہنچ جاتا تھا، تو ابو مسعودؓ کی اس روایت میں "وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ مُرْتَفِعَۃٌ" کا لفظ آیا ہے، ابوالابیض عن انس کی روایت میں "والشمس بیضاء محلقۃ" ہے بیضاء کا لفظ اصفرار کے مقابلہ میں آتا ہے، اور "مرتفعۃ" غروب کے وقت بولا جاتا ہے، تو مطلب یہ ہے کہ غروب ہونے سے پہلے اور سورج میں تغیر آنے سے پہلے عصر کی نماز ادا کی جاتی تھی ایک مثل کے وقت کے لیے "والشمس مرتفعۃ" کا لفظ نہیں بولا جاتا ہے اور تحلیق شمس کا اطلاق اخیر نہار کے لیے ہوتا ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد نبوی میں مستحب وقت کے آخر میں جا کر نماز پڑھی جاتی تھی۔

(۳) حدیث "أنسؓ أَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ مَوَاقِیْتِ الصَّلَاۃِ فَقَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی

صَلَاةَ الْعَصْرِ، مَا بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ"

(۱) یعنی حضور ﷺ عصر کی نماز ظہر اور مغرب کے درمیانی حصہ میں پڑھتے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز کو مؤخر کر کے ہی پڑھتے تھے۔

(۲) حضور ﷺ عصر کی نماز کو تمہاری تعجیل اور تاخیر کے درمیانی حصہ میں ادا کرتے تھے، تو یہ بھی تاخیر عصر کی دلیل ہے، البتہ تاخیر شدید مراد نہیں ہے۔

اشکالات وجوابات:

(۱) حضرت انسؓ کی یہ حدیث کس طرح تاخیر پر دلالت کر سکتی ہے جب کہ خود حضرت انسؓ تعجیل کرتے تھے اور تاخیر کرنے والوں کی مذمت فرماتے تھے۔

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں ظہر کے بعد حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ عصر پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے پوچھا اتنی جلدی عصر کی نماز پڑھ لی؟ تو فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ منافقین کی نماز ہے، تین مرتبہ کہا کہ جب سورج میں تغیر آجائے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان سورج ہوتا ہے تو جلدی ٹھونگ مار کر چار رکعت پڑھ لیتے ہیں؟ بہت کم اللہ کا ذکر کرتے تھے، اس سے تعجیل کا پتہ چلتا ہے۔

جواب: تاخیر دو طرح کی ہے، (۱) تاخیر مکروہ: اتنی تاخیر کہ سورج میں تغیر آجائے یا غروب ہونے کے قریب ہو جائے، (۲) تاخیر مستحب یعنی اس طرح تاخیر کی جائے کہ سورج میں تغیر آنے سے پہلے پہلے خوب اطمینان سے چار رکعت ادا کی جا سکے، پھر نماز میں فساد آنے کی وجہ سے دوبارہ تغیر شمس سے پہلے پہلے مستحب وقت میں اعادہ کیا جا سکے۔

حضرت انسؓ نے جس تاخیر کی مذمت میں قول رسول ﷺ نقل فرمایا ہے اس سے تاخیر مکروہ مراد ہے، تاخیر مستحب سے متعلق ان کی روایت نہیں ہے۔

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ عصر کی نماز سے فراغت حاصل کرتے تھے اس حال میں کہ سورج کی روشنی میرے کمرے کے اندر رہتی تھی، اور کمرے میں دیوار کا سایہ ظاہر اور نمایاں ہونے سے پہلے نماز سے فراغت حاصل کرتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں پڑھی جاتی تھی۔

جواب: واقعہ وہی ہے جو روایت میں ہے لیکن حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دیواریں بہت نیچی تھی، اور سامنے صحن کی دیوار بھی بہت نیچی تھی، کہ تغیر شمس کے قریب تک دیوار عائشہؓ کا سایہ حجرۂ عائشہ میں نمایاں نہیں ہوتا تھا۔

(۳) دوسرا جواب یہ ہے کہ لفظ ''حجرہ'' اصل میں بناء غیر مسقّف کے لیے ہے، اور کبھی کبھی اس کا اطلاق بناء مسقّف پر بھی ہوجاتا ہے، یہاں دونوں محتمل ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہاں دوسرے معنی یعنی بناء مسقّف ہی مراد ہے، اور اس سے مراد حضرت عائشہؓ کا کمرہ ہے ظاہر ہے کہ اس صورت میں دھوپ کے اندر آنے کا راستہ صرف دروازہ ہی سے ہوسکتا ہے، اور حضرت عائشہؓ کے کمرے کا دروازہ مغرب میں تھا؛ لیکن چونکہ چھت نیچی تھی اور دروازہ چھوٹا تھا، اس لیے اس میں دھوپ اسی وقت اندر آسکتی تھی جب کہ سورج مغرب کی طرف کافی نیچے آچکا ہو، لہٰذا یہ حدیث حنفیہ کے مسلک کے مطابق تاخیر عصر کی دلیل ہوئی نہ کی تعجیل کی۔

(۴) ''أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ، صَلُّوا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً''

(۵) ''عن أم سلمةؓ قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشدّ تعجيلاً للظهر منكم وأنتم اشدّ تعجيلاً للعصر منه''[۱]

(۶) مسند احمد میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس سے تاخیر عصر کا استحباب معلوم ہوتا ہے: ''ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر بتاخير صلاة العصر''[۲]

لیکن اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے ''لا یصح'' لیکن ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اس روایت کے راوی عبدالواحد کو ضعیف سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ ایک مختلف فیہ راوی ہیں جن کی توثیق بھی کی گئی ہے، اور تضعیف بھی، چناں چہ جہاں ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے وہاں ان کا ذکر کتاب الثقات میں بھی کیا ہے، بلکہ عبدالواحد کے معدّلین کی تعداد جارحین سے زیادہ ہے، اس لیے ان کی حدیث درجۂ حسن سے کم نہیں۔

(۷) معجم طبرانی میں[۳] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اثر ہے کہ وہ نماز عصر تاخیر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، علامہ ہیثمیؒ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں ''رجاله موثقون'' اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں حضرت علیؓ کا ایسا ہی عمل منقول ہے۔

(۸) قیاس اور نظر کا تقاضہ ہے کہ تمام نمازوں کو اول وقت میں پڑھنا بہتر ہے، تین وجوں سے۔(۱) اول وقت میں پڑھنے میں سبب وجوب کے بعد متصلاً حکم خدا کی تعمیل ہوتی ہے۔(۲) ابوداؤد شریف میں روایت ہے: اي الأعمال أفضل ؟ قال الصلاة في أول وقتها (۳) تاخیر کے اندر سستی اور غفلت پائی جاتی ہے اس لیے منافقین کے ساتھ مشابہت کا شائبہ ہوتا ہے، لیکن تاخیر پر دلالت کرنے والی تواتر کے ساتھ روایات وارد ہوئی ہیں اس لیے تاخیر کو اولیٰ کہا جاتا ہے۔

﴿الحواشي﴾

(۱) ترمذی ، الصلاة باب ماجاء في تاخير العصر رقم الحديث: ۱۶۱

(۲) مجمع الزوائد ج:۱ص ۳۰۷ باب وقت صلاۃ العصر۔
(۳) مجمع الزوائد ج ۱ .ص: ۳۰۷ باب وقت صلاۃ العصر۔

﴿باب رفع اليدين في افتتاح الصلاة إلى اين يبلغ بهما ؟﴾

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ، مَوْلَى الزُّرَقِيِّينَ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا) فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ مَدًّا وَلَمْ يُوَقِّتُوا فِي ذٰلِكَ شَيْئًا وَاحْتَجُّوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا، بَلْ يَنْبَغِي، لَهُ أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا .

ترجمہ : سعید بن سمعان جو کہ زرقیین کے مولیٰ تھے بیان کرتے ہیں ہمارے ہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے جب جناب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کھینچ کر اوپر کو اٹھاتے۔ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جب آدمی نماز کو شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو کھینچ کر اوپر کو اٹھائے مگر اس کے لیے انہوں نے کسی وقت کو متعین نہیں کیا اور اسی روایت بالا کو اپنی دلیل میں پیش کیا جبکہ علماء کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھائے اور انہوں نے اپنی دلیل میں یہ روایات پیش کی ہیں۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۷، نمبر ۷۵۳، ترمذی فی الصلاۃ باب ۶۳، ۲۳۹/ ۲۴۰، نسائی فی الافتتاح باب ۶ .

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ).

ترجمہ : عبید اللہ بن ابی رافع نے حضرت علی ابن ابی طالب اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ جب آپ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، ۷۴۴، ترمذی فی الصلاۃ باب ۷۶، ۲۵۵

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: (رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ)

ترجمہ : سالم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو ہاتھوں کو اتنا بلند فرماتے کہ کندھوں کے برابر ہو جاتے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ ۲۱ .

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

ترجمہ : زید بن انیسہ نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو نماز شروع کرتے دیکھا کہ انہوں نے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا ہے میں نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے میں نے ابن عمرؓ کو ایسا کرتے دیکھا اور ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ شروع نماز کی تکبیر میں ہاتھوں کا اٹھانا کندھوں تک ہے، اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا اور ہمارے نزدیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور بات اس کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں صرف اتنی بات ہے کہ جب آپ نماز کے لیے اٹھتے تو آپ ہاتھوں کو دراز کر کے اٹھاتے۔ روایت میں دراز کرنے کی کوئی انتہا مذکور نہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کندھوں کے برابر اٹھاتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ نماز سے پہلے یہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہو اور نماز کی تکبیر کے بعد میں کہہ کر کندھوں کے برابر اٹھاتے ہوں تو بس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد ہو اور حضرت علی اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں نماز کی ابتداء کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد ہوتا کہ ان روایتوں میں تضاد نہ رہے۔ علماء کی ایک اور جماعت نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ کہا کہ نماز کو شروع کرتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا جائے گا تا کہ ان روایتوں میں تضاد نہ رہے۔ علماء کی ایک اور جماعت نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ کہا کہ نماز کو شروع کرتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا جائے گا اور انہوں نے اس سلسلہ میں ان روایات سے استدلال کیا۔

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: (أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبِعَةً وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً. فَقَالَ: بَلٰى قَالُوا فَاعْرِضْ. فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ قَالَ: فَقَالُوا جَمِيعًا: صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا، فَقَالُوا: الرَّفْعُ فِي التَّكْبِيرِ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ يَبْلُغُ بِهِ الْمَنْكِبَيْنِ وَلَا يُجَاوِزَانِ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الآثَارِ. وَكَانَ مَا فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَنَا غَيْرَ مُخَالِفٍ لِهٰذَا، لِأَنَّهُ إِنَّمَا ذَكَرَ فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا، فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ ذِكْرُ الْمُنْتَهٰى بِذٰلِكَ الْمَدِّ إِلَيْهِ أَيُّ مَوْضِعٍ هُوَ. قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ يَبْلُغُ بِهِ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ ، وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ الرَّفْعُ قَبْلَ الصَّلَاةِ لِلدُّعَاءِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلصَّلَاةِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ. فَيَكُونُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الرَّفْعِ عِنْدَ الْقِيَامِ لِلصَّلَاةِ لِلدُّعَاءِ، وَحَدِيثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَى الرَّفْعِ بَعْدَ ذٰلِكَ، عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، حَتّٰى لَا تَتَضَادَّ هٰذِهِ الآثَارُ. وَخَالَفَ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: يَرْفَعُ الْأَيْدِيَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهَا الْأُذُنَانِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا قَدْ.

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمید الساعدیؓ کو دس اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ دیکھا ان میں ابوقتادہ بھی تھے ابوحمید کہنے لگے میں تم میں سے سب سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جاننے والا ہوں انہوں نے کہا کیوں؟ جبکہ تم ہم سے زیادہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے نہیں اور نہ صحبت میں ہم سے مقدم ہو تو ابوحمید کہنے لگے تمہاری بات درست ہے انہوں نے کہا آپ فرمائیں تو ابوحمید کہنے لگے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کرتے اس پر سب نے کہا تم نے درست کہا جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جو پہلے مذکور ہوئی اس میں ہاتھوں کو مطلقاً بلند کرنے کا تذکرہ ہے اس بلندی کی انتہا مذکور نہیں کہ ان روایات کے خلاف ہو کیونکہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کھینچ کر بلند کرنا مراد ہو یا پھر نماز سے پہلے دعا کے لیے ہاتھ بلند کرنا مراد ہو پھر نماز کی تکبیر کہہ کر کندھوں کے برابر ہاتھ بلند کرتے ہوں۔ روایت ابوہریرہؓ میں نماز سے قبل دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد ہے اور روایت علی وابن عمرؓ میں افتتاح صلاۃ کے وقت رفع کا تذکرہ ہے اس سے روایات کا تضاد ختم ہو جاتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ نماز کی ابتداء میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا درست ہے یا نہیں ۔ ہاتھ اٹھا کر درست ہے یا نہیں۔ یہ طبرانی اوسط کی روایت ہے اور اس کے علاوہ بھی اقامت وتکبیر کے درمیان دعا کی جتنی روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں اقامت وتکبیر کے درمیان فاصلہ نہیں یا ابتداء ایسا تھا پھر اذان وتکبیر کی مشروعیت کے بعد منسوخ ہو چکا اجلہ صحابہ کا عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ تکبیر افتتاح کے لیے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا جائے گا جیسا کہ مندرجہ روایات وآثار سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

تخریج : ابوداؤد ۱/۱۰۶۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ :(كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ).

ترجمه : ابن ابی لیلیٰ نے حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب افتتاح نماز کے لیے تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو اتنا بلند فرماتے کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب نمبر ۱۱۱۶، نسائی فی الافتتاح باب ۵ ۔

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ : (رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلصَّلَاةِ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ).

ترجمه : عاصم بن کلیب نے کلیب سے اور انہوں نے وائل بن حجرؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر افتتاح کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۵٤، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۷۲٦، مسند احمد ٤/۱۳٦/۱۳۷۔

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ السُّوسِيُّ الْكُوفِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: (حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فَوْقَ أُذُنَيْهِ).

ترجمه : نصر بن عاصم نے مالک بن حویرثؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے صرف ان الفاظ کا فرق ہے "حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فَوْقَ أُذُنَيْهِ" یہاں تک کہ ہاتھوں کو کانوں کے اوپر والی جانب کی محاذات میں کر دیتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱٦، باب ۷٤۵، مسند احمد ۵/۵۳ ۔

وَبِمَا قَدْ حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَخْلَدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: ثنا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَدَوِيِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ (أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الَّتِي فِيهَا بَيَانُ الرَّفْعِ إِلَى أَيِّ مَوْضِعٍ هُوَ، فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي انْتَهَى بِهِ، وَخَرَجَ حَدِيثُ أَبِي

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، الَّذِي بَدَأْنَا بِذِكْرِهِ، أَنْ يَكُونَ مُضَادًّا لَهَا، أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ أَيُّ هٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ أَوْلٰى أَنْ يُقَالَ بِهِ ؟

ترجمہ : عباس بن سہل نے ابوحمید ساعدیؓ سے نقل کیا کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو فرمانے لگے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر بلند کرتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ سے منقولہ روایات جن میں ہاتھوں کو اٹھانے کا تذکرہ ہے اس بارے میں مختلف ہیں کہ کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جو شروع میں ہم نے ذکر کی وہ بھی ان کے مخالف نہیں تو ہم نے یہ چاہا کہ ان دونوں معانی میں جو اولیٰ ہو اس کے متعلق غور وفکر کریں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۳، نسائی فی السهو باب ۲۹، مسند احمد ۵/۴۲۴

فَإِذَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: أنا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: (أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ إِذَا كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ، وَإِذَا سَجَدَ، فَذَكَرَ مِنْ هٰذَا مَا شَاءَ اللّٰهُ. قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَعَلَيْهِمُ الْأَكْسِيَةُ وَالْبَرَانِسُ فَكَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهَا، وَأَشَارَ شَرِيكٌ إِلَى صَدْرِهِ) فَأَخْبَرَ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فِي حَدِيثِهِ هٰذَا أَنَّ رَفْعَهُمْ إِلَى مَنَاكِبِهِمْ، إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّ أَيْدِيَهُمْ كَانَتْ حِينَئِذٍ فِي ثِيَابِهِمْ، وَأَخْبَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَرْفَعُونَ إِذَا كَانَتْ أَيْدِيهِمْ لَيْسَتْ فِي ثِيَابِهِمْ، إِلَى حَذْوِ آذَانِهِمْ. فَأَعْمَلْنَا رِوَايَتَهُ كُلَّهَا فَجَعَلْنَا الرَّفْعَ إِذَا كَانَتِ الْيَدَانِ فِي الثِّيَابِ لِعِلَّةِ الْبَرْدِ إِلَى مُنْتَهٰى مَا يُسْتَطَاعُ الرَّفْعُ إِلَيْهِ، وَهُوَ الْمَنْكِبَانِ. وَإِذَا كَانَتَا بَادِيَتَيْنِ، رَفَعَهُمَا إِلَى الْأُذُنَيْنِ، كَمَا فَعَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلَمْ يَجُزْ أَنْ يَجْعَلَ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَا أَشْبَهَهُ، الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِلَى الْمَنْكِبَيْنِ كَانَ ذٰلِكَ وَالْيَدَانِ بَادِيَتَانِ. إِذَا كَانَ قَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَا، كَانَتَا فِي الثِّيَابِ، فَيَكُونُ ذٰلِكَ مُخَالِفًا، لِمَا رَوَى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ، فَيَتَضَادُّ الْحَدِيثَانِ. وَلٰكِنَّا نَحْمِلُهُمَا عَلَى الِاتِّفَاقِ، فَنَجْعَلُ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدَاهُ فِي ثَوْبِهِ، عَلٰى مَا حَكَاهُ وَائِلٌ فِي حَدِيثِهِ. وَنَجْعَلُ مَا رَوَى وَائِلٌ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَهُ، فِي غَيْرِ حَالِ الْبَرْدِ، مِنْ رَفْعِ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ فَيُسْتَحَبُّ الْقَوْلُ بِهِ وَتَرْكُ خِلَافِهِ. وَأَمَّا مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ، فَهُوَ خَطَأٌ، وَسَنُبَيِّنُ ذٰلِكَ فِي بَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. فَثَبَتَ بِتَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ، مَا رَوَى وَائِلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا فَصَّلْنَا، مِمَّا فَعَلَ فِي حَالِ الْبَرْدِ، وَفِي غَيْرِ حَالِ الْبَرْدِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ. وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ : عاصم بن کلیب نے اپنے والد اور انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ میں نے دیکھا کہ آپ افتتاح صلاۃ کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تکبیر کہتے ہوئے بلند کرتے ہیں اور جب آپ اٹھتے اور سجدہ کرتے ہیں پھر اسی طرح انہوں نے بیان کیا ابن حجر کہتے ہیں میں پھر آئندہ سال آیا تو صحابہ کرام نے چادریں اور ٹوپیاں اوڑھ رکھی تھیں وہ انہی چادروں میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، شریک راوی نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے اپنی روایت میں بتلایا کہ کندھوں تک کا اٹھانا اس بنا پر تھا کہ ان کے ہاتھ کپڑوں پر تھے، انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ وہ اپنے ہاتھ کو دونوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ جبکہ وہ کپڑوں میں نہ ہوتے تھے۔ پس ہم نے ان کی روایت پر مکمل طور پر اس طرح عمل کیا جب ہاتھ کپڑوں میں ہوں تو اس حد تک اٹھائے جائیں جہاں تک آدمی اٹھا سکتا ہو اور وہ کندھے ہیں اور جب دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر ہو تو ان کو کانوں تک اٹھایا جائے گا جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا اور وہ روایت جس کو ابن عمرؓ اور دیگر حضرات نے روایت کیا جس میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ ہے جبکہ وہ کھلے ہوں تو یہ روایت اس کے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ یہ کہنا درست ہے کہ دونوں ہاتھ کپڑوں میں تھے تو اس صورت میں یہ روایت وائل بن حجر کی روایت کے مخالف بن گئی۔ مگر ہم ان کو اتفاق پر اس طرح محمول کریں گے کہ ابن عمرؓ کی روایت اس موقع کے لیے ہے جبکہ آپ کے ہاتھ کپڑوں میں تھے جیسا کہ حضرت وائل کی روایت میں آیا ہے اور وائل بن حجر کی روایت میں آپ کا جو فعل وارد ہوا ہے جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے وہ سردی کے علاوہ وقت سے متعلق ہے۔ پس اس کا اختیار کرنا مستحب ہے اور اس کی مخالفت کو ترک کر دینا بہتر ہے بقیہ جو روایت علی المرتضیٰ سے مروی ہے اس کی کمزوری باب رفع الیدین فی الرکوع میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔ اس باب میں وائل بن حجرؓ کی روایت اور دیگر روایات جن کی ہم نے تفصیل کی جس سے آپ کی سردیوں کی حالت اور سردیوں کے علاوہ حالت کی تفصیل ہوئی یہ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۷۲۸، نسائی فی الصلاۃ باب ۹۷ .

تشریح : بوقت تکبیر تحریمہ رفع یدین کہاں تک کیا جائے اس سلسلے میں تین مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب : امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت اور عراقی مالکیین کے نزدیک بوقت تکبیر تحریمہ رفع یدین علی الاطلاق مسنون ہے، اور کہاں تک اٹھانا مسنون ہے اس کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔

دوسرا مذہب : امام احمد بن حنبلؒ کے قول مشہور، اکثر مالکیہ اور حضرات شافعیہ کے نزدیک بوقت تکبیر تحریمہ مونڈھوں

تک ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

تیسرا مذہب: حنفیہؒ کے نزدیک بوقت تکبیر تحریمہ کانوں تک ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

فریق اول کی دلیل:

حدیث ''أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَقَالَ: كَانَ النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا ، رواه الخمسة إلا ابن ماجه وإسناده صحيح'' [۱]

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) حدیث ''عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، رواه الخمسه وصحّحه أحمد والترمذي'' [۲]

(۲) عن ابن عمرؓ: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يرفع يديه حذوَ منكبيه إذا افتتح الصلاة . رواه الشيخان . [۳]

(۳) عن أبي حميد الساعديؓ قال : كان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ،ا قام إلي الصلاة رفع يديه حتی يحاذی بهما منكبيه . أخرجه الخمسة إلا النسائي وصحّحه الترمذي .

(آثار السنن ص ۲۰۳ ط: مكتبه نعيمية ديوبند)

فریق ثالث کے دلائل:

(۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ .

(۲) عن مالك بن الحويرثؓ : أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا كبّر رفع يديه حتی يحاذي بها أذنيه . وفي رواية حتی يحاذي بها فروعَ أذنيه . رواه مسلم . [۴]

(۳) وعن وائل بن حجرؓ : أنه رأی النبیّ صلی اللّٰه عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلاة كبّر، وصف همّام حيال أذنيه . رواه مسلم ۔[۵]

(۴) حدیث ''أَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ ''

فریق اول کی دلیل کا جواب:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت قائلین رفع یدین الی الاذنین کے مخالف نہیں ہے، کیوں کہ ان کی رایت میں دو احتمال ہیں۔

(۱) اس سے مراد مونڈھوں تک ہاتھوں کو اٹھانا ہو تو اس صورت میں فریق ثانی کی مستدل ہوگی۔

(۲) ان کی روایت میں یہ مراد ہو کہ دونوں ہاتھوں کا نماز سے پہلے دعاء کے لیے اٹھایا تھا، پھر تکبیر تحریمہ کے لیے دوبارہ مونڈھے یا کانوں تک اٹھایا ہے۔ اب تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت تکبیر تحریمہ سے پہلے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے پر محمول ہوگی۔

دسری قسم کی روایات کا جواب:

جن روایات میں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانے کی بات ہے وہ روایات سردی کے زمانوں پر محمول ہوں گی کہ صحابہ شدت برودت کی وجہ سے موٹے موٹے کپڑے اور موٹی موٹی چادریں اوڑھ لیا کرتے تھے، برودت کی وجہ سے اندر اندر یہ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے باہر نکالا نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے صرف مونڈھوں تک ہی ہاتھ پہنچ پاتا تھا، اور اذنین تک کی روایات عام حالات پر محمول ہوگی۔

﴿الحواشی﴾

(۱) ابوداؤد رقم ۷۵۳، واحمد ۲/ ۴۳٤ و ۵۰۰.
(۲) أبوداؤد رقم ۷۳۰ وابن ماجه ۱۰٦۱ والترمذی ۳۰٤، والنسائی ٦۳۱
(۳) مسلم شریف ۳۹۰ والترمذی ۲۰۳.
(٤) مسلم ۳۹۱.
(٥)

﴿باب صلاة ما يقال بعد تكبيرة الافتتاح﴾

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ (عَلَى وَزْنِ مَفْعُولٍ مِنَ التَّفْعِيلِ) قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ،

وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ ثُمَّ يَقْرَأُ).

ترجمہ : ابوالمتوکل ناجی حضرت ابوسعید الخدریؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے اور نماز کے لیے تکبیر افتتاح کہہ چکتے تو پھر پڑھتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا غيرك پھر پڑھتے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پھر تین مرتبہ پڑھتے :اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا پھر پڑھتے : أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ" (میں اللہ تعالیٰ جو سمیع علیم ہیں شیطان مردود کی طعنہ زنی اور پھونک سے پناہ مانگتا ہوں) پھر آپ قراءت شروع فرماتے۔

تخریج : ابوداؤد باب الصلاة باب ۱۲۰، ۷۷۵، ترمذی فی الصلاة باب ٦٥ نمبر ۲٤۲ ، ابن ماجه فی الاقامة باب ۲ نمبر ۸۰٤ ، مسند احمد ۵۰/۳ .

وَحَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَيْفٍ التُّجِيبِيُّ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ).

ترجمہ : عمرہ نے عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز کو شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر تکبیر کہتے پھر پڑھتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا غيرك"

تخریج : ترمذی ۱ / ۵۷ ، ابوداؤد ۱/ ۱۱۳ .

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ هٰذَا أَيْضًا، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ .

ترجمہ : حسن بن ربیع کہتے ہیں کہ ہمیں ابومعاویہ نے اپنی سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : ابن ماجه ۱/ ۵۸.

كَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ ,عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَقَالَ: "اللّٰهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ".

ترجمہ : عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ ہمیں عمرؓ نے ذوالحلیفہ میں نماز پڑھائی تو اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر افتتاحی کہی اور" سُبْحَانَكَ اللّٰهُم تا غيرك" پڑھا۔

تخریج المستدرک

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ قَالَا: ثنا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَزَادَ

لا اِلٰہَ غَیْرُکَ وَکَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَکْرَةَ قَالَ. ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ، قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِیمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ، غَیْرَ أَنَّهُ لَمْ یَقُلْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ .

ترجمہ : اسود نے حضرت عمرؓ کے متعلق اسی طرح کی روایت نقل کی ہے صرف ذالحلیفہ کا نام ذکر نہیں کیا۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱/ ۲۱۰.

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ الْبُرْسَانِیُّ، قَالَ: أنا سَعِیدُ بْنُ أَبِی عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِی مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ، مِثْلَهُ، وَزَادَ یُسْمِعُ مَنْ یَلِیهِ .

ترجمہ : ابراہیم نخعی نے علقمہ اور اسود سے نقل کیا انہوں نے عمرؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ یہ لفظ زائد ہیں ''یُسْمِعُ مَنْ یَلِیهِ'' یعنی ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' اس طرح پڑھا کہ قریب والا سن پائے (یہ تعلیم کے لیے پڑھا)۔

وَکَمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ، قَالَ: ثنا أَبِی، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ. حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ :کَبَّرَ، فَرَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ لِیَتَعَلَّمُوهَا قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰی هٰذَا فَقَالُوا: هٰکَذَا یَنْبَغِی لِلْمُصَلِّی إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، أَنْ یَقُولَ، وَلَا یَزِیدَ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا غَیْرَ التَّعَوُّذِ، إِنْ کَانَ إِمَامًا، أَوْ مُصَلِّیًا لِنَفْسِهِ، وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ: أَبُو حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَخَالَفَهُمْ فِی ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: بَلْ یَنْبَغِی لَهُ أَنْ یَزِیدَ بَعْدَ هٰذَا مَا قَدْ رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوا .

ترجمہ : ابراہیم نے علقمہ اور اسود دونوں سے نقل کیا کہ دونوں نے حضرت عمرؓ سے اسی طرح سنا کہ انہوں نے تکبیر افتتاحی کہی اور اپنی آواز کو بلند کیا اور سبحانک اللھم بھی ذرا زور سے پڑھی تا کہ لوگ سیکھ لیں (کہ اس مقام پر یہی پڑھی جاتی ہے) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نمازی کے لیے یہی مناسب ہے کہ جب وہ نماز کو شروع کرے تو یہی الفاظ کہے اور اعوذ باللہ کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ نہ کرے جبکہ وہ امام یا اپنی نماز پڑھنے والا ہو یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ دوسروں نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ اس کے بعد وہ الفاظ بھی پڑھے جائیں جو حضرت علیؓ کی روایت میں مذکور ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ روایات ذکر کیں۔

تخریج : بیهقی ۲/ ۵۲، ابن ابی شیبه ۱/ ۲۱۰

مَا حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ أَبِی سَلَمَةَ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی رَافِعٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِینَ، إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ).

ترجمہ : عبیداللہ بن ابی رافع حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پڑھتے: وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

تخریج : مسلم صلاۃ المسافرین ۱ ۲۰۱/۲۰۲، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۹، نمبر ۷۶۰، ترمذی فی الدعوات باب ۳۲ نمبر ۳۴۲۲، نسائی فی الافتتاح باب ۱۷، ابن ماجہ فی الاضاحی باب ۱، دارمی فی الاضاحی باب ۱۔

وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالُوا: فَلَمَّا جَاءَتِ الرِّوَايَةُ بِهَذَا وَبِمَا قَبْلَهُ اسْتَحْبَبْنَا أَنْ يَقُولَهُمَا الْمُصَلِّي جَمِيعًا، وَمِمَّنْ قَالَ هَذَا أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ .

ترجمہ : عبداللہ بن فضل نے اعرج سے اورانہوں نے اپنی سند سے روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ جب یہ کلمات بھی روایت میں آئے اوراس سے پہلے کلمات بھی روایات میں آئے تو مناسب یہ ہے کہ نمازی ہر دو کو پڑھے۔ یہ قول امام ابویوسفؒ کا ہے۔

تخریج : دارقطنی ۲۹۷/۱۔

تشریح : تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا اور توجیہ (إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي الخ) کے پڑھنے میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک صرف ثناء (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ) پر اکتفاء کرنا ہے اس سے زیادہ توجیہ وغیرہ پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

دوسرا مذہب: امام ابویوسفؒ اورامام طحاویؒ کے نزدیک ثناء اور توجیہ دونوں کا پڑھنا مسنون ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) حدیث: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ

همزه، ونفخه ونفثه ثم يقرأ .

(۲) حدیث: عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :(كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

(۳) حدیث: وبتعليم عمرؓ الناس هذالثناء ، فروي بإسناده عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَقَالَ: "اللهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ " .

(۴) عن حميد الطويل عن أنس بن مالكؓ : قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استفتح الصلاة قال : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . رواه الطبراني في كتابه المفرد في الدعاء وإسناده جيّد.

(۵) عن الأسود عن عمر رضي الله عنه : أنه كان إذا استفتح الصلاة قال: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . رواه الدارقطني وإسناده صحيح .

(۶)وعن أبي وائل قال : كان عثمان رضي الله عنه إذافتتح الصلاة يقول : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .يسمعنا ذلك: رواه الدار قطني وإسناده حسن .

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ .

(۲) عن أبي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً - قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً - فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. رواه الجماعة إلاالترمذي .

(۳) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَؓ :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تطوّعاً قَالَ: أَكْبَرُ، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ

صَلَاتِي وَنُسُكِي، وَمَحْيَاي، وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ، ثُمَّ يَقْرَأُ.

رواه النسائي وإسناده صحيح . (آثار السنن ص ٢١٦ باب ما يقرأ بعد تكبيرة الإحرام)

﴿باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم في الصلاة﴾

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ الْمُجْمِرِ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَرَأَ، (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ).(الفاتحة: ١) فَلَمَّا بَلَغَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: ٧) قَالَ: آمِينَ، فَقَالَ: النَّاسُ آمِينَ ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : نعیم بن مجمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے پیچھے نماز ادا کی تو انہوں نے بسم اللہ سمیت سورۂ فاتحہ ولا الضالین تک پڑھی پھر آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی پھر سلام پھیر کر کہنے لگے اچھی طرح سنو! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلا شبہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز میں تم سب سے بڑھ کر مشابہت والا ہوں۔

تخریج : نسائی فی الافتتاح باب ۲۱، مسند احمد ۴۹۷/۲، مستدرک حاکم ۲۳۲/۱ .

حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِهَا، فَيَقْرَأُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَنَّهُ يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّي أَنْ يَقْرَأَ بِهَا، كَمَا يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا، بِمَا رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے ام سلمہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز ادا فرماتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سمیت سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء کا خیال یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا حصہ ہے چنانچہ نمازی کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس کو اسی طرح پڑھے جس طرح سورۂ فاتحہ کو پڑھتا ہے اور ان

روایات کوانہوں نے دلیل بنایا ہے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

تخریج : ابوداؤد فی الحروف القراءت نمبر ۴۰۰۱ .

كَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِ "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" وَكَانَ أَبِي يَجْهَرُ ب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً پڑھا اور ابی بن کعب بھی اسے جہراً پڑھا کرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/۴۱۲ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: انا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَهَرَ بِهَا .

ترجمه : سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ وہ بھی بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے۔

تخریج : دارقطنی ۱/۳۰۳.

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ . أَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" قَبْلَ السُّورَةِ وَبَعْدَهَا، إِذَا قَرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرى فِي الصَّلَاةِ .

ترجمه : نافع نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ کے شروع میں اور دوسری سورت کی ابتداء میں بسم اللہ کو ترک نہ کرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/۴۱۲ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ الْفَقِيرُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ".

ترجمه : یزید الفقیر نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ وہ بسم اللہ کے ساتھ قراءت کا افتتاح فرماتے۔

تخریج : معرفة السنن و الآثار ۲/ ۳۷۵ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو زَيْدٍ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا .

ترجمہ : ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے ابن الزبیر کے پیچھے نماز ادا کی ان کو سورۃ فاتحہ کی ابتداء اور دوسری سورہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے ہوئے پایا۔انہوں نے اس روایت کو بھی استدلال میں پیش کیا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۴۱۲.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي) قَالَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَقَالَ: هِيَ الْآيَةُ السَّابِعَةُ قَالَ: وَقَرَأَ عَلٰى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، كَمَا قَرَأَ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: لَا نَرَى الْجَهْرَ بِهَا فِي الصَّلَاةِ، وَاخْتَلَفُوا بَعْدَ ذٰلِكَ .فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَقُولُهَا سِرًّا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَقُولُهَا أَلْبَتَّةَ .لَا فِي السِّرِّ، وَلَا فِي الْعَلَانِيَةِ . وَاحْتَجُّوا عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ وہ فرمانے لگے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي﴾ (الحجر:۷) سے مراد سورۂ فاتحہ ہے پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر بتلایا کہ یہ سورۂ فاتحہ کی ساتویں (پہلی) آیت ہے،ان سے دوسرے علماء نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ نماز میں اسکے بلند آواز میں پڑھنے کا ثبوت اس سے نہیں ملتا پھر ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ آہستہ پڑھے اور بعض نے یہ کہا کہ اس کو سرو جہر بالکل نہ پڑھے اس سلسلے میں انہوں نے پہلے قول والوں کے خلاف اس روایت کو پیش کیا۔

تخریج : عبدالرزاق ۲/ ۹۰ .

بِمَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، قَالَ: ثنا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:(كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ فِي الثَّانِيَةِ، اسْتَفْتَحَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَفِي هٰذَا دَلِيلٌ أَنَّ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" لَيْسَتْ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَلَوْ كَانَتْ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، لَقَرَأَ بِهَا فِي الثَّانِيَةِ، كَمَا قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ. وَالَّذِينَ اسْتَحَبُّوا الْجَهْرَ بِهَا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى لِأَنَّهَا عِنْدَهُمْ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، اسْتَحَبُّوا ذٰلِكَ أَيْضًا فِي الثَّانِيَةِ فَلَمَّا انْتَفَى بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِهَا فِي الثَّانِيَةِ، انْتَفَى بِهِ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ قَرَأَ بِهَا فِي الْأُولٰى .فَعَارَضَ هٰذَا الْحَدِيثُ، حَدِيثَ نُعَيْمِ بْنِ الْمُجْمِرِ، وَكَانَ هٰذَا أَوْلٰى مِنْهُ، لِاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهِ، وَفَضْلِ صِحَّةِ مَجِيئِهِ، عَلٰى مَجِيءِ حَدِيثِ نُعَيْمٍ. وَقَالُوا: وَأَمَّا حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، الَّذِي رَوَاهُ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، فَقَدِ اخْتَلَفَ الَّذِينَ رَوَوْهُ فِي لَفْظِهِ

فرواہ بعضهم على ما ذكرناه، ورواه آخرون على غير ذلك .

ترجمه : ابوزرعہ بن عمرو بن جریر کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے ہمیں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو رکعت کی قراءت کو الحمد للہ سے شروع فرماتے اور سکوت نہ فرماتے ، امام طحاویؒ فرماتے ہیں اس سے یہ واضح دلیل مل گئی کہ بسم اللہ فاتحہ کا حصہ نہیں ، اگر فاتحہ کا حصہ ہوتی تو دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ، جیسا کہ آپ نے فاتحہ کو پڑھا ، رہے وہ لوگ جنہوں نے پہلی رکعت میں اس کے جہر کے ساتھ پڑھنے کو مستحب قرار دیا تو ان کے ہاں اس کی وجہ فاتحۃ الکتاب کا حصہ ہونا اور دوسری رکعت میں بھی انہوں نے مستحب قرار دیا ، جب روایت بالا سے اس کی دوسری رکعت میں رسول اللہ ﷺ سے نفی ہوگئی تو اس سے پہلی رکعت کے اندر پڑھنے کی بھی نفی ہوگئی ، تو یہ روایت نعیم بن مجمر کی روایت کے معارض بنی اور یہ روایت اس سند کی پختگی کے لحاظ سے بہتر ہے ، رہی وہ روایت جس کو حضرت ام سلمہؓ نے ابن ابی ملیکہ سے ذکر کیا تو خود اس روایت کے الفاظ میں شدید اختلاف تھا ۔ بعض نے اسی طرح روایت کی جس طرح ہم نے اور بعض نے دوسرے انداز سے روایت کی ۔

تخريج : مسلم في المساجد نمبر ١٤٨ .

كَمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَتَتْ لَهُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا فَفِي هٰذَا أَنَّ ذِكْرَ قِرَاءَةِ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ". مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ، تَنْعَتُ بِذٰلِكَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَائِرِ الْقُرْآنِ، كَيْفَ كَانَتْ؟ وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" فَمَعْنَى هٰذَا غَيْرُ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ . وَقَدْ يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ تَقْطِيعُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ الَّذِي فِي حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ، كَانَ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَيْضًا حِكَايَةً مِنْهُ لِلْقِرَاءَةِ الْمُفَسَّرَةِ حَرْفًا حَرْفًا، الَّتِي حَكَاهَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ. فَانْتَفَى بِذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ فِي حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ ذٰلِكَ حُجَّةٌ لِأَحَدٍ. وَقَالُوا لَهُمْ أَيْضًا، فِيمَا رَوَوْهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي) أَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوهُ مِنْ أَنَّهَا هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، فَإِنَّا لَا نُنَازِعُكُمْ فِي ذٰلِكَ. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوهُ مِنْ أَنَّ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" مِنْهَا، فَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَمَا ذَكَرْتُمْ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِ مِمَّنْ رَوَيْنَا عَنْهُ، فِي هٰذَا الْبَابِ، مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَمْ يَجْهَرْ بِهَا وَلَمْ يَخْتَلِفُوا جَمِيعًا أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ سَبْعُ آيَاتٍ. فَمَنْ جَعَلَ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" مِنْهَا عَدَّهَا آيَةً، وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْهَا مِنْهَا، عَدَّ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ آيَةً . فَلَمَّا اخْتَلَفُوا

فِي ذٰلِكَ، وَجَبَ النَّظَرُ وَسَنُبَيِّنُ ذٰلِكَ فِي مَوْضِعِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمه : عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے یعلی سے نقل کیا کہ میں نے ام سلمہؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی قراءت کی کیفیت حرف بحرف بتلائی، اس روایت کے اندر یہ مذکور ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے بسم اللہ پڑھی اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مل گیا کہ آپ پورا قرآن اس طرح پڑھتے تھے مگر اس روایت میں یہ کوئی دلیل نہیں کہ آپ بسم اللہ پڑھتے تھے، پس اس روایت کا مطلب ابن جریج والی روایت سے مختلف ہوا اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ فاتحہ کا الگ الگ کر کے پڑھنا ابن جریج کی روایت میں خود ابن جریج کی طرف سے ہوا اور ایک ایک حرف پڑھنے کی تفسیر ہو جس کو ابن ابی ملیکہ کی روایت میں ذکر کیا گیا، پس ام سلمہ والی روایت کسی کی بھی دلیل نہ بن سکی۔ پہلے قول والوں نے جو انہوں نے ابن عباسؓ سے آیت: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي ﴾ کے متعلق ذکر کیا ہے کہ یہ بھی السبع المثانی میں سے ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اس سے سبع مثانی میں ہمیں کوئی اختلاف نہیں، ہمیں اختلاف تو اس بات میں ہے کہ آیا بسم اللہ اس کا حصہ ہے یا نہیں؟ تو ابن عباسؓ سے اس طرح بھی روایت آئی ہے جو تم نے ذکر کی ہے اور جن سے ہم نے اس باب میں روایت ذکر کیں، ان سے یہ دلالت ملتی ہے کہ انہوں نے اس کو جہر سے نہیں پڑھا اور اس بات میں تو کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ فاتحہ کتاب کی سات آیتیں ہیں جنہوں نے اس کو فاتحہ کا حصہ بنایا تو دوسروں نے اس کا حصہ نہیں بنایا بلکہ ﴿انعمت علیھم﴾ کو مستقل آیت شمار کیا، جب روایات میں اختلاف ہوا تو اس میں غور کرنا لازم آیا تاکہ اس کا موقع معلوم ہو جائے۔ ہم اس کو اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ حضرت عثمانؓ سے اسی طرح روایت آ رہی ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الوتر باب ۲۰، ۲۲، ترمذی فی ثواب القرآن باب ۲۳، والقرآن باب ۹، نسائی فی الافتتاح باب ۸۳، قیام اللیل باب ۱۳، مسند احمد ۶/ ۲۹۴/ ۳۰۰۔

مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ عَوْفٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : (مَا حَمَلَكُمْ عَلَى أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى الْأَنْفَالِ، وَهِيَ مِنَ السَّبْعِ الطُّوَلِ وَإِلَى بَرَاءَةٌ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينِ؟ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا، وَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ، وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ: اجْعَلُوهَا فِي السُّورَةِ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا .فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَخِفْتُ أَنْ تَكُونَ مِنْهَا فَقَرَنْتُ بَيْنَهُمَا، وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَجَعَلْتُهُمَا

فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يُخْبِرُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لَمْ تَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ السُّورَةِ، وَأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُهَا فِي فَصْلِ السُّوَرِ، وَهِيَ غَيْرُهُنَّ. فَهٰذَا خِلَافُ، مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ. وَقَدْ جَاءَ تِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِهَا فِي الصَّلَاةِ .

ترجمہ : ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفانؓ سے سوال کیا تم نے سورہ انفال کو جو کہ سبع طوال سے ہے اور سورۃ براءت جو کہ مئین سے ہے کیونکر ملا کر سبع طوال میں شامل کیا اور ان کے مابین فاصلہ کے لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہیں لکھی اس پر عثمانؓ نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی اور آیت اترتی تو آپ فرماتے اس کو فلاں فلاں سورۃ کی فلاں آیت کے بعد لکھ دو ان دونوں سورتوں کا واقعہ بڑی حد تک مشابہت رکھتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور اس سلسلہ میں سوال نہ کر سکا پس مجھے خطرہ ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ اسی سورت کا حصہ ہو تو میں نے ان کو ملا دیا اور بسم اللہ کی سطر ان کے مابین اس لیے نہیں لکھی (کہ آپ ﷺ نے نہیں فرمایا) اس لیے ان کو سبع طوال میں شامل کیا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ عثمان غنیؓ ہیں جو یہ بتلا رہے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان کے یہاں سورت کا حصہ نہیں بلکہ اس سے سورتوں میں فاصلے کے لیے لکھتے ہیں کہ وہ آیات اس سورت کے علاوہ ہیں، پس یہ وہ اختلافی بات ہے جس کی طرف ابن عباسؓ گئے ہیں اور بہت سارے آثار جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر وعثمانؓ سے آئے ہیں کہ وہ بسم اللہ میں جہر نہ کرتے تھے۔ یہ روایات اس کی دلیل ہیں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۲، نمبر ۷۸۶، ترمذی فی تفسیر سورہ نمبر ۹ ، باب ۱، نمبر ۳۰۸۶، نسائی فی السنن الکبریٰ کتاب فضائل القرآن نمبر ۸۰۰۷، مسند احمد ۶۹/۵۷/۱۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، عَنْ أَبِيهِ (وَقَلَّمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ عَلَيْهِ حَدَثًا فِي الْإِسْلَامِ، مِنْهُ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ أَسْمَعْهَا مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَلٰكِنْ إِذَا قَرَأْتَ فَقُلْ ؛ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) .

ترجمہ : قیس بن عبایہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عبداللہ بن مغفل نے اپنے والد عبداللہؓ سے بیان کیا میرے والد اسلام میں کسی بھی نئی بات کی ایجاد کے سخت خلاف تھے پس انہوں نے مجھے زور سے بسم اللہ پڑھتے سنا تو فرمایا اے بیٹے۔ تم اسلام میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی

میں نے ان کو بسم اللہ جہراً پڑھتے نہیں سنا لیکن جب تم قراءت شروع کرو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

تخریج : ترمذی فی الصلاة باب ٦٦ ، نمبر ٢٤٤ ، نسائی فی الافتتاح باب ٢٢ ، ابن ماجه فی الاقامة باب ٤ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَا : ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) .

ترجمه : قتادہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم قرأت کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" سے شروع کرتے تھے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ٨٩، ابوداؤد فی الصلاة باب ١٢٢ ، ترمذی فی المواقیت باب ٦٨، ابن ماجه فی الاقامه باب ٤ ، دارمی فی الصلاة باب ٣٤، مسند احمد ، ١٠١/٣ ، ١١١ ، ١١٤ ، ١٨٣ ، مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ٤١٠/١ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ (أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ).

ترجمه : قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ جہراً پڑھتے نہیں پایا۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ٨٩، مسلم فی الصلاة نمبر ٥٠ ، نسائی فی الافتتاح باب ٢٢، دارقطنی فی السنن ٣١٥/١، بیهقی فی السنن الکبریٰ ٥١/٢ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ .

ترجمه : حمید الطویل نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں میں نے ابوبکر و عمر و عثمان بن عفانؓ کے پیچھے نماز ادا کی وہ جب نماز شروع کرتے تو بسم اللہ نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : سابقہ روایت کی تخریج ملاحظہ ہو۔

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَا: ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: أنا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ : (صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) .

ترجمه : قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز ادا کی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ جہراً پڑھتے نہیں سنا۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۸۹، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۵۰، نسائی فی الافتتاح باب ۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۴۱۱

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ: ثنا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ، قَالَ: ثنا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَجْهَرُونَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) .

ترجمه : ثابت نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بسم اللہ کو جہراً نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۸۹، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۵۰، نسائی فی الافتتاح باب ۲۲، دارقطنی فی السنن ۱/۳۱۵، بیهقی فی السنن الکبریٰ ۲/۵۱ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا دُحَيْمُ بْنُ الْيَتِيمِ، قَالَ: ثنا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَصِيرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُسِرُّونَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) .

ترجمه : حسن نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے۔

تخریج : المعجم الکبیر ۱/ ۲۵۵ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا مَخْلَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، وَالْحَسَنُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَسْتَفْتِحُونَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ).

ترجمه : حسن نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کی ابتداء "الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" سے کرتے تھے۔

تخریج : المنتقیٰ لابن جارود ۱ / ۵۵ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ نُوحٍ، أَخَا بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) .

ترجمہ : محمد بن نوح اخو بنی سعید بن بکر نے انسؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ سے سنا کہ وہ قراءت کی ابتداء "الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" سے کیا کرتے تھے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۸۹ .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ، وَيَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَيَخْتِمُهَا بِالتَّسْلِيمِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِمَا ذَكَرْنَا، وَكَانَ فِي بَعْضِهَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَذْكُرُونَ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا لِأَنَّهُ إِنَّمَا عَنَى بِالْقِرَاءَةِ هَاهُنَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ. فَاحْتَمَلَ أَنَّهُمْ لَمْ يَعُدُّوا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" قُرْآنًا وَعَدُّوهَا ذِكْرًا مِثْلَ (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ) وَمَا يُقَالُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ .فَكَانَ مَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَيُسْتَفْتَحُ بِ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) وَفِي بَعْضِهَا أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) فَفِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَهَا مِنْ غَيْرِ طَرِيقِ الْجَهْرِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ، لَمَا كَانَ لِذِكْرِهِمْ نَفْيَ الْجَهْرِ مَعْنًى. فَثَبَتَ بِتَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ تَرْكُ الْجَهْرِ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) وَذِكْرُهَا سِرًّا. وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كما .

ترجمہ : ابوالجوزاء نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے اور قراءت کو الحمد للہ سے شروع فرماتے اور سلام سے نماز کو ختم کرتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب متواتر روایات جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عثمانؓ سے نقل ہو کر آئی ہیں جن کا گزشتہ سطور میں ہم ذکر کر چکے جنا میں سے بعض روایات میں یہ ہے کہ وہ قراءت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے ان روایات میں ایسی کوئی دلیل نہیں، وہ بسم اللہ کو پہلے یا بعد پڑھتے تھے کیونکہ ان کے ہاں قراءت سے قراءت قرآن مراد ہے، اس میں یہ احتمال

ہوا کہ وہ بسم اللہ کو ذکر شمار کرتے تھے، قرآن مجید کا حصہ شمار نہ کرتے تھے جیسے کہ سبحانک اللہ اور وہ جو دوسری دعائیں پہلے پڑھ کر پھر الحمد شریف کا آغاز کیا جاتا ہے۔ دوسری روایات میں یہ ہے کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً نہ پڑھتے تھے، اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہ اس کو آہستہ پڑھتے تھے اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان کی روایات میں جہر کی نفی کرنے کا کوئی مطلب نہیں بن سکتا ان آثار کو صحیح قرار دینے کا تقاضا بسم اللہ کے جہر کو چھوڑنا اور اس کو آہستہ پڑھنا ہے۔

تخریج : مسلم في الصلاة ٤٠، ٢ ، ابوداؤد في الصلاة باب ١٢٢ ، نمبر ٧٨٣ ، ابن ماجه في الاقامة نمبر ٨٦٩ ، مسند احمد ١٩٤/٣١/٦ .

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) وَلَا بِالتَّعَوُّذِ، وَلَا بِالتَّأْمِينِ .

ترجمہ : ابووائل کہتے ہیں کہ عمر و علی رضی اللہ عنہم بسم اللہ، تعوذ اور آمین کو جہراً نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه كتاب الصلاة ٤١١/١ .

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ. سَمِعْتُ عَاصِمًا، وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فِي الْجَهْرِ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) قَالَ: ذٰلِكَ فِعْلُ الْأَعْرَابِ .

ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ بسم اللہ کو جہراً پڑھنا بدلوگوں کا فعل ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه كتاب الصلاة ٤١١/١ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ: انا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مِثْلَهُ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا خِلَافُ مَا رُوِّينَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا .

ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ روایت ابن عباسؓ کی فصل اول والی روایت کے خلاف ہے۔

تخریج : عبدالرزاق ١٨٩/٢ ، باب قراة بسم الله .

نوٹ: یہ راویت ابن عباسؓ کی پہلی روایت کے خلاف ہے۔

وَكَما حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، أَنَّ بِنَانُ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّدَفِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: أَدْرَكْتُ الْأَئِمَّةَ، وَمَا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ

إِلا بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

ترجمہ : عبدالرحمٰن الاعرج کہتے ہیں کہ میں نے ائمہ کو اس طرح پایا کہ وہ قراءت الحمدللہ سے شروع کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: لَقَدْ أَدْرَكْتُ رِجَالًا مِنْ عُلَمَائِنَا، مَا يَقْرَؤُنَّ بِهَا .

ترجمہ : یحیٰ بن ایوب نے یحیٰ بن سعید سے نقل کیا کہ میں نے اپنے علماء کو اس بات پر پایا کہ وہ بسم اللہ کو (جہراً) نہ پڑھتے تھے۔

وَكَمَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقْرَأُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَمَّنْ ذَكَرْنَا بَعْدَهُ، تَرْكُ الْجَهْرِ بِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) ثَبَتَ أَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْآنِ. وَلَوْ كَانَتْ مِنَ الْقُرْآنِ لَوَجَبَ أَنْ يُجْهَرَ بِهَا كَمَا يُجْهَرُ بِالْقُرْآنِ سِوَاهَا .أَلَا تَرَى أَنَّ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) الَّتِي فِي النَّمْلِ يُجْهَرُ بِهَا، كَمَا يُجْهَرُ بِغَيْرِهَا مِنَ الْقُرْآنِ، لِأَنَّهَا مِنَ الْقُرْآنِ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ الَّتِي قَبْلَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، يُخَافَتُ بِهَا، وَيُجْهَرُ بِالْقُرْآنِ ثَبَتَ أَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْآنِ، وَثَبَتَ أَنْ يُخَافَتَ بِهَا وَيُسَرَّ كَمَا يُسَرُّ التَّعَوُّذُ وَالِافْتِتَاحُ، وَمَا أَشْبَهَهُمَا. وَقَدْ رَأَيْنَاهَا أَيْضًا مَكْتُوبَةً فِي فَوَاتِحِ السُّوَرِ فِي الْمُصْحَفِ، فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ،وَفِي غَيْرِهَا، وَكَانَتْ فِي غَيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ لَيْسَتْ بِآيَةٍ، ثَبَتَ أَيْضًا أَنَّهَا فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، لَيْسَتْ بِآيَةٍ وَهٰذَا الَّذِي ثَبَتَ مِنْ نَفْيِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) أَنْ تَكُونَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَمِنْ نَفْيِ الْجَهْرِ بِهَا فِي الصَّلَاةِ، قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى .

ترجمہ : یحیٰ سعید کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن القاسم نے کہا کہ میں نے قاسم کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا (یعنی ابتداء قراءت میں جہراً) امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب یہ بات جناب رسول اللہ ﷺ اور ان حضرات سے ثابت ہوگئی جن کا ہم نے بسم اللہ کے جہر کو ترک کرنے کے سلسلے میں تذکرہ کیا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ قرآن سے نہیں ہے اگر یہ قرآن مجید سے ہوتی تو اس کو بھی اسی طرح جہراً پڑھا جاتا جیسے اس کے علاوہ قرآن مجید کو جہراً پڑھا جاتا ہے۔کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ سورۂ نمل میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اسی طرح جہراً پڑھا جاتا ہے جس طرح کہ سورۂ نمل کی بقیہ آیات کو، پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ بسم اللہ کو فاتحہ سے پہلے آہستہ پڑھا جائے تو یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ یہ قرآن مجید سے نہیں ہے اور بطور ذکر کے اس کو بھی تعوذ اور ثناء کی طرح آہستہ پڑھا جائے گا اور ہم نے بسم اللہ کو قرآن مجید میں فاتحۃ الکتاب سے پہلے بھی اسی طرح لکھا ہوا دیکھا جیسا کہ دیگر سورتوں میں، جب سورۂ فاتحہ کے علاوہ سورتوں کی یہ آیت نہیں

تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ فاتحہ کی بھی آیت نہیں اور یہ دونوں قول نماز میں بسم اللہ کا جہر سے نہ پڑھنا اور بسم اللہ کا فاتحہ کا جزء نہ ہونا امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہم کے قول ہیں۔

تشریح : بسم اللہ جہراً پڑھنا ہے یا سرّاً اس سلسلے میں تین مذاہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ کے نزدیک بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزء ہے اور اس کو جہری نماز میں جہراً پڑھنا اور سرّی نمازوں میں سرّاً پڑھنا مسنون ہے۔

دوسرا مذہب: حضرات حنفیہ، حنابلہ، اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک جہری اور سرّی دونوں قسم کی نمازوں میں سرّاً پڑھنا لازم ہے۔

تیسرا مذہب: امام مالکؒ کے نزدیک نہ سرّاً پڑھنا جائز ہے اور نہ جہراً اس لیے کہ بسم اللہ قرآن کا جز ہی نہیں ہے۔

ادلۂ مذاہب

امام مالک کی دلیل:

امام مالکؒ کا استدلال عبداللہ بن مغفل کی حدیث سے ہے جس میں انھوں نے اپنے صاحب زادہ کو بسم اللہ پڑھنے سے روکا، اور اسے بدعت قرار دیا، اور فرمایا: ''وقد صلّيت مع النبي صلى الله عليه وسلم و مع أبي بكرؓ، وعمرؓ، وعثمانؓ، فلم أسمع أحداً منهم يقولها فلا تقلّها إذا أنت صلّيت فقل الحمد لله رب العالمين'' رواه الترمذي وحسّنه ،آثار السنن ص ۲۲۱، باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم وترك الجهر بها .

(۲) نیز آگے ترمذی میں ''باب افتتاح القراءة بالحمد لله رب العالمين '' کے تحت حضرت انسؓ کی حدیث ہے: قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر وعمر وعثمان يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العالمين . [1]

جواب : حنفیہ کی طرف سے ان دونوں روایتوں کا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق تسمیہ کی نہیں؛ بلکہ جہر بالتسمیہ کی نفی ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث باب ہی میں عبداللہ بن مغفل کے صاحب زادے فرماتے ہیں: ''سمعني ابي و انا في الصلاة اقول بسم الله الرحمن الرحيم '' اس سے ظاہر یہی ہے کہ انھوں نے تسمیہ جہراً ہی پڑھا ہوگا، اس پر عبداللہ بن مغفل نے فرمایا: ''اي بنيّ محدث إياك والحديث ولم اراحداً من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كان أبغض إليه الحديث في الإسلام '' گویا عبداللہ بن مغفل نے جہر بالتسمیہ پر نکیر فرمائی، لہٰذا حدیث باب ''فلا تقلّها '' کے الفاظ کو ''فلا تجهر بها '' کے معنی پر محمول کیا گیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس

روایت کے بعض طرق میں ''قول'' کے بجائے ''جہر'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حافظ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں اس کی تفصیل بیان کی ہے نیز ''لا تقلها'' کو ''لا تجهر بها'' کے معنی میں اس لیے بھی لیا جائے گا کہ مطلق تسمیہ بہت سی دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

امام شافعیؒ نے جہر بسم اللہ کی تائید میں بہت سی روایات پیش کی ہیں؛ لیکن ان میں سے کوئی روایت بھی ایسی نہیں جو صحیح بھی ہو اور صریح بھی، چناں چہ حافظ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں ان کے تمام دلائل کی مفصل تردید کی ہے یہاں ان کی اس پوری تفصیل اور بحث کو نقل کرنا تو ممکن نہیں؛ لیکن شافعیہ کے اہم دلائل اور ان پر تبصرہ درج ذیل ہے۔

(۱) امام شافعیؒ کی سب سے مضبوط دلیل جس پر حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے اعتماد کیا ہے، سنن نسائی وطحاوی وغیرہ میں حضرت نعیم المجمر کی روایت ہے فرماتے ہیں: ''صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَقَالَ :آمِينَ .فَقَالَ النَّاسُ :آمِينَ وَيَقُولُ: كُلَّمَا سَجَدَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''

رواه النسائي والطحاوي وابن خزيمة وابن جارود وابن حبان والحاكم بيهقي واسناده صحيح . اهـ

جواب: حافظ زیلعیؒ نے اس روایت کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اولاً تو یہ روایت شاذ اور معلول ہے؛ کیوں کہ حضرت ابوہریرہؓ کے کئی شاگردوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے لیکن سوائے نعیم المجمر کے کوئی بھی قراءۃ تسمیہ کا یہ جملہ نقل نہیں کرتا، اور اگر بالفرض اس کو معتبر مان بھی لیا جائے تب بھی یہ روایت شافعیہ کے مسلک پر صریح نہیں؟ کیوں کہ قراءت کے لفظ سے بسم اللہ کی نفس قراءت ثابت ہوتی ہے، نہ کہ اس کا جہر، اس لیے کہ قراءت کے لفظ میں قراءت بالسرّ کا بھی احتمال ہے، لہٰذا اس روایت سے شافعیہ کا استدلال تام نہیں۔

(۲) '' عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة ، عنها: أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلي في بيتها ، فيقرأ ، بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين إلى آخر سورة الفاتحة ''

جواب: حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں جو بسم اللہ ہے اس کو حضرت ام سلمہؓ نے اپنی طرف سے اضافہ کر کے بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ پورے قرآن کی عام سورتوں اور آیتوں کی طرح قراءت وتلاوت بسم اللہ شریف سے شروع فرمایا کرتے تھے، اس پر قیاس کر کے بیان فرمایا۔

(۳) شافعیہ کی تیسری دلیل سنن دارقطنی میں حضرت معاویہ کا واقعہ ہے جسے حضرت انس بن مالک نقل کرتے ہیں:

"قَالَ: صَلَّى مُعَاوِيَةُ بِالْمَدِينَةِ صَلَاةً فَجَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَلَمْ يَقْرَأْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لِأُمِّ الْقُرْآنِ وَلَمْ يَقْرَأْهَا لِلسُّورَةِ الَّتِي بَعْدَهَا وَلَمْ يُكَبِّرْ حِينَ يَهْوِي حَتّٰى قَضٰى تِلْكَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ: يَا مُعَاوِيَةُ أَسَرَقْتَ الصَّلَاةَ أَمْ نَسِيتَ قَالَ فَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لِأُمِّ الْقُرْآنِ وَلِلسُّورَةِ الَّتِي بَعْدَهَا وَكَبَّرَ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا" قال الدار قطني : كلّهم أي رواته ثقات . ۳۔ امام حاکم نے بھی یہ روایت [illegible] فرمایا: هذا حديث صحيح على شرط مسلم اور خطیب فرماتے ہیں: هو أجود ما يعتمد عليه في هذا الباب

جواب : حافظ جمال الدین زیلعیؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اول تو یہ حدیث سنداً و متناً مضطرب ہے، اور ثانیاً یہ روایت کئی وجوہ سے معلول ہے ایک تو اس لیے کہ حضرت انسؓ بصرہ میں رہتے تھے اور حضرت معاویہؓ کے قدوم مدینہ کے وقت ان کا مدینہ آنا ثابت نہیں دوسرے اس لیے کہ جن علماء مدینہ نے حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا وہ خود اخفاء تسمیہ کے قائل تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا معلوم نہ ہو سکا جو جہر کا قائل ہو پھر وہ جہر کا مطالبہ کیسے کر سکتے تھے؟

(۴) شافعیہ کی چوتھی دلیل مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے:" قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم ،" حافظ زیلعیؒ "نصب الرایہ" میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"قال الحاكم : إسناده صحيح وليس له علّة"

جواب : اس روایت کا حافظ زیلعیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ قریب قریب موضوع ہے اور حاکم کا اسے صحیح قرار دینا ان کے تساہل معروف کی بناء پر ہے؛ چناں چہ حافظ ذہبیؒ نے بھی اس روایت کی تضعیف کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب اس روایت کے صحیح ہونے کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے، اس لیے کہ خود حضرت ابن عباسؓ سے ان کا یہ قول ثابت: "الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم قراءة الأعراب"

عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما في الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم. قال : ذٰلك فعل الأعراب ، رواه البخارى وإسناده حسن.

(۵) شوافع کی ایک دلیل ترمذی شریف میں "باب من رأى الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم" میں حضرت ابن عباسؓ کی ہی روایت ہے:"قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم . يفتتح صلاته ببسم الله الرحمٰن الرحيم"

جواب : لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو خود امام ترمذیؒ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: قال عيسى وليس إسناده بذالك . دوسرے اس میں جہر کی تصریح بھی نہیں ہے۔ فلا يتم به الاستدلال .

آثار الصحابةؓ : أثر عمربن الخطابؓ و عبدالرحمن بن أبزىؓ : عن سعيد بن عبدالرحمن بن

أبزى عن أبيه قال : صلّيت خلف عمرؓ فجهر ب بسم الله الرحمن الرحيم . وكان أبي يجهر ب بسم الله الرحمن الرحيم .

(۲) ومنها: أثر ابن عباسؓ: عن سعيد بن جبير عن ابن عباسؓ : أنه جهر بها .

(۳) ومنها : أثر ابن عمرؓ : أنه كان لا يدع "بسم الله الرحمن الرحيم " قبل السورة وبعدها إذا قرأ بسورةٍ أخرى في الصلاة .

(٤) ومنها : أثر ابن الزبيرؓ : عن الأزرق بن قيس : قال : صلّيت خلف ابن الزبيرؓ فسمعته يقرأ : بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم " غير المغضوب عليهم ولاالضالّين " بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم " قرأ التسمية قبل قراء ة سورة أخرىٰ .

(٥) ومنها : أثر أخر لابن عباسؓ : عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي،قَالَ: الفاتحة، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَقَالَ: هِيَ الآيَةُ السَّابِعَةُ قال الراوي : وقرأ عليّ سعيد بن جبير كما قرأ عليه ابن عباسؓ (تقريب شرح معاني الآثار)

جواب : حضرت عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، اور ابن زبیرؓ کے آثار جو تسمیہ بالجہر کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں وہ روایات باب کے خلاف ہیں ان میں تعلیم دینے کی غرض سے تسمیہ کا جہر کیا گیا ہے اور آئندہ جو روایات حنفیہ کے دلائل میں آرہی ہیں ان میں عام حالات کے اعتبار سے اصل حکم شرعی کا ذکر موجود ہے۔

ابن عباس کی سبع مثانی والی روایت باب کے اندر وارد اجلۂ صحابہ کرامؓ کی روایات کے خلاف ہے نیز تمام صحابہ اور ائمہ کرام کے درمیان اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ سورۂ فاتحہ میں سات آیتیں ہیں چناں چہ قائلین جہر کے نزدیک بھی سات آیتیں ہیں لیکن وہ لوگ بسم اللہ شریف کو مستقل ایک آیت مانتے ہیں۔ اور انعمت علیہم کو مکمل آیت نہیں مانتے۔

اور یہ قائلین سرّ کے نزدیک بھی سات آیتیں ہیں لیکن وہ لوگ بسم اللہ شریف کو سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں قرار دیتے اور انعمت علیہم کو مکمل آیت مانتے ہیں۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

نوٹ: شوافع کے بنیادی دلائل یہی تھے جواوپر بیان ہوئے، خطیب بغدادی اور امام دارقطنیؒ نے شافعیہ کی تائید میں اور بھی متعدد روایات جمع کی ہیں؛ لیکن حافظ زیلعیؒ نے "نصب الرایہ" میں ان میں سے ایک ایک پر تبصرہ کرکے انھیں ضعیف یا موضوع ثابت کیا ہے، مختصر یہ کہ شوافع کی مستدل روایات یا صحیح نہیں، یا صریح نہیں، چناں چہ حافظ زیلعیؒ نے "نصب الرایہ" میں اور علامہ ابن تیمیہؒ نے "فتاویٰ کبریٰ" میں نقل کیا ہے کہ جب امام دارقطنیؒ نے جہر تسمیہ کی روایات جمع کیں اور اس موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا تو بعض مالکیہ ان کے پاس آئے اور قسم دے کر ان سے پوچھا کہ اس میں صحیح احادیث بھی ہیں یا نہیں؟ تو امام دارقطنیؒ نے جواب دیا "كل ماروي عن النبي صلى الله عليه وسلم في

الجهر فليس بصحيح ، وأما عن الصحابة فمنهم صحيح وضعيف" اس سے بڑھ کر ان مستدلات کی کمزوری کا اعتراف اور کیا ہوگا؟

دوسرے بہت سے محدثینؒ نے بھی تصریح کی ہے کہ جہر بسملہ کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں، حافظ زیلعیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ روافض جہر بالتسمیہ کے قائل تھے، اور ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ "أكذب الناس في الحديث" ہیں، چناں چہ انھوں نے جہر بسملہ کی تائید میں بہت سی احادیث گھڑی ہیں چناں چہ بیشتر احادیث جہر میں سند کا مدار کسی نہ کسی رافضی پر ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخین نے جہر بسملہ کی روایات تخریج نہیں کیں۔ حافظ زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس باب میں کوئی روایت صریح سنداً ثابت ہوتی تو میں دو مرتبہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ اسے اپنی "صحیح" میں ضرور ذکر کرتے؛ کیوں کہ امام بخاری حنفیہ پر اعتراض کرنے میں خاصی دل چسپی لیتے ہیں، اور انھیں "قال بعض الناس" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

حنفیہ کے دلائل:

(۱) جہاں تک حنفیہ کے مستدلات کا تعلق ہے اگر چہ وہ عدداً کم ہیں؛ لیکن سنداً بڑی جلیل القدر، عظیم الشان اور صحت کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔

چناں چہ حنفیہ کی پہلی دلیل ؒ مسلم شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے: "قال : صلّيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكرؓ، وعمرؓ، وعثمانؓ فلم أسمع أحدًا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم" یہی روایت نسائی میں ان الفاظ کے ساتھ آتی ہے: "وصلّيت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكرؓ، وعمرؓ، وعثمانؓ فلم أسمع أحدًا منهم يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم." جس سے واضح ہوگیا کہ صحیح مسلم کی روایت میں قراءت کی نفی سے جہر کی نفی مراد ہے۔

(۲) نسائی میں ہی حضرت انسؓ سے ایک دوسری روایت ہے: "صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلم يسمعنا قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم وصلّى بنا أبوبكرؓ وعمرؓ فلم نسمعها منهما ؎" اس سے واضح ہوا کہ حضرت انسؓ کا منشا جہر تسمیہ کی نفی کرنا ہے نہ کہ نفس قراءت کی۔

(۳) تیسری دلیل حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی حدیث ہے جس میں فرماتے ہیں: "سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ، أَقُولُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ! مُحْدَثٌ إِيَّاكَ وَالحَدَثَ، قَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الحَدَثُ فِي الإِسْلَامِ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍؓ، وَمَعَ عُمَرَؓ، وَمَعَ عُثْمَانَؓ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا،

فَلَا تَقُلْهَا، إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلْ : الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ "۔

اس روایت میں میں "لا تقلها " سے مراد "لاتجهر بها " ہے اس لیے کہ حضرت انسؓ کی جو روایت ہم نے اوپر ذکر کی ہے اس میں جہر کی نفی ہے لہٰذا یہاں بھی یہی مراد ہوگی۔

اس پر شافعیہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں عبداللہ بن مغفل کے صاحبزادہ مجہول ہیں؛ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ ان کا نام یزید ہے، اور ان سے تین راوی روایت کرتے ہیں اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس شخص سے روایت کرنے والے دو ہوں جہالت رفع ہوجاتی ہے۔ اور یہاں تو ان سے روایت کرنے والے دو سے زائد ہیں یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "حديث عبدالله بن مغفل حديث حسنٌ " نیز اسی مفہوم کی روایت نسائی میں بھی آئی ہے اور امام نسائیؒ نے اس پر سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک کم از کم حسن ہونے کی دلیل ہے۔

(۴) امام طحاویؒ وغیرہ نے روایت نقل کی ہے: "عن ابن عباسؓ في الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم قال : ذلك فعل الأعراب " نیز طحاوی ہی میں حضرت ابو وائل سے مروی ہے "قال : كان عمرؓ وعليؓ لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم، ولا بالتعوذ ولابالتامين "

بہر حال یہ تمام روایات صحیح اور صریح ہونے کی بناء پر امام شافعیؒ کے مستدلات کے مقابلہ میں راجح ہیں۔

(۵) حديث أبي هريرةؓ قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، إذا نهض في الثانية : استفتح بالحمد لله رب العالمين ، ولم يسكت .

اس سے استدلال اس طرح ہے کہ اگر بسملہ سورۂ فاتحہ کا جز ہوتی تو آپ ﷺ اس کو دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھتے جیسا کہ سورۃ فاتحہ پڑھی، اسی طرح جو لوگ جہر بسملہ کے استحباب کے قائل ہیں وہ اس کو دوسری رکعت میں بھی مستحب مانتے؛ اس لیے کہ وہ فاتحہ کا جزء ہے، جب اس حدیث سے اس بات کی نفی ہوگئی کہ نبی ﷺ نے دوسری رکعت میں پڑھی ہو تو پہلی رکعت میں پڑھنا بھی منتفی ہوگیا، لہٰذا اس کو سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں مانیں گے۔

نظر طحاوی:

قرآن کریم کی تمام سورتوں کے شروع میں بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہوتی ہے ان کے اندر سورۂ فاتحہ اور سب سورتیں داخل ہیں، جب بسم اللہ شریف دوسری سورتوں کی آیت نہیں تو سورۂ فاتحہ کی بھی آیت نہ ہونی چاہئے۔

(تقریب شرح معانی الآثار)

بہر حال جہر بسملہ کا مسئلہ ان معرکۃ الاراء مسائل میں سے ہے جن میں ایک عرصہ تک زبانی وقلمی مناظروں کا بازار گرم رہا ہے، اور مختلف علماء نے اس مسئلہ پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن میں امام دار قطنیؒ اور خطیب بغدادی کے رسائل بھی شامل ہیں، جو شافعیہ کی ترجمانی کے لیے لکھے گئے ہیں، حنفیہ میں سے اس موضوع پر سب سے مفصل کلام

حافظ زیلعیؒ نے کیا ہے انھوں نے "نصب الرایہ" میں اس مسئلہ پر تقریباً ساٹھ صفحات لکھے ہیں، اس تمام تر نزاع کے باجود یہ حقیقت ہے کہ تسمیہ کے جہر و اخفاء کے مسئلہ میں اختلاف جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے؛ بلکہ محض افضل و مفضول کا اختلاف ہے۔

﴿الحواشی﴾

(۱) ترمذي الصلاة باب افتتاح القراءة بالحمد لله رب العالمين، رقم الحديث: ٢٤٦
(٢) آثار السنن ص ٢٢٠ باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم ترك الجهر بها.
(٣) دار قطني ج: ١ ص: ٦٤٧، رقم الحديث: ١١٧١.
(٤) مسلم شريف باب حجة من قال: لا يجهر با لبسملة، رقم الحديث: ٣٩٩، نسائي شريف ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم رقم الحديث: ٩٠٧.
(٥) نسائي شريف ترك الجهر بابسملة رقم الحديث: ٩٠٦
(٦) ترمذي شريف، ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم رقم الحديث: ٢٤٤.

﴿باب القراءة في الظهر والعصر﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، وَحَمَّادٌ ابْنَا زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: (كُنَّا جُلُوسًا فِي فِتْيَانٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ قَالَ لَا)، وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ هِيَ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى. ثُمَّ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا لِلّٰهِ أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَبَلَّغَ وَاللّٰهِ مَا أُمِرَ بِهِ)

ترجمه: عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم بنی ہاشم کے چند نوجوان ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اس نے کہا شاید آپ اپنے دل میں پڑھ لیتے ہوں یہ سعید کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا نہیں اور حماد کی روایت میں ہے یہ پہلی سے بھی زیادہ بری بات ہے پھر کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ اللہ کے مامور بندے تھے اللہ کی قسم آپ کو جو حکم ملا آپ نے پہنچا دیا۔

تخريج: ابو داؤد في الصلاة باب ١٢٧ نمبر ٨٠٨.

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ. سَمِعْتُ أَبَا يَزِيدَ

الْمَدَنِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ (ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ نَاسًا يَقْرَءُ وْنَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ: لَوْ كَانَ لِي عَلَيْهِمْ سَبِيلٌ، لَقَلَعْتُ أَلْسِنَتَهُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ، فَكَانَتْ قِرَاءَ تُهُ لَنَا قِرَاءَ ةً وَسُكُوتُهُ لَنَا سُكُوتًا) فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا، فَقَلَّدُوهَا، وَقَالُوا لَا نَرىٰ أَنْ يَقْرَأَ أَحَدٌ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَلْبَتَّةَ. وَرَوَوْا ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ كَمَا.

ترجمه : عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ بعض لوگ ظہر وعصر میں قراءت کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا اگر مجھے ان پر اختیار ہوتا تو میں ان کی زبانیں گدی سے اکھاڑ دیتا جناب رسول اللہ ﷺ کی قراءت (کا مقام) ہمارے لیے قراءت اور سکوت (کا مقام) ہمارے لیے سکوت ہے۔ کچھ لوگ ان آثار کی طرف گئے اور ان کی پیروی میں انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک یہ درست نہیں کہ کوئی شخص ظہر اور عصر میں کچھ بھی پڑھے۔ انہوں نے حضرت سوید بن غفلہؓ کی اس روایت کو بھی اپنی دلیل میں پیش کیا ہے۔

تخریج : طبرانی فی المعجم الکبیر ۳۵۷/۱۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ قَالَ: ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ (أَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فَقَالَ: لَا) فَقِيلَ لَهُمْ: مَا لَكُمْ فِيمَا رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حُجَّةٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ. كَمَا .

ترجمه : ولید بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ سے دریافت کیا کیا ظہر وعصر میں قراءت کی جائے گی؟ تو کہنے لگے نہیں۔ ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ ابن عباسؓ والی روایت میں تمہارے حق میں کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت اس کے برعکس موجود ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۷، نمبر ۸۰۹۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ قَالَ: أنا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ (حَفِظْتُ السُّنَّةَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَدْرِي أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا) فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَتَحَقَّقْ عِنْدَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْرَأُ فِيهِمَا، وَإِنَّمَا أَمَرَ بِتَرْكِ الْقِرَاءَ ةِ فِيمَا تَقَدَّمَتْ رِوَايَتُنَا لَهُ عَنْهُ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْرَأُ فِي ذٰلِكَ. فَإِذَا انْتَفَى أَنْ يَكُونَ قَدْ تَحَقَّقَ ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَفَى مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ: لِأَنَّ غَيْرَهُ قَدْ تَحَقَّقَ قِرَاءَ ةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمَا، بِمَا

سَنَذْكُرُهُ فِي مَوْضِعِهِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. مَعَ أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ رَأْيِهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ .

ترجمه : عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ کے طریقہ کو خوب محفوظ کیا مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر میں قراءت پڑھتے تھے یا نہیں۔ یہ ابن عباسؓ ہیں جو یہ بتلا رہے ہیں کہ ظہر وعصر میں قراءت نہ کرنا میرے نزدیک ہرگز ثابت نہیں اور ان سے پہلی روایت جو نقل کی گئی اس میں ابن عباسؓ نے قراءت کے ترک کا حکم دیا اس لیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان میں قراءت نہیں کی۔ پس اس روایت میں اس بات کے ثبوت کی نفی ہوگئی تو اس روایت میں جو کہا گیا اس کی خود نفی ہوگئی کیونکہ دیگر صحابہ کرامؓ کے ہاں تو ان کی قراءت ثابت شدہ ہے جس کا تذکرہ ہم آئندہ روایات میں کر رہے ہیں پھر حضرت ابن عباسؓ کا اپنا فتویٰ اس کے خلاف موجود ہے تو ان کے فتاویٰ جات ملاحظہ ہوں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۷، نمبر ۸۰۹ .

كَمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: انا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: (اقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ) .

ترجمه : عیزار بن حریث نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا امام کے پیچھے ظہر وعصر میں فاتحہ الکتاب پڑھا کرو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۷۵.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تُصَلِّ صَلَاةً إِلَّا قَرَأْتَ فِيهَا وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ترجمه : عیزار بن حریث کہتے ہیں میں ابن عباسؓ کے ہاں موجود تھا میں نے ان کو یہ فرماتے سنا تم کوئی نماز بلا قراءت نہ پڑھو اگرچہ اس میں فاتحہ الکتاب ہی پڑھو۔

وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ، فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ: هُوَ إِمَامُكَ فَاقْرَأْ مِنْهُ مَا قَلَّ وَمَا كَثُرَ، وَلَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَلِيلٌ .

ترجمه : ابو العالیہ البراء کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے سوال کیا یا ان سے ظہر وعصر کی قراءت کے متعلق

دریافت کیا گیا تو کہنے لگے وہ تمہارا مقصود ہے اس میں سے جتنا تھوڑا یا زیادہ میسر ہو پڑھو اور اس کو تھوڑا بھی تھوڑا نہیں (یعنی ثواب کے لحاظ سے کثیر در کثیر ہے)

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۷۳ .

وَكَمَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ: أنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: إِنِّي لَأَسْتَحِي أُصَلِّي صَلَاةً لَا أَقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَمَا تَيَسَّرَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ أَنَّ الْمَأْمُومَ يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَقَدْ رَأَيْنَا الإِمَامَ تَحَمَّلَ عَنِ الْمَأْمُومِ، وَلَمْ نَرَ الْمَأْمُومَ تَحَمَّلَ عَنِ الإِمَامِ شَيْئًا. فَإِذَا كَانَ الْمَأْمُومُ يَقْرَأُ، فَالإِمَامُ أَحْرَى أَنْ يَقْرَأَ مَعَ مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ أَيْضًا مِنْ أَمْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا. فَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ بَكَّارَ بْنَ قُتَيْبَةَ.

ترجمہ : ابوالعالیہ کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا جیسا روایت بالا میں گزرا ابوالعالیہ کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے دریافت کیا تو کہنے لگے مجھے حیاء دامن گیر ہے کہ میں کوئی نماز ایسی پڑھوں جس میں سورہ فاتحہ اور جو حصہ قرآن مجید کا میسر ہو وہ نہ پڑھ لوں۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ ابن عباسؓ کا فتویٰ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے ظہر وعصر میں قراءت کرے گا اور ہمارے ہاں امام مقتدی کی قراءت کا ذمہ دار ہے۔مقتدی امام کی کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہے۔پس جب مقتدی کو پڑھنے کا وہ حکم فرما رہے ہیں تو امام کا قراءت کرنا تو بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو جائے گا جب کہ یہ بات بھی ہے کہ ہم ان دونوں نمازوں میں قراءت کی روایت ان سے نقل کر چکے ہیں پھر جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی ابن عباسؓ کی روایت کے خلاف روایات وارد ہیں،ملاحظہ ہوں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳٦۱ .

قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا) .

ترجمہ : عبداللہ نے اپنے والد ابوقتادہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر میں قراءت فرماتے بعض اوقات کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ دیتے (تاکہ معلوم ہو کہ آپ قراءت کرتے ہیں اور ان میں قراءت لازم ہے)

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۹٦، ۱۰۷، ۱۰۹، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۵٤/۱۵۵، ابن ماجه فی الاقامة باب ۸، نسائی فی الافتتاح باب ٦۰/٥٦، مسند احمد ۲۰٥/٥، ۲۹۷/۳۰۰، ۳۰۱/۳۰٥، ۳۰۷/

بیہقی فی السنن الکبری ۲/۶۵/۶۶، ۲۹۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۲۔

وَأَنَّ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا خطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَقُرْآنٍ، وَفِي الْعَصْرِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنْهُمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَفِي الْمَغْرِبِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَقُرْآنٍ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ "قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَأُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ : عبیداللہ بن ابی رافع نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھتے اور عصر میں بھی اسی طرح اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے اور مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قرآن مجید کی بعض آیات اور دوسری یعنی تیسری میں سورہ فاتحہ پڑھتے عبیداللہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے اس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب فرمایا (یعنی یہ مرفوع روایت ہے)

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۲۵، عبدالرزاق ۲/ ۱۰۰۔

وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَغْدَادِيَّ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَتَيْنِ مَعَهَا فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا).

ترجمہ : عبداللہ نے اپنے والد ابوقتادہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں تلاوت فرماتے اور بعض اوقات میں ہمیں کوئی آیت زور سے پڑھ کر سنا دیتے (تاکہ ہم جان لیں کہ ظہر و عصر میں قراءت ہے)

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۹۶، ۱۰۷، ۱۰۹، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۵۴/۱۵۵، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۸، نسائی فی الافتتاح باب ۵۶/۶۰، مسند احمد ۵/۲۹۷/۲۹۵، ۳۰۰/۳۰۱، ۳۰۵/۳۰۷

بیہقی فی السنن الکبری ۲/۶۵/۶۶، ۲۹۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۲۔

وَأَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: (اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: تَعَالَوْا حَتَّى نَقِيسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ. فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، بِقَدْرِ قِرَاءَةِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَفِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ عَلَى قَدْرِ

النِّصْفِ مِنَ الْأُولَيَيْنِ فِي الظُّهْرِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ) .

ترجمہ : ابونضرہ نے ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا کہ تیس اصحاب رسول اللہ ﷺ جمع ہوئے اور کہنے لگے آؤ! تاکہ سری نمازوں میں جناب رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا اندازہ کریں تو ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہ کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ پہلی دو رکعتوں میں آپ کی قراءت ظہر میں تیس آیات کے برابر ہوتی تھی اور آخری دو رکعات میں اس کے نصف کے برابر ہوتی تھی اور نماز عصر کی پہلی دو رکعات میں قراءت کی مقدار ظہر کی پہلی دو رکعات کے نصف کے برابر ہوتی (یعنی پندرہ آیات کے برابر) اور پچھلی دو رکعات میں پچھلی دو رکعات ظہر کا نصف (یعنی سات آٹھ آیات کے برابر)

تخریج : ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها باب ۷، نمبر ۸۲۸ .

وَأَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَرْزُوقٍ، قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرِ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :(كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فِي الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ، نِصْفُ ذٰلِكَ، وَكَانَ يَقُومُ فِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ).

ترجمہ : ابوالصدیق الناجی نے ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا قیام ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیات کی مقدار کے برابر ہوتا اور آخری دو رکعت میں اس کا نصف ہوتا۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں کا قیام پندرہ آیات کی مقدار کے برابر اور پچھلی رکعات کا قیام اس کے نصف ہوتا۔

تخریج : مسلم في الصلاة روايت نمبر ۱۵٦ ، ابوداؤد في الصلاة باب ۱۲٦ ، نمبر ۸۰٤، نسائي في الصلاة باب ۱٦، مصنف ابن ابي شيبه ۳۵۵/۱، ۳۵٦، بيهقي في السنن الكبرىٰ ۳۹۰/۲، شرح السنة للبغوى ۵۹۳ .

وَأَنَّ أَحْمَدَ بْنَ شُعَيْبٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: ثنا مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ كُنَّا نَحْزِرُ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ سُورَةِ السَّجْدَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى قَدْرِ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ، عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابوالصدیق الناجی نے ابوسعید الخدریؓ سے نقل کیا ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ظہر و عصر میں قراءت کا

اندازہ کر رہے تھے تو ہم نے آپ کے قیام ظہر کا اندازہ تیس آیات کے برابر لگایا پہلی دو رکعتوں میں سورہ سجدہ کی مقدار اور پچھلی دو رکعت اس سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ ہم نے ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر لگایا اور عصر کی پچھلی دو رکعات کا قیام دو رکعات پہلی کے قیام کے نصف کی مقدار اندازہ لگایا۔ (یعنی سات آیات کے برابر)

تخریج : مسلم فی الصلاۃ روایت نمبر ۱۵٦، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲٦، نسائی فی الصلاۃ باب ۹٦، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۵، ۳۵٦، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۳۹۰، شرح السنۃ للبغوی ۵۹۳

وَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ مَعْبَدٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ (وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ) وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّوَرِ .

ترجمه : سماک نے جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ اور اسی جیسی سورتیں تلاوت فرماتے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۷، ۸۰۵، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۲، نمبر ۳۰۷، نسائی فی الافتتاح باب ٦۰ .

وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ الْبَصْرِيَّ، قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عَارِمٌ قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ. (قَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيهَا) .

ترجمه : زارہ بن اوفی نے عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے ظہر و عصر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھی ہے ایک آدمی نے کہا میں نے پڑھی آپ نے فرمایا مجھے ایسا محسوس ہوا کہ تم میں سے بعض میری قراءت میں خلجان ڈال رہے ہیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ ٤۷، ٤۸، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۳٤، نمبر ۸۲۹، نسائی فی الافتتاح باب ۲۷، وقیام اللیل باب ۵۰، مسند احمد ٤/٤۲٦، ٤۳۱، ٤۳۳، ٤٤۱، ۱/٤۰۵، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/ ۱٦۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۷، ۳۷۵.

وَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ خُزَيْمَةَ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ زُرَارَةَ قَدْ حَدَّثَهُمْ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

ترجمہ : قتادہ نے نقل کیا کہ زرارہ نے عمران بن حصین اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

تخریج : مسلم ۱/۱۷۲.

وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَحْرِ بْنِ مَطَرٍ الْبَغْدَادِيَّ ، قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي مَخْلَدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ : (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، قَالَ: فَرَآهُ أَصْحَابُهُ أَنَّهُ قَرَأَ بِتَنْزِيلِ السَّجْدَةِ)

ترجمہ : ابومخلد نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ان سے یہ نہیں سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نماز ظہر میں سجدہ کیا ہو کہتے ہیں کہ ان کے اصحاب نے دیکھا کہ انہوں نے الم تنزیل السجدہ پڑھی۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۳۸۱.

وَأَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْجَارُودِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أنا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا، فَيَجْهَرُ وَيُخَافِتُ، فَجَهَرْنَا فِيمَا جَهَرَ، وَخَافَتْنَا فِيمَا خَافَتَ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ) .

ترجمہ : عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ ہماری امامت کرواتے پس جہر کرتے اور آہستہ قراءت کرتے پس ہم نے اس میں جہر کیا جہاں آپ نے جہر کیا اور آہستہ پڑھا جہاں آپ نے آہستہ پڑھا میں نے آپ کو کہتے سنا نماز قراءت کے بغیر نہیں ہوتی۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۵، نمبر ۱۱۹۷.

وَأَنَّ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: فِي كُلِّ الصَّلَاةِ قِرَاءَةٌ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَاهُ عَلَيْنَا، أَخْفَيْنَاهُ عَلَيْكُمْ .

ترجمہ : عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ ہر نماز میں قراءت ہے پس جس میں قراءت بلند آواز سے پڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سنایا ہم تمہیں سناتے ہیں اور جس کو ہم پر آہستہ پڑھا ہم بھی تمہارے سامنے اس کا اخفاء کرتے ہیں۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۰۴، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۴۳/۴۴، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۵، نمبر ۷۹۷، نسائی فی الافتتاح باب ۵۴، مسند احمد ۲/۲۵۸، ۲۷۳، ۲۸۵، ۳۰۱، ۳۴۳، ۳۴۸، ۴۱۱، ۴۸۷.

وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَحْرِ بْنِ مَطَرٍ ،قَدْ حَدَّثَنَا ،قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: أنا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ،

عَنْ عطاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

ترجمه : عطاء نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے ابن جریج بھی عطاء سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سمعت کے الفاظ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

تخریج : عبدالرزاق ۲/ ۱۲۰، ابوداؤد.

وَإِنَّ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ، قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: ثنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ وَهُوَ حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَقَدِ احْتَجَّ قَوْمٌ فِي ذَلِكَ أَيْضًا، مَعَ مَا ذَكَرْنَا، بِمَا رُوِيَ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ .

ترجمه : حمید الطویل نے انسؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہ آپ ﷺ ظہر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھا کرتے تھے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں بعض حضرات نے ان روایات کے ساتھ حضرت خباب بن ارتؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه كتاب الصلاة ۱/ ۳۵۶

كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ: (أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ) .

ترجمه : ابو معمر کہتے ہیں ہم نے حضرت خبابؓ کو کہا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ میں نے کہا تم اسے کس طرح پہچانتے تھے؟ تو وہ کہنے لگے آپ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۹۱، ۹۶، ۱۰۸، ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۲۵، نمبر ۸۰۱، ابن ماجه فی الاقامة باب ۷، نمبر ۸۲۶، مسند احمد ۵/ ۱۰۹، ۱۱۲، مصنف ابن ابی شیبه ۱/ ۳۶۱، ۳۶۲، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲۶۷۶

وَكَمَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: أنا شَرِيكٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمْ يَكُنْ فِي هَذَا عِنْدَنَا، دَلِيلٌ، عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَضْطَرِبَ لِحْيَتُهُ بِتَسْبِيحٍ سَبَّحَهُ، أَوْ دُعَاءٍ، أَوْ غَيْرِهِ. وَلَكِنَّ الَّذِي حَقَّقَ الْقِرَاءَةَ مِنْهُ فِي هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، مَنْ قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ الْآثَارَ، الَّتِي فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا. فَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْقِيقُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

وَالْعَصْرِ، وَانْتَفَى مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِمَّا يُخَالِفُ ذٰلِكَ، رَجَعْنَا إِلَى النَّظَرِ بَعْدَ ذٰلِكَ، هَلْ نَجِدُ فِيهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ أَحَدِالْقَوْلَيْنِ اللَّذَيْنِ ذَكَرْنَا. فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَرَأَيْنَا الْقِيَامَ فِي الصَّلَاةِ فَرْضًا، وَكَذٰلِكَ الرُّكُوعُ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ، وَهٰذَا كُلُّهُ مِنْ فَرْضِ الصَّلَاةِ، وَهِيَ بِهِ مُضَمَّنَةٌ لَا تُجْزِءُ الصَّلَاةُ إِذَا تُرِكَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ سَوَاءٌ وَرَأَيْنَا الْقُعُودَ الْأَوَّلَ سُنَّةً، لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، فَهُوَ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ سَوَاءٌ وَرَأَيْنَا الْقُعُودَ الْأَخِيرَ، فِيهِ اخْتِلَافٌ بَيْنَ النَّاسِ. فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ هُوَ فَرْضٌ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِنَّهُ سُنَّةٌ، كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ قَدْ جَعَلَ ذٰلِكَ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ سَوَاءً. فَكَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ مَا كَانَ مِنْهَا فَرْضًا فِي صَلَاةٍ. فَهُوَ فَرْضٌ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ، وَكَانَ الْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ لَيْسَ بِفَرْضٍ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ. وَلَيْسَتِ الصَّلَاةُ بِهِ مُضَمَّنَةً كَمَا كَانَتْ مُضَمَّنَةً بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْقِيَامِ فَذٰلِكَ قَدْ يَنْتَفِي مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ وَيَثْبُتُ فِي بَعْضِهَا وَالَّذِي هُوَ فَرْضٌ وَالصَّلَاةُ بِهِ مُضَمَّنَةٌ لَا تُجْزِءُ إِلَّا بِإِصَابَتِهِ إِذَا كَانَ فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَرْضًا، كَانَ فِي سَائِرِهَا كَذٰلِكَ. فَلَمَّا رَأَيْنَا الْقِرَاءَةَ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَالصُّبْحِ، وَاجِبَةٌ فِي قَوْلِ هٰذَا الْمُخَالِفِ، لَا بُدَّ مِنْهَا، وَلَا تُجْزِءُ الصَّلَاةُ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا، كَانَ كَذٰلِكَ هِيَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. فَهٰذِهِ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ، عَلٰى مَنْ يَنْفِي الْقِرَاءَةَ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، مِمَّنْ يَرَاهَا فَرْضًا فِي غَيْرِهَا، وَأَمَّا مَنْ لَا يَرَى الْقِرَاءَةَ مِنْ صُلْبِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، يَقْرَأُ فِي كُلِّهِمَا فِي قَوْلِهِ وَيَجْهَرُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْهُمَا، وَيُخَافِتُ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَتْ سُنَّةُ مَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ هِيَ الْقِرَاءَةُ، وَلَمْ تَسْقُطْ بِسُقُوطِ الْجَهْرِ، كَانَ النَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ السُّنَّةُ، فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، لَمَّا سَقَطَ الْجَهْرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ أَنْ لَا يُسْقِطَ الْقِرَاءَةَ قِيَاسًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: شریک ابومعاویہ اور وکیع نے اعمش سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ).

ترجمہ: ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر و عصر میں (قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ) پڑھتے سنا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۳/۳۵۶.

حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: ثنا آدَمُ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ أَوْ يُحِبُّ أَنْ يَقْرَأَ خَلْفَ الإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ترجمه : ابن ابی رافع نے اپنے والد ابو رافع سے اور انہوں نے علیؓ سے نقل کیا کہ وہ حکم دیتے یا پسند کرتے تھے کہ ظہر وعصر میں امام کے پیچھے پڑھا جائے پہلی دو رکعتوں میں فاتحۃ الکتاب اور سورۃ اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھی جائے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/ ۳۷۳، دار قطنی ۱/ ۳۲۰.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَا: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْيَمَ الْأَسَدِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ .

ترجمه : ابو مریم اسدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کو ظہر میں قراءت کرتے سنا۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱/ ۳۲۸.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ، وَحَكِيمٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ فَصَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَقَرَأَ بِقَافٍ وَالذَّارِيَاتِ أَسْمَعَهُمْ بَعْضَ قِرَاءَتِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَقَرَأَ بِقَافٍ وَالذَّارِيَاتِ، وَأَسْمَعَنَا، نَحْوَ مَا أَسْمَعْنَاكُمْ

ترجمه : جمیل بن مرہ اور حکیم دونوں مورق عجلی کے پاس گئے انہوں نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی اور سورۂ ق اور الذاریات پڑھی اور قراءت کے بعض حصے ان کو سنائے۔

وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ: ثنا الْمُقْرِءُ، عَنْ حَيْوَةَ، وَابْنِ لَهِيعَةَ قَالَا: أنا بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَهُ: إِذَا صَلَّيْتَ وَحْدَكَ فَاقْرَأْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ قَالَ: فَلَقِيتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَا مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

ترجمه : عبیداللہ بن مقسم نے خبر دی کہ ابن عمرؓ مجھے کہنے لگے جب تم اکیلے نماز پڑھو تو ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور ایک ایک سورہ ساتھ ملاؤ اور پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھو۔

عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ کو ملا تو انہوں نے بھی ابن عمرؓ جیسی بات کہی۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

بْنِ مِقْسَمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَقْرَأُ فِي الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

ترجمہ: عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ظہر وعصر کی قراءت کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے میں تو پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَأَلَهُ كَيْفَ تَصْنَعُونَ فِي صَلَاتِكُمُ الَّتِي لَا تَجْهَرُونَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ إِذَا كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ؟ فَقَالَ: نَقْرَأُ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَنَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَدْعُو.

ترجمہ: عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ تم غیر جہری نماز میں کیا کرتے ہو جبکہ تم اپنے گھروں میں ہوتے ہو تو انہوں نے کہا ہم ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے ہیں اور پچھلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اور دعا پڑھتا ہوں۔

تخریج: مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۳۶۱.

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: إِذَا صَلَّيْتَ وَحْدَكَ شَيْئًا مِنَ الصَّلَوَاتِ، فَاقْرَأْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِسُورَةٍ مَعَ أُمِّ الْقُرْآنِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ، بِأُمِّ الْقُرْآنِ.

ترجمہ: عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ کو فرماتے سنا جب کسی بھی نماز کو اکیلے ادا کرو تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ سورت سمیت پڑھو اور پچھلی میں فقط ام القرآن پڑھو۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ: وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، أَوْ فَمَا أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: یزید الفقیر نے جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے پہلی دو رکعتوں میں فاتحۃ الکتاب اور سورہ پڑھی جائے اور پچھلی دو میں فاتحۃ الکتاب پڑھی جائے اور کہنے لگے ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ نماز فاتحہ اور اس کے اوپر کا حصہ پڑھنے کے بغیر یا جو اس سے کچھ زائد ہے پڑھنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

تخریج: مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/۳۶۱.

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: أنا شَرِيكٌ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا، يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ، وَالْعَصْرِ (إِذَا زُلْزِلَتْ) .

ترجمہ : خالد بن عرفطہ کہتے ہیں کہ میں نے خبابؓ کوظہر وعصر میں اذا زلزلت الارض پڑھتے سنا (یعنی بعض آیات بلند کر کے تعلیم کے لیے)

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۶۲.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: اقْرَءُوا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ترجمہ : محمد بن ابراہیم کہتے ہیں میں نے ہشام بن اسماعیل کو منبر رسول اللہ ﷺ کے پاس کہتے سنا کہ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے تھے ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحۃ الکتاب اور دو سورتیں پڑھو اور پچھلی دو میں فاتحۃ الکتاب پڑھو۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۲۵.

تشریح : ظہر اور عصر میں قراءت کے جواز وعدم جواز کے سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق، امام حسن بن صالح، اصم، ابراہیم بن علیہ کے نزدیک ظہر اور عصر میں جہراً یا سراً کسی بھی طرح قراءت کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسرا مذہب: امام مالکؒ کے قول مشہور، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور جمہور فقہاء کے نزدیک ظہر اور عصر کے اندر قراءت کرنا واجب ہے؛ لیکن جہراً پڑھنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ سراً پڑھنا لازم ہے۔

منکرین قراءت کی دلیل:

(۱) حدیث ابن عباسؓ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي فِتْيَانٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ، قَالَ لَا، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا لِلّٰهِ أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَبَلَّغَ وَاللّٰهِ مَا أُمِرَ بِهِ)

وفي رواية اخرى : قيل لابن عَبَّاسٍؓ: إِنَّ نَاسًا يَقْرَءُونَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ: لَوْ كَانَ لِي

عَلَيْهِمْ سَبِيلٌ، لَقَلَعْتُ أَلْسِنَتَهُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ، فَكَانَتْ قِرَاءَ تُهُ لَنَا قِرَاءَةً وَسُكُوتُهُ لَنَا سُكُوتًا .

(۲) عن الوليد بن قيس قال : سألت سويد بن غفلة أيقرأ في الظهر والعصر؟ فقال : لا.

مثبتین قراءت کے دلائل:

(۱) أخبر أبو قتادةؓ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقرأ في الظهر والعصر فيسمعنا الآية أحياناً وفي رواية أخرى عنه : قال : كان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يقرأ بأم القرآن، وسورتين معها في الأولين من صلاة الظهر والعصر، ويسمعنا الآية أحياناً .

(۲) حديث عليؓ : أنه كان يقرأ في الركعتين الأولين من الظهر بأم القرآن وقرآن وفي العصر مثل ذلك . وفي الاخريين منهما بأم القرآن . قال عبيداللّٰه : وأراه قد رفعه إلى النبيّ ﷺ .

(۳) قال: أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ: اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: تَعَالَوْا حَتّٰى نَقِيسَ قِرَاءَ ةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ. فَقَاسُوا قِرَاءَ تَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، بِقَدْرِ قِرَاءَ ةِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَفِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ عَلٰى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الْأُولَيَيْنِ فِي الظُّهْرِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ عَلٰى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ .

(٤) عن جابر بن سمرةؓ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقرأ في الظهر والعصر ب"السماء والطارق" "والسماء ذات البروج" وبنحوهما من السور.

(۵) عن عمران بن حصينؓ قال : قرأ رجل خلف النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الظهر والعصر فلما انصرف قال : أيكم يقرأ ب "سبح اسم ربك الأعلى" قال رجل أنا، قال : لقد علمتُ أن بعظكم قد خالجنيها .

(٦) وروي من طريق أبي مجلز عن ابن عمرؓ قال : ولم اسمعه منه أن النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم سجد في صلاة الظهر، قال : فرآه أصحابه انه قرأ ب " تنزيل السجدة "

(۷) عن أبي هريرةؓ قال : كان النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم يؤمّنا، فيجهر، ويخافت، فجهرنا فيما يجهر، وخافتنا فيما خافت، وسمعته يقول: " لاصلاة إلا بقراءة"

(۸) عن انسؓ أن النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقرأ في الظهر ب " سبح اسم ربك الأعلى"

ابن عباس کے قول کا جواب:

ابن عباسؓ سے اس کے خلاف منقول ہے انھوں نے حضور ﷺ کا ہر ہر طریقہ محفوظ کیا ہے لیکن ان کو اس بات کا صحیح پتہ نہ چل سکا کہ ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں؟ اسکا مطلب ان کو ظہر وعصر میں قراءت کے معاملہ کی تحقیق نہیں تھی، اس لیے جو انھوں نے قراءت سے منع کیا ہے وہ صرف گمان تھا، اس لیے ان کا ترک قراءت کا حکم معتبر نہیں ہوگا۔

نظر طحاوی: نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ:

(۱) قیام، رکوع اور سجدہ نماز کے فرائض میں سے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی فوت ہو جائے تو نماز صحیح نہیں ہوتی، اور اس میں سب نماز برابر ہیں، البتہ نفل نماز میں قیام ضروری نہیں۔

(۲) قعدۂ اولی: یہ واجب کے درجے میں ہے، اور اس بارے میں سب نماز کا حکم برابر ہے، ایسا نہیں کہ بعض نماز میں واجب ہو اور بعض میں نہیں۔

(۳) ہم قعدۂ اخیرہ کو دیکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہو گیا، بعض اس کو فرض کہتے ہیں جیسے (امام ابوحنیفہ، شافعی، احمدؒ) اور بعض واجب جیسے (امام مالکؒ) لیکن اس کا حکم ہر نماز میں برابر ہونے پر دونوں فریق کا اتفاق ہے، یعنی جن کے نزدیک قعدۂ اخیرہ فرض ہے تو ان کے نزدیک ہر نماز میں فرض ہے، اور جن کے نزدیک واجب ہے ان کے نزدیک یہ ہر نماز میں واجب ہے۔

(۴) قراءت میں جہر کرنا تہجد کی نماز میں فرض نہیں؛ بلکہ سنت ہے اور جہر نماز کے ارکان سے نہیں ہے جیسا کہ رکوع، اور سجدہ، ارکان میں سے ہیں، تو یہ جہر بالقراءۃ بعض نماز میں تو ثابت ہے، لیکن بعض سے ساقط ہے وعصر میں ہر شخص سے جہر بالقراءۃ ساقط اور منتفی ہے۔

اب اس بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو فعل کسی بھی نماز کا فرض اور رکن ہو وہ فعل ہر نماز میں فرض ہوا کرتا ہے کسی بھی نماز کی صحت اس پر موقوف ہے، جیسا کہ قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ کا حال ہے، اور جو فعل نماز کے فرائض میں سے نہ ہو وہ بعض نماز میں ثابت اور دوسرے بعض سے ساقط ہو سکتا ہے، جیسا کہ جہر بالقراءۃ کا حال ہے۔ ادھر مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز میں قراءت کے فرض اور رکن ہونے کو ہمارے یہ مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں یہ نمازیں بغیر قراءت کے صحیح نہیں ہوں گی، تو مذکورہ قاعدہ کی بنا، پر ان کو یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ ظہر وعصر کی نماز میں بھی قراءت فرض اور رکن ہے، جس کے بغیر یہ نمازیں بھی صحیح نہیں ہوں گی! کیوں کہ یہ نہیں ہو سکتا، کہ وہ قراءت بعض نماز میں فرض اور رکن ہو اور بعض میں نہیں؟ لہٰذا مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں فرضیت قراءت کو تسلیم کر کے ظہر وعصر سے اس کو انکار کرنے کی بالکل گنجائش نہیں، لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں قراءت کسی نماز کا رکن نہیں، صرف مغرب، عشاء

اور فجر میں یہ قراءت سنت ہے، باقی ظہر وعصر میں کوئی قراءت ہی نہیں، اور نظر مذکور صرف ان لوگوں کے مقابلے میں حجت بن سکتی ہے جو مغرب، عشاء اور فجر میں رکنیت قراءت کو تسلیم کر کے ظہر وعصر سے اس کا انکار کرتے ہیں، اس لیے امام طحاویؒ نے ان لوگوں کے مقابلے میں ایک دوسری نظر پیش کی، جو لوگ مغرب، عشاء اور فجر میں قراءت کے سنت کے قائل ہو کر، ظہر وعصر سے اس کا انکار کرتے ہیں۔وهم الأصم وابن علية، والحسن بن صالح.

(۲) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے یہاں مغرب وعشاء کی ہر رکعت میں قراءت پڑھی جاتی ہے بایں طور کہ پہلی دونوں رکعتوں میں جہراً اور ان کے بعد والی رکعتوں یعنی مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سراً پس پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں سے جب جہر ساقط ہونے کے باوجود نفس قراءت ساقط نہیں ہوتی، تو نظر کا تقاضہ یہ ہے کہ ظہر وعصر کی نماز سے بھی جہر ساقط ہونے کی وجہ سے نفس قراءت ساقط نہ ہو، لہٰذا جہری وسری ہر نماز میں قراءت کو تسلیم کرنا ہوگا باقی اس قراءت کا نماز کے لیے رکن وفرض ہونا بہت سے واضح دلائل سے ثابت ہے۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

﴿باب القراءة في الصلاة المغرب﴾

وَحَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: (سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ)

ترجمه: محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد جبیر بن مطعمؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نماز مغرب میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تخریج: بخاری فی تفسیر سورہ طور ۵۲، باب ۱، مسلم فی الصلاة ۱۷٤، ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۲۸، نمبر ۸۱۱، ترمذی فی الصلاة باب ۱۱۳، نسائی فی الافتتاح باب ٦٥، ابن ماجه فی الاقامة باب ۹، نمبر ۸۳۱، دارمی فی الصلاة باب ٦٤، مالك فی النداء نمبر ۲۳، مسند احمد ٤/۸۰/۸۳/۸۵، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲٦۹۲، طبرانی فی المعجم الکبیر نمبر ۱٤۹۷.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: انا مَالِكٌ، وَسُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ترجمه: مالک وسفیان نے ابن شہاب سے اور انہوں نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَتِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ (أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْرٍ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، وَهُوَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَقَرَأَ بِالطُّورِ فَكَأَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِي، حِينَ سَمِعْتُ الْقُرْآنَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ) .

ترجمه : سعید بن ابراہیم کہتے ہیں مجھے میری بعض بہنوں نے اپنے والد سے نقل کیا اور انہوں نے جبیر بن مطعمؓ سے نقل کیا کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا یہ بدر کے موقعہ کی بات ہے میں آپ تک پہنچا اس وقت آپ نماز مغرب ادا فرما رہے تھے آپ نے اس میں سورہ طور پڑھی وہ سن کر مجھے یوں معلوم ہوا گویا میرا دل پھٹ گیا ہے یہ اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

تخریج : بخاری فی تفسیر سورہ طور ۵۲، باب ۱، مسلم فی الصلاۃ ۱۷٤، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۸، نمبر ۸۱۱، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۳، نسائی فی الافتتاح باب ٦٥، ابن ماجه فی الاقامة باب ۹،نمبر ۸۳۱، دارمی فی الصلاۃ باب ٦٤، مالك فی النداء نمبر ۲۳، مسند احمد ٤/۸۰/۸۳/۸٥، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲٦۹۲ ، طبرانی فی المعجم الکبیر نمبر ۱٤۹۷ .

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ، وَهُوَ يَقْرَأُ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي قِرَاءَتُكَ هَذِهِ السُّورَةَ أَنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ .

ترجمه : عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ میں نے ام الفضل بنت الحارث سے سنا جبکہ انہوں نے مجھے سورۃ والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا اے میرے بیٹے! تو نے تو مجھے اس سورت کی قراءت کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کی قراءت یاد دلا دی یہ آخری سورت تھی جس کی تلاوت میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مغرب میں سنی تھی۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۹۸، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۷۳، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۸، نمبر ۸۱۰، نسائی فی المناسك باب ۱۱٤، ابن ماجه فی الاقامة باب ۹، نمبر ۸۳۱، مسند احمد ٦/۳۳۸/۳٤۰، عبدالرزاق نمبر ۲٦۹٤.

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ .

ترجمه : یونس نے زہری سے پھر زہری نے اپنی سند سے روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: أنا حَيْوَةُ، قَالَ: أنا أَبُو الْأَسْوَدِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ (أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: يَا أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ، مَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ، فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَسُورَةٌ أُخْرَى صَغِيرَةٌ قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِأَطْوَلِ الطُّوَلِ وَهِيَ كٓمٓصٓ).

ترجمہ : عروہ بن زبیر کہتے ہیں مجھے زید بن ثابتؓ نے بتلایا کہ میں نے مروان بن الحکم کو کہا اے ابوعبدالملک؟ تم نماز مغرب میں قل ہواللہ احد اور دوسری اسی طرح کی چھوٹی سورت پڑھتے ہو۔ زید کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں طویل ترین سورہ پڑھتے دیکھا اور وہ کٓمٓصٓ ہے یعنی اعراف۔

تخریج : نسائی فی الافتتاح باب ٦٧.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَرْوَانَ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ يٰسٓ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَوْ أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ: شَكَّ هِشَامٌ، لِمَرْوَانَ وَقَالَ: لِمَ تُقَصِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ؟ (وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَطْوَلِ الطُّولَيَيْنِ الْأَعْرَافِ).

ترجمہ : حماد نے ہشام سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی کہ مروان مغرب میں سورۃ یٰسٓ پڑھتا تھا۔ عروہ کہتے ہیں زید بن ثابت یا ابوزید انصاری نے ہشام کو اس بارے میں شک ہے کہ حضرت عروہ نے زید بن ثابت یا ابوزید انصاری کا قول مروان کے متعلق ذکر کیا کہ تم نماز مغرب کو مختصر کیوں پڑھاتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ طویل ترین سورہ پڑھتے تھے۔

تخریج : بخاری فی الاذان با

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: (صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ الْمَغْرِبَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ فَقَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ مَا صَلَّى بَعْدَهَا صَلَاةً، حَتَّى قُبِضَ) فَزَعَمَ قَوْمٌ أَنَّهُمْ يَأْخُذُونَ بِهَذِهِ الْآثَارِ، وَيُقَلِّدُونَهَا. وَخَالَفَهُمْ آخَرُونَ فِي قَوْلِهِمْ، فَقَالُوا: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْرَأَ فِي الْمَغْرِبِ إِلَّا بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ. وَقَالُوا قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ يُرِيدُ بِقَوْلِهِ قَرَأَ بِالطُّورِ قَرَأَ بِبَعْضِهَا وَذَلِكَ جَائِزٌ فِي اللُّغَةِ يُقَالُ: هَذَا فُلَانٌ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ إِذَا كَانَ يَقْرَأُ شَيْئًا مِنْهُ وَيُحْتَمَلُ قَرَأَ (بِالطُّورِ) قَرَأَ بِكُلِّهَا. فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ هَلْ رُوِيَ فِيهِ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى أَحَدِ التَّأْوِيلَيْنِ؟

ترجمہ : حضرت انسؓ نے ام الفضل بنت الحارث سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے

اپنے گھر میں نماز مغرب پڑھائی جبکہ آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور آپ نے اس میں سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی آپ نے اس طرح جماعت کے ساتھ کوئی نماز ادا نہیں فرمائی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ ایک جماعت نے ان روایات کو اپنایا اور اختیار کیا جبکہ دوسروں نے کہا کہ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھیں، اس لیے کہ یہ کہنا درست ہے کہ آپ نے طور پڑھی یعنی اس کا بعض حصہ پڑھا اور یہ اطلاق لغت میں درست ہے، جیسے محاورے میں کہتے ہیں فلاں قرآن پڑھتا ہے جبکہ وہ اس میں سے کچھ پڑھتا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ پوری سورت مراد ہو ہم نے غور کیا کہ کیا کوئی روایت ایسی موجود ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو چنانچہ یہ روایت مل گئی۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۳، نمبر ۳۰۸، نسائی فی الافتتاح باب ٦٤۔

فَإِذَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: (قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُكَلِّمَهُ فِي أَسَارَى بَدْرٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ (إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ) فَكَأَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِي فَلَمَّا فَرَغَ كَلَّمْتُهُ فِيهِمْ فَقَالَ شَيْخٌ: لَوْ كَانَ أَتَانِي لِشُفْعَتِهِ يَعْنِي أَبَاهُ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ) فَهَذَا هُشَيْمٌ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَبَيَّنَ الْقِصَّةَ عَلَى وَجْهِهَا، وَأَخْبَرَ أَنَّ الَّذِي سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ) فَبَيَّنَ هَذَا أَنَّ قَوْلَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ قَرَأَ بِالطُّورِ إِنَّمَا هُوَ مَا سَمِعَهُ يَقْرَأُ مِنْهَا. وَلَيْسَ لَفْظُ جُبَيْرٍ إِلَّا مَا رَوَى هُشَيْمٌ لِأَنَّهُ سَاقَ الْقِصَّةَ عَلَى وَجْهِهَا. فَصَارَ مَا حُكِيَ فِيهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ قِرَاءَتُهُ (إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ) خَاصَّةً. وَأَمَّا حَدِيثُ مَالِكٍ مُخْتَصَرٌ مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ قَوْلُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي قَوْلِهِ لِمَرْوَانَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَطْوَلِ الطُّوَلِ المص يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَلَى قِرَاءَتِهِ بِبَعْضِهَا. وَمِمَّا يَدُلُّ أَيْضًا عَلَى صِحَّةِ هَذَا التَّأْوِيلِ.

ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعمؒ نے حضرت جبیر بن مطعم سے بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں بات چیت کرنے کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوا اس وقت آپ اپنے صحابہ کو نماز مغرب پڑھا رہے تھے میں نے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (الطور: ۷) یہ سن کر ایسے محسوس ہوا جیسے میرا دل پھٹ گیا ہو جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے قیدیوں کے سلسلے میں آپ سے بات چیت کی تو آپ نے فرمایا اگر بوڑھا میرے پاس آتا تو میں اس کی شفارش قبول کرتا (اس سے مراد مطعم بن عدی تھا) ہُشیم نے اس روایت کو زہری سے نقل کیا اور انہوں نے واقعہ صحیح انداز سے بیان کر کے بتلا دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے جو قراءت سنی ہے وہ یہ ہے کہ: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ پس اس روایت نے واضح کر دیا کہ پہلی روایت میں طور

سے مراد طور کی وہ آیات ہیں اور حبیبؓ کے الفاظ وہی ہیں جو ہُشیم سے نقل کیے کیونکہ ہُشیم نے قصہ کو صحیح انداز سے بیان کیا ہے۔ پس جو قراءت انہوں نے بیان کی اس سے خاص آیت ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ مراد ہے، مالک کی روایت ویسے مختصر ہے۔ اسی طرح زید بن ثابت نے جو بات مروان کو فرمائی کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے طوال میں سب سے طویل طوال کو پڑھتے سنا وہ سورۂ ﴿المص﴾ ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ اس سے بعض کو پڑھنا مراد ہو۔ اس کی دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج : بخاری فی تفسیر سورہ طور ۵۲، باب ۱، مسلم فی الصلاۃ ۱۷٤، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۲۸، نمبر ۸۱۱، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۳، نسائی فی الافتتاح باب ٦٥، ابن ماجه فی الاقامة باب ۹، نمبر ۸۳۱، دارمی فی الصلاۃ باب ٦٤، مالك فی النداء نمبر ۲۳، مسند احمد ٤/ ۸۰/ ۸۳/ ۸۵، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲٦۹۲، طبرانی فی المعجم الکبیر نمبر ۱٤۹۷۔

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَنْتَضِلُونَ.

ترجمہ : ابی الزبیر نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے نقل کیا کہ ہم مغرب کی نماز پڑھ کر پھر تیر اندازی میں مقابلہ کرتے۔

اللغات : ینتضلون ۔ تیر اندازی میں مقابلہ کرنا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: ثنا حَمَّادٌ، قَالَ: انا ثَابِتٌ، عَنْ (أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَرْمِي أَحَدُنَا، فَيَرَى مَوْضِعَ نَبْلِهِ).

ترجمہ : ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مغرب کی نماز جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ادا کرتے پھر تیر اندازی کرتے تو اپنے تیر پھینکنے کی جگہ کو بخوبی دیکھتے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ٦، نمبر ٤١٦، مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۲۸۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، وَهُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ (عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَدَّثُونِي أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَنْطَلِقُونَ يَرْتَمُونَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِمْ مَوْقِعُ سِهَامِهِمْ، حَتَّى يَأْتُوا دِيَارَهُمْ، وَهُمْ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ، فِي بَنِي سَلِمَةَ).

ترجمہ : ابو بشر نے علی بن بلال سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اصحاب رسول ﷺ کی ایک انصاری جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو انہوں نے مجھے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرتے پھر وہ جا

کر تیراندازی میں مقابلہ کرتے تیر کے نشانے والی جگہ ان سے مخفی نہ رہتی تھی یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچتے جو شہر کے آخر میں محلہ بنی سلمہ میں واقع تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْخَيَّاطُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ بَعْضِ بَنِي سَلِمَةَ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَنْصَرِفُونَ إِلَى أَهْلِهِمْ، وَهُمْ يُبْصِرُونَ مَوْقِعَ النَّبْلِ عَلَى قَدْرِ ثُلُثَيْ مِيلٍ.

ترجمہ : زہری نے بنی سلمہ کے بعض لوگوں سے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے پھر اپنے گھر لوٹتے اس حال میں کہ ثلث میل کی مقدار تیر پھینکنے کی جگہ کو ہم دیکھتے ہوتے تھے (یعنی زیادہ اندھیرا نہ ہوتا تھا)

تخریج : مسند احمد ٤ / ٣٦۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ نَأْتِي بَنِي سَلِمَةَ، وَإِنَّا لَنُبْصِرُ مَوَاقِعَ النَّبْلِ) فَلَمَّا كَانَ هٰذَا وَقْتَ انْصِرَافِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، اسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ، وَقَدْ قَرَأَ فِيهَا الْأَعْرَافَ وَلَا نِصْفَهَا.

ترجمہ : قعقاع بن حکیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے پھر محلہ بنی سلمہ میں آتے تو اس وقت تیر پھینکنے کے مقامات ابھی نظر آتے تھے۔ (مناسب روشنی ہوتی)

تخریج : عبدالرزاق ١/ ٥٥١۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: صَلَّى مُعَاذٌ بِأَصْحَابِهِ الْمَغْرِبَ، فَافْتَتَحَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ، فَصَلَّى رَجُلٌ ثُمَّ انْصَرَفَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ: (إِنَّهُ مُنَافِقٌ) فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، (فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَاتِنٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ لَوْ قَرَأْتَ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا فَإِنَّهُ يُصَلِّي خَلْفَكَ ذُو الْحَاجَةِ وَالضَّعِيفُ، وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ).

ترجمہ : محارب بن دثار نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ معاذ نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب پڑھائی تو سورہ بقرہ یا نساء شروع کر دی ایک آدمی نماز میں شامل ہوا پھر (طویل قراءت دیکھ کر) جماعت سے ہٹ گیا (الگ نماز پڑھ لی) یہ بات معاذ کو پہنچی تو انہوں نے کہا وہ منافق ہے یہ بات اس آدمی کو پہنچی تو وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے معاذ کو (بلوا کر) فرمایا اے معاذ! کیا تو لوگوں کو فتنے میں ڈالنا

ہے اے معاذ! کیا تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتا ہے اگر تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا پڑھتا تو مناسب تھا اس لیے کہ تیری اقتداء میں ضرورت مند، کمزور، بچے، بوڑھے نماز پڑھتے ہیں۔

تخریج : بخاری فی الادب باب ۸٤، والاذان باب ٦٠، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۷۸، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۲٤، نمبر ۷۹۰٤، نسائی فی الاقامۃ باب ٤١/٣٩، والافتتاح باب ۷۰/٦٣، مسند احمد ۱۲٤/۳، ۳۰۸/۳۰۰/۲۹۹.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا فَأَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلَّى مَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ثُمَّ جَاءَ لِيَؤُمَّنَا فَافْتَتَحَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ تَنَحَّى نَاحِيَةً فَصَلَّى وَحْدَهُ. فَقُلْنَا: مَا لَكَ يَا فُلَانُ أَنَافَقْتَ؟ قَالَ: مَا نَافَقْتُ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهُ. فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّى مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا، وَإِنَّكَ أَخَّرْتَ الْعِشَاءَ الْبَارِحَةَ فَصَلَّى مَعَكَ، ثُمَّ جَاءَ فَتَقَدَّمَ لِيَؤُمَّنَا فَافْتَتَحَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ تَنَحَّيْتُ فَصَلَّيْتُ وَحْدِى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ إِنَّمَا نَعْمَلُ بِأَجْزَائِنَا أَىْ بِأَعْضَائِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ مَرَّتَيْنِ اقْرَأْ سُورَةَ كَذَا، اقْرَأْ سُورَةَ كَذَا، السُّوَرُ قِصَارٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ لَا أُحَدِهَا) فَقُلْنَا لِعَمْرٍو: إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ ثنا عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: اقْرَأْ بِسُورَةِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ نَحْوُ هٰذَا فَقَدْ أَنْكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُعَاذٍ، تَثْقِيلَ قِرَاءَتِهِ بِهِمْ، سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَقَالَ لَهُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ وَأَمَرَهُ بِالسُّوَرِ الَّتِى ذَكَرْنَا مِنَ الْمُفَصَّلِ فَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ هِىَ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ فَقَدْ ضَادَّ هٰذَا الْحَدِيثُ حَدِيثَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَمَا ذَكَرْنَا مَعَهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ. وَإِنْ كَانَتْ هِىَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرَأَ فِيهَا بِمَا ذَكَرْنَا مَعَ سِعَةِ وَقْتِهَا، فَإِنَّ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، مَعَ ضِيقِ وَقْتِهَا أَحْرَى أَنْ يَكُونَ تِلْكَ الْقِرَاءَةُ فِيهَا مَكْرُوهَةً. وَقَدْ رُوِىَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، نَحْوٌ مِنْ هٰذَا.

ترجمہ : عمرو بن دینار نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا کہ معاذ بن جبلؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر لوٹ کر ہماری امامت کراتے ایک رات جناب نبی اکرم ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی پس معاذ نے ان کے

ساتھ نماز ادا کی پھر ہمیں امامت کرانے کے لیے آئے تو سورہ بقرہ شروع کر دی جب لوگوں میں سے ایک آدمی نے یہ حالت دیکھی تو اس نے ایک طرف ہٹ کر اکیلے نماز ادا کر لی پس ہم نے کہا اے فلاں تجھے کیا ہوا کیا تو منافق ہو گیا؟ وہ کہنے لگے میں منافق نہیں ہوا میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ کو ضرور اس بات کی اطلاع دوں گا پس وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ معاذ آپ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے پھر لوٹ کر ہماری امامت کراتا ہے گزشتہ رات آپ نے نماز عشاء کو مؤخر فرمایا انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ آئے اور ہمیں امامت کرانے لگے تو انہوں نے سورہ البقرہ شروع کر دی جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں نے ایک طرف ہو کر اکیلے نماز پڑھ لی ہم اونٹوں پر پانی لاتے ہیں ہم اپنے جوڑ بند سے کام کاج کرتے ہیں (اور پیٹ پالتے ہیں) پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالتا ہے یہ بات آپ نے دو مرتبہ دھرائی تم یہ یہ سورت پڑھ لیا کرو اور یہ سورتیں قصار مفصل کی ہیں ان میں حد بندی نہیں کرتا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے سورۂ بقرہ کی قراءت کا بوجھ ڈالنا ناپسند کیا اور فرمایا اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہو اور آپ نے مفصلات کا حکم دیا جو روایات میں مذکور ہوئیں اگر یہ نماز، نماز مغرب ہو تو پھر یہ روایت زید بن ثابتؓ والی روایت جو ابتلاء کے باب میں گزری اس کے خلاف ہے اور اگر اس سے عشاء مراد ہو تو وقت کی وسعت کے باوجود آپ نے اس میں اس کے پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔ اب نماز مغرب اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ یہ قراءت اس میں مکروہ ہو اور جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی سورتوں کا پڑھنا نماز عشاء میں وارد ہوا ہے۔

ہم نے عمر بن دینار کو کہا کہ ابوالزبیر نے جابرؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا تم سورہ واللیل اذا یغشیٰ، والشمس وضحاھا اور والسماء ذات البروج، والسماء والطارق، میں سے کوئی سورہ پڑھو تو اس پر عمرو بن دینار نے کہا اسی جیسی سورتیں مراد ہیں (کوئی مخصوص سورت مراد نہیں)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْخُرَاسَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِ (الشَّمْسِ وَضُحَاهَا) وَأَشْبَاهِهَا مِنَ السُّوَرِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَهَلْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ) قِيلَ لَهُ: نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہؓ نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز عشاء میں سورہ والشمس وضحاھا اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی روایت آئی ہے تو اسے کہا جائے گا جی ہاں! (جناب رسول اللہ ﷺ نے مغرب میں قصار مفصل پڑھی ہے)۔

تخریج: ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۴، نمبر ۳۰۹۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ .

ترجمہ : اسرائیل نے جابر اور انہوں نے عامر اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں والتین والزیتون پڑھی ہے۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۴، نمبر ۱۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۳۵۸/۱۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو زَكَرِيَّا الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: ثنا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ).

ترجمہ : سلیمان بن یسار نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے مغرب میں قصار مفصل پڑھی۔

تخریج : نسائی فی الافتتاح باب ۶۲۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: ثنا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ فُلَانٍ. قَالَ بُكَيْرٌ: فَسَأَلْتُ سُلَيْمَانَ، وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ .

ترجمہ : بکیر بن سلیمان نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ میں نے کسی کو فلاں سے بڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت والی نماز پڑھتے نہیں دیکھا بکیر کہنے لگے میں نے سلیمان سے پوچھا تم نے اس آدمی کو پالیا تو انہوں نے کہا وہ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔

تخریج : ابن حبان ۱۵۷/۳۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أنا عُثْمَانُ بْنُ مِكْتَلٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَهٰذَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ أَخْبَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ فَإِنْ حَمَلْنَا حَدِيثَ جُبَيْرٍ وَمَا رَوَيْنَا مَعَهُ مِنَ الْآثَارِ، عَلَى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ الْمُخَالِفُ لَنَا، تَضَادَّتْ تِلْكَ الْآثَارُ وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا، وَإِنْ حَمَلْنَاهَا عَلَى مَا ذَكَرْنَا اتَّفَقَتْ هِيَ وَهٰذَا الْحَدِيثُ. وَأَوْلَى بِنَا أَنْ نَحْمِلَ الْآثَارَ عَلَى الِاتِّفَاقِ لَا عَلَى التَّضَادِّ.

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْرَأَ بِهِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هُوَ قِصَارُ الْمُفَصَّلِ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمہ : عثمان بن مکتل نے ضحاک سے روایت نقل کی پھر انہوں نے اپنی سند سے روایت کی ہے۔ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کہ جو نبی ﷺ کے متعلق بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ اس میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔ اگر ہم حضرت جبیر اور ان کے ساتھ مذکورہ روایات کو اس بات پر محمول کریں جو ہمارے مخالفین کہتے ہیں تو پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ان کا تضاد لازم آئے گا۔ اور اگر وہ مفہوم مراد لیں جو ہم نے پیش کیا ہے تو وہ روایات اور یہ حدیث باہمی متفق ہو جائیں گی اور تضاد نہ رہے گا۔ پس ہماری مذکورہ بات سے یہ ثابت ہو گیا کہ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھی جائے گی۔ اور یہی امام ابو حنیفہ، ابو یوسف و محمدؒ کا قول ہے اور حضرت عمرؓ سے بھی اس کی مثل ارشاد مروی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تخریج : بیهقی ۱/۵٤۷۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، قَالَ: أَقْرَأَنِي أَبُو مُوسَى كِتَابَ عُمَرَ إِلَيْهِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِآخِرِ الْمُفَصَّلِ.

ترجمہ : زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کا خط پڑھایا (جس میں لکھا تھا) کہ آخر مفصل میں سے پڑھو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه کتاب الصلاة ۱/۳۵۹۔

تشریح : مغرب کی نماز میں کون سی قراءت افضل ہے؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: حضرت زید بن ثابتؓ، جبیر بن مطعمؓ، عروہ بن زبیر اور امام شافعیؒ کے قول مشہور اور ظاہریہ کے نزدیک مغرب کی نماز میں طول قراءت افضل ہے، جیسا کہ سورۂ اعراف، سورۂ والطور، سورۂ والمرسلات وغیرہ ہیں۔

دوسرا مذہب: حضرات حنفیہ، حضرات مالکیہ، اور حنابلہ کے نزدیک مغرب کی نماز میں قصر قراءت افضل ہے، نیز حضرات حنفیہ کے نزدیک طولِ قراءت خلاف اولیٰ ہے اور مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔
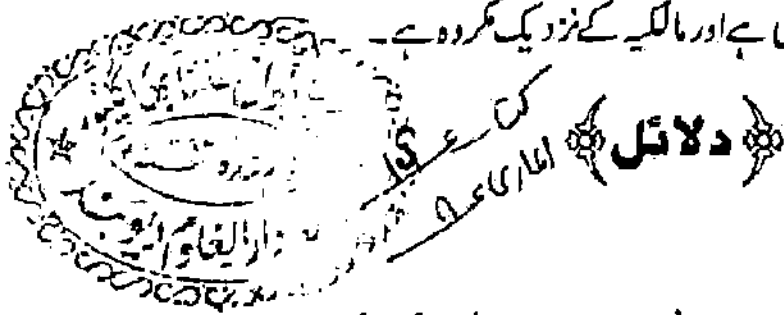
دلائل

قائلین طولِ قراءت کی دلیل:

(۱) رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ : أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: مَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَسُورَةٍ أُخْرَى صَغِيرَةٍ قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِأَطْوَلِ الطُّوَلِ وَهِيَ الٓمٓصٓ.

(۲) وروي عن جُبَيرِ بْنِ مُطْعِمٍ : أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْرٍ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، وَهُوَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَقَرَأَ بِالطُّورِ فَكَأَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِي، حِينَ سَمِعْتُ الْقُرْآنَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ

(۳) وروي عن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ؛ وَهُوَ يَقْرَأُ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ! لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي قِرَاءَتُكَ هٰذِهِ السُّورَةَ أَنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ .

قائلین قصر قراءت کے دلائل:

(۱) حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ : كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ نَأْتِي بَنِي سَلِمَةَ، وَإِنَّا لَنُبْصِرُ مَوَاقِعَ النَّبْلِ .

(۲) ومنها ما روي عن عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَدَّثُونِي أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَنْطَلِقُونَ يَرْتَمُونَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِمْ مَوْقِعُ سِهَامِهِمْ، حَتَّى يَأْتُوا دِيَارَهُمْ، وَهُمْ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ، فِي بَنِي سَلِمَةَ .

(۳) ومنها : رواية الزهريّ . عن بعض بني سلمة : أنهم كانوا يصلّون مع النبيّ صلى الله عليه وسلم ، المغرب ، ثم ينصرفون إلى أهلم ؛ وهم يبصرون موقع النبل على قدر ثلثي ميل .

امام طحاوی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ جب اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہورہے ہیں کہ لوگ اپنے تیر پھینکنے کی جگہوں کو دیکھ سکیں تو یہ محال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف جیسی سورت تلاوت کی ہو، بلکہ اس کا نصف بھی تلاوت کرنا محال ہے؛ اس لیے کہ اتنی لمبی تلاوت کے بعد تو اندھیرا چھا جائے گا جس سے تیر پھینکنے کی جگہوں کو دیکھنا ناممکن ہے۔ ماننا پڑے گا کہ چھوٹی سورتیں تلاوت کی ہوں گی۔

(٤) حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ : قَالَ: صَلَّى مُعَاذٌ بِأَصْحَابِهِ الْمَغْرِبَ، فَافْتَتَحَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ، فَصَلَّى رَجُلٌ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا، فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَاتِنٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ لَوْ قَرَأْتَ بِ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" "وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا" فَإِنَّهُ يُصَلِّي خَلْفَكَ ذُو الْحَاجَةِ، وَالضَّعِيفُ، وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ ۔

امام طحاوی اس روایت کو ایک دوسری سند سے اور تفصیل کے ساتھ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اگر یہ نماز مغرب کی

نماز ہے جو حضرت معاذؓ نے پڑھائی ہے تو پھر یہ حدیث معاذ، حدیث زید بن ثابتؓ کے مخالف ہے اور بھی جو روایات ذکر کی ہیں۔ اور اگر عشاء کی نماز تھی تو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز میں پڑھنے کو ناپسند کیا جب کہ عشاء کے وقت میں بہت کافی گنجائش ہوتی ہے؛ تو مغرب کی نماز میں اس کو پڑھنا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا جب کہ مغرب کی وقت میں کافی تنگی بھی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ عشاء کی نماز میں ''والشمس و ضحاها'' جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

(۵) عن بُرَيْدَةَؓ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِ "الشَّمْسِ وَضُحَاهَا" وَأَشْبَاهِهَا مِنَ السُّوَرِ .

(٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ،بِ "التِّينِ وَالزَّيْتُونِ" .

(٧) وروي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ .

(٨) وكتب عمرؓ إلى أبي موسىٰ الأشعريؓ : اقرأ في المغرب بآخر المفصّل .

(٩) وروي عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، قَالَ: أَقْرَأَنِي أَبُو مُوسَى كِتَابَ عُمَرَ إِلَيْهِ: اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِآخِرِ الْمُفَصَّلِ

قائلین طول قراءت کی دلیل کا جواب:

جبیر بن مطعم کی روایت کا جواب یہ ہے کہ ان کی روایت میں دو احتمال ہیں (۱) کہ پوری سورہ نماز مغرب میں پڑھی ہو (۲) پوری سورۂ طور نہ پڑھی ہو البتہ اس کا کچھ حصہ تلاوت کیا ہو، اب ان دونوں احتمالوں میں سے کس کو ترجیح دیں تو اس سلسلے میں جبیر بن مطعم کی ایک دوسری مفصل روایت ملی جس میں یہ وضاحت ہے کہ جبیر بن مطعمؓ نے حضور ﷺ کو سورۂ طور کا کچھ ٹکڑا تلاوت فرماتے ہوئے سنا، اس کا مطلب کہ یہی احتمال صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا حصہ ہی تلاوت فرمایا، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہوگا۔

ام الفضل کی روایت کا جواب:

یہ روایت پہلی روایت کے مقابلہ میں زیادہ مجمل اور مختصر ہے؛ اس لیے اس روایت میں تاویل کی اور زیادہ گنجائش ہوگی کہ سورۂ مرسلات کا بعض حصہ پڑھا گیا تھا، اور تسمیۃ الجزباسم الکل کی قبیل سے پوری سورت کا نام لیا گیا۔

زید بن ثابتؓ کی روایت کا جواب:

حضرت زید بن ثابتؓ نے جو قسم کھا کر فرمایا تھا کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھا کرتے تھے

اس سے سورۂ اعراف کا بعض حصہ مراد ہوگا اس لیے کہ محاورہ میں ایسا بہت مستعمل ہے۔
(تقریب شرح معانی الآثار، شرح معانی الآثار)

باب القراءة خلف الامام

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَتَعَايَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: (أَتَقْرَءُونَ خَلْفِي) قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: (فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا)

ترجمہ: محمود بن الربیع نے عبادہ بن صامتؓ سے نقل کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی پس آپ پر قراءت گراں ہوئی جب سلام پھیرا تو آپ نے فرمایا کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو انہوں نے جواب دیا جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا ایسا مت کرو سوائے فاتحۃ الکتاب کے اس لیے کہ اس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ نہ پڑھی۔

اللغات: تعایت۔ گراں ہونا۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۳۲، نمبر ۸۲۳، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۳۱۱، مستدرک حاکم ۲۳۸/۱، مع تغیر یسیر۔

وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (كُلُّ صَلَاةٍ لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ)

ترجمہ: یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عباد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نقص والی ہے۔

اللغات: خداج۔ ناقص

تخریج: ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۱۱، نمبر ۸۴۰، مسند احمد ۲۷۵/۱۹۲/۶، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ ۳۶۰/۱۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا

السائب، مولی هشام بن زهرة یقول: سمعت أبا هریرة، رضی الله عنه یقول: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: (من صلی صلاة لم یقرأ فیها بأم القرآن فهی خداج غیر تمام) فقلت: یا أبا هریرة إنی أکون أحیانا وراء الإمام قال: اقرأها یا فارسی فی نفسك.

ترجمہ : ہشام بن زہرہ کے مولی ابوالسائب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرماتے سنا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی وہ ناقص و نامکمل ہے میں نے سوال کیا اے ابو ہریرہ! میں بسا اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو وہ فرمانے لگے اے فارسی! اس وقت اپنے دل میں پڑھ لو۔

تخریج : مسلم فی الصلاة ۳۸ / ۴۱ ، مسند احمد ۲ / ۲۴۱ .

حدثنا ابن داود، قال: ثنا ابن أبی مریم، قال: أنا أبو غسان، قال: ثنا العلاء، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله قال أبو جعفر: فذهب إلی هذه الآثار قوم، وأوجبوا بها القراءة خلف الإمام فی سائر الصلوات بفاتحة الکتاب. وخالفهم فی ذلك آخرون فقالوا لا نری أن یقرأ خلف الإمام فی شیء من الصلوات بفاتحة الکتاب، ولا بغیرها. وکان من الحجة لهم علیهم فی ذلك أن حدیثی أبی هریرة رضی الله عنه وعائشة رضی الله عنها اللذین رووهما عن النبی صلی الله علیه وسلم (کل صلاة لم یقرأ فیها بأم القرآن فهی خداج) لیس فی ذلك دلیل علی أنه أراد بذلك، الصلاة التی تکون وراء الإمام. قد یجوز أن یکون عنی بذلك الصلاة التی لا إمام فیها للمصلی وأخرج من ذلك المأموم بقوله من کان له إمام فقراءة الإمام قراءة له. فجعل المأموم فی حکم من یقرأ بقراءة إمامه، فکان المأموم بذلك خارجا من قوله (کل من صلی صلاة فلم یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فصلاته خداج) وقد رأینا أبا الدرداء قد سمع من النبی صلی الله علیه وسلم فی ذلك، مثل هذا، فلم یکن ذلك، عنده، علی المأموم.

ترجمہ : علاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ اسی جیسی روایت نقل کی ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان روایات کے پیش نظر تمام نمازوں میں فاتحہ کی قراءت کو واجب قرار دیا، دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہم کسی نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قراءت کو جائز قرار نہیں دیتے۔ ان حضرات کے خلاف دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے جو روایات نقل کی ہیں کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ اس سے جماعت کی نماز مراد ہے اس لیے یہ جائز نہیں کہ اس سے وہ نماز مراد لی جائے جو امام کے بغیر پڑھی جاتی ہو اس سے مقتدی آپ ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر خارج ہو گیا کہ ''جو شخص امام کے ساتھ ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت

ہے" پس مقتدی تو اس آدمی کے حکم میں ہے جوامام کی قراءت سے پڑھتا ہے اس لیے مقتدی اس قول کی حدود سے خارج ہوگیا کہ ہروہ شخص جس نے اپنی نماز میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ابوالدرداء نے اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے بات سنی ہے یہ ان کے یہاں بھی مقتدی کے لیے نہیں ہے، روایت ملاحظہ ہو۔

تخریج : مسند احمد باختلاف یسیر فی المتن ۲/۴۵۷۔

وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ، أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فِي كُلِّ الصَّلَاةِ قُرْآنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ قَالَ: وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ، فَقَدْ كَفَاهُمْ فَهٰذَا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ الصَّلَاةِ قُرْآنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِ الْأَنْصَارِ. ثُمَّ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: بَعْدُ مِنْ رَأْيِهِ مَا قَالَ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَهُ، عَلَى مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ، وَعَلَى الْإِمَامِ لَا عَلَى الْمَأْمُومِينَ. فَقَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ رَأْيَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمَأْمُومِ مَعَ الْإِمَامِ، وَانْتَفَى بِذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ فِي ذٰلِكَ حُجَّةٌ لِأَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ عَلَى صَاحِبِهِ. وَأَمَّا حَدِيثُ عُبَادَةَ، فَقَدْ بَيَّنَ الْأَمْرَ، وَأَخْبَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ الْمَأْمُومِينَ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ ضَادَّ ذٰلِكَ غَيْرُهُ أَمْ لَا؟

ترجمہ : معاویہ بن صالح نے ابوالزاہریہ عن کثیر بن مرہ عن ابی الدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر نماز میں قرآن مجید پڑھنا لازم ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ ایک انصاری نے کہا پھر تو قرآن مجید پڑھنا واجب ہوا۔ یہ حضرت ابوالدرداءؓ ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تمام نمازوں میں قرآن مجید پڑھنا چاہیے تو ایک انصاری نے کہا پھر تو واجب ہوگیا تو آپ ﷺ نے اس کی بات کا انکار نہیں کیا پھر ابوالدرداءؓ نے اس کی بات کے بعد اپنی رائے ظاہر فرمائی کہ یہ حکم اکیلے نماز پڑھنے والے اور امام کے لیے ہے مقتدیوں کے لیے نہیں، حضرت ابوہریرہؓ کی رائے ان سے مختلف ہے وہ اسے مقتدی بمع امام پر لازم کرتے ہیں، پس اس روایت کا کسی بھی فریق کے لیے دلیل ہونا ثابت نہ ہوسکا باقی رہی حدیث عبادہؓ تو انہوں نے بات کو واضح کردیا کہ جناب رسول اللہ نے مقتدیوں کو اپنے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ دیکھیں کہ ان کے خلاف اور کسی صحابی نے عمل کیا یا نہیں توچنانچہ یہ روایت مل گئیں۔

فَإِذَا يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ،

فقال هَلْ (قَرَأَ مِنكُمْ مَعِي أَحَدٌ آنِفًا فقال رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُول اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟) قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ مع رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَ ةِ، مِنَ الصَّلَوَاتِ، حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْهُ .

ترجمہ : ابن اکیمہ لیثی نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز جہری سے واپس مڑے تو ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ ابھی پڑھا ہے تو ایک آدمی نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی کہہ رہا ہوں میرے ساتھ قرآن مجید کے پڑھنے میں کیوں منازعہ کیا جا رہا ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اس پر لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ جہری نمازوں میں پڑھنے سے رک گئے جب انہوں نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد سنا۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱٦، نمبر ۳۱۲، نسائی فی الافتتاح باب ۲۸، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۳، مالك فی النداء نمبر ٤٤، مسند احمد ۲/ ۲۸٤ .

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ:(فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذٰلِكَ، فَلَمْ يَكُونُوا يَقْرَءُ ونَ) .

ترجمہ : سعید نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مسلمانوں نے اس نصیحت کو پلے باندھ لیا پس وہ قراءت خلف الامام نہ کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْأَوَّلِ الْأَحْوَلُ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا) .

ترجمہ : زید بن اسلم نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ پڑھے تو تم خاموش رہو۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ٦٧، نمبر ٦٠٤، نسائی فی الافتتاح باب ۳۰، مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاۃ ۲/ ۳۲٦۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانُوا يَقْرَءُ ونَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:(خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَ ةَ) .

ترجمہ : ابوالاحوص نے عبداللہ سے نقل کیا کہ لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا تم نے مجھ پر قراءت کو خلط ملط کر دیا ہے۔

تخریج : مسند احمد ۱/ ۴۵۱، مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ۱/ ۳۷۶۔

حدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَعْقُوبَ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ) .

ترجمہ : عبداللہ بن شداد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

تخریج : ابن ماجه في الاقامة باب ۱۳، نمبر ۸۵، دار قطنی فی سننه ۱/ ۳۲۳/ ۳۲۵۔

حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ صَلَّى رَكْعَةً، فَلَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الإِمَامِ) .

ترجمہ : وہب بن کیسان نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر جب کہ وہ امام کے پیچھے ہو (معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے نہ قراءت فاتحہ ہے اور نہ اور کوئی سورۃ)

تخریج : دار قطنی فی سننه ۱/ ۳۲۷۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ:(أَتَقْرَءُونَ وَالإِمَامُ يَقْرَأُ) فَسَكَتُوا فَسَأَلَهُمْ ثَلَاثًا فَقَالُوا إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَقَدْ بَيَّنَّا بِمَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَ مَا رَوَىٰ عُبَادَةُ .فَلَمَّا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ فِي ذٰلِكَ، الْتَمَسْنَا حُكْمَهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَرَأَيْنَاهُمْ جَمِيعًا لَا يَخْتَلِفُونَ فِي الرَّجُلِ، يَأْتِي الإِمَامَ، وَهُوَ رَاكِعٌ أَنَّهُ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ مَعَهُ،وَيَعْتَدُّ تِلْكَ الرَّكْعَةَ، وَإِنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا شَيْئًا. فَلَمَّا أَجْزَاهُ ذٰلِكَ فِي حَالِ خَوْفِهِ فَوْتَ الرَّكْعَةِ،احْتَمِلَ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَجْزَاهُ ذٰلِكَ لِمَكَانِ الضَّرُورَةِ، وَاحْتَمِلَ، أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا، أَجْزَاهُ، ذٰلِكَ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ لَيْسَتْ عَلَيْهِ فَرْضًا. فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ، فَرَأَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُونَ أَنَّ مَنْ جَاءَ إِلَى الإِمَامِ، وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ بِتَكْبِيرٍ كَانَ مِنْهُ،أَنَّ

ذٰلِكَ لَا يُجْزِئُهُ، وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا تَرَكَهُ لِحَالِ الضَّرُورَةِ، وَخَوْفَ فَوَاتِ الرَّاكِعَةِ، فَكَانَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ قَوْمَةٍ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ وَخَوْفِ فَوَاتِ الرَّكْعَةِ،فَكَانَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ قَوْمَةٍ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ وَغَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ فَهٰذِهِ صِفَاتُ الْفَرَائِضِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي الصَّلَاةِ، وَلَا تُجْزِءُ الصَّلَاةُ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا. فَلَمَّا كَانَتِ الْقِرَاءَةُ مُخَالِفَةً لِذٰلِكَ، وَسَاقِطَةً فِي حَالِ الضَّرُورَةِ، كَانَتْ عَنْ غَيْرِ جِنْسِ ذٰلِكَ. فَكَانَتْ فِي النَّظَرِ أَنَّهَا سَاقِطَةٌ فِي غَيْرِ حَالَةِ الضَّرُورَةِ. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ خَلْفَ الإِمَامِ وَيَأْمُرُونَ بِذٰلِكَ.

ترجمہ : ابوقلابہ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر اپنے چہرہ مبارک کو ہماری طرف کیا اور فرمایا کیا تم اس وقت پڑھتے ہو جبکہ امام پڑھتا ہو پس سب خاموش رہے اس پر آپ نے ان سے تین بار سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا ہم امام کے پیچھے پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا مت کرو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں ہمارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تمام روایات حضرت عبادہؓ کی روایت کے خلاف ہیں جب روایات میں اختلاف ہوا تو ہم نے نظر و فکر کی طرف رجوع کیا چنانچہ ہم نے یہ بات پائی کہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جو شخص امام کی ایسے وقت میں اقتداء کرے جبکہ وہ رکوع کی حالت میں ہو تو وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس کی یہ رکعت شمار ہوگی اگرچہ اس نے اس میں کچھ بھی نہیں پڑھا، جب رکعت کے فوت ہو جانے کے خطرے سے یہ چیز جائز ہے تو اس میں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ یہ چیز ضرورت کے وقت بھی جائز ہے اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ امام کے پیچھے قراءت فرض نہیں، پس اسی کا اعتبار کر کے ہم نے یہ رائے قائم کی کہ سب حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے اور وہ تکبیر افتتاح کے بغیر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کی یہ نماز جائز نہ ہوگی اگرچہ اس نے یہ عمل ضرورت کی وجہ سے اور رکعت کے فوت ہو جانے کے ڈر سے کیا ہے اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ ضرورت کی حالت اور رکعت کے فوت ہو جانے کے خطرے کے باوجود قومہ کرتا اس کے لیے قومہ حالتِ ضرورت اور بلا حالت ضرورت ہر دو صورت میں ضروری ہے اور یہی حکم ان سب فرائض کا ہے کہ جن کے علاوہ نماز میں کوئی چارہ نہیں اور ان کے پائے جانے کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی جب قراءت کا مسئلہ اس سے مختلف ہے اس لیے کہ یہ ضرورت کی حالت میں ساقط ہو جاتی ہے تو اس کی جنس الگ ہوگئی تو نظر و فکر کا یہ تقاضا ہے کہ ضرورت کی حالت کے علاوہ میں بھی یہ ساقط ہو جائے یہی نظر ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسف ومحمد کا قول ہے اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اصحاب رسول ﷺ امام کے پیچھے پڑھتے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے۔

تخريج : دارقطني في سننه ١/٣٤٠، بيهقي في السنن الكبرى ٢/١٦٦۔

فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ قَالَ: انا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ جَوَّابِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ شَرِيكٍ أَبُو إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ فَقَالَ: لِي اقْرَأْ فَقُلْتُ: وَإِنْ كُنْتُ خَلْفَكَ؟ قَالَ: وَإِنْ كُنْتَ خَلْفِي قُلْتُ: وَإِنْ قَرَأْتَ؟ قَالَ: وَإِنْ قَرَأْتُ .

ترجمه : ابوابراہیم التیمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سوال کیا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کی جائے گی تو انہوں نے فرمایا پڑھ لیا کرو میں نے پوچھا خواہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں؟ تو انہوں نے فرمایا خواہ تم میرے پیچھے پڑھو میں نے کہا اگر چہ آپ قراءت کریں انہوں نے فرمایا اگر چہ میں قراءت کروں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ١ / ٣٧٣ ۔

حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: انا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ .

ترجمه : مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے سنا کہ وہ امام کے پیچھے ظہر میں سورہ مریم پڑھتے ہیں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ١ / ٣٧٣ ۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، فَكَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ قِيلَ لَهُ: قَدْ رُوِيَ هٰذَا عَمَّنْ ذَكَرْتُمْ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِمْ بِخِلَافِ ذٰلِكَ .

ترجمه : مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے ساتھ ظہر وعصر پڑھی وہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ قول اس سے مروی ہے جن کا تم نے تذکرہ کیا ان کے علاوہ دیگر اصحاب سے اس کے خلاف روایات ہیں۔ملاحظہ ہوں۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ١ / ٣٧٣ ۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، وَمَرَّ عَلَى دَارِ ابْنِ الأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ، وَكَانَ قَدْ قَرَأَ عَلَى أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ .

ترجمه : مختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قراءت کی وہ فطرت کے خلاف کرنے والا ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ١ / ٣٧٦ ۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ: ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَنْصِتْ لِلْقِرَاءَةِ فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا، وَسَيَكْفِيكَ ذَلِكَ الْإِمَامُ.

ترجمہ : ابووائل نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ قراءت کے سننے کے لیے بالکل خاموشی اختیار کرو بلاشبہ نماز میں ایک مشغولیت ہے اوراس قراءت کے لیے تمہاری طرف سے امام کافی ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱/ ۳۷۶۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا خَدِيجُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوهُ تُرَابًا .

ترجمہ : علقمہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا کاش کہ وہ شخص جوامام کے پیچھے پڑھتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱/ ۳۷۷۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالُوا: لَا تَقْرَءُ وا خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ مِثْلَ ذَلِكَ .

ترجمہ : عبیداللہ بن مقسم نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کیا امام کے پیچھے پڑھا جائے گا تو انہوں نے فرمایا کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے کچھ بھی مت پڑھو۔ عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا پھر اسی طرح روایت کو نقل کیا۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۳۰۔

وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: انا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، سَمِعَهُ يَقُولُ: لَا تَقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ .

ترجمہ : عطاء بن یسار نے زید بن ثابت سے نقل کیا کہ میں نے ان کو فرماتے سنا کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے مت پڑھو۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ .فَقَالَ: لَا .

ترجمہ : ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا میں اس وقت قراءت کروں جبکہ امام میرے سامنے ہو؟ تو فرمانے لگے بالکل نہیں۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ يَقُولُ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ : نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کی جائے گی؟ تو فرمانے لگے جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کے لیے کافی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : موطا مالك ۱/ ۲۹۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: (يَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ) فَهٰؤُلَاءِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ. وَقَدْ وَافَقَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ، مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ، وَشَهِدَ لَهُمُ النَّظَرُ بِمَا قَدْ ذَكَرْنَا، فَذٰلِكَ أَوْلَى مِمَّا خَالَفَهُ.

ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا کہ (امام کے پیچھے) تمہیں امام کی قراءت کافی ہے۔

یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی جماعت ہے جو امام کے پیچھے قراءت کے چھوڑنے پر متفق ہے اور اس کے موافق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی ہے اور صحیح نظر و فکر بھی اس کے موافق ہے اور یہ اس کی مخالفت کرنے والوں کے مسلک سے بہتر قول ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه ۱/ ۳۷٦۔

تشریح : قراءت فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ ابتداء سے مختلف فیہ اور معرکۃ الاراء رہا ہے، اس مسئلہ کو نماز کے اختلافی مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیوں کہ اس میں اختلاف افضلیت اور عدم افضلیت کا نہیں، جواز و عدم جواز؛ بلکہ وجوب و تحریم کا ہے، چناں چہ اس مسئلہ پر قلمی اور زبانی مناظرات کا بازار گرم رہا ہے، اور اس موضوع پر فریقین کی طرف سے اتنی تصانیف لکھی گئی ہیں، جن سے ایک پورا کتب خانہ تیار ہو سکتا ہے۔

اس موضوع پر سب سے پہلی مستقل کتاب امام بخاریؒ نے "جزء القراء خلف الإمام" کے نام سے لکھی ہے، اور ان کے بعد امام بیہقیؒ نے اس موضوع پر کتاب "کتاب القراءۃ" تحریر فرمائی، اس ابتدائی دور میں کسی حنفی عالم کی اس موضوع پر کسی مستقل کتاب کا ذکر نہیں ملتا، البتہ امام بیہقیؒ اپنی "کتاب القراءۃ" میں بکثرت ایک حنفی عالم کی تردید کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء احناف میں سے کسی نے اس مسئلہ پر امام بیہقیؒ سے پہلے کوئی کتاب لکھی تھی، پھر آخری دور میں جب غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت اچھالا اور اس کی وجہ سے حنفیہ کے خلاف محاذ قائم کیا

اوران کی نمازوں کے فاسد ہونے کا اعلان کیا تو علماء ہند نے اس کے جواب میں متعدد کتابیں تالیف کیں چناں چہ علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے" امام الكلام في القراءة خلف الإمام" اوراس کا حاشیہ" غيث الغمام في القراءة خلف الإمام " تحریر فرمایا۔ نیز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے" الدليل المحكم في ترك القراءة للمؤتم " اور" توثيق الكلام في ترك القراءة خلف الإمام " حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے "هداية المعتدي في قراءة المقتدي "حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوریؒ نے" الدليل القوي على ترك القراءة للمقتدي " شیخ محمد ہاشم سندھیؒ نے" تنقيح الكلام في القراءة خلف الإمام " اور علامہ ظہیر حسن نیمویؒ نے متعدد رسالے تالیف فرمائے، پھر حضرت شاہ انور کشمیری صاحبؒ نے ایک رسالہ فارسی زبان میں" فصل الخطاب في مسئلة أم الكتاب " پھر دوسرا رسالہ عربی میں" خاتمة الخطاب في مسئلة فاتحة الكتاب " تحریر فرمایا: پھر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی صاحبؒ" إعلاء السنن " نے بھی" فاتحة الكلام في القراءة خلف الإمام " تحریر فرمایا پھر آخر میں ہمارے زمانے ماضی قریب کے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر نے" أحسن الكلام في ترك القراءة خلف الإمام " کے نام سے اسی موضوع پر کتاب لکھی۔ ہم یہاں اس مسئلہ کی ضروری تحقیق اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

تفصیل مذاہب ائمہ کرام:

اس مسئلہ میں مذاہب کی تفصیل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قراءتِ فاتحہ خلف الامام صلوات جہریہ اور صلوات سریہ دونوں میں مکروہ تحریمی ہے چناں چہ حنفیہ کی ظاہر روایت یہی ہے، البتہ امام محمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ قراءت فاتحہ خلف الامام جہریہ میں مکروہ اور سریہ میں مستحب یا کم از کم مباح ہے، اسی کو علامہ عبدالحی لکھنویؒ اور بعض دوسرے متاخرین حنفیہ نے اختیار کیا ہے اور حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کا میلان بھی اسی جانب معلوم ہوتا ہے لیکن محقق ابن الہمام نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

(۲) دوسری طرف امام شافعیؒ کے نزدیک قراءت فاتحہ خلف الامام جہری اور سری دونوں نمازوں میں واجب ہے۔

(۳) امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس بات پر متفق ہیں کہ جہری نمازوں میں قراءت فاتحہ خلف الامام واجب نہیں؛ لیکن پھر ان سے مختلف روایات ہیں، بعض روایات میں قراءتِ فاتحہ خلف الامام مکروہ، بعض میں جائز اور بعض میں مستحب قرار دی گئی ہے، اور سری نمازوں کے بارے میں ان سے تین روایات ہیں، ایک یہ کہ قراءت واجب ہے، دوسری یہ کہ مستحب ہے اور تیسری یہ کہ مباح ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جہری نمازوں میں وجوب قراءت کا قول صرف امام شافعیؒ کا ہے، بلکہ یہ بات

بھی ان کے مشہور قول کے مطابق ہے؛ ورنہ تحقیق یہ ہے کہ امام شافعیؒ بھی جہری نمازوں میں وجوبِ قراءت کے قائل نہیں ہیں "المغنی" میں ابن قدامہ کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، نیز "كتاب الأم" میں خود امام شافعیؒ کے کلام سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے، اس لیے کہ امام شافعیؒ کی کتاب "كتاب الأم" کتب جدیدہ میں سے ہے، نہ کہ کتب قدیمہ میں سے، یعنی مصر منتقل ہونے کے بعد تالیف کی، لہٰذا یہ امام شافعی کا قول جدید ہوا نہ کہ قدیم اس سے واضح ہوا کہ صلوات جہریہ میں وجوب قراءت کا مسلک صرف ہمارے زمانے کے غیر مقلدین کا ہے، یہاں تک کہ داؤد ظاہری بھی اس کے قائل نہیں، نیز علامہ ابن تیمیہؒ بھی جہری نمازوں میں ترکِ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، اور سری نمازوں میں بھی غالباً صرف استحباب قراءت ہی کے قائل ہیں۔

ائمہ کرام کے دلائل

قائلینِ قراءت فاتحہ خلف الامام کے دلائل:

(۱) امام شافعیؒ اور قائلین قراءتِ فاتحہ خلف الامام کی سب سے قابل اعتماد اور قوی دلیل حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی حدیث باب ہے: "قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَؤُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِي وَاللّٰهِ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا" [۱]

یہ حدیث اگرچہ شافعیہ کے مسلک پر صریح ہے؛ لیکن صحیح نہیں ہے، چناں چہ امام احمدؒ نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے كما حكاه ابن تيمية في فتاواه، نیز ابن عبد البرؒ اور بعض دوسرے محدثین نے بھی اسے معلول کہا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی یہ حدیث تین طریقوں سے مروی ہے جن میں سے ایک اوپر مذکور ہوا۔

(۲) صحیحین کی مرفوع روایت "إن رسول الله صلى الله عليه وسلم . قال: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" [۲]

(۳) ابن ابی شیبہ نے مصنف [۳] میں طحاویؒ نے احکام القرآن میں اور علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں محمود بن الربیع سے نقل کیا ہے "قال: صلّيت صلاةً وإلى جنبي عبادة بن الصامتؓ. قال: فقرأ بفاتحة الكتاب. قال: فقلت له: يا أبا الوليد! ألم أسمعك تقرأ بفاتحة الكتاب؟ قال: أجل إنه لا صلاة إلّا بها، لفظه لابن أبي شيبة" فتاویٰ ابن تیمیہ کی روایت میں خلف الامام کی بھی تصریح ہے۔

جواب: ان تینوں طرق میں سے پہلا طریق بالاتفاق صحیح ہے؛ لیکن اس سے فریق ثانی کا استدلال صحیح نہیں، اس لیے کہ حنفیہ اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہ منفرد یا امام کے حق میں ہے، دوسرے جوابات اور تفصیلات آگے آئیں گے۔

رہا دوسرا طریق سو وہ بھی صحیح ہے؛ لیکن اس سے بھی شافعیہ وغیرہ کے مذہب پر کوئی صریح دلیل مرفوع قائم نہیں ہوتی؛ کیوں کہ وہ حضرت عبادہؓ کا اپنا اجتہاد ہے، یعنی انھوں نے ''لا صلاۃ لمن لم یقرأ'' والی حدیث کو امام اور مقتدی دونوں کے لیے عام سمجھا، اور اس سے یہ حکم مستنبط کیا کہ مقتدی پر بھی قراءت فاتحہ واجب ہے؛ لیکن ان کا یہ استنباط احادیثِ مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اس حدیث سے حنفیہ کی تائید ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر صحابہ وتابعین ترک قراءت خلف الامام پر کاربند تھے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت محمود بن الربیعؓ حضرت عبادہؓ کو قراءت فاتحہ کرتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے سوال نہ کرتے، ان کا تعجب سے سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عبادہؓ کا یہ عمل صحابہؓ وتابعینؒ کے عام عمل کے خلاف تھا، اس کے علاوہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت محمود بن الربیعؓ نے فاتحہ کی قراءت نہیں کی، اس کے باوجود حضرت عبادہؓ نے ان کو اعادۂ نماز کا حکم نہیں دیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبادہؓ کے نزدیک بھی قراءت فاتحہ مقتدی کے لیے واجب نہیں تھی۔

اب صرف تیسرا طریق رہ جاتا ہے یعنی ترمذی کی حدیث باب کا، سو وہ بے شک شافعیہ کے مسلک پر صریح ہے؛ لیکن صحیح نہیں، اور امام احمدؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن عبدالبرؒ اور دوسرے محقق محدثین نے مندرجہ ذیل اعتراضات کی بناء پر معلول اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) محدثین کا خیال یہ ہے کہ کسی راوی نے وہم اور غلطی سے پہلی دو روایتوں کو خلط ملط کرکے یہ تیسری روایت بنادی ہے، اس وہم کی ذمہ داری مکحول پر عائد کی جاتی ہے، وجہ یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی یہ حدیث محمود بن الربیع کے بہت سے شاگردوں نے روایت کی ہے؛ لیکن وہ سب اس کو یا تو پہلے طریق سے روایت کرتے ہیں یا دوسرے طریق سے، یعنی ان میں سے کسی نے بھی قراءتِ فاتحہ خلف الامام کا حکم صراحۃً آں حضرت ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا، یہ نسبت صرف مکحول نے کی ہے اور حدیث کو تیسرے طریق سے روایت کیا ہے اور مکحول اگرچہ بحیثیت مجموعی ثقہ ہیں؛ لیکن محدثین اور علمائے جرح وتعدیل نے ان کے بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ بسا اوقات ان کو روایات میں وہم ہوجاتا ہے، یہاں بھی ظاہر یہ ہے کہ اس روایت بھی ان کو وہم ہوا ہے اور انھوں نے دو تین روایتوں کو خلط ملط کرکے ایک مستقل روایت بنادی، اس وہم کی پوری تفصیل علامہ ابن تیمیہؒ نے فتاوی میں ذکر کی ہے۔ نیز امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حضرت عبادہؓ کی اس حدیث کو امام زہریؒ کے طریق سے نقل کیا ہے، جس میں صرف ''لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب'' کے الفاظ ہیں اور پھر فرمایا: وھذا یصح۔

(۲) اس حدیث کی سند میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے جس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

۱۔ بعض طرق کی سند یہ ہے ''مکحول عن عبادۃ بن الصامتؓ'' انقطاع کے ساتھ اس لیے کہ مکحول کا عبادہؓ سے بالاتفاق سماع ثابت نہیں ہے۔

۲۔ بعض میں "عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت" کے طریق سے مروی ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے۔

۳۔ ایک طریق اس طرح مروی ہے "مکحول عن نافع بن محمود عن عبادة بن الصّامتؓ" جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔

۴۔ بعض طرق میں سند اس طرح ہے "مکحول عن نافع بن محمود عن محمود بن الربیعؓ، عن عبادة بن الصامتؓ"

۵۔ بعض میں اس طرح ہے "مکحول عن محمود عن أبي نعیم أنه سمع عبادة بن الصامتؓ عن النبيّ صلی الله علیه وسلم"

۶۔ ایک طریق میں مکحول سے رجاء بن حیوہ کے واسطے سے عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں۔

۷۔ ایک طریق میں مکحول براہ راست عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۸۔ ایک طریق میں رجاء اسے محمود بن الربیع سے موقوفاً علیٰ عبادہؓ روایت کرتے ہیں۔

اضطراب سند کی ان تمام وجوہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث رفعاً ووقفاً بھی مضطرب ہے، اور اتصالاً وانقطاعاً بھی، اور اس اعتبار سے بھی اس میں اضطراب پایا جاتا ہے کہ عبادہؓ سے اس کو روایت کرنے والے نافع بن محمود ہیں یا محمود بن الربیع، یا پھر ابونعیم، نیز اس میں بھی اضطراب ہے کہ یہ قصہ حضرت عبادہؓ کا ہے یا عبداللہ بن عمروؓ کا؟ اس شدید اضطراب کے بعد بھی کیا یہ حدیث حجت ہوگی؟

(۳) اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے۔

(۴) مکحول کے بارے میں یہ معروف ہے کہ وہ مدلسین میں سے بھی ہیں اور یہ ان کا عنعنہ ہے۔

(۵) مکحول کے شاگرد محمد بن اسحاق ہیں ان کے بارے میں پیچھے یہ گذر چکا ہے کہ ان کے تفردات اور عنعنہ مشکوک ہیں۔

(۶) ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں نافع بن محمود آئے ہیں اور وہ مجہول ہیں؛ بلکہ اغلب یہ ہے کہ ترمذی کی روایت میں بھی مکحول نے ان سے تدلیس کی ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر محدثین نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، یہاں تک کہ حافظ ذہبیؒ جو شافعیہ میں سے ہیں، اور اسانید وعلل کے ماہر نقاد سمجھے جاتے ہیں انہوں نے "میزان الاعتدال" میں محمود بن الربیع کے ترجمہ کے تحت یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کی یہ حدیث معلول ہے لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں۔

اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیے اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی شافعیہ کا استدلال اس سے درست نہیں ہوسکتا، اس کی وجہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ "هدایة المعتدي في قراءة المقتدي" میں یہ

بیان فرمائی ہے کہ محل استدلال ''لا تفعلوا إلا بأم القرآن'' ہے اور یہاں نہی سے استثنا کیا گیا ہے اور جب نہی سے استثنا کیا جائے تو مستثنیٰ کی اباحت ثابت ہوتی ہے نہ کہ وجوب مختصر یہ کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کا صرف پہلا طریق یعنی ''لا صلاة لمن لم یقرأ بها'' ہی صحیح ہے؛ لیکن اس سے قراءت فاتحہ خلف الامام پر استدلال نہیں ہوسکتا، اول تو اس لیے کہ دوسرے دلائل کی روشنی میں یہ حکم امام ومنفرد کے ساتھ مخصوص ہے مقتدی کے لیے یہ حکم نہیں کیوں کہ مقتدی اس کا تابع ہوتا ہے۔

دوسرے یہ ممکن ہے کہ اس حدیث میں قراءت سے مراد عام ہو خواہ قراءت حقیقیہ ہو، جیسے امام ومنفرد کی قراءت، یا قراءت حکمیہ جیسے مقتدی کی قراءت، چناں چہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد ''من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة'' سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

حدیث عبادہؓ میں فصاعدا کی زیادتی:

اس حدیث کی سب سے بہترین توجیہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ''فصل الخطاب في مسئلة أم الكتاب'' میں کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ''فصاعدًا'' کی زیادتی صحیح روایات میں ثابت ہے، گویا پوری حدیث اس طرح ہے: ''لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب فصاعدًا'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضم سورت کا بھی وہی حکم ہے جو فاتحۃ الکتاب کا ہے، لہٰذا جو جواب آپ ضم سورت کے بارے میں دیں گے وہی جواب ہم سورۂ فاتحہ کے متعلق دیں گے؛ بلکہ حنفیہ کا مسلک تو صاف ہے، اور ان کو جواب دہی کی ضرورت ہی نہیں؛ اس لیے کہ ''فصاعدًا'' کی زیادتی کے بعد حدیث کا مطلب یہ بنتا ہے کہ جو شخص مطلق قراءت نہ کرے یعنی نہ ضم صورت کرے نہ فاتحہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، گویا عدم صلاۃ کا حکم قراءت کے بالکل منتفی ہوجانے پر لگے گا۔

''فصاعدًا'' کی زیادتی پر امام بخاریؒ نے ''جزء القراءة'' میں اعتراض کیا ہے کہ یہ صرف معمر کا تفرد ہے، ورنہ دوسرے راوی اس کو ذکر نہیں کرتے ہیں؛ لہٰذا یہ زیادتی قابل اعتبار نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو معمر نہایت ثقہ ہیں؛ بلکہ ان کو ''أثبت الناس في الزهري'' قرار دیا گیا ہے اور یہ حدیث زہری ہی سے مروی ہے لہٰذا ان کا تفرد قابل قبول ہے؛ اس لیے کہ ثقہ کی زیادتی قابل قبول ہے۔

دوسرے حقیقت یہ ہے کہ ''فصاعدًا'' کی زیادتی میں معمر متفرد بھی نہیں، اور یہ زیادتی دوسرے ثقہ راویوں سے بھی مروی ہے، چناں چہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ''فصل الخطاب'' میں ثابت کیا ہے کہ معمرؒ کے علاوہ سفیان بن عیینہ، امام اوزاعی شعیب بن ابی حمزہؒ اور عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنیؒ نے ان کی متابعت کی ہے لہٰذا اس زیادتی کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

دلیل نمبر۲: شافعیہ وغیرہ کی دوسری دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے اور امام ترمذیؒ نے بھی اسے تعلیقاً نقل کیا ہے۔

''عن أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : عن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم انهُ قال: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ قَالَ: اقْرَأْهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ'' أخرجه مسلم

دلیل نمبر۳: ''عن عائشة رضي الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم. يقول : كل صلاةٍ لم يقرأ فيها بأمّ القرآن ؛ فهي خداج '' أخرجه الطحاوي .

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے دو جزء ہیں ایک مرفوع ہے جس میں صرف اتنا ارشاد ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناکمل ہے؛ لیکن یہ حکم حنفیہ کے دوسرے دلائل کی روشنی میں امام اور منفرد کا ہے، اور دوسرا جزء حضرت ابو ہریرہؓ پر موقوف ہے کہ انھوں نے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں فرمایا ''اقرأ بها في نفسك'' سو اول تو یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنا اجتہاد ہے جو احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت نہیں، دوسرے یہ ارشاد اس معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ تلفظ کے بغیر دل دل میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے، اور بعض حضرات نے اس کی یہ توجیہ بھی کی ہے کہ بعض اوقات میں فی نفسہ کا محاورہ حالت انفراد کے لیے بھی ہوتا ہے؛ لہٰذا ''اقرأ بها في نفسك'' کے معنی ہوئے ''اقرأ بها حال كونك منفرداً'' اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے ''فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منهم'' اس میں ''في نفسه'' کا ''في ملأ'' سے تقابل اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ ''في نفسه'' سے حالت انفراد مراد ہے۔

دلیل نمبر۴: شوافع کی ایک دلیل ابو قلابہ کی روایت ہے ''عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَؓ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَالإِمَامُ يَقْرَأُ ؟ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ'' رواه أحمد و آخرون وإسناده ضعيف۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترک قراءت خلف الامام کو آپ ﷺ نے افضل قرار دیا، لہٰذا یہ حدیث شافعیہ کے خلاف ہے، اس پر اگر یہ کہا جائے کہ اس سے بہر حال قراءت فاتحہ خلف الامام کا جواز ثابت ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ حنفیہ کے خلاف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے یہ حدیث صلاۃ سریہ سے متعلق ہو، اور سری نمازوں کے بارے میں حنفیہ کا مسلک مختار جواز قراءت فاتحہ خلف الامام کا ہے۔

دلیل نمبر۵: شافعیہ وغیرہ کی ایک دلیل حضرت ابوقتادہؓ کی روایت بھی ہے"إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم. قال : أتقرؤن خلفي قالوا: نعم ، قال : فلا تفعلوا إلا بفاتحة الکتاب "

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس کی سند میں مالک بن یحیٰ راوی ضعیف ہے، نیز دوسرے دلائل کی موجودگی میں یہ بھی صلوات سریہ پرمحمول ہوسکتی ہے۔

شافعیہ وغیرہم کے ان کے علاوہ بھی متعدد دلائل ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی روایت ایسی نہیں ہے جو بیک وقت صریح بھی ہو اور صحیح بھی، یعنی اول تو ان کی مستدل اکثر احادیث ضعیف ہیں، اور جو روایات صحیح وغیرصریح ہیں، حالت انفراد یا حالت امامت پرمحمول ہوسکتی ہیں۔

دلائل احناف:

آیت قرآنی: حنفیہ کی سب سے پہلی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے"وإذا قرئ القران فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون"

یہ آیت تلاوت قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پرصریح ہے اور سورۂ فاتحہ کا قرآن ہونا مجمع علیہ ہے؛ لہٰذا اس سے قراءتِ فاتحہ خلف الامام کی بھی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

اس آیت سے حنفیہ کے استدلال پر متعدد اعتراضات کیے گئے ہیں۔

۱۔ مثلاً ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں ؛ بلکہ خطبۂ جمعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جب امام خطبہ کہے جس میں قرآن کریم کی آیات بھی ہوتی ہیں اس وقت تم خاموش رہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم وغیرہ نے اپنی اپنی تفسیروں میں اور امام بیہقیؒ نے "کتاب القراء ة" میں حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بعض حضرات صحابہؓ قراءت خلف الامام کیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"وإذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا" یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن یہ حضرت مجاہد کی مرسل ہے جس کو"أعلم الناس بالتفسیر" کہا گیا ہے اور امام المفسرین ابن عباسؓ کے خاص شاگرد ہیں لہٰذا تفسیر میں ان کی مراسیل حجت ہیں۔

اس کے علاوہ ابن جریر طبری نے یسیر بن جابر سے روایت نقل کی ہے"قال : صلی ابن مسعودؓ ناسا یقرؤون مع الإمام، فلما انصرف قال: أما أن لکم أن تفقهو أما آن لکم أن تعقلوا وإذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا "کما أمرکم اللّٰہ " أخرجه الطبري۔

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جیسے فقیہ صحابی اس آیت قرآنی کو نماز کے متعلق قرار دیتے تھے؛

لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ اس آیت کا سبب نزول نماز ہے نہ کہ خطبہ، اور خطبۂ جمعہ اس کا سبب نزول ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ یہ آیت مکی ہے اور جمعہ مدینہ طیبہ میں مشروع ہوا، اس کے علاوہ آیت میں قراءت قرآن کا ذکر ہے اور خطبہ میں تمام تر قرآنی آیات نہیں ہوتی، بخلاف نماز کی قراءت کے کہ وہ تمام تر قرآن ہے؛ لہٰذا نماز آیت کا مدلول مطابقی ہے، اور خطبہ آیت کا زیادہ مدلول تضمنی ہوسکتا ہے۔

اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اس آیت کے بارے میں عقلاً صرف تین احتمال ہیں، ایک یہ کہ یہ صرف نماز کے بارے میں ہو اس صورت میں ہمارا مدعا ثابت ہے، دوسرے یہ کہ یہ آیت نماز اور خطبہ دونوں کے بارے میں ہو تب بھی ہمارا مدعا ثابت ہے، تیسرا یہ کہ یہ صرف خطبۂ جمعہ کے بارے میں ہو اور نماز سے متعلق نہ ہو، صرف اس صورت میں ہمارا استدلال تام نہیں ہوگا؛ لیکن یہ احتمال مردود ہے کیوں کہ آیت مکی ہے اور خود شافعیہ بھی اس کے قائل نہیں؛ کیوں کہ وہ خود قراءتِ سورۃ خلف الامام کے ترک پر اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

۲۔ آیت مذکورہ سے حنفیہ کے استدلال پر شوافع کی جانب سے دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں استماع کا حکم دیا گیا ہے جو صلاۃ جہریہ میں تو ہوسکتا ہے؛ لیکن صلاۃ سریہ میں ممکن نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حنفیہ میں جو حضرات صلوات سریہ میں جواز قراءت کے قائل ہیں ان کے مسلک پر تو اعتراض سے کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ جو حضرات سریہ میں بھی ترک قراءت کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں دو حکم دیے گئے ہیں، ایک استماع کا دوسرے انصات کا، استماع کا حکم صلوات جہریہ کے لیے ہے اور انصات کا صلوات سریہ کے لیے۔

احناف کی مستدل احادیث:

(۱) ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث: حنفیہ کا دوسرا استدلال صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طویل روایت سے ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں "انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وإذا قرأ فانصِتوا، وَإِذَا قَالَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا: آمِينَ، الخ" ۔ [۵]

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث: نیز حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی "وإذا قرأ فانصِتوا" کے الفاظ آئے ہیں مکمل روایت اس طرح ہے "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" [۶]

ان دونوں حدیثوں میں امام کی قراءت کے وقت مطلقاً انصات کا حکم دیا گیا ہے، جو قراءتِ فاتحہ اور قراءت سورۃ

دونوں کے لیے عام ہے، اور ان کے درمیان تفریق کرنا کسی طرح درست نہیں؛ کیوں کہ یہاں آپ ﷺ ایک ایک عمل کے بارے میں طریقہ بیان فرما رہے ہیں اگر فاتحہ اور سورۃ قراءت کے حکم میں کوئی فرق ہوتا ہے تو آپ ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے، اس کے بجائے آپ ﷺ نے صرف "إذا قرأ" ارشاد فرمایا جس کا صریح تقاضہ یہ ہے کہ جب امام قراءت کرے تو مقتدی خاموش ہو جائے۔

اعتراض: شوافع وغیرہ کی طرف سے یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی صحیح نہیں؛ کیوں کہ یہی حدیث حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے، اور ان میں سے کوئی بھی "واذا قرأ فانصتوا" ذکر نہیں کرتا، نیز ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں سلیمان تیمی قتادہؒ سے اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد ہیں؛ لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ زیادتی بلاشبہ صحیح ہے اور ثابت ہے، اور خود امام مسلمؒ نے صریح لفظوں میں حدیث کی تصحیح کی ہے اور یہ پوری صحیح مسلم میں واحد مقام ہے، جہاں امام مسلمؒ نے صریح لفظوں میں حدیث کی تصحیح کی ہے وہ اس طرح کہ جب امام مسلمؒ اپنی صحیح کا املاء کراتے ہوئے ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث پر پہنچے جس میں "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی سلیمان التیمی کے طریق سے مروی ہے، اس وقت امام مسلمؒ کے شاگرد ابوبکر بن اخت ابی النضر نے اس حدیث کی صحت کے بارے میں سوال کیا تو امام مسلمؒ نے جواب دیا: "ترید أحفظ من سلیمان؟" یعنی کیا سلیمان تیمی سے بڑا حافظ چاہتے ہو کیا؟ ان کی روایت قابل قبول ہے۔

جہاں تک حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایات کا تعلق ہے ان میں اگرچہ "واذا قرأ فانصتوا" کا جملہ موجود نہیں ہے! لیکن یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں؛ اس لیے کہ ذخیرہ احادیث میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں جن میں کسی صحابی نے ایک زیادتی ذکر کی ہو اور کسی نے ذکر نہیں کی ہے، ایسے ہی مواقع کے لیے "زیادة الثقة مقبولة" کا قانون بنایا گیا ہے۔

اور جہاں تک قتادہؒ سے "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی کرنے میں سلیمان تیمی کے تفرد کا تعلق ہے سو وہ بالاتفاق ثقہ ہیں اور "زیادة الثقة مقبولة" ہی کے قاعدے سے ان کا تفرد مضر نہیں، پھر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں اس زیادتی کے نقل کرنے میں سلیمان تیمی متفرد بھی نہیں، چناں چہ عمر بن عامر، سعید بن ابی عروبہ اور ابوعبیدہ نے قتادہ سے اس زیادتی کے نقل کرنے میں سلیمان تیمی کی متابعت کی ہے۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے ایک عجیب تحقیق بیان فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ و عائشہؓ کی حدیث کا پس منظر سقوط عن الفرس کے قصہ سے متعلق ہے یعنی جب آپ ﷺ گھوڑے سے گر گئے تھے اور بیٹھ کر نماز

پڑھا رہے تھے صحابۂ کرام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو نماز کے بعد آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی جس میں "واذا صلّی جالسًا فصلّوا جلوسًا" بھی ہے اس موقع پر آپ ﷺ کا اصل منشأ یہ مسئلہ بیان کرنا تھا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا چاہئے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ذکر میں تمام ارکان صلاۃ کا استیعاب نہیں فرمایا، اس لیے اس موقع پر "واذا قرأ فانصتوا" کا جملہ ارشاد نہیں فرمایا چونکہ استیعاب مقصود نہیں تھا، اس موقع پر ان دونوں حضرات کے علاوہ ابو ہریرۃؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ موجود نہیں تھے؛ کیوں کہ حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق سقوط عن الفرس کا واقعہ ۵ھ میں پیش آیا اور ابو ہریرۃؓ ۷ھ میں اسلام لائے ہیں، اسی طرح حضرت ابو موسیٰؓ بھی اس وقت حبشہ میں تھے، وہ بھی ۷ھ میں حبشہ سے واپس آئے ہیں، اس لیے ان دونوں حضرات نے یہ حدیث ۷ھ میں یا اس کے بعد سنی ہے اور اس وقت حدیث کا منشأ صرف بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم بیان کرنا نہیں تھا؛ بلکہ قاعدہ کلیہ بیان کرنا تھا کہ مقتدی کو امام کی متابعت کرنی چاہئے، اس لیے آپ ﷺ نے اس موقع پر تمام ارکان میں متابعت کا طریقہ بتایا اور "واذا قرأ فانصتوا" کا بھی اضافہ فرمایا۔

لہٰذا حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کا واقعہ بالکل جدا ہے، اور ان دونوں حضرات کی احادیث کا سیاق اور واقعہ بالکل دوسرا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرۃؓ کی حدیث: حنفیہ کی تیسری دلیل حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے: "إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ" ۔ یہ حدیث حنفیہ کے مسلک پر صریح ہونے کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر رہی ہے کہ قراءت خلف الامام کو منازعۃ القرآن قرار دیے جانے کے بعد صحابۂ کرام نے قراءت خلف الامام کو ترک کر دیا تھا، اس حدیث میں یہ تاویل بھی نہیں ہو سکتی کہ اس میں قراءت سورۃ خلف الامام سے منع کیا گیا ہے نہ کہ قراءت خلف الامام سے؛ کیوں کہ اس میں آپ ﷺ نے ممانعت کی علت بھی بیان فرمادی ہے اور وہ ہے منازعۃ القرآن اور یہ علت جس طرح قراءت سورت میں پائی جاتی ہے اس طرح قراءت فاتحہ میں بھی پائی جاتی ہے، لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہے۔

اعتراض: اس حدیث پر شوافع کی جانب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کے مدار ابن اُکیمۃ اللیثی پر ہے جو مجہول ہے لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ابن اُکیمہ اللیثی ثقہ راوی ہیں اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے اور

قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی راوی کی محدثین توثیق کریں تو اس پر جہالت کا الزام نہیں رہتا اور ابن اُکیمہ کے غیر مجہول اور ثقہ ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ امام مالکؒ نے موطأ میں ان کی یہ روایت ذکر کی ہے، اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ موطأ کی تمام روایات صحیح ہیں۔

دوسرا اعتراض: اس حدیث پر شافعیہ نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ اس میں ''فانتهى الناس عن القراءة مع رسول اللهﷺ'' کا جملہ امام زہریؒ کا ادراج ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اگر بالفرض یہ امام زہری ہی کا ارشاد ہوگا تب بھی ظاہر ہے کہ امام زہریؒ نے یہ بات صحابہ کرامؓ کا عمل دیکھ کر ہی کہی ہوگی، دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام زہریؒ کا ادراج نہیں ہے؛ بلکہ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے جیسا کہ ابوداؤد میں ابن السرح کے طریق میں اس کی تصریح ہے، کہ ''وقال ابن السرح في حديثه قال معمر عن الزهري: قال أبوهريرةؓ: فانتهى الناس''

اور بعض حضرات کو اس جملہ کے مدرج من الزہریؒ ہونے کو جو مغالطہ لگا ہے اس کا اصل سبب بھی ابوداؤد ہی سے واضح ہو جاتا ہے، چناں چہ امام داؤدؒ آگے نقل کرتے ہیں؛ ''قال سفيان وتكلّم الزهرى بكلمةٍ لم أسمعها، فقال معمر: إنه قال: فانتهى الناس'' مطلب یہ ہے کہ چونکہ معمر نے جواب میں اس قول کی نسبت امام زہریؒ کی طرف فرمائی تو اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ امام زہریؒ کا اپنا مقولہ ہے۔

تیسرے ''فانتهى الناس عن القراءة'' کا جملہ حنفیہ کے استدلال کے لیے موقوف علیہ نہیں؛ بلکہ ان کا استدلال ''ما لي أنازع القرآن'' سے ہی پورا ہو جاتا ہے۔

تیسرا اعتراض: اس حدیث پر تیسرا اعتراض امام ترمذیؒ نے کیا ہے کہ خود حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں فرمایا ''اقرأ بها في نفسك''

جواب: اس کا مفصل جواب پیچھے گذر چکا ہے، نیز شافعیہ کے اصول کے مطابق تو امام ترمذیؒ کا یہ اعتراض کسی بھی طرح صحیح نہیں ہوتا، ان کا اصول یہ ہے ''العبرة بما روى لا بما رأى'' کہ راوی کا فتوی اگر اس کی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو شافعیہ حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ فتوی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(۳) حضرت جابرؓ کی حدیث: حنفیہ کی چوتھی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی حدیث ہے ''قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءةٌ'' ^۸

یہ حدیث صحیح بھی ہے اور حنفیہ کے مسلک پر صریح بھی؛ کیوں کہ اس میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا گیا ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کو قراءت کی ضرورت نہیں، پھر اس حدیث میں مطلق قراءت کا حکم بیان

کیا گیا ہے جو قراءت فاتحہ اور قراءت سورت دونوں کو شامل ہے؛ لہٰذا دونوں میں امام کی قراءت حکماً مقتدی کی قراءت سمجھی جائے گی، لہٰذا مقتدی کا قراءت کو ترک کرنا ''لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب'' کے تحت نہیں آتا۔

حنفیہ کی اس دلیل پر متعدد اعتراضات کیے گئے ہیں:

(۱) پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حفاظِ حدیث نے اسے موقوف علیٰ جابر قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ کسی قوی اور ثقہ راوی نے اسے مرفوع ذکر نہیں کیا۔

جواب : اس کا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوریؒ اور شریک وغیرہ اسے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، لہٰذا یہ اعتراض قابل قبول نہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن شداد بن الہادعن جابر بن عبداللہ کے طریق سے مروی ہے اور عبداللہ بن شداد کا سماع حضرت جابرؓ سے ثابت نہیں۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن شداد بن الہادؓ صحابی ہیں چناں چہ حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے ''له رؤية'' لہٰذا یہ حضرت جابرؓ کے معاصر ہیں، اگر چہ صغار صحابہ میں سے ہیں، چناں چہ یہ حدیث صحیح علی شرط مسلم ہے اور اگر بالفرض حضرت عبداللہ بن شداد کا سماع حضرت جابرؓ سے نہ ہو تب بھی یہ حدیث زیادہ سے زیادہ مرسل صحابی ہوگی اور مرسل صحابی بالاجماع حجت ہے۔

(۳) تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ دارقطنی وغیرہ میں یہ حدیث ''عبدالله بن شدّاد عن أبي الوليد عن جابر بن عبدالله'' کے طریق سے مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن شداد نے یہ حدیث براہِ راست حضرت جابرؓ سے نہیں سنی تھی؛ بلکہ بیچ میں ابوالولید کا واسطہ ہے اور ابوالولید مجہول ہیں۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ''أبوالولید'' خود حضرت عبداللہ بن شداد کی کنیت ہے دراصل روایت یوں تھی ''عن عبدالله بن شدّاد بن الهاد أبي الوليد عن جابرؓ'' کسی کاتب نے غلطی سے ''أبي الوليد'' سے پہلے ''عن'' کا اضافہ کر دیا، لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن شداد اور حضرت جابرؓ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی حدیث بلاشبہ صحیح اور ثابت ہے اور اس پر عائد کیے جانے والے تمام اعتراضات باردادر غیر درست ہیں، اور مختلف اسانید وطرق اور متابعات وشواہد کی موجودگی میں اس روایت کو ضعیف یا ناقابلِ استدلال قرار دینا انصاف سے بہت بعید بات ہے۔

نظر طحاوی: نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ جب امام رکوع کی حالت میں ہو اور کوئی آدمی تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے اور بالکل قراءت نہ کرے تو اس کے حق میں اس رکعت کو شمار کیا

چاہے، اب بغیر قراءت کے رکعت صحیح ہو جانے میں دو احتمال ہیں:
(۱) فوت رکعت کے خوف اور ضرورت کی بنا پر اس رکعت کو صحیح قرار دیا گیا۔ (۲) یا تو اس وجہ سے صحیح قرار دیا گیا کہ مقتدی پر قراءت فرض ہی نہیں، اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو شخص رکوع کی حالت امام کے ساتھ شریک ہو لیکن اس نے قیام یا تکبیر تحریمہ کو چھوڑ دیا تو اس کی یہ رکعت؛ بلکہ نماز ہی صحیح نہیں ہوگی، تو رکعت فوت ہو جانے کے ڈر اور ضرورت کی وجہ سے تکبیر تحریمہ اور قیام جو کہ فرض ہیں ساقط نہیں ہوتے، اور یہی فرض کی شان ہے کہ ضرورت اس کو ساقط نہیں کر سکتی؛ بلکہ ہر کیف اس کو ادا کرنا لازم ہوتا ہے، اور قراءت کا حال ایسا نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ تو ضرورت کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ مقتدی کے حق میں یہ قراءت فرض اور ضروری نہیں؛ ورنہ بوقتِ ضرورت وہ ساقط نہیں ہوتی، جیسا کہ تمام فرائض کا حال ہے۔ (تقریب شرح معانی الآثار)

﴿الحواشی﴾

(۱) ترمذي شريف باب ماجاء في القرءة خلف الإمام رقم الحديث ۳۱۱ .
(۲) بخاری شریف باب وجوب القراءة للإمام والماموم الخ رقم الحديث : ۷۵۶
(۳) كتاب الصلوات باب من رخص في القراءة خلف الإمام ج: ۳.
(٤) مسلم۔ باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعته رقم الحديث ۳۹۵ .
(۵) مسلم شريف. باب التشهد في الصلاة رقم الحديث ٤٠٤ .
(٦) نسائي شريف كتاب الافتتاح باب تأويل قوله عزوجل وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له الخ رقم الحديث ۹۲۱ .
(۷) ترمذي شريف ، باب ترك القراءة خلف الإمام إذا جهر الإمام بالقراءة رقم الحديث ۳۱۲ .
(۸) سنن ابن ماجه باب إذا قرأ الإمام فانصتوا، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها رقم الحديث ۸۵۰ .

﴿باب الخفض في الصلاة هل فيه تكبير؟﴾

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: ثنا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عِمْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ .

ترجمہ : ابن عمران نے ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ عن ابیہ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ تکبیرات پوری نہ کرتے تھے (کم تکبیرات کہتے) (ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ رکوع سے سجدے کی طرف جاتے تکبیر نہ کہتے تھے اسی طرح سجدے سے قیام کے وقت تکبیر نہ کہا کرتے تھے)

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۳٦، نمبر ۸۳۷، مسند احمد ۳/٦، ٤٠٧/٤، بیہقی سنن کبری ٦٨/٢،

مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱/ ۲۴۲،۲۴۱۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا، فَكَانُوا لَا يُكَبِّرُونَ فِي الصَّلَاةِ إِذَا خَفَضُوا، وَيُكَبِّرُونَ إِذَا رَفَعُوا، وَكَذٰلِكَ كَانَتْ بَنُو أُمَيَّةَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَكَبَّرُوا فِي الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ جَمِيعًا، وَذَهَبُوا فِي ذٰلِكَ إِلَى مَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الآثَارُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ : عمرو بن مرزوق کہتے ہیں کہ ہمیں شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے یہ رائے اختیار کی کہ وہ جھکتے وقت تکبیر نہیں کہتے اور جب سر اٹھاتے ہیں تو اس وقت تکبیر کہتے ہیں اور بنو امیہ کے لوگ اسی طرح کرتے تھے۔دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ جھکتے اور اٹھتے دونوں وقت تکبیر کہی جائے گی اور اس سلسلے میں ان روایاتِ کثیرہ سے انہوں نے استدلال کیا۔

تخریج : بیہقی ۲/۱۰۰۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ، رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ وَضْعٍ وَرَفْعٍ.

ترجمہ : علقمہ نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز میں ہر جھکتے اٹھتے وقت تکبیر کہتے پایا۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۷۴، نمبر ۲۵۳، نسائی فی التطبیق باب ۹۰، دارمی فی الصلاۃ باب ۴۰، مسند احمد ۱/ ۴۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱/ ۲۳۹۔

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا شُجَاعٌ، عَنْ زُهَيْرٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

ترجمہ : شجاع نے زہیر سے اپنی سند کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کو اٹھتے جھکتے تکبیر کہتے پایا۔

تخریج : ترمذی ۱/۵۹، نسائی ۱/۱۷۲۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَفَّانُ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ الْبَرَّادُ، قَالَ: وَكَانَ عِنْدِي أَوْثَقَ مِنْ نَفْسِي قَالَ: قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: أَلَا أُصَلِّي لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِنَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يُكَبِّرُ فِيهِنَّ، كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمه : عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ مجھے سالم البراد نے بیان کیا وہ میرے ہاں اپنی ذات سے بھی بڑھ کر قابل اعتماد ہیں کہ ابومسعود بدریؓ فرمانے لگے کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر انہوں نے ہمیں چار رکعت نماز پڑھائی جن میں وہ ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہتے تھے پھر فرمانے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے پایا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۴، نمبر ۸۶۳، نسائی فی الصلاۃ باب ۹۳، طبرانی فی المعجم الکبیر ۱۷/۲۴۰/۲۴۱۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ، قَالَ: ثنا عِكْرِمَةُ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَكَانَ يُكَبِّرُ إِذَا رَفَعَ، وَإِذَا وَضَعَ. فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ: أَوَ لَيْسَ ذٰلِكَ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمه : عکرمہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوہریرہؓ نے نماز پڑھائی وہ ہر جھکنے اور اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے پھر میں حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی تو فرمانے لگے کیا یہی ابوالقاسم ﷺ کی سنت نہیں، یعنی یہی آپ کی سنت ہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۶، مصنف ابن ابی شیبه ۱/۲۴۱۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، ذَكَّرَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِمَّا نَسِينَاهَا، وَإِمَّا تَرَكْنَاهَا عَمْدًا يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ، وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكُلَّمَا سَجَدَ.

ترجمه : اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ہمیں ابوموسیٰ اشعری کہنے لگے کہ ہمیں حضرت علیؓ نے وہ نماز یاد دلائی جو جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جسے ہم نے خواہ جان بوجھ کر چھوڑ رکھا تھا یا ہم بھول گئے تھے آپ جب بھی جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ کے وقت بھی تکبیر کہتے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه ۱/۲۴۱۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا).

ترجمه : حطان بن عبداللہ الرقاشی نے ابوموسیٰ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب امام تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۶۲۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: ثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَصَمُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُتِمُّونَ التَّكْبِيرَ، يُكَبِّرُونَ إِذَا سَجَدُوا، وَإِذَا رَفَعُوا، وَإِذَا قَامُوا مِنَ الرَّكْعَةِ) .

ترجمہ : عبدالرحمٰن اصم کہتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ تکبیر کو مکمل کرتے اور جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب اس سے اٹھتے تب بھی اور جب رکعت سے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تب بھی تکبیر کہتے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱ / ۲۴۰۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي لَهُمُ الْمَكْتُوبَةَ، فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ. فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہؓ ہمیں فرض نماز پڑھاتے تو ہر جھکنے اٹھنے میں تکبیر کہتے جب وہ نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے میری نماز تم سب میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۷۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكَبِّرُ كُلَّمَا سَجَدَ وَرَفَعَ) .

ترجمہ : سعید بن سمعان نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب بھی جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر کہتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۷، نمبر ۷۵۳، نسائی فی الافتتاح باب ۶، مسند احمد ۲ / ۴۳۴۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ، كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ:(إِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَكَانَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّكْبِيرِ، فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، أَظْهَرَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، وَأَكْثَرَ تَوَاتُرًا. وَقَدْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو

بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَتَوَاتَرَ بِهَا الْعَمَلُ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ، وَلَا يَدْفَعُهُ دَافِعٌ. ثُمَّ النَّظَرُ يَشْهَدُ لَهُ أَيْضًا، وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الدُّخُولَ فِي الصَّلَاةِ، يَكُونُ بِالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ الْخُرُوجُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، يَكُونَانِ أَيْضًا بِتَكْبِيرٍ. وَكَذٰلِكَ الْقِيَامُ مِنَ الْقُعُودِ يَكُونُ أَيْضًا بِتَكْبِيرٍ. فَكَانَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ تَغَيُّرِ الْأَحْوَالِ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ قَدْ أُجْمِعَ أَنَّ فِيهِ تَكْبِيرًا. فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ تَغَيُّرُ الْأَحْوَالِ أَيْضًا عَنِ الْقِيَامِ إِلَى الرُّكُوعِ، وَإِلَى السُّجُودِ فِيهِ أَيْضًا تَكْبِيرٌ، قِيَاسًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ.

ترجمہ : ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو نماز میں ہر خفض ورفع میں تکبیر کہتے پایا ہے میں نے ان سے استفسار کیا اے ابو ہریرہؓ! یہ کیا نماز ہے؟ تو وہ فرمانے لگے بے شک یہی جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے (آپ ﷺ کے مشابہ نماز ہے) جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیے جانے والے آثار ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کو کھلے طور پر ثابت کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں عبداللہ بن ابزی کی روایت کم درجہ ہے۔ ان روایات پر ابوبکر وعمرؓ کا عمل اور آج تک کا متواتر عمل ہے جس کا کوئی منکر اور رد کرنے والا انکار نہیں کر سکتا۔ پھر نظر وفکر بھی اس پر گواہ ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نماز میں تکبیر سے داخل ہوتے ہیں پھر رکوع وسجود سے انتقال بھی تکبیر کے ذریعے ہے۔ اسی طرح قعدہ قیام بھی تکبیر سے ہوگا۔ ان احوال کی تکبیر سب کے ہاں بالاتفاق ہے۔ تو اٹھنے اور جھکنے میں بھی ان پر قیاس کرتے ہوئے تکبیر ہوگی۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف ومحمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۳۱۔

تشریح : نماز میں بوقت تحریمہ تکبیر کہنا واجب ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اختلاف اس بارے میں ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے ارکانِ انتقالیہ میں تکبیر مشروع ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب:

حضرت عمر بن عبدالعزیز، محمد بن سیرین وغیرہ کے نزدیک تمام ارکان انتقالیہ میں تکبیر مشروع نہیں ہے، بلکہ عندالرافع یعنی نیچے سے اوپر کی طرف اٹھتے ہوئے مثلاً رکوع سے قومہ کی طرف اور سجدے سے قیام کی طرف انتقال کے وقت تکبیر مشروع ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف جھکتے وقت مثلاً قیام سے رکوع کی طرف اور قومہ سے سجدہ کی طرف انتقال کے وقت تکبیر مشروع نہیں ہے۔

دوسرا مذہب:

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعیؒ اور جمہور فقہا ومحدثین کے نزدیک عندالخفض وعندالرفع دونوں صورتوں کے اندر ارکان انتقالیہ کے وقت میں تکبیر مسنون ومشروع ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

"حدیث عبدالرحمن بن ابزی انه صلّی مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فکان لا یتم التکبیر"

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث میں "لایتم" کا مطلب "قال ابو داؤد" کے تحت یہ بیان فرمایا ہے کہ رکوع سے سجدے کی طرف جاتے وقت تکبیر نہیں کہا کرتے تھے۔

مثبتین تکبیر کے دلائل:

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعودؓ قال: انا رایت رسول اللّٰه . صلی اللّٰه علیه وسلم ، یکبّر في کل وضع ورفع"

(۲) عن أبي مسعود البدريؓ قال : الا أصلّي بکم صلاة رسول اللّٰه ﷺ فصلّی بنا أربع رکعاتٍ، یکبّر فیهنّ کلما خفض ، ورفع وقال : هٰکذا رأیت رسول اللّٰه ﷺ .

(۳) وروي عن عکرمة قال : صلّی بنا أبو هریرةؓ فکان یکبّر إذا رفع، وإذا وضع ، فأتیت ابن عباسؓ فاخبرته بذلك، فقال : أولیس ذٰلك سنتة أبي القاسم .

(٤) وروي عن أبي موسی الاشعريؓ : ذکّرنا عليؓ صلاةً کنا نصلّیها مع النبيّ . صلی اللّٰه علیه وسلم ، إمّا نسینا ها، وإمّا ترکناها عمدًا ، یکبّر کلما خفض ، وکلما رفع وکلما سجد .

(٥) وروي عن عبدالرحمن الأصم قال : سمعت أنساً یقول: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأبوبکرؓ وعمرؓ یتمّون التکبیر، یکبّرون إذا سجدوا، وإذا رفعوا ، وإذا قاموا من الرکعة .

نظر طحاوی: نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ دخول فی الصلاۃ کے وقت ایسا ہی ارکانِ انتقالیہ میں عندالرفع تکبیر کا مشروع ہونا متفق علیہ ہے، اور دخول فی الصلاۃ اور رفع یہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا اور بدلنا ہے، تو معلوم ہوا کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ہی اس تکبیر کی علت ہے، اور یہ علت (یعنی انتقال من حال الی حال) جیسا کہ رفع کی صورت میں موجود ہے، ایسے ہی خفض کی صورت میں بھی موجود ہے، کما ھو ظاھر لہٰذا رفع کی طرح خفض کی صورت میں بھی یہ تکبیر مشروع ہوگی، عندالرفع اس کی مشروعیت تسلیم کر کے عندالخفض سے اسکا انکار کرنا نظر کے بالکل خلاف ہے۔

﴿باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذلك رفعٌ أم لا ؟﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، (عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا فَرَغَ وَرَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ).

ترجمہ : عبیداللہ بن ابی رافع علی بن ابی طالبؓ سے اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب وہ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کرتے اور اسی طرح کرتے جبکہ اپنی قراءت پوری کر چکتے اور رکوع کا ارادہ کرتے اور اس وقت کرتے جب رکوع سے فارغ ہو کر رکوع سے سر اٹھاتے اور اپنی نماز میں کسی جگہ بھی ہاتھ نہ اٹھاتے جب قعدہ کرتے اور جب دونوں سجدوں سے اٹھتے تو اسی طرح ہاتھ بلند کرتے اور تکبیر کہتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۴۴، ترمذی فی الصلاۃ باب ۷۶، نمبر ۲۵۵۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

ترجمہ : سالم اپنے والد عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کندھوں کے برابر کر دیتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب اس سے اٹھتے تو ہاتھ اٹھاتے اور دو سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۱۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ،

وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

ترجمہ : سالم نے اپنے والد حضرت عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو تب بھی ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد اور دونوں سجدوں کے درمیان ایسا نہ کرتے تھے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۸۳، ۸۴۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ (رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ فِي الصَّلَاةِ ثَلَاثَ مِرَارٍ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَكَعَ، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ جَابِرٌ: فَسَأَلْتُ سَالِمًا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَالِمٌ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ).

ترجمہ : زید بن ابی انیسہ نے جابر بن یزید جعفی سے نقل کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں تین مرتبہ کندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: (قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبِعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً فَقَالَ: بَلٰى، فَقَالُوا: فَاعْرِضْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ. قَالَ: فَقَالُوا جَمِيعًا: صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي).

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحمید ساعدیؓ کو دس اصحاب نبی ﷺ سے یہ کہتے سنا ان میں ایک ابوقتادہؓ بھی تھے ابوحمید کہنے لگے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں انہوں نے کہا کیوں؟ اللہ کی قسم تم ہم سے زیادہ نہ پیروی کرنے والے ہو اور نہ ہم سے زیادہ صحبت یافتہ ہو تو اس پر وہ کہنے لگے کیوں نہیں پھر وہ کہنے لگے تم بات پیش کرو تو کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو

اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ ان کو کندھوں کے برابر لاتے پھر تکبیر کہتے پھر قراءت کرتے پھر تکبیر کہتے پس اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ دونوں کندھوں کے برابر لاتے پھر رکوع کرتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر آپ اللہ اکبر کہتے اور زمین کی طرف جھکتے پس جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند کرتے یہاں تک کہ وہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جائیں پھر اسی طرح آپ اپنی بقیہ نماز میں بھی کرتے اس پر تمام نے کہا درست کہا جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز ادا فرماتے۔

تخریج :ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۳، نسائی فی السھو باب ۲۹، مسند احمد ۵/۴۲۴، بیھقی فی السنن الکبریٰ ۲/۲۶/۷۳/۱/۱۰/۱۱۸۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: (أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَ يَدَيْهِ).

ترجمہ : عباس بن سہل کہتے ہیں کہ ابوحمید اور ابواسید اور سہل بن سعدؓ جمع ہوتے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید کہنے لگے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں جناب رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ بلند کرتے پھر رکوع کی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے۔

تخریج : ایضاً۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلصَّلَاةِ، وَحِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ).

ترجمہ :عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے وائل بن حجر سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نماز کے لیے تکبیر کہہ رہے تھے تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا اور اس وقت بھی جب کہ آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۷۲۸، نسائی فی الصلاۃ باب ۱۸۷۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوعِهِ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فَوْقَ أُذُنَيْهِ) .

ترجمہ : نصر بن عاصم نے مالک بن الحویرثؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دومرتبہ نماز میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا جب کہ آپ رکوع سے سر اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے اور ہاتھوں کو کانوں کی اوپر والی جانب کے برابر اٹھاتے تھے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ ۲۵/۲۶، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۴۵، فی الافتتاح باب ٤، مسند احمد ۵۳/۵، دار قطنی فی سننه ۱/۲۹۲، طبرانی فی المعجم الکبیر ۱۹/۶۲۶/۶۲۷۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ، فَأَوْجَبُوا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَعِنْدَ النُّهُوضِ إِلَى الْقِيَامِ عَنِ الْقُعُودِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا، وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا نَرَى الرَّفْعَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : صالح بن کیسان نے اعرج اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کے لئے جھکتے اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کچھ علماء نے ان آثار کے پیش نظر رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اور قیام کی طرف اٹھتے ہوئے تمام نماز میں ہاتھ اٹھانے کا قول اختیار کیا ہے۔ دیگر علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں صرف تکبیر افتتاح میں رفع یدین ہے۔ ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج : ابن ماجه فی اقامة الصلاۃ والسنة فیها باب ۱۵، نمبر ۸۶۰۔

بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ .

ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے براء بن عازبؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب نماز کو شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتے تو آپ اس قدر ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ آپ کے انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے

پھر دوبارہ ہاتھوں کو بالکل نہ اٹھاتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاہ باب ١١٦، ٧٤٩/ ٧٥٠، نسائی فی الافتتاح باب ٥۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.

ترجمه : علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے آپ ﷺ تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ نماز میں بالکل ہاتھ نہ اٹھاتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ١١٧، ترمذی فی الصلاۃ باب ٧٦، نمبر ٢٥٧، نسائی فی الافتتاح باب ٨٧۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: حَدِيثُ وَائِلٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ؟) فَقَالَ: إِنْ كَانَ وَائِلٌ رَآهُ مَرَّةً يَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَدْ رَآهُ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسِينَ مَرَّةً، لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ترجمه : سفیان مغیرہ سے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ وائل بن حجر کی روایت میں ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا تو ابراہیم نے جواب دیا گر وائل نے آپ ﷺ کو ایک مرتبہ ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے تو ابن مسعودؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پچاسوں مرتبہ ہاتھ نہ اٹھاتے دیکھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ثنا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ: رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ هٰذَا مِمَّا احْتَجَّ بِهِ أَهْلُ هٰذَا الْقَوْلِ، لِقَوْلِهِمْ مِمَّا رَوَيْنَاهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مُخَالِفِهِمْ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ أَنْ قَالَ: مَا رَوَيْنَا نَحْنُ، بِتَوَاتُرِ الْآثَارِ، وَصِحَّةِ أَسَانِيدِهَا وَاسْتِقَامَتِهَا، فَقَوْلُنَا أَوْلٰى مِنْ قَوْلِكُمْ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ مَا سَنُبَيِّنُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. أَمَّا مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ الَّذِي بَدَأْنَا بِذِكْرِهِ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ.

ترجمه : عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں حضرموت کی مسجد میں گیا تو وہاں علقمہ بن وائل لوگوں کو اپنے والد کی سند سے یہ روایت بیان کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنے ہاتھوں کو رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اٹھایا

ہے عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی کے سامنے یہ روایت نقل کی تو وہ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے وائل بن حجر نے تو دیکھا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے نہیں دیکھا (نہایت تعجب ہے) یہ ان روایات میں سے جن سے اس قول والوں نے استدلال کیا ہے اور ان کے مخالفین کی مستدل متواتر روایات ہیں۔ ان کی اسناد درست اور مضبوط ہیں۔ پس ہمارا قول تمہارے قول سے بہترین ہے اور مخالفین کے خلاف دلائل ہم عنقریب ان شاء اللہ بیان کریں گے۔ رہی وہ روایت جس کو اس باب کی ابتداء میں ہم نے ابن ابی الزناد کی سند سے حضرت علیؓ کی روایت سے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، ۲۳، ۷۲۶، ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ص ۱/۲۳۶۔

فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، قَالَ: ثنا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ.

ترجمہ : عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب علیؓ نماز کی تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد پھر نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَهُ فَحَدِيثُ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ هَذَا، قَدْ دَلَّ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَلَى أَحَدِ وَجْهَيْنِ. إِمَّا أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِهِ سَقِيمًا أَوْ لَا يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ الرَّفْعِ أَصْلًا، كَمَا قَدْ رَوَاهُ غَيْرُهُ، فَإِنَّ ابْنَ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ ح.

ترجمہ : ابوبکر نہشلی نے عاصم بن کلیب اور انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نماز کی افتتاحی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے یہ کلیب علیؓ کے قابل اعتماد حلقہ احباب میں سے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۳۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ وَالْوَهْبِيُّ، قَالُوا: أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ. فَذَكَرُوا مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ فِي إِسْنَادِهِ وَمَتْنِهِ، وَلَمْ يَذْكُرُوا الرَّفْعَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ. فَإِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْمَحْفُوظُ، وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ خَطَأً، فَقَدِ ارْتَفَعَ بِذَلِكَ أَنْ يَجِبَ لَكُمْ بِحَدِيثٍ خَطَأٍ حُجَّةٌ. وَإِنْ كَانَ مَا رَوَى ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ صَحِيحًا لِأَنَّهُ زَادَ عَلَى مَا رَوَى غَيْرُهُ، فَإِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِيَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ، ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَهُ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ الرَّفْعِ. فَحَدِيثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِذَا صَحَّ، فَفِيهِ أَكْثَرُ الْحُجَّةِ لِقَوْلِ، مَنْ لَا

یری الرَّفعَ. وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا، فَإِنَّهُ قَدْ رَوَى عَنهُ مَا ذَكَرْنَا عَنهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رُوِيَ عَنْهُ، مَنْ فِعْلِهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ.

ترجمه : عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے حضرت عبداللہ بن الفضل سے پھر انہوں نے ابن ابی الزناد والی روایت اسی سند اور متن سے نقل کی ہے اور اس میں رفع یدین کا تذکرہ ہی نہیں ملتا عبداللہ بن فضل کے دو شاگرد ہیں ایک موسیٰ بن عقبہ اور دوسرے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ان سے عبداللہ بن صالح اور وہبی دو نے نقل کیا اور اس میں رفع یدین کا تذکرہ نہیں اور موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے رفع نقل کیا عبداللہ بن صالح قابل اعتماد غیر متکلم فیہ راوی ہیں جبکہ ابن ابی الزناد متکلم فیہ ہے تو اس کی روایت شاذ اور خطاء کے درجہ میں ہے (پس اس سے استدلال درست نہیں) اور اگر ابی الزناد کی روایت کو درست مان لیا جائے تو کیونکہ اس نے دیگر رواۃ کی روایات سے اضافہ کیا ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ حضرت علیؓ جناب رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھیں پھر آپ کے بعد اس رفع یدین کو ترک کر دیں، اس کی صرف یہی صورت ہوسکتی ہے رفع یدین ان کے نزدیک منسوخ ہو چکا ہے، پس جب حضرت علیؓ کی روایت درست ہوگئی تو رفع یدین نہ کرنے والوں کے لیے اس میں کافی دلیل ہے۔ رہی ابن عمرؓ والی روایت تو وہ وہی ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ پھر جناب ابن عمرؓ کا فعل آپ کی وفات کے بعد اس کے برعکس مروی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مِنَ الصَّلَاةِ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ، ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ قِيلَ لَهُ وَمَا دَلَّكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ فَلَنْ تَجِدَ إِلٰى ذٰلِكَ سَبِيلًا. فَإِنْ قَالَ: فَإِنَّ طَاوُسًا قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُوَافِقُ مَا رُوِيَ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ ذٰلِكَ قِيلَ لَهُمْ: فَقَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ طَاوُسٌ، وَقَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَآهُ طَاوُسٌ مَا يَفْعَلُهُ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ، ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ فَتَرَكَهُ وَفَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ. هٰكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ مَا رُوِيَ عَنْهُمْ، وَيُنْفٰى عَنْهُ الْوَهْمُ، حَتّٰى يَتَحَقَّقَ ذٰلِكَ، وَإِلَّا سَقَطَ أَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ. وَأَمَّا حَدِيثُ وَائِلٍ، فَقَدْ ضَادَّهُ إِبْرَاهِيمُ بِمَا ذَكَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مَا ذَكَرَ فَعَبْدُ اللّٰهِ أَقْدَمُ صُحْبَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَفْهَمُ بِأَفْعَالِهِ مِنْ وَائِلٍ، قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ لِيَحْفَظُوا عَنْهُ.

ترجمہ : ابوبکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی وہ صرف تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ ابن عمرؓ جنہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر انہوں نے ہاتھوں کو اٹھانا آپ کے بعد چھوڑ دیا۔ اور اس کے خلاف عمل کیا یہ اس صورت میں درست ہے جبکہ ان کے ہاں اس کا نسخ ثابت ہو چکا ہو جس کو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے دیکھا تھا۔ اور ان کے ہاں اس کے نسخ کی دلیل ثابت نہ ہوگئی ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ روایت سرے سے منکر ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ آپ کو کس نے بتلایا؟ آپ کے لیے اس کے منکر قرار دینے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ طاؤس نے ابن عمرؓ کو وہ فعل کرتے دیکھا جو اس روایت کے موافق ہے جو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی۔ تو ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ طاؤس نے یہ بات ذکر کی ہے مگر مجاہد نے ان کی مخالفت کی ہے۔ تو اب یہ کہنا درست ہوا کہ طاؤس نے ابن عمرؓ کے اس وقت کے عمل کو دیکھا جب ان کے سامنے نسخ کے دلائل نہ آئے تھے، پھر جب ان کے ہاں نسخ کے دلائل قائم ہو گئے تو انہوں نے رفع یدین کو ترک کر دیا اور وہی کیا جو ان سے مجاہد نے دیکھا۔ اسی طرح مناسب یہ ہے کہ جو ان سے مروی ہے اس پر محمول کیا جائے اور وہم کی نفی کی جائے تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے ورنہ تو اکثر روایات کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا۔ رہی روایت وائلؓ تو اس کے خلاف ابراہیم نے ابن مسعودؓ کے متعلق ذکر کیا کہ یہ ممکن نہیں کہ حضور ﷺ کے کو ابن مسعودؓ جیسے لازم صحبت نے تو نہ دیکھا ہو۔ اور چند دنوں کے لیے آنے والے نے دیکھ لیا ہو۔ پس عبداللہ کو صحبت میں ان سے بہت مقدم مانا جائے گا۔ اور ان کو حضرت وائلؓ کے مقابلے میں آپ کے افعال واقوال کو زیادہ سمجھنے والا شمار کریں گے۔ آپ ﷺ کی چاہت یہ ہوتی تھی کہ مہاجرین آپ کے قریب ہوں تاکہ وہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ روایت ملاحظہ ہو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ۱/۲۳۷۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لِيَحْفَظُوا عَنْ هُ كَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى).

ترجمہ : حمید نے انسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند فرماتے کہ مہاجرین و انصار آپ کے قریب ہوں تاکہ وہ آپ کی باتیں آپ سے خوب یاد کر لیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاة ۱۲۲ / ۱۲۳، ابوداؤد فی الصلاة باب ۹۵، نمبر ۶۷۴ ترمذی فی المواقیت باب ۵۴، نسائی فی الاقامة باب ۲۳ / ۲۴، ابن ماجه فی الاقامة باب ٤٥، دارمی فی الصلاة باب ۵۱، مسند احمد ۱ / ٤٥٧، ٤ / ۱۲۲۔

كَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)

ترجمه : ابومعمر کہتے ہیں کہ ابومسعود انصاریؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو زیادہ عقل سمجھ والے ہیں وہ میرے قریب رہیں پھر وہ جوان سے قریب عقل والے ہیں پھر وہ جوان سے قریب عقل والے ہیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ ۱۲۲/۱۲۳، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۹۵، نمبر ٦٧٤، ترمذی فی المواقیت باب ٥٤، نسائی فی الامامۃ باب ۲۳/۲٤، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ٤٥، دارمی فی الصلاۃ باب ٥١، مسند احمد ۱/٤٥٧، ٤/۱۲۲۔

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: قَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كُونُوا فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِينِي) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَعَبْدُ اللّٰهِ مِنْ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا يَقْرُبُونَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِيَعْلَمُوا أَفْعَالَهُ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ هِيَ؟ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ ذٰلِكَ. فَمَا حَكَوْا مِنْ ذٰلِكَ، فَهُوَ أَوْلَى مِمَّا جَاءَ بِهِ مَنْ كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مِنْهُمْ فِي الصَّلَاةِ. فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ. قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ، إِذَا أَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهِ عِنْدَهُ، وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَدْ قَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ: إِذَا حَدَّثْتَنِي فَأَسْنِدْ. فَقَالَ: إِذَا قُلْتُ لَكَ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمْ أَقُلْ ذٰلِكَ حَتَّى حَدَّثَنِيهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَإِذَا قُلْتُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِي حَدَّثَنِي.

ترجمه : قیس بن عباد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس صف میں ہوا کرو جو مجھ سے قریب تر ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں: پس عبداللہؓ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے قریب رہتے تھے تاکہ وہ آپ کے نماز والے افعال کی کیفیت جان کر دوسروں کو سکھائیں۔ پس جوان حضرات نے بیان کیا وہ ان حضرت کے بیان سے اولیٰ اور بہتر ہے جو آپ ﷺ سے دور رہنے والے تھے (اور ان کو کبھی کبھی حاضری کا موقعہ میسر آتا) اگر وہ کہیں جو تم نے ابراہیم سے حضرت عبداللہؓ سے نقل کیا وہ متصل نہیں، تو ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ ابراہیم جب عبداللہؓ سے ارسال کرتے ہیں تو وہ روایت ان کے نزدیک تواتر وصحت سے پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اعمش نے ان کو کہا کہ مجھے روایت بیان کرتے ہوئے سند بیان کرو تو انہوں نے فرمایا: جب میں تم سے کہوں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تو سمجھ لو کہ میں یہ بات اسی وقت کہتا ہوں جب وہ بات ایک جماعت مجھ سے بیان کرتی ہے۔ اور جب میں کہوں: حدثنی فلان عن عبداللہ۔ تو وہ مجھے فقط اسی شخص نے بیان کی ہوتی ہے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۱۲۳ ۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ أَوْ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، شَكَّ أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِذٰلِكَ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَأَخْبَرَ أَنَّ مَا أَرْسَلَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَمَخْرَجُهُ عِنْدَهُ أَصَحُّ مِنْ مَخْرَجِ مَا ذَكَرَهُ عَنْ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. فَكَذٰلِكَ هٰذَا الَّذِي أَرْسَلَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا وَمَخْرَجُهُ عِنْدَهُ أَصَحُّ مِنْ مَخْرَجِ مَا يَرْوِيهِ عَنْ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. وَمَعَ ذٰلِكَ فَقَدْ رَوَيْنَاهُ مُتَّصِلًا فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُ فِي سَائِرِ صَلَاتِهِ.

ترجمہ : وہب یا بشر بن عمر نے بیان کیا کہ یہ ابو جعفر کو شک ہے انہوں نے شعبہ اور انہوں نے اعمش سے اس کو نقل کیا۔ ابو جعفر کہتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے بتلایا کہ عبداللہ سے میرا ارسال کرنا وہ معینہ آدمی سے روایت ذکر کرنے سے زیادہ مظبوط ہے۔ یہ روایت اسی طرح کی مرسل ہے۔ اور یہ اس متصل سے اعلیٰ ہے جو ایک معینہ آدمی سے نقل کی جائے اور عبداللہ کی طرف نسبت کی جائے۔ ان تمام خوبیوں کے باجود یہ روایت عبدالرحمٰن بن اسود کی سند سے متصل بھی منقول ہے اور حضرت عبداللہ اپنی تمام نمازوں میں اسی طرح کرتے تھے۔

مع ذلك سے دوسرے جواب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ان سب روایتی خوبیوں کے باجود متصل سند کے ساتھ بھی یہ روایت منقول ہے ملاحظہ ہو۔

كَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الِافْتِتَاحِ، وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمہ : ابراہیم کہتے ہیں کہ عبداللہ نماز کے کسی بھی جزء میں ابتداء کی تکبیر کے علاوہ نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حاصل روایت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تکبیر افتتاح کے علاوہ نماز میں کہیں رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

پس ابراہیم نخعیؒ کے ارسال کی وضاحت کے بعد اب ان کے ارسال پر اعتراض بے جا ہے اور حضرت عمرؓ سے بھی عدم رفع کی روایت ملاحظہ ہو۔

كَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُودُ، قَالَ: وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيَّ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَيْضًا إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ، وَإِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا

دَارَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ ثِقَةٌ حُجَّةٌ، قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ. أَفَتَرَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَفِيَ عَلَيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَنْ دُونَهُ، وَمَنْ هُوَ مَعَهُ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرَ مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ، ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، هٰذَا عِنْدَنَا مُحَالٌ. وَفِعْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا وَتَرْكُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ عَلَى ذٰلِكَ، دَلِيلٌ صَحِيحٌ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ خِلَافُهُ. وَأَمَّا مَا رَوَوْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ. وَهُمْ لَا يَجْعَلُونَ إِسْمَاعِيلَ فِيمَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّينَ، حُجَّةً، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ عَلَى خَصْمِهِمْ، بِمَا لَوِ احْتَجَّ بِمِثْلِهِ عَلَيْهِمْ، لَمْ يُسَوِّغُوهُ إِيَّاهُ. وَأَمَّا حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَطَأٌ، وَأَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْهُ أَحَدٌ إِلَّا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ خَاصَّةً، وَالْحُفَّاظُ يُوقِفُونَهُ، عَلَى أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَإِنَّهُمْ يُضَعِّفُونَ عَبْدَ الْحَمِيدِ، فَلَا يُقِيمُونَ بِهِ حُجَّةً، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ بِهِ فِي مِثْلِ هٰذَا. وَمَعَ ذٰلِكَ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ لَمْ يَسْمَعْ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وَلَا مِمَّنْ ذُكِرَ مَعَهُ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ مَجْهُولٌ، قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ عَنْهُ، عَنْ رَجُلٍ، وَأَنَا ذَاكِرٌ ذٰلِكَ فِي بَابِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى. وَحَدِيثُ أَبِي عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هٰذَا، فَفِيهِ فَقَالُوا جَمِيعًا: صَدَقْتَ فَلَيْسَ يَقُولُ ذٰلِكَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ.

ترجمه: ابراہیم نے اسود سے نقل کی ہے کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر میں صرف ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور میں نے ابراہیم نخعی اور شعبی کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ جو اس روایت کے مطابق صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اس کا دارومدار حسن بن عیاش راوی پر ہے۔ اور وہ قابل اعتماد پختہ راوی ہے۔ جیسا کہ یحییٰ بن معین وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں ہاتھ اٹھاتے ہوں اور عمرؓ کو معلوم نہ ہو اور دوسروں کو معلوم ہوجائیں جو ان سے کم صحبت والے ہوں۔ اور آپ کے ساتھی آپ کو ایسا فعل کرتے دیکھیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو پھر وہ اس کا انکار نہ کریں۔ ہمارے نزدیک تو یہ بات ناممکنات سے ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ عمل اور اصحاب رسول اللہ ﷺ کا رفع یدین کو چھوڑنا اس بات کی پکی دلیل ہے کہ یہ ایسا حق ہے کہ کسی عاقل کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں۔ رہ وہ روایت ابو ہریرہؓ جس کو اسماعیل بن عیاش سے نقل کیا ہے۔ تو وہ خود اسماعیل کو شامیوں کے علاوہ کی جانے والی روایت میں حجت قرار نہیں دیتے، تو ایسی روایت سے اپنے مخالف پر بطور دلیل کے کس طرح پیش کر سکتے ہیں

کہ اگر اس جیسی روایت سے ان کے خلاف دلیل پیش کی جائے تو وہ کبھی اسے برداشت نہ کریں گے۔ رہی روایت انس بن مالکؓ تو وہ (مخالفین) خود اس کو غلط قرار دیتے ہیں۔ عبدالوہاب ثقفی کے علاوہ اور کسی نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ بلکہ حفاظ تو اسے انس پر موقوف قرار دیتے ہیں۔ باقی روایت عبدالحمید بن جعفر تو وہ (مخالفین) اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں تو ایسے موقع پر ایسے شخص کی روایت کو بطور حجت (ہمارے خلاف) کیسے پیش کرتے ہیں حالانکہ محمد بن عمر نے اس کو ابوحمید سے نہیں سنا اور نہ ہی ان سے جن کا تذکرہ اس کے ساتھ ہو۔ اس روایت میں ان کے درمیان مجہول شخص ہے۔ اس بات کو عطاف نے ایک آدمی سے بیان کیا ہے۔ میں باب الجلوس فی الصلوۃ میں ان شاء اللہ اس کا تذکرہ کروں گا۔ اور ابوعاصم کی عبدالحمید سے روایت تو اس میں یہ الفاظ ہیں: ''فقالوا جمیعًا صدقت'' یہ اضافہ ابوعاصم کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کیا۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: ثنا الْقَوَارِيرِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ، فَذَكَرَاهُ بِإِسْنَادِهِ، وَلَمْ يَقُولَا فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ وَهٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ عَبْدِ الْحَمِيدِ. وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي بَابِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ. فَمَا تَرَى كَشْفَ هٰذِهِ الْآثَارِ، يُوجِبُ لِمَا وَقَفَ عَلَى حَقَائِقِهَا وَكَشْفَ مَخَارِجِهَا إِلَّا تَرْكَ الرَّفْعِ فِي الرُّكُوعِ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَمَا أَرَدْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَضْعِيفَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَمَا هٰكَذَا مَذْهَبِي، وَلٰكِنِّي أَرَدْتُ بَيَانَ ظُلْمِ الْخَصْمِ لَنَا. وَأَمَّا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى، مَعَهَا رَفْعٌ، وَالتَّكْبِيرَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ لَا رَفْعَ مَعَهَا. وَاخْتَلَفُوا فِي تَكْبِيرَةِ النُّهُوضِ، وَتَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَوْمٌ حُكْمُهُمَا حُكْمُ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ، وَفِيهِمَا الرَّفْعُ كَمَا فِيهَا الرَّفْعُ. وَقَالَ آخَرُونَ حُكْمُهُمَا حُكْمُ التَّكْبِيرَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَلَا رَفْعَ فِيهِمَا، كَمَا لَا رَفْعَ فِيهَا. وَقَدْ رَأَيْنَا تَكْبِيرَةَ الِافْتِتَاحِ مِنْ صُلْبِ الصَّلَاةِ لَا تُجْزِءُ الصَّلَاةُ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا، وَرَأَيْنَا التَّكْبِيرَةَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، لَيْسَتْ كَذٰلِكَ، لِأَنَّهُ لَوْ تَرَكَهَا تَارِكٌ، لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ. وَرَأَيْنَا تَكْبِيرَةَ الرُّكُوعِ، وَتَكْبِيرَةَ النُّهُوضِ، لَيْسَتَا مِنْ صُلْبِ الصَّلَاةِ لِأَنَّهُ لَوْ تَرَكَهَا تَارِكٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ، وَهُمَا مِنْ سُنَنِهَا. فَلَمَّا كَانَتْ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ، كَمَا أَنَّ الْكَبِيرَةَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ، كَانَتَا كَهِيَ، فِي أَنْ لَا رَفْعَ فِيهِمَا، كَمَا لَا رَفْعَ فِيهَا. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

ترجمہ: یحییٰ بن سعید اور ہشیم دونوں کہتے ہیں ہمیں عبدالحمید نے اپنی سند سے روایت کیا ان دونوں نے ''فقالو جمیعا'' کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ عبدالحمید کے علاوہ نے بھی ان الفاظ کے بغیر روایت نقل کی ہے چنانچہ باب الجلوس فی الصلاۃ میں ملاحظہ کرلیں۔ رفع یدین کی حمایت میں پیش کردہ روایات کی حقیقت سامنے آنے اور ان کے مخارج ظاہر

ہونے کے بعد رکوع اور سجدہ میں ترک رفع یدین کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ یہ تو آثار کے پیش نظر بات ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ اس سے کسی عالم راوی کی کمزوری ظاہر کرنا مقصود نہیں اور نہ یہ میرا طریقہ ہے لیکن میرا مقصود صرف مخالف فریق کی زیادتی واضح کرنا ہے۔ اب بطور نظر وفکر کے اس بات پر غور کریں کہ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ تکبیر افتتاح میں رفع یدین ہے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان والی تکبیر میں رفع یدین نہیں۔ اٹھنے اور رکوع کی تکبیر میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کا حکم تکبیر افتتاح والا ہے۔ جیسا اس میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اسی طرح ان میں بھی ہاتھ اٹھائیں گے۔ جبکہ دوسرے کہتے ہیں کہ ان کا حکم دونوں سجدوں کے مابین تکبیر والا ہے جیسا اس میں رفع یدین نہیں ان دونوں میں بھی رفع یدین نہیں ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تکبیر افتتاح تو نماز کا اصل حصہ ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور دنوں سجدوں کے مابین تکبیر وہ یہ حکم نہیں رکھتی کیونکہ بالفرض اگر اس کو کوئی ترک کر دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ دونوں نماز کے سنن سے ہے۔ پس جب وہ نماز کی سنت میں سے ہے جیسا کہ اٹھنے کی تکبیر نماز کے ارکان میں سے نہیں۔ اس لیے کہ بالفرض اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔ یہ دونوں تکبیرات نماز کی سنتوں میں سے ہے۔ تو نماز کی سنت کا جو حکم ہے جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان والی تکبیر تو وہی حکم ان کا ہے تو ان دونوں میں بھی رفع یدین نہیں۔ جیسا کہ اس میں رفع یدین نہیں۔ اس باب میں نظر وفکر کا یہی تقاضا ہے۔ ہمارے امام ابوحنیفہ، ابویوسف ومحمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی معمول ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى.

ترجمہ : ابن ابی داؤد نے احمد بن یونس سے انہوں نے امام ابوبکر بن عیاشؒ سے نقل کیا کہ میں نے کسی عالم فقیہ کو کبھی تکبیر افتتاح کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں پایا۔ واللہ اعلم۔

تشریح :

تفصیل مذاہب:

رفع یدین عند التحریمہ سب کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ وہ مشروع ہے، صرف شیعوں کا فرقہ زیدیہ اس کا قائل نہیں، اسی طرح رفع الیدین عند السجود وعند الرفع منہ باتفاق متروک ہے، البتہ رفع یدین عند الرکوع وعند الرفع منہ میں اختلاف ہے۔

شافعیہ وحنابلہ ان دونوں مواقع پر بھی رفع کے قائل ہیں محدثین کی ایک بڑی جماعت بھی ان کے مسلک کی حامی ہے۔

جب کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ کا مسلک ترکِ رفع کا ہے، اگرچہ امام مالکؒ سے ایک روایت شافعیہ کے مطابق ہے، لیکن خود امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کا مسلک ترکِ رفع نقل کیا ہے، اور امام مالکؒ کے شاگرد ابن القاسم بھی

یہی نقل کرتے ہیں، نیز ابن رشد مالکیؒ نے ''بداية المجتهد'' میں اس کو امام مالکؒ کا قول مختار قرار دیا ہے، چناں چہ مالکیہ کے یہاں مفتی بہ قول ترکِ رفع کا ہی ہے۔

یہاں واضح رہے کہ ائمہ اربعہ کے درمیان یہ اختلاف محض افضلیت اور عدم افضلیت کا ہے نہ کہ جواز اور عدم جواز کا، چناں چہ دونوں طریقے فریقین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہیں؛ البتہ محدثین میں سے امام اوزاعی، امام حمیدی، اور امام ابن خزیمہ رفع یدین کو واجب کہتے ہیں۔

جہاں تک روایات کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے رفعِ یدین اور ترکِ رفع دونوں ثابت ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ ''نيل الفرقدين في رفع اليدين'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ رفع یدین کی احادیث معنًی متواتر ہے جب کہ ترکِ رفع کی احادیث عملاً متواتر ہیں، یعنی ترک رفع پر تواتر بالتعامل پایا جاتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ عالم اسلام کے دو بڑے مراکز یعنی مدینہ طیبہ اور کوفہ تقریباً بلا استثناء ترک رفع پر عامل رہے ہیں۔

مدینہ طیبہ کے ترک رفع پر تعامل کی دلیل یہ ہے کہ علامہ ابن رشدؒ نے ''بداية المجتهد'' میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے ترک رفع یدین کا مسلک تعامل اہل مدینہ کو دیکھ کر اختیار کیا ہے اور اہل کوفہ کے تعامل کی دلیل یہ ہے کہ محمد بن نصر مروزی شافعی تحریر فرماتے ہیں: ''ما أجمع مصر من الأمصار على ترك رفع اليدين ما أجمع عليه أهل الكوفة'' اور کوفہ کی علمی حیثیت محتاج بیان نہیں ہے اس لیے جب عالم اسلام کے یہ دو عظیم مرکز ترکِ رفع پر کاربند تھے تو اس سے تواتر بالتعامل ثابت ہوگیا۔

امام شافعیؒ نے اہل مکہ کے تعامل کا اعتبار کیا ہے، اس بارے میں حضرت شاہ محمد صاحبؒ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ عمل حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے عہدِ خلافت سے مشروع ہوا، کیوں کہ وہ رفعِ یدین کے قائل تھے، اور ان کی وجہ سے تمام اہل مکہ میں رفعِ یدین رواج پا گیا۔ جہاں تک رفع یدین کے ثبوت کا تعلق ہے حنفیہ اس کے منکر نہیں؛ البتہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ترکِ رفع احادیث سے ثابت نہیں ہے دلائل کے ساتھ اس کی تردید ضرور کرتے ہیں؛ لیکن اس کے ساتھ ہی حنفیہ یہ بات بھی مانتے ہیں کہ اسناد کے لحاظ سے ان احادیث کی تعداد زیادہ جن میں رفع یدین کی تصریح پائی جاتی ہے جب کہ ان کے مقابلہ میں ترکِ رفع پر دلالت کرنے والی روایات عدداً کم ہیں۔

حنفیہ چونکہ رفع یدین کا ثابت مانتے ہیں اس لیے وہ رفع یدین کی روایات پر کوئی جرح نہیں کرتے، لہٰذا رفع یدین کے مسئلہ پر ہماری آیندہ گفتگو کا منشأ یہ ثابت کرنا نہیں کہ رفع یدین ناجائز ہے یا احادیث سے ثابت نہیں بلکہ ہمارا منشأ محض یہ ثابت کرنا ہے کہ ترکِ رفع بھی احادیث سے ثابت ہے اور یہی طریقہ ارجح اور افضل ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل

قائلینِ رفع یدین کے دلائل:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث: قائلین رفع یدین کا سب سے بڑا استدلال حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے:

"قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حتى يحاذي منكبيه وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع"۔[1]

جہاں تک اس حدیث کے ثبوت کا تعلق ہے ہم اس کے منکر نہیں؛ بلکہ بلاشبہ یہ حدیث اصح ما فی الباب اور اس کی سند سلسلۃ الذہب ہے لیکن اس کے باجود افضلیت کے قول کے لیے حنفیہ نے اس حدیث کو اس لیے ترجیح نہیں دی کہ رفع یدین کے مسئلہ میں حضرت ابن عمرؓ کی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے یہ روایت چھ طریقوں سے مروی ہے۔

(۱) امام طحاویؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے صرف تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین روایت کیا ہے۔

(۲) امام مالکؒ نے موطأ میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے جس میں صرف دو مرتبہ رفع یدین مذکور ہے ایک تکبیر تحریمہ کے وقت دوسرے رفع من الرکوع کے وقت، رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں۔

(۳) صحاح ستہ میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث اس طرح آئی ہے کہ اس میں تکبیر تحریمہ رکوع اور رفع من الرکوع تینوں مواقع پر رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۴) صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ اس میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے، ایک تکبیر افتتاح، دوسرے رکوع، تیسرے رفع من الرکوع کے وقت اور چوتھے "وإذا قام من الركعتين" یعنی قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت۔

(۵) امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین میں ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ اس میں سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۶) امام طحاویؒ نے "مشکل الآثار" میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث مرفوع اس طرح روایت کی ہے کہ اس میں "عند كل خفضٍ ورَفعٍ وركوعٍ وسجودٍ وقيامٍ وقعودٍ وبين السجدتين" رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

اس طرح حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کے بارے میں یہ چھ طریقے ثابت ہوئے امام شافعیؒ نے ان روایات میں سے تیسری روایت پر عمل کرتے ہوئے صرف ایک طریقہ کو اختیار کیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا ہے، جب کہ دوسری روایات بھی قابل استدلال ہیں اور صحیح یا کم از کم حسن اسانید سے ثابت ہیں۔

لہٰذا اگر حنفیہ نے ان میں سے پہلی قسم کی روایات کو اختیار کرتے ہوئے کسی ایک طریقہ کو اپنایا ہے تو صرف انہی پر اعتراض کیوں؟ جب کہ حنفیہ کے پاس پہلی روایت کو اختیار کرنے کی ایک ایسی معقول وجہ بھی موجود ہے جس سے باقی روایات کی توجیہ بھی ہو جاتی ہے، اور وہ یہ کہ افعالِ صلاۃ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے احکام حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوتے رہتے رہے ہیں، مثلاً پہلے نماز میں کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا، پہلے عمل کثیر مفسد صلاۃ نہ تھا پھر اسے مفسد قرار دے دیا گیا، پہلے التفات جائز تھا پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں رفع یدین بھی بکثرت ہوتا تھا اور ہر انتقال کے وقت مشروع تھا پھر اس میں کمی کی گئی، اور صرف پانچ مقامات پر مشروع رہ گیا، پھر اور کمی کی گئی اور چار جگہ مشروع رہ گیا، پھر اس میں کمی ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ صرف تکبیر افتتاح کے وقت باقی رہ گیا۔

اعتراض: اس پر بعض شوافع یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت اس طرح نقل کی ہے "عن ابن عمرؓ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم. كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع وكان لا يفعل ذلك في السجود، فما زالت تلك صلاته حتى لقي الله تعالىٰ"

اس سے معلوم ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تین مرتبہ رفع یدین کا تھا اور یہی طریقہ پچھلے تمام طریقوں کے لیے ناسخ تھا۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ "فما زالت تلك صلاته" کی زیادتی انتہائی ضعیف؛ بلکہ موضوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس میں عصمہ بن محمد الانصاری اور عبدالرحمٰن بن قریش راوی انتہائی ضعیف اور متہم بالوضع ہیں، لہٰذا اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں، اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ حضرت ابن عمرؓ سے یہ ثابت ہے کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین کیا بعد میں نہیں، اگر یہ طریقہ منسوخ ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ ایسا نہ کرتے، اس اثر پر ابوبکر بن عیاش کے ضعف کا اعتراض کیا جاتا ہے لیکن اس کا جواب دیا گیا ہے جو آگے آرہا ہے۔

دلیل نمبر (۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا فَرَغَ وَرَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ. وكَبَّرَ.

دلیل نمبر (۳) عن مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّؓ فِي عَشَرَةٍ مِنْ

اصْحابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبِعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً فَقَالَ: بَلَى، فَقَالُوا: فَاعْرِضْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ. قَالَ: فَقَالُوا: جَمِيعًا صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي .

دلیل نمبر(۴) حدیث وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلصَّلَاةِ، وَحِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ

دلیل نمبر(۵) حدیث مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوعِهِ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فَوْقَ أُذُنَيْهِ .

دلیل نمبر(۶) حديث أبي هريرةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم . كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وحين يركع وحين يسجد . (شرح معانی الآثار)

ہم نے ابن عمرؓ کی حدیث کے تحت مجموعی طور پر تمام روایات کا ایک اجمالی جواب ذکر کیا ہے اس لیے الگ ان روایات کی توجیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، نیز ہم رفع یدین کی احادیث کے منکر بھی نہیں ہیں کہ ہم ان روایات کا جواب دیں۔

قائلین ترک رفع کے دلائل:

سب سے پہلی روایت حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے جسے اکثر اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے: "عن علقمة قال : عبدالله بن مسعودؓ ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فصلّى فلم يرفع يديه إلا في أوّل مرةٍ" رواه الثلاثة وهو حديث صحيح "یہ حدیث حنفیہ کے مسلک پر صریح بھی ہے اور صحیح بھی لیکن اس پر مخالفین کی طرف سے متعدد اعتراضات کیے گئے ہیں:

(۱) امام ترمذیؒ نے اسی باب میں عبداللہ بن المبارک کا قول نقل کیا ہے: "قد ثبت حديث من يرفع وذكر حديث الزهريّ عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود أن النبيّ صلى الله عليه وسلم . لم يرفع الا في اوّل مرّةٍ"

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت ترکِ رفع کے سلسلے میں حضرت ابن مسعودؓ سے دو حدیثیں مروی ہیں ایک کے الفاظ یہ ہیں: ''أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع الافي اول مرة اوردوسری کی الفاظ یہ ہیں ألا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلّى فلم يرفع يديه إلا في أوّل مرّةٍ''

حضرت عبداللہ بن المبارک کا قول پہلی روایت کے بارے میں ہے کہ وہ ثابت نہیں نہ کہ دوسری روایت کے بارے میں، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ سنن نسائی میں یہی حدیث خود حضرت عبداللہ بن المبارک سے اس طرح مروی ہے: ''أخبرنا سويد بن نصر حدّثنا عبدالله بن المبارك عن سفيان عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبدالله بن مسعودؓ قال : ألا أخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : فقام فرفع يديه أوّل مرّةٍ ثم لم يَعُد''

ثابت ہوا کہ عبداللہ بن المبارک کا قول پہلی روایت سے متعلق ہے نہ کہ دوسری سے لہٰذا ان کے قول کو دوسری روایت پر چسپاں کرنا درست نہیں، یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے بھی عبداللہ بن المبارک کا یہ قول نقل کرنے کے بعد مستقل سند سے ''ألا اصلّي بكم'' والی روایت نقل کی ہے اور آگے فرمایا ہے ''وفي الباب عن البراء بن عازب، قال أبو عيسى: حديث ابن مسعودؓ حديث حسن وبه يقول غير واحد من أهل من أصحاب النبيّ صلى الله عليه وسلم . والتابعين وهو قول سفيان وأهل الكوفة''

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث خود امام ترمذیؒ کے نظر میں قابلِ استدلال ہے۔

(۲) دوسرا اعتراض اس حدیث پر یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور یہ ان کا تفرد ہے۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عاصم بن کلیب مسلم کے رواۃ میں سے ہیں، اور ثقہ ہیں، لہٰذا ان کا تفرد مضر نہیں، دوسرے امام ابوحنیفہؒ نے ان کی متابعت کی ہے۔

(۳) تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کو عاصم بن کلیب سے روایت کرنے میں سفیان اور ان سے روایت کرنے میں وکیع متفرد ہیں۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سفیان اور وکیع جیسے ائمہ حدیث کے تفردات کو بھی رد کیا جانے لگے تو دنیا میں کس کا تفرد قابل قبول ہوسکتا ہے؟ نیز امام ابوحنیفہ کے طریق میں نہ سفیان ہیں نہ وکیع، نیز سفیان سے روایت کرنے میں وکیع کے متفرد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لیے کہ ان کے بہت سے متابعات موجود ہیں چناں چہ نسائی میں عبداللہ بن المبارک، اور ابوداؤد میں معاویہ، خالد بن عمر، اور ابوحذیفہ وغیرہ نے وکیع کی متابعت کی ہے۔

دلیل نمبر (۲): حنفیہ کی دوسری دلیل حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے: ''أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لايعود''

دلیل نمبر (۳) حنفیہ کا تیسرا استدلال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے ہے جسے طبرانی نے مرفوعاً اور ابن ابی شیبہ نے موقوفاً روایت کیا ہے: ''عن النبيّ صلى الله عليه وسلم ، ترفع الأيدي في سبعة مواطن، افتتاح الصلاة، واستقبال البيت، والصفا والمروة والموقفين ، وعندالحجر '' صاحب ہدایہ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ان سات مقامات میں تکبیر افتتاح کا تو ذکر ہے لیکن رکوع اور رفع من الرکوع کا کوئی ذکر نہیں، حضرت شاہ صاحبؒ نے نیل الفرقدین میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث قابل استدلال ہے۔

دلیل نمبر (۴) حافظ ابن حجرؒ نے '' الدراية في تخريج احاديث الهداية '' میں حضرت عباد بن زبیرؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے ''إن رسول الله صلى الله عليه وسلم . كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه في أوّل الصلاة ثم لم يرفعها في شئ حتى يفرغ ''

حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ '' لينظر في اسناده '' حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ کے اس حکم کی تعمیل کی تو پتہ چلا کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں، البتہ عباد ابن زبیرؓ تابعی ہیں، لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے جمہور کے نزدیک حجت ہے، لہٰذا محض اس کے مرسل ہونے کی بنا پر اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

دلیل نمبر (۵) بعض حنفیہ نے صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ کی فرموحدیث سے استدلال کیا ہے ''قال : خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم . فقال : مالي أراكم رافعي أيديكم كانهاأذناب خيل شمس اسكنوا في الصلاة''

یہ حدیث سنداً صحیح ہے؛ لیکن اس کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے ''تلخیص الحبیر'' میں امام بخاریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: '' من احتج بحديث جابرؓبن سمرة، على منع الرفع عندالركوع، فليس له حظ من العلم '' اس لیے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے نہ کہ عند الرکوع سے، چناں چہ صحیح مسلم ہی میں اس روایت کا دوسرا طریق عبیداللہ بن القبطیہ سے مروی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے۔

جواب : حافظ زیلعیؒ نے ''نصب الرایہ'' میں امام بخاریؒ کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، اور فرمایا ہے کہ ابن القبطیہ کا طریق رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے، اور باقی طرق ہر قسم کے رفع یدین سے متعلق ہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرق میں رفع الیدین عند السلام کی تصریح نہیں ہے، ان میں '' اسكنوا في الصلاة '' کا جملہ مروی ہے جب کہ ابن القبطیہ کے طریق میں یہ جملہ موجود نہیں ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم نماز کے کسی درمیانی رفع یدین سے متعلق ہے، رفع یدین عند السلام سے نہیں؛ کیوں کہ سلام کے وقت جو عمل کیا جائے وہ خروج من

الصلاۃ کا عمل ہے اس کو "فی الصلاۃ" نہیں کہا جا سکتا۔

ترک رفع یدین کی وجوہ ترجیح:

حنفیہ نے ترک رفع یدین کی روایات کو بہت سی وجوہ کے بنا پر ترجیح دی ہے۔

(۱) ترک رفع یدین کی روایات اوفق بالقرآن ہیں؛ کیوں کہ ارشاد باری ہے "وقوموا للّٰہ قانتین" جس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز میں حرکت کم از کم ہو، لہٰذا جن احادیث میں حرکتیں کم ہوں گی وہ اس آیت کے زیادہ مطابق ہوں گی۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں، نہ ان کا عمل اس کے خلاف منقول ہے؛ بلکہ ان سے صرف ترک رفع ہی ثابت ہے جب کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایتوں میں اختلاف بھی ہے اور خود ان سے ترک رفع بھی ثابت ہے۔

(۳) احادیث کے تعارض کے وقت صحابۂ کرامؓ کے تعامل کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، جب ہم اس پہلو سے دیکھتے ہیں تو حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت ابن مسعودؓ کا عمل ترک رفع پاتے ہیں اور یہ تینوں حضرات صحابہ کرامؓ کے علوم کا خلاصہ ہیں، ان کے مقابلہ میں جن سے رفع منقول ہے، وہ زیادہ تر کمسن صحابہ ہیں، جیسے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن زبیرؓ۔

(۴) اہل مدینہ اور اہل کوفہ کا تعامل ترک رفع رہا ہے، جب کہ دوسرے شہروں میں رافعین اور تارکین دونوں موجود تھے۔

(۵) نماز کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افعال حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوئے ہیں، یہ امر بھی ترک رفع کی ترجیح کو مقتضی ہے۔

(۶) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کے تمام رواۃ فقیہ ہیں، اور خود ابن مسعودؓ رفع یدین کے تمام راویوں کے مقابلہ میں افقہ ہیں، اور حدیث مسلسل بالفقہاء دوسری احادیث کے مقابلہ میں راجح ہوتی ہیں۔

نظر طحاوی:

رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کے سلسلے میں اختلاف ہے ایک جماعت تکبیر تحریمہ کی طرح یہاں بھی رفع یدین کی مشروعیت کی قائل ہے، دوسری جماعت منکر رفع یدین ہے، اب ہم نے غور وخوض کر کے صحیح معنی نکالنے کا ارادہ کیا ہے کہ تکبیر رکوع وغیرہ کو کس کے ساتھ مشابہت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ صلب صلاۃ میں سے ہے اس کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی، اور تکبیر بین السجدتین صلب صلاۃ میں سے نہیں ہے؛ بلکہ سنت ہے، تو ہم نے دیکھا کہ تکبیر رکوع وتکبیر نہوض کو اسی تکبیر بین السجدتین سے مشابہت ہے اس لیے کہ یہ بھی صلب صلاۃ میں سے نہیں ہے۔

لہٰذا جس طرح تکبیر بین السجدتین کے وقت رفع یدین مشروع نہیں اسی طرح تکبیر رکوع وغیرہ کے وقت بھی رفع یدین مشروع نہیں ہوگا۔

﴿الحواشی﴾

(۱) مسلم شریف رقم الحدیث ۳۹۰، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۳۵، ابوداؤد رقم الحدیث ۷۲۱، ترمذي رقم الحدیث: ۲۵۵، نسائي رقم الحدیث: ۸۷۶، ابن ماجه رقم الحدیث: ۸۵۸، موطا ۱۹۶، دارمي: ۱۲۸۵۔

﴿باب التطبيق في الركوع﴾

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى، قَالَ: انا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ فَقَالَا: نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا، فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا فَطَبَّقَ ثُمَّ طَبَّقَ بِيَدَيْهِ، فَجَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ.

ترجمہ: ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے نقل کیا کہ وہ دونوں حضرت عبداللہؓ کی خدمت میں گئے تو آپ نے فرمایا کیا ان لوگوں نے تمہارے پیچھے نماز ادا کر لی ہے؟ یعنی امراء نے، تو ان دونوں نے کہا جی ہاں! تو آپ ان دونوں کے درمیان کھڑے ہوئے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کر لیا پھر ہم نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے تو انہوں نے ہمارے پر ضرب لگائی اور ان کو جمع کر دیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے دونوں رانوں کے درمیان رکھ لیا جب وہ نماز پڑھ چکے تو فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

تخریج: مسلم في المساجد ۲۶/۲۸/۳۰، ابوداؤد في الصلاة باب ۱۴۶، نمبر ۸۶۸، نسائي في التطبيق باب ۱، مسند احمد ۱/۴۱۴/۴۵۱/۴۵۵/۴۵۹، دارقطني في السنن ۱/۳۳۹۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ (قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَلْقَمَةُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: فَصَلُّوا فَصَلّٰى بِنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَقَدَّمَنَا، فَقَامَ أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَحَنَا، قَالَ: وَضَرَبَ يَدَيَّ عَلٰى رُكْبَتَيَّ وَقَالَ: (هٰكَذَا) وَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَصَلُّوا جَمِيعًا، وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَدِّمُوا أَحَدَكُمْ فَإِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ هٰكَذَا وَطَبَّقَ يَدَيْهِ، ثُمَّ لِيَفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا، وَاحْتَجُّوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: بَلْ يَنْبَغِي لَهُ إِذَا رَكَعَ أَنْ يَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ شِبْهَ الْقَابِضِ

عَلَيْهِمَا وَيُفَرِّقُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابراہیم نے اسود سے نقل کیا کہ میں اور علقمہ عبداللہؓ کی خدمت میں گئے تو آپ نے فرمایا کیا ان لوگوں نے تمہارے پیچھے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ تو فرمایا پس تم نماز پڑھو۔ (یعنی میرے ساتھ نفلی نماز) چنانچہ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی ہمیں اذان و اقامت کا حکم نہیں فرمایا ہم ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تو انہوں نے ہمیں آگے بڑھایا ایک کو دائیں اور ایک کو بائیں جانب کھڑا کیا جب انہوں نے رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو اپنی ٹانگوں کے مابین رکھا اور جھکے اسود کہتے ہیں انہوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو میرے گھٹنوں پر مارا اور اپنے ہاتھ سے ملانے کا اشارہ کیا جب نماز پڑھا چکے تو فرمانے لگے۔

بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، وَحَيَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَا: ثنا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَمِسُّوا فَقَدْ سُنَّتْ لَكُمُ الرُّكَبُ .

ترجمہ : ابوحصین نے ابوعبدالرحمٰن سے نقل کیا کہ عمرؓ نے کہا اپنے ہاتھوں کو اس انداز سے گھٹنوں پر رکھو کہ وہ اسے تھام لیں اور اس طرح گھٹنوں کا پکڑنا آسان کر دیا گیا۔

تخریج : ترمذی فی الصلاۃ باب ۲۵۸/۷۷، نسائی فی التطبیق باب ۹۲۔

اللغات : امسوا : گھٹنوں کو پکڑنے کے لیے ہاتھوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، قَالَ: ثنا سَالِمٌ الْبَرَّادُ، قَالَ: وَكَانَ عِنْدِي أَوْثَقَ مِنْ نَفْسِي قَالَ: قَالَ لَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ (أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَفَصَّلَتْ أَصَابِعُهُ عَلَى سَاقَيْهِ) .

ترجمہ : عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ مجھے سالم البراد نے (جو میرے ہاں اپنے سے زیادہ قابل اعتماد ہے) بیان کیا کہ ہمیں ابومسعودؓ نے کہا کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھلاؤں پھر انہوں نے طویل روایت ذکر کی عطاء کہتے ہیں پھر انہوں نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو دونوں پنڈلیوں پر کھول دیا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۴، نمبر ۸۶۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فِيمَا يَظُنُّ ابْنُ مَرْزُوقٍ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(كَانَ إِذَا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا) .

ترجمہ : عباس بن سہل کہتے ہیں کہ ابوحمید، ابواسید اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ جمع ہوئے جیسا کہ ابن مرزوق راوی کا خیال ہے تو ابوحمید کہنے لگے کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ سکھاؤں چنانچہ وہ جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے گویا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنے والے ہیں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۳، نسائی فی السھو باب ۲۹، مسند احمد ۵/۴۲۴، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۲۶/۷۳/۱۰۱/۱۱۸۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَقَالُوا جَمِيعًا "صَدَقْتَ" .

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمید ساعدی سے دس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ سنا ان میں ابوقتادہ بھی تھے پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے انہوں نے ان کی بات سن کر کہا تم نے سچ کہا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں نے اس روایت کو اختیار کیا جبکہ دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ رکوع میں ہاتھوں کو ملانا نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھے جیسے ان کو پکڑنے والا ہے۔ اور اپنی انگلیوں کو کھول کر رکھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

تخریج : پہلے گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ، وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ).

ترجمہ : عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے انہوں نے وائل بن حجرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۳۷۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: أنا حَيْوَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَجْلَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: (اشْتَكَى النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّفَرُّجَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ) فَكَانَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ مُعَارِضَةً لِلْأَثَرِ الْأَوَّلِ، وَمَعَهَا مِنَ التَّوَاتُرِ مَا لَيْسَ مَعَهُ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ، مَا يَدُلُّ عَلَى نَسْخِ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ بِصَاحِبِهِ .فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ .

ترجمہ : سمی نے ابوصالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نماز میں تھک جانے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا گھٹنوں سے معاونت لو۔ پس یہ آثار پہلی روایت کے معارض ہیں اور ان کے ساتھ عمل کا تواتر بھی موجود ہے جو اس روایت کے ساتھ نہیں ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ ان آثار پر نگاہ ڈال کر ایسی روایت تلاش کریں جو کسی ایک نسخ پر دلالت کرے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۵۵، نمبر ۹۰۲، ترمذی فی الصلاۃ باب ۹۶، ۲۸۶، نسائی فی التطبیق باب ۲، مسند احمد ۳۴۰/۲۔

فَإِذَا أَبُو بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَضَرَبَ يَدَيَّ، فَقَالَ: (يَا بُنَيَّ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا فَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ) .

ترجمہ : ابویعفور سے روایت ہے کہ میں نے مصعب بن سعید کو کہتے سنا کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز ادا کی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان میں کرلیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر مار کر فرمایا اے بیٹے ہم اس کو کیا کرتے تھے پھر ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہوا۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۸، مسلم فی المساجد ۲۹، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۶، نمبر ۸۶۷، ترمذی فی الصلاۃ باب ۷۷، نمبر ۵۹ نسائی فی التطبیق باب ۵۱، دارمی فی الصلاۃ باب ۶۸/۷۰/۷۸، مسند احمد ۲۸۷/۱، ۱۱۹/۴، ۱۲۰، بیہقی فی السنن الکبریٰ ۸۳/۲، مصنف عبدالرزاق ۲۹۵۳، مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۳۱۸/۲، دارقطنی فی السنن ۳۳۹/۱۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ترجمہ : ابوعوانہ نے ابویعفور سے پھر اس نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : مسلم ۲۰۲/۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ سَعْدٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ الرُّكُوعَ، طَبَّقْتُ، فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ، حَتَّى نُهِيَ عَنْهُ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا، نَسْخُ التَّطْبِيقِ وَأَنَّهُ كَانَ مُتَقَدِّمًا لِمَا فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ. ثُمَّ الْتَمَسْنَا حُكْمَ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ كَيْفَ هُوَ؟ فَرَأَيْنَا التَّطْبِيقَ فِيهِ الْتِقَاءُ الْيَدَيْنِ، وَرَأَيْنَا وَضْعَ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِيهِ تَفْرِيقُهُمَا. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي حُكْمِ أَشْكَالِ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ هُوَ. فَرَأَيْنَا السُّنَّةَ جَاءَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّجَافِي فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ذٰلِكَ فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ تَفْرِيقِ الْأَعْضَاءِ، وَكَمَنْ قَامَ فِي

الصَّلَاةِ أَمَرَ أَنْ يُرَاوِحَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ، وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ الَّذِي رَوَى التَّطْبِيقَ. فَلَمَّا رَأَيْنَا تَفْرِيقَ الْأَعْضَاءِ فِي هٰذَا، بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ أَوْلَى مِنْ إِلْصَاقِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ وَاخْتَلَفُوا فِي إِلْصَاقِهَا وَتَفْرِيقِهَا فِي الرُّكُوعِ، كَانَ النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ مَعْطُوفًا عَلَى مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ مِنْهُ، فَيَكُونُ كَمَا كَانَ التَّفْرِيقُ فِيمَا ذَكَرْنَا أَفْضَلَ يَكُونُ فِي سَائِرِ الْأَعْضَاءِ كَذٰلِكَ، وَقَدْ رُوِيَ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ .

ترجمہ : ابواسحاق نے مصعب بن سعد سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت سعدؓ کے ساتھ نماز ادا کی جب میں نے رکوع کا ارادہ کیا تو میں نے تطبیق کی تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا ہم اس سے پہلے کیا کرتے تھے پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ مندرجہ بالا روایات سے تطبیق کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے والے عمل سے پہلے کا عمل ہے۔ پھر ہم نے نظر وفکر کے طور پر اس کی کیفیت معلوم کرنا چاہی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تطبیق دونوں ہاتھوں کے ملانے کو کہتے ہیں اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھوں کی تفریق ہے۔ پس ہم نے چاہا کہ اس کا حکم نماز میں اس کے ہم شکلوں کے ساتھ معلوم کریں۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ رکوع اور سجدہ میں اعضاء کو الگ الگ رکھنا آپ ﷺ کی اجماعی سنت ہے۔ اور یہ اعضاء کو الگ الگ رکھنے سے ادا ہوتی ہے۔ جیسا کہ نماز میں کھڑے ہونے والے کو دونوں قدموں کے درمیان فاصلے کا حکم دیا گیا۔ اور اسی روایت کے راوی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہیں۔ ور تطبیق والی روایت کے راوی بھی خود ابن مسعودؓ ہیں۔ جب ہم نے غور کیا تو رکوع میں اعضاء کا جدا جدا رکھنا ایک دوسرے کے ساتھ ملانے سے زیادہ بہتر ہے۔ اختلاف تو اس کے ملانے اور جدا رکھنے میں ہے۔ تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو اختلافی حالت ہے اس کو اجماعی حالت کی طرف پھیر دیا جائے۔ پس ان کو ہاتھوں کو جدا رکھنا دیگر تمام اعضاء کے جدا جدا رکھنے کی طرف افضل ٹھہرا۔

تخریج : مسند البزاز عزاه ولم يوجد۔

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ).

ترجمہ : تیمی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ١٥٤، نمبر ٨٩٩، مگر روایت کے الفاظ یہ ہیں اتیت النبی ﷺ من خلفه فرأیت بیاض ابطه وهو مجخ قد فرج بین یدیه ، مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ٢٥٨/١ ۔

اللغات : مجخ ،جخ ہاتھ پاؤں چھوڑ کر لیٹنا۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ. ثنا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: ثنا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ، جَافَى حَتَّى يَرَى مَنْ خَلْفَهُ وَضَحَ إِبْطَيْهِ).

ترجمہ : یزید بن اصم نے ام المومنین میمونہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو پیٹ کورانوں سے جدار کھتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیچھے والا آدمی آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھ سکتا تھا۔

تخريج : مسلم في الصلاة ٢٣٦، ٢٣٨، ٢٣٩، نسائي في التطبيق باب ١٨٨، دارمي في الصلاة باب ٨٩، مسند احمد ٣٣٣/٦۔

اللغات : وضح ابطيه ۔ بغلوں کی سفیدی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، أَوْ حَتَّى أُرَى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ).

ترجمہ : سالم بن ابی الجعد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے آپ رانوں اور پیٹ کو الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی جاسکتی تھی یا میں آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

تخريج : مسند احمد ١٥/٣۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْهَيْثَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ (أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ كَشْحَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ).

ترجمہ : ابوالہیثم کہتے ہیں میں نے ابوسعید کو کہتے سنا گویا میں اب بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی کوکھ کی سفیدی کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔

اللغات : الكشح ۔ کوکھ ۔ پسلی اور کوکھ کا درمیانی حصہ۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: رَأَيْتُ الْبَرَاءَ إِذَا سَجَدَ خَوَّى وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ: (هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ).

ترجمہ : شریک نے ابواسحاق سے نقل کیا کہ میں نے براءؓ کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تو اپنے پیٹ کو زمین سے بلند کر کے اونچا کر لیتے اور سرینوں کو اوپر اٹھاتے اور زبان سے کہتے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح

کرتے دیکھا۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۳۸، نسائی فی تطبیق باب ۸۸، دارمی فی الصلاۃ باب ۹۹، مسند احمد ۳۱۹/۳، ۳/٤، ۱۳۷، ۳۰۵/۳، ۲/۱۔

اللغات : خوی ۔ پیٹ کوزمین سے جدا کر بلند کرنا۔ اصل معنی خالی ہونا اور کرنا ہے العجیزہ ۔ سرین ۔ چوتڑ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، (أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ ذِرَاعَيْهِ ,وَبَيْنَ جَنْبَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ) .

ترجمہ : عبدالرحمن بن ہرمز نے عبداللہ بن بحینہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں بازوؤں اور پہلوؤں میں اس قدر کشادگی کرتے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی جاسکتی تھی۔

تخریج : بخاری فی الصلاۃ باب ۲۷، والاذان باب ۱۳۰، مسلم فی الصلاۃ ۲۳٦/۲۳۷، نسائی فی التطبیق باب ۵، مسند احمد ۳٤٥/٥۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَقْرَمَ الْكَعْبِيِّ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَنَظَرْتُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ، يَعْنِي بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ).

ترجمہ : داؤد بن قیس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم الکعبیؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز ادا فرماتے دیکھا تو مجھے آپ کے بغلوں کی ہلکی سفیدی نظر پڑی جبکہ آپ سجدہ میں تھے۔

تخریج : ترمذی فی المواقیت باب ۸۸، نمبر ۲۷٤، نسائی فی التطبیق باب ۵۱، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۱۹ نمبر ۸۸۱، مسند احمد ۳۵/٤، طبرانی فی المعجم الکبیر ۳۰٦/۱۔

اللغات : عفرۃ ابطیہ ۔عفرہ ایسی سفیدی جس میں مٹیالا پن ہو۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: (كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ كَشْحَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ).

ترجمہ : ابوالہیثم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ گویا اب بھی میں جناب رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کے کولہو کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، وَعَفَّانُ قَالَا: ثنا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: ثنا

الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَرُ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنْ كُنَّا لَنَأْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ إِذَا سَجَدَ).

ترجمه : حسن کہتے ہیں مجھے احمرؓ نے بیان کیا ہمیں اس بات پر رحم آتا کہ آپ ﷺ سجدہ کے وقت اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے الگ کرتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۵٤، نمبر ۹۰۰، ابن ماجه فی القامة باب ۱۹، نمبر ۸۸٦، مسند احمد ۳٤۲/٤، ۳۱/٥۔

اللغات : تاوی ۔رحم آتا۔رقت پیدا ہوتی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، وَأَبُو عَامِرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَلَمَّا كَانَتِ السُّنَّةُ، فِيمَا ذَكَرْنَا، تَفْرِيقَ الْأَعْضَاءِ لَا إِلْصَاقَهَا، كَانَتْ فِيمَا ذَكَرْنَا أَيْضًا كَذَلِكَ فَثَبَتَ بِثُبُوتِ النَّسْخِ الَّذِي ذَكَرْنَا، وَبِالنَّسْخِ الَّذِي وَصَفْنَا، انْتِفَاءُ التَّطْبِيقِ وَوُجُوبُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى.

ترجمه : حسن کہتے ہیں کہ مجھے حضرت احمرؓ صاحب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی پھر اسی طرح کی روایت بیان کی۔ جب سنت یہی ٹھہری جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا کہ اعضاء کو متفرق رکھا جائے نہ کہ ان کو ملایا جائے۔ تو اس نسخ سے جس کا ہم نے سابقہ سطور میں ذکر کیا تاکہ روایات میں تطبیق ہو جائے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا لازم ہے۔ اور یہی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک ہے۔

تشریح : تطبیق کے معنی رکوع اور تشہد میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر دونوں زانوں کے درمیان کمان کی طرح رکھ دینا ہے اور اسی طریقہ سے بحالت رکوع اور تشہد تطبیق مسنون ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: عبداللہ بن مسعودؓ، اسود بن یزید علقمہ کے نزدیک یہ تطبیق مسنون ہے۔

دوسرا مذہب: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک یہ تطبیق مسنون نہیں ہے بلکہ مسنون یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قدرے کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھ دیا جائے اور ایسا معلوم ہو کہ جیسے گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہے۔

فریق اول کی دلیل:

(۱) حدیث ابن مسعودؓ : عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: أَصَلَّى هَؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ فَقَالَا: نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا، فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا فَطَبَّقَ ثُمَّ طَبَّقَ بِيَدَيْهِ، فَجَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هَكَذَا

فعل النبیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

جمہور کی دلیل:

(۱) حدیث عمرؓ : قال : أمسوا فقد سنّت لکم الرکب .

(۲) حدیث أبي مسعود البدريؓ : عن سالم بن البراد قال : قَالَ لَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ أَلا أُرِيكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَفُضِّلَتْ أَصَابِعُهُ عَلَى سَاقَيْهِ .

(۳) حدیث أبي حمیدؓ : عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كَانَ إِذَا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا .

(۴) حدیث وائل بن حجرؓ : قال : رأیت رسول اللّٰه ﷺ إذا رکع؛ وضع یدیه علی رکبتیه .

(۵) حدیث أبي هریرةؓ : أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَى النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّفَرُّجَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ"

دلائل کا تعارض، دفعیہ:

یہ آثار پچھلی روایت جس سے فریق اول نے استدلال کیا ہے اس کے معارض ہیں، اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا ان احادیث میں کوئی ایسی بھی حدیث ہے جو پہلی والی حدیث کے نسخ پر دلالت کرتی ہو؟ تو تلاش وجستجو کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث ملی "رواہ باسنادہ عن مصعب بن سعد یقول : صلیت إلی جنب أبي ، فجعلت یدیَّ بین رکبتيَّ فضرب یديَّ فقال : یا بنيَّ ! إنا کنّا نفعل هذا، فأمرنا أن نضرب بالأکفّ علی الرکب ، وفي روایة اخری عنه : کنا نفعله حتیٰ نهی عنه"

لہٰذا اس حدیث کے ذریعے تطبیق والی حدیث کا نسخ ثابت ہو گیا۔

نظر طحاوی: نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ تطبیق میں ہاتھوں کو ملا کر رکھنا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی صورت میں دونوں ہاتھوں کو دور دور رکھنا پایا جاتا ہے، تو ہمیں افعال صلاۃ کی ہیئت وکیفیت کے سلسلے میں غور کر کے دیکھنا ہے کہ ان میں اعضاء کو رکھنے کی کیا صورت ہے؟ تو ہم نے حضور ﷺ کا طریقہ دیکھا کہ آپ رکوع وسجود کے اندر عضاء کے درمیان تجافی وتفریق کیا کرتے تھے، اور اس طرح اعضا کو کشادہ اور دور دور رکھنے پر سب کا اتفاق واجماع، نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جو ثبوت تطبیق کے راوی ہیں ان سے یہ بات مروی ہے کہ مصلی کو حکم دیا گیا کہ وہ دونوں قدموں کو قدرے فاصلے

پر رکھ کر تھوڑی تھوڑی دیر ایک ایک قدم پر ٹیک لگا کر آرام حاصل کرے پس جب نماز کے دوسرے افعال میں بالاتفاق الصاق نہیں تفریق ہے، اور رکوع کے سلسلے میں اختلاف ہوگیا کہ اس میں الصاق ہے یا تفریق؟ تو نظر کا تقاضہ یہ ہے کہ اختلافی مسئلہ کو اتفاقی مسئلہ پر محمول کیا جائے، اور دوسرے افعالِ صلاۃ میں جیسا کہ تفریق ہے ایسا ہی رکوع میں بھی تفریق ہی کو مسنون قرار دی جائے نہ کہ الصاق کو، تاکہ تمام افعال وصلاۃ کا حکم یکساں اور برابر رہے۔

﴿باب مقدار الركوع والسجود الذي لا يجزى أقلّ منه﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا قَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ)

ترجمه : عون بن عبداللہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہے پس اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ اس کا کم ترین درجہ ہے اور جب اپنے سجدہ میں اس نے سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ کہہ دیا تو اس کا سجدہ مکمل ہوگیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔

تخريج : ابوداؤد في الصلاة باب ۱۵۰، نمبر ۸۸۶، ترمذي في الصلاة باب ۷۹، نمبر ۲۶۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ. فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا فَقَالُوا: مِقْدَارُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ الَّذِي لَا يُجْزِءُ أَقَلُّ مِنْ هٰذَا وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: مِقْدَارُ الرُّكُوعِ أَنْ يَرْكَعَ حَتّٰى يَسْتَوِيَ رَاكِعًا وَمِقْدَارُ السُّجُودِ أَنْ يَسْجُدَ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، فَهٰذَا مِقْدَارُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : ابوعامر نے ابن ابی الذئب سے پھر انہوں نے اپنی سے سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں: کچھ لوگ ان روایات کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ رکوع اور سجدے کی وہ مقدار جس سے کم جائز نہیں وہ یہی مقدار ہے جو اس روایت میں مذکور ہے۔ دیگر علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ رکوع کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ رکوع میں پہنچ کر رکوع کی حالت درست ہوجائے اور سجدے کی مقدار یہ ہے کہ سجدہ کرے اور اس سے اطمینان حاصل ہوجائے۔ یہ وہ مقدار ہے جس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اور انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا۔

بما حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحِ الْوُحَاظِيُّ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ إِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَكَ قُرْآنٌ، فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْ وَهَلِّلْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ قُمْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا تَنْقُصُ مِنْ صَلَاتِكَ .

ترجمه : علی بن یحییٰ نے اپنے چچا رفاعہ بن رافعؓ سے ذکر کیا کہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے چنانچہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے نماز کی ادائیگی اس حال میں کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے آپ نے اسے فرمایا جب تم اپنی نماز میں کھڑے ہو جاؤ تو تکبیر کہو پھر اگر تمہیں قرآن مجید آتا ہو تو وہ پڑھو اگر تمہیں قرآن مجید بالکل نہ آتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ تم رکوع میں مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو یہاں تک کہ بالکل سیدھے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں مطمئن ہو جاؤ پھر بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے جب تم نے ایسا کر دیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی اور جو اس میں سے تم کم کرو گے وہ اپنی نماز سے کم کرو گے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴٤، ۸۵۹/۸٦۱، ترمذی فی المواقیت باب ۱۱۰، نمبر ۳۰۲، نسائی فی التطبیق باب ۱۵، والسہو باب ۱۷، مسند احمد ٤/۳٤۰، مستدرک حاکم ۱/۲٤۱/۲٤۲، بیہقی فی السنن الکبری ۲/۱۰۲، ۱۳۳، ۳٤۵/۳۸۰۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ نَحْوَهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ بِالْفَرْضِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا تَتِمُّ الصَّلَاةُ إِلَّا بِهِ فَعَلِمْنَا أَنَّ مَا سِوَى ذٰلِكَ إِنَّمَا أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ أَدْنَى مَا يُبْتَغَى بِهِ الْفَضْلُ، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْحَدِيثُ الَّذِي ذَكَرْنَا فِيهِ مُنْقَطِعًا عَنْهُ غَيْرَ مُكَافٍ لِهٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ فِي إِسْنَادِهِمَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى .

ترجمه : سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں روایات میں اس فرض مقدار کی نشاندہی کر دی کہ جس کے بغیر چارہ کار نہیں اور نہ نماز اس کے بغیر پوری ہوتی ہے۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ اس

کے علاوہ جو مقدار ہے اس کا مقصود فضیلت کا کم سے کم درجہ پالینا ہے۔ اور وہ حدیث جو اس سلسلے میں نقل کی گئی وہ منقطع ہے۔ ان دو روایتوں کی سند کے لحاظ سے مقابل نہیں بن سکتی۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد کا یہی قول ہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۲۲، مسلم فی الصلاۃ ٤٥، نسائی فی الافتتاح باب ۷، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ١٤٤، نمبر ۸۵٦، مسند تخریج احمد ۴۳۷/۳، بیهقی فی السنن الکبریٰ ۲/۸۸/۱۱۷۔

تشریح : رکوع وسجود کی اقل مقدار کیا ہے؟ اس سلسلے میں دو مذہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک رکوع وسجود کی اقل مقدار تین مرتبہ ''سبحان ربي العظيم'' ''سبحان ربيّ الأعلیٰ'' کہنے کے بقدر ہے، اس سے کم رکوع وسجود میں ٹھہرنے سے رکوع وسجود کا فریضہ ادا نہیں ہوگا۔

دوسرا مذہب: حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک تین تسبیح کے بقدر مقدار فریضہ نہیں ہے، بلکہ فرض اتنی مقدار ٹھہرنا ہے کہ جس سے طمانیت حاصل ہو جائے یعنی ہر عضو اپنی جگہ برقرار ہو جائے اس سے زیادہ مقدار فرض میں داخل نہیں، بلکہ سنت یا مستحب ہوگا۔

فریق اول کی دلیل:

حديث عبدالله بن مسعودؓ : رواه باسناده عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :(إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا قَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ)

فریق ثانی کی دلیل:

حديث رفاعة بن رافعؓ : فروی باسناده عنهؓ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ إِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَكَ قُرْآنٌ، فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْ وَهَلِّلْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ قُمْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا تَنْقُصُ مِنْ صَلَاتِكَ.

(۲) حديث أبی هريرة رضی الله عنه مثله.

فریق اول کی دلیل کا جواب:

فصل اول کی روایت میں مقدارِ فضیلت کو بیان کیا گیا ہے، کہ فضیلت کا ادنی درجہ بقدر تین تسبیح ہے، اور اوسط

درجہ بقدر پانچ تسبیح ہے اور آخری درجہ سات تسبیح یا اس سے زائد ہے، اور فصل ثانی کی روایت میں فرضیت کا ادنی درجہ بیان کیا گیا ہے۔

﴿باب ما ينبغي أن يقال في الركوع والسجود﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ رَاكِعٌ: اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَيَقُولُ فِي سُجُودِهِ: اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ).

ترجمہ : عبید اللہ بن ابی رافع نے علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ رکوع کی حالت میں پڑھتے: اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور سجدہ میں یہ پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۔

تخريج : مسلم في الصلاة المسافرين نمبر ۲۰۱، ابوداؤد في الصلاة باب ۱۱۹، نمبر ۷۶۰، ترمذی في الدعوات باب ۳۲، نمبر ۲۶۶، نسائی في التطبيق باب ۱۳، ۱٤ مسند احمد ۱/۹۵/۲، ۱۰۲، ۱۱۹۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :(أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي، وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ قَدَمِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ).

ترجمہ : عبدالرحمن الاعرج نے عبید اللہ بن ابی رافع سے اور انہوں نے علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے "اللہم رکعت" (روایت اول میں نقل کر دی ہے) اے اللہ! میں نے آپ کے لیے رکوع کیا اور آپ پر ایمان لایا اور آپ کی فرماں برداری اختیار کی تو ہی میرا رب ہے میرے کان، آنکھیں اور مغز اور ہڈیاں اور جس کی طاقت میرا قدم رکھتا ہے یہ سب رب العالمین ہی کے لئے ہیں اور اس

کی بارگاہ میں جھکنے والے ہیں۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ المسافرین نمبر ۲۰۱، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۹، نمبر ۷۶۰، ترمذی فی الدعوات باب ۳۲، نمبر ۲۶۶، نسائی فی التطبیق باب ۱۳، مسند احمد ۱/۹۵/۲، ۱۰۱، ۱۱۹۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: أنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ. فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن اسحاق نے نعمان بن سعد اور انہوں نے علیؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکوع وسجدہ کی حالت میں مجھے قراءت سے منع کیا گیا ہے رکوع میں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں خوب دعا کرو سجدہ کی دعا اس لائق ہے کہ مقبول ہو جائے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۰۷، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۸، نمبر ۸۷۶، نسائی فی التطبیق باب ۸، نمبر ۶۲، دارمی فی الصلاۃ باب ۷۷، مسند احمد باب ۱۳/۱۴، مسند احمد ۱/۹۵/۱۰۲۔

اللغات: قمن: اس لائق ہے، مناسب ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ.

ترجمہ : مسروق نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ رکوع میں اکثر پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ اے اللہ تو سبحان ہے میں آپ کی تعریف کرتا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں پس آپ مجھے بخش دیں آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۳۹، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۱۸۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.

ترجمہ : قتادہ نے مطرف سے انہوں نے عائشہؓ سے روایت کی ہے جناب نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع وسجدہ میں یہ

پڑھا کرتے تھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلائِكَةِ وَالرُّوحِ وہ سبوح وقدوس ملائکہ اور ارواح کا رب ہے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۲۳، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱٤۷، نمبر ۸۷۲، نسائی فی التطبیق باب ۱۱، نمبر ۷۵، مسند احمد ۹٤/٦، ۱۱۵، ۱٤۸، ۱٤۹، مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۲۵۰/۱۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عن يحيى بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذات ليلة. فظننت أنه أتى جاريته،فالتمسته بيدي فوقعت يدي على صدور قدميه، وهو ساجد يقول: اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك، وأعوذ بعفوك من عقابك، وأعوذ بك منك لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك.

ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے عمرہ سے انہوں نے عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے میں نے ایک رات جناب رسول اللہ ﷺ کو گم پایا میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی لونڈی کے قریب گئے ہوں گے پس میں نے اپنے ہاتھ سے تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے درمیان میں لگا آپ اس وقت سجدہ ریز تھے اور دعا فرمارہے تھے .اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وأعوذ بك منك لا أُحصِي ثناءً عليك أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اے اللہ! میں آپ کی ناراضی سے آپ کی رضاء کی پناہ میں آتا ہوں اور آپ کی معافی کے واسطہ سے آپ کے عقاب سے پناہ مانگتا ہوں اور آپ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ کی (ناراضگی سے) پناہ مانگتا ہوں میں آپ کی اس طرح تعریف نہیں کرسکتا جیسی آپ نے اپنی تعریف کی ہے۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۲۲، مسند احمد ۵۸/٦، ۲۰۱۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ وَزَادَ (أُثْنِي عَلَيْكَ لَا أَبْلُغُ كَمَا فِيكَ).

ترجمہ : ابوالنضر کہا کرتے تھے کہ میں نے عروہ کو کہتے سنا کہ عائشہؓ نے فرمایا پھر اسی طرح روایت نقل کی البتہ انہوں نے لا أُحصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ کے الفاظ نقل نہیں کیے مگر أُثْنِي عَلَيْكَ لَا أَبْلُغُ كَمَا فِيكَ کے الفاظ لائے (مفہوم قریب ہے)

تخریج : مسلم ۱۹۲/۱، ابو داؤد بنحوہ ۱۲۸/۱، ابن ابی شیبہ ۳۰/٦۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجُلَّهُ، أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ).

ترجمہ : ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے سجدہ میں کہا کرتے تھے: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجُلَّهُ، أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔ اے اللہ مجھے میری تمام لغزشیں بخش دے چھوٹی بڑی بھی ابتدائی بھی اور انتہائی بھی پوشیدہ بھی کھلی ہوئی بھی۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۱٦۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ سَاجِدٌ: فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ إِلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ بِمَا أَحَبَّ، وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ مُوَقَّتٌ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي رُكُوعِهِ عَلَى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ يُرَدِّدُهَا مَا أَحَبَّ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقُصَ فِي ذٰلِكَ مِنْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي سُجُودِهِ عَلَى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى يُرَدِّدُهَا مَا أَحَبَّ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقُصَ ذٰلِكَ مِنْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ.

ترجمہ : سمی مولیٰ ابوبکر نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کے قریب سجدہ میں سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے تم اس میں کثرت سے دعا کیا کرو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں: کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ رکوع اور سجدے میں آدمی جو چاہے دعا کر سکتا ہے اور ان کے پاس کوئی مقررہ چیز موجود نہیں۔ گزشتہ روایات کو انہوں نے اپنا مستدل قرار دیا۔ جبکہ دیگر علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ رکوع میں فقط ''سبحان ربي العظيم'' پڑھا جائے گا۔ اس پر اضافہ جائز نہیں۔ البتہ اس کو متعدد بار دہرانے میں کوئی حرج نہیں اور تین مرتبہ سے کم کرنا مناسب نہیں۔ اور سجدے میں ''سبحان ربي الاعلى'' کو پڑھا جائے گا، خواہ کتنی بار دہرائے۔ تین مرتبہ سے کم پڑھنا مناسب نہیں اور اس کے علاوہ اور چیز پڑھنا جائز نہیں۔ اور ان کی مستدل یہ روایات ہیں۔

تخریج : ابوداؤد ۱/۲۲۸۔

بِمَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُودِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَمِّهِ إِيَاسِ بْنِ عَامِرٍ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ (الواقعة ۷٤٠) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ وَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ (الأعلى:۱) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ.

ترجمہ : ایاس بن عامر غافقی نے عقبہ بن عامر جہنیؓ سے نقل کیا کہ جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ اتری تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں مقرر کرلو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اتری تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں مقرر کرلو۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۷، نمبر ۸۶۹، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۲۰، نمبر ۸۸۷، دارمی فی الصلاۃ باب ۶۹، مسند احمد ۱۵۵/۴، طبرانی فی المعجم الکبیر ۸۸۹/۱۷، بیہقی فی السنن الکبری ۸۶/۲، مستدرکم حاکم ۴۷۷/۲۲۵،۲/۱۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ، أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ، إِنَّمَا كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْآيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرْنَا فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ. فَلَمَّا نَزَلَتَا أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَمَرَهُمْ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ، فَكَانَ أَمْرُهُ نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ فِعْلِهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ.

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن زیاد نے یحییٰ بن ایوب اور انہوں نے موسیٰ بن ایوب انہوں نے ایاس بن عامر سے بواسطہ حضرت علیؓ اسی طرح نقل کیا ہے۔ان علماء کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جو کچھ جناب نبی کریم ﷺ سے ان روایات میں وارد ہوا جن کو فریق اول نے مستدل بنایا وہ ان دو آیتوں کے نزول سے پہلے کی بات ہے جن کا ہم نے حضرت عقبہؓ کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ جب یہ دونوں آیتیں نازل ہو چکیں تو آپ نے ان کو یہ حکم دیا جو فریق دوم کی روایات میں ہے تو آپ کا یہ ارشاد آپ کے پہلے فعل کو منسوخ کرنے والا ہے۔اور جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی انہی تسبیحات کا رکوع اور سجود میں کہنا جن کا آپ نے حضرت عقبہؓ والی روایت میں حکم دیا، منقول ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى.

ترجمہ : صلہ بن زفر کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہؓ سے سنا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز ادا کی آپ ﷺ اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ رہے تھے۔

تخریج : مسلم فی المسافرین نمبر ۲۰۳، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۷، نمبر ۸۷۱، نسائی فی التطبیق

باب ۹۹، مسند احمد ۵ / ۳۸۲۔

حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا سُحَيْمٌ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُجَالِدٍ
الشَّعْبِيِّ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا فَهٰذَا أَيْضًا قَدْ دَلَّ عَلٰى مَا
مِنْ وُقُوفِهِ عَلٰى دُعَاءٍ بِعَيْنِهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. وَقَالَ آخَرُونَ: أَمَّا الرُّكُوعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ
تَعْظِيمِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ، فَيَجْتَهِدُ فِيهِ فِي الدُّعَاءِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِحَدِيثَيْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اللَّذَيْنِ ذَكَرْنَاهُمَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ. فَكَانَ مِنَ الْ
عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُمْ قَدْ جَعَلُوا قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا
الرَّبَّ)نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ أَفْعَالِهِ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي الْأَحَادِيثِ الْأُوَلِ. فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَمَرَهُمْ بِالتَّعْ
فِي الرُّكُوعِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ (الواقعة: ۷۴) وَيُجْهِدُهُمْ بِالدُّعَاءِ
السُّجُودِ بِمَا أَحَبُّوا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ (الأعلى: ۱) فَلَمَّا نَزَلَ ذٰلِكَ عَ
أَمَرَهُمْ بِأَنْ يَنْتَهُوا إِلَيْهِ فِي سُجُودِهِمْ عَلٰى مَا فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ، وَلَا يَزِيدُونَ عَلَيْهِ فَصَارَ ذٰلِكَ نَاسِ
لِمَا قَدْ تَقَدَّمَ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، كَمَا كَانَ الَّذِي أَمَرَهُمْ بِهِ فِي الرُّكُوعِ عِنْدَ نُزُولِ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّ
الْعَظِيمِ﴾ (الواقعة: ۷۴) نَاسِخًا لِمَا قَدْ كَانَ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُرْبِ وَفَاتِهِ، لِأَنَّ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَشَفَ رَسُولُ اللّٰ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ. قِيلَ لَهُ: فَهَلْ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَ
تِلْكَ الصَّلَاةَ الَّتِي تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَقِبِهَا أَوْ أَنَّ تِلْكَ الْمَرْضَةَ، هِيَ مَرْضَتُهُ
الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا؟ لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ. وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هِيَ الصَّلَاةَ الَّتِي تُوُفِّيَ بِعَقِبِهَا
وَيَجُوزُ أَنْ تَكُونَ صَلَاةً غَيْرَهَا قَدْ صَحَّ بَعْدَهَا. فَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ هِيَ الصَّلَاةَ الَّتِي تُوُفِّيَ بَعْدَهَا، فَقَدْ
يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ (الأعلى: ۱) أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ قَبْلَ وَفَاتِهِ. وَإِنْ
كَانَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ مُتَقَدِّمَةً لِذٰلِكَ، فَهِيَ أَحْرٰى أَنْ يَجُوزَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَهَا مَا ذَكَرْنَا. فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا
الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا مَوَاضِعَ فِي
الصَّلَاةِ فِيهَا ذِكْرٌ. فَمِنْ ذٰلِكَ التَّكْبِيرُ لِلدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ، وَمِنْ ذٰلِكَ التَّكْبِيرُ لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
وَالْقِيَامِ مِنَ الْقُعُودِ. فَكَانَ ذٰلِكَ التَّكْبِيرُ تَكْبِيرًا قَدْ وُقِفَ الْعِبَادُ عَلَيْهِ وَعُلِّمُوهُ، وَلَمْ يُجْعَلْ لَهُمْ أَنْ
يُجَاوِزُوهُ إِلٰى غَيْرِهِ. وَمِنْ ذٰلِكَ مَا يَتَشَهَّدُونَ بِهِ فِي الْقُعُودِ، فَقَدْ عُلِّمُوهُ، وَوُقِفُوا عَلَيْهِ، وَلَمْ يُجْعَلْ

لہم ان یأتوا مکانہ بذکر غیرہ لأن رجلا لو قال: مکان قولہ اللّٰہ اکبر اللّٰہ أعظم أو اللّٰہ أجل کان فی ذلك مسیئًا. ولو تشھد رجل بلفظ یخالف لفظ التشھد الذی جاء ت بہ الآثار عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأصحابہ، کان فی ذلك مسیئا، وکان بعد فراغہ من التشھد الأخیر قد أبیح لہ من الدعاء ما أحب فقیل لہ فیما روی ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم لیختر من الدعاء ما أحب فکان قد وقف فی کل ذکر علی ذکر بعینہ ولم یجعل مجاوزتہ إلی ما أحب إلا ما قد وقف علیہ من ذلك، وإن استوی ذلك فی المعنی فلما کان فی الرکوع والسجود قد أجمع علی أن فیھما ذکرا، ولم یجمع علی أنہ أبیح لہ فیھما کل الذکر، کان النظر علی ذلك أن یکون ذلك الذکر کسائر الذکر فی صلاتہ، من تکبیرہ وتشھدہ، وقولہ: "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" وقول المأموم ربنا ولك الحمد فیکون ذلك قولا خاصا لا ینبغی لأحد مجاوزتہ إلی غیرہ، کما لا ینبغی لہ فی سائر الذکر الذی فی الصلاۃ ولا یکون لہ مجاوزتہ ذلك إلی غیرہ إلا بتوقیف من الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی ذلك. فثبت بذلك قول الذین وقتوا فی ذلك ذکرا خاصا وھم الذین ذھبوا إلی حدیث عقبۃ، علی ما فصل فیہ من القول فی الرکوع والسجود. وھذا قول أبی حنیفۃ، وأبی یوسف، ومحمد، رحمھم اللّٰہ تعالی فإن قال قائل: وأین جعل للمصلی أن یقول بعد التشھد ما أحب؟. قیل لہ فی حدیث ابن مسعود.

ترجمہ : صلہ نے حذیفہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ ان دونوں روایات سے یہ دلیل مل گئی کہ رکوع اور سجدے میں انہی تسبیحات پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ علماء کی ایک اور جماعت نے کہا کہ رکوع میں تو سبحان ربی العظیم ہی کہا جائے گا۔ مگر سجدے میں دعا میں خوب کوشش کی جائے گی۔ اور انہوں نے فصل اول میں ذکر کی جانے والی حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ والی روایات کو دلیل بنایا۔ ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ ان حضرات نے جناب رسول اللہ ﷺ کے قول "اما الرکوع فعظموا فیہ الرب" کو آپ کے فصل اول میں آنے والے افعال کا ناسخ قرار دیا۔ تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ "تعظیم فی الرکوع والارشاد" ان آیات کے نزول سے پہلے ہو۔ اور اجتہاد فی السجود یہ سبح اسم ربك الاعلیٰ کے نزول سے پہلے ہو۔ جب یہ آیات اتر پڑیں۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے سجدے میں اسی پر اکتفاء کریں۔ جیسا کہ حدیث عقبہؓ میں آیا ہے اور اس میں اضافہ نہ کریں۔ تو یہ اسی طرح پہلے والے فعل اور حکم کے لیے ناسخ بن گیا۔ جس طرح رکوع کے سلسلے میں فسبح باسم ربك العظیم ناسخ بن گیا۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہ افعال آپ کی وفات کے قریبی زمانے کے ہیں۔ کیونکہ حدیث ابن عباسؓ میں صاف مذکور ہے:

کشف رسول اللہ ﷺ الستارة والناس صفوف خلف ابی بکر، یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اس وقت پردہ ہٹایا جب کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے صف باندھنے والے تھے۔ اس کے جواب میں ہم یہ عرض کریں گے کیا اس روایت میں ایسی بات موجود ہے کہ وہ نماز ہے کہ جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی یا وہی مرض کے ایام ہیں جن میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ روایت میں تو اس کا کوئی نشان بھی نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ یہ وہی نماز ہو کہ جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی جس طرح کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اور کوئی نماز ہو کہ جس کے بعد آپ ﷺ صحت یاب ہوئے اگر بالفرض یہ وہی نماز ہو جس کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ تو یہ بھی تو کہنا درست ہے کہ سبح اسم ربك الاعلى آیت اس نماز کے بعد اور وفات سے پہلے اتری ہو۔ اور اگر یہ نماز اس سے پہلے زمانے کی ہے تو پھر زیادہ مناسب ہے کہ نزول آیت اس کے بعد ہوا ہو۔ روایات کے معانی کی درستگی کی یہ صورت ہے۔ بطریق نظر جب ہم نے دیکھا تو ہم نے نماز میں ذکر کے مختلف مقامات پائے۔ ان میں سے ایک تکبیر ہے جس نماز میں داخل ہوتے ہیں اور ایک تکبیر رکوع سجدے اور قعدہ سے قیام کے لئے ہے، اور یہ تکبیر ہی کہی جاتی ہے۔ اور بندے اس سے اچھی طرح مطلع ہیں، آج تک اس سے تجاوز نہیں کیا۔ اور ان مواقع میں سے ایک قعدہ میں تشہد پڑھنا ہے اور اس سے بھی سب لوگ واقف ہیں، اس کی جگہ اور کوئی ذکر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ اگر کسی شخص نے اللہ اکبر، کی بجائے اللہ عظیم یا اللہ اجل کہہ دیا تو اسے وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر اس نے اس تشہد کے علاوہ اور تشہد پڑھا جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے روایات میں آیا ہے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اور آخری تشہد سے فارغ ہونے کے بعد دل پسند دعا پڑھ سکتا ہے۔ تو اس کو ابن مسعودؓ والی روایت کے مطابق کہا جائے گا۔ وہ اپنی پسندیدہ دعا چنے۔ پس ان مختلف مواقع پر ذکر کے کلمات مقرر ہیں جن کو ترک کر کے دوسرے کی طرف وہ تجاوز نہیں کر سکتا اور نہ مقررہ کلمات سے ان کے ہم معنی کلمات کی طرف جا سکتا ہے۔ جب رکوع اور سجدے کے متعلق اتفاق ہے کہ ان میں ذکر اور اس بات پر اجماع نہیں کہ ان میں اس کو دیگر کلمات مباح ہیں، تو یہ ذکر بھی ان تمام اذکار یعنی تکبیر، تشہد اور اسی طرح قومہ کی تسمیع وتحمید یہ بھی خاص کلمات ان سے کسی کو اور کی طرف تجاوز جائز نہیں۔ جیسا کہ اسے جائز نہیں کہ نماز کے دیگر اذکار میں اسے کسی اور ذکر کی طرف تجاوز جائز نہیں فقط اس کی اجازت ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوا ہے۔ پس اس سے ان لوگوں کی بات پختہ ہوگئی جنہوں نے ہر ایک وقت کے لیے ایک ذکر کو مخصوص قرار دیا اور یہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عقبہؓ والی روایت کو اختیار کیا، جس میں سجدہ و رکوع کی تفصیل مذکور ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ تشہد کے بعد نماز کو اپنے پسندیدہ دعائیہ کلمات کی کہاں اجازت دی گئی اسے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں موجود ہے جس کو ابوبکرہؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔

تخریج : ابن ماجه فی الاقامة باب ۲۰، نمبر ۸۸۸۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، وَعَلٰى عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَلَا تَقُولُوا هٰكَذَا، وَلٰكِنْ قُولُوا فَذَكَرُوا التَّشَهُّدَ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ثُمَّ لِيَخْتَرْ أَحَدُكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ أَطْيَبَ الْكَلَامِ أَوْ مَا أَحَبَّ مِنَ الْكَلَامِ.

ترجمه : ابوعوانہ نے سلیمان سے اور انہوں نے شقیق سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تشہد میں بیٹھ کر اس طرح کہتے السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، وعلى عبادِه، السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کی ذات السلام ہے تم اس طرح مت کہا کرو بلکہ اس طرح کہو: السلام عليك ايها النبی آخر تک جیسا تشہد ابن مسعودؓ نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر فرمایا تم سے ہر ایک پاکیزہ کلمات یا جو کلام یعنی دعا وہ پسند کرتا ہو وہ کہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۵۰/۱۴۸، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۵۶، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، نمبر ۹۶۸، نسائی فی التطبیق باب ۱۰۰، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۲۴، نمبر ۸۹۹، مسند احمد ۴۱۳/۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، غَيْرَ أَنَّا نُسَبِّحُ وَنُكَبِّرُ وَنَحْمَدُ رَبَّنَا، وَإِنَّ مُحَمَّدًا أُوتِيَ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ وَجَوَامِعَهُ، أَوْ قَالَ: خَوَاتِمَهُ فَقَالَ: إِذَا قَعَدْتُمْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَقُولُوا فَذَكَرَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ مَا أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَيَدْعُو بِهِ رَبَّهُ).

ترجمه : ابوالاحوص نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ ہم پہلے نہ جانتے تھے کہ دو رکعتوں کے درمیان کیا کہیں ہم فقط تسبیح تکبیر و حمد پڑھتے تھے اور یہ کہ محمد ﷺ کو واضح کلمات اور جامع کلمات یا انتہائی کامل کلمات دیئے گئے ہیں (ہم کہتے تھے) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب دو رکعات کے بعد قعدہ کرو تو تم اس طرح کہو پھر تشہد ابن مسعودؓ ذکر کیا (یعنی التحيات لله و الصلوات و الطيبات آخر تک) پھر فرمایا تم اپنی پسندیدہ دعا پڑھو جس میں اپنے رب سے مانگو۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۵۰، مسلم فی الصلاۃ ۵۸/۵۷، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، مسند احمد ۴۳۱/۴۲۸، ۴۱۳/۳۸۲/۱۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: (ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الْكَلَامِ

بعْدُ مَا شاء) فَأُبيح لَهُ هاهُنا أنْ يَخْتار مِنَ الدُّعاء ما أَحبّ، لِأَنَّ مَا سواهُ مِنَ الصَّلَاةِ بخِلافِه. مِنْ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِنَ التَّكْبِير في مواضِعِه، وَمِنَ التَّشَهُّدِ فِي مَوْضِعِه، ومِنَ الإسْتِفْتَاحِ فِي مَوْضِعِه، وَمِن التَّسْلِيمِ فِي مَوْضعه، فجَعل ذٰلِكَ ذِكْرًا خَاصًّا غَيْر مُتَعَدٍّ إلَى غَيْرِه. فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ، أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ، الذِّكْرُ فِي الرُّكُوعِ والسُّجُود، ذِكْرًا خَاصًّا، لا يَتعدّٰى إلَى غَيْرِه.

ترجمه: شقیق نے عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح بات فرمائی جیسے اوپر والی روایت میں فرمایا گیا ہے البتہ اس قدر فرق ہے: "ثم يتخير من الكلام بعد ماشاء" پس ان کے لیے مباح کیا گیا کہ وہ پسندیدہ دعا کا چناؤ کرے اس کے علاوہ اذکار کا مسئلہ اس سے مختلف ہے کہ وہ تکبیر، تشہد، استفتاح، تسلیم اپنے اپنے مقام پر ادا کیے جائیں گے۔ پس اس کو بھی خاص ذکر بنایا گیا جو دوسرے مقام کی طرف کرنے والا نہیں۔

تخريج : بخاری فی الاذان باب ۱۵۰، مسلم فی الصلاۃ ۵۷/۵۸، ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، مسند احمد ۱/۳۸۲/۴۱۳'۴۲۸/۴۳۱۔

تشریح: رکوع اور سجدہ میں کون سی تسبیح مسنون ہے اس سلسلے میں تین مذاہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک رکوع اور سجود میں "ما أحب من الدعاء" مسنون ہے، یعنی کوئی مخصوص دعا متعین نہیں ہے۔

دوسرا مذہب: امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، اور امام محمدؒ کے نزدیک "ما أحب من الدعاء" مسنون نہیں ہے؛ بلکہ مخصوص دعا مسنون ہے، یعنی رکوع میں تسبیح عظیم اور اسی کو تین مرتبہ دہرانا اور سجدہ میں تسبیح اعلیٰ اور اسی کو تین مرتبہ دہرانا مسنون ہے۔

تیسرا مذہب: امام مالکؒ کے نزدیک رکوع میں تسبیح عظیم اور سجدہ میں "ما أحب من الدعاء" مسنون ہے۔

فریق اول کے دلائل:

(۱) حديث عليؓ: قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ رَاكِعٌ: اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَيَقُولُ فِي سُجُودِهِ: اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.

(۲) حديث عائشةؓ: قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ.

(۲) حدیث ابی ھریرۃؓ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُولُ فِی سُجُودِہٖ:اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی کُلَّہُ، دِقَّہُ وَجُلَّہُ، أَوَّلَہُ وَآخِرَہُ، وَعَلَانِیَتَہُ وَسِرَّہُ .

(۱) حدیث ابن عباسؓ : قال: کشف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الستارۃ، والناس صفوف خلف أبی بکرؓ ، ثم ذکر مثل حدیث علیؓ .

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) حدیث عقبۃ بن عامر الجھنیؓ : قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾قال لنا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّمَ: اجْعَلُوھَا فِی رُکُوعِکُمْ وَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوھَا فِی سُجُودِکُمْ .

(۲) عَنْ حُذَیْفَةَ : أَنَّہُ صَلّٰی مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ، فَکَانَ یَقُولُ فِی رُکُوعِہٖ: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیمِ وَفِی سُجُودِہٖ: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی .

فریق ثالث کی دلیل:

فصل اول میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کی روایت گزری جس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے رکوع وسجدہ میں قرآن پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے، اور رکوع میں تسبیح عظیم پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور سجدہ میں ''ما احب من الدعاء'' کی ترغیب دی ہے، لہٰذا یہی شکل مسنون ہوگی۔

فریق ثالث کی دلیل کا جواب:

کہ فریق ثالث نے جو روایت پیش کی ہے وہ اپنی جگہ درست ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں رکوع اور سجدہ دونوں میں ''ماأحب من الدعاء '' کی اجازت تھی پھر جب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ نازل ہوئی تو رکوع میں ''ماأحب من الدعاء '' کی ممانعت ہوگئی، اور تسبیح عظیم پڑھنے کا حکم فرمایا؛ لیکن سجدہ میں اب بھی ''ماأحب من الدعاء '' کی اجازت باقی رہی لیکن جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ نازل ہوئی تو سجدے میں بھی ''ماأحب من الدعاء '' سے منع فرمادیا، اور سجدے میں آیت اعلیٰ پڑھنے کا حکم فرمایا۔

نظر طحاوی:

ہم نے نماز کے اندر بہت سے مقامات کو دیکھا جن میں ذکر الٰہی ہوتا ہے جیسا کہ بوقت تحریمہ اور بوقت ارکان انتقالیہ ''اللہ اکبر کہنا'' اور بوقت قعود تشہد ابن مسعودؓ پڑھنا، اور بوقت قومہ امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مقتدی کا '' ربنا لک

الحمد" کہنا وغیرہ ان تمام مقامات میں خاص خاص اذکار متعین ہیں اور مخصوص ذکر سے ہٹ کر کوئی دوسرا ذکر الٰہی ان مقامات میں کرنا غیر موضوع سمجھا جاتا ہے، اور تمام امت کو اس کا علم ہے، اور واقفیت حاصل ہے، مثلاً اللہ اکبر کی جگہ اگر اللہ اعظم کہا جائے تو برا سمجھا جاتا ہے، اور قعدہ میں تشہد ابن مسعودؓ چھوڑ کر، کوئی دوسرا ذکر کیا جائے تو برا سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح بوقت فراغت عن الصلاۃ لفظ سلام چھوڑ کر کوئی اور ذکر کیا جائے تو برا سمجھا جاتا ہے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اندر وارکان اور مکان جن میں ذکر الٰہی ہوتا ہے، ان مقامات کے لیے مخصوص مخصوص ذکر مقرر ہیں، اور رکوع اور سجدہ بھی ایسے مقامات ہیں جن میں ذکر الٰہی ہوتا ہے، لہٰذا ان مقامات میں بھی مخصوص ذکر ہونا چاہیے۔

﴿باب الامام يقول سمع الله لمن حمده هل ينبغي له أن يقول بعدها ربنا ولك الحمد أم لا ؟﴾

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، وَأَبُو عَوانَة، وأبانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقَال: إِذَا كَبَّرَ الإِمَامُ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، واذا سجد فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ).

ترجمہ :حطان بن عبداللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی اور فرمایا جب امام تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اللہم ربنا ولك الحمد کہو اللہ تعالیٰ تمہاری فریادوں کو سننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان سے فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

تخريج : بخاری فی الصلاۃ باب ۱۸، الاذان باب ۸۲، ۱۲۸، التقصیر باب ۱۷، مسلم فی الصلاۃ ۶۲/۷۷، ۸۶/۸۷، ۸۹، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۶۸، ۱۷۸، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۵۰، نسائی فی الامامہ باب ۳۸، والافتتاح باب ۳۰، والتطبیق باب ۲۳، ۱۰۱، والسھو باب ۴۴، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۱۳، ۴۱/۱۴۴، دارمی فی الصلاۃ باب ۷۱، ۹۲، مسند احمد ۲/۲۳۰، ۳۱۴، ۳۱۴/۳۷۶، ۴۲۰/۴۳۸، ۴۴۰/۴۵۲، ۳/۱۱۰، ۴/۴۰۱، ۴/۴۰۵۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ: (يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ .

ترجمه : یعلی بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلقمہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے البتہ یسمع اللہ لکم کا جملہ ذکر نہیں کیا۔

تخريج : مسلم ١٧٧/١ ۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ) فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ هٰذِهِ الْآثَارَ قَدْ دَلَّتْهُمْ عَلَى مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ جَمِيعًا وَأَنَّ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُهَا الْإِمَامُ دُونَ الْمَأْمُومِ، وَأَنَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ : يَقُولُهَا الْمَأْمُومُ دُونَ الْإِمَامِ. وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ، أَبُو حَنِيفَةَ، وَمَالِكٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: بَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يَقُولُ الْمَأْمُومُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ خَاصَّةً. وَقَالُوا: لَيْسَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَإِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ ذٰلِكَ يَقُولُهُ الْمَأْمُومُ دُونَ غَيْرِهِ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، لَاسْتَحَالَ أَنْ يَقُولَهَا، مَنْ لَيْسَ بِمَأْمُومٍ. فَقَدْ رَأَيْنَاكُمْ تُجْمِعُونَ أَنَّ الْمُصَلِّيَ وَحْدَهُ يَقُولُهَا مَعَ قَوْلِهِ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) فَكَمَا كَانَ مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ يَقُولُهَا وَلَيْسَ بِمَأْمُومٍ، وَلَمْ يَنْفِ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْإِمَامُ أَيْضًا يَقُولُهَا كَذٰلِكَ، وَلَا يَنْفِي ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : سمی نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو پس جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہوا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ کچھ علماء نے یہ فرمایا کہ ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ امام و مقتدی کیا کہیں، جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اس سے یہ دلیل میسر آ گئی کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لک الحمد فقط کہیں گے۔ اس قول کو امام ابوحنیفہ و مالکؒ نے اختیار کیا۔

دوسروں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد ساتھ کہے مقتدی ربنا ولک الحمد صرف ہے۔ فریق اول کہتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ''إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ صرف امام کہے دوسرا نہ کہے۔ اگر اسی طرح ہوتا تو ناممکن کہ اس کو وہ شخص بھی کہے جو مقتدی نہ ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اس بات پر تو اتفاق ہے اکیلا نماز پڑھنے والے اسے سمع اللہ سمیت کہے۔ پس جب اکیلا نماز ادا کرنے والا جو کہ مقتدی نہیں۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کا قول جو ہم نے ذکر کیا وہ اس کی نفی نہیں کرتا۔ اسی طرح امام کے متعلق بھی ارشاد رسول اللہ ﷺ میں نفی نہیں، پس وہ بھی کہے۔ اور انہوں نے ان روایات کو دلیل بنایا۔

تخریج : بخاری ۱/۲۷٤، مسلم ۱/۱۷٦، ابوداؤد ۱/۱۲۳، ترمذی ۱/٦۱، نسائی ۱/۱٦۲۔

بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: (اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ).

ترجمہ : عبداللہ بن ابی رافع نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح فرماتے: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

تخریج : مسلم فی صلاۃ المسافرین نمبر ۲۰۱، مصنف عبدالرزاق نمبر ۲۹۰۳۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَيْفٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: أنا سعيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، وَزَادَ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا نَازِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

ترجمہ : قزعہ بن یحییٰ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ لفظ زائد ہیں: ؟؟۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۲۰۵، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱٤۰، ۸٤۷، نسائی فی التطبیق باب ۱۱۵، مسند احمد ۳/۸۷۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو هُوَ الْمُنَبِّهِيُّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: (ذَكَرْتُ الْجُدُودَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: جَدُّ فُلَانٍ

فِی الإِبِلِ وقالَ بَعْضُهُمْ: فِی الْخَیلِ فَسَكَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ یُصَلِّیْ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ، لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ) فَلَیْسَ فِی هٰذِهِ الآثَارِ أَنَّهُ قَدْ كَانَ یَقُولُ ذٰلِكَ وَهُوَ إِمَامٌ، وَلَا فِیهَا مَا یَدُلُّ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ. غَیْرَ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ: بِهَا، أَنَّ مَنْ صَلّٰی وَحْدَهُ یَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ: هَلْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَدُلُّ عَلٰی حُكْمِ الْإِمَامِ فِی ذٰلِكَ كَیْفَ هُوَ؟ وَهَلْ یَقُولُ مِنْ ذٰلِكَ مَا یَقُولُهُ مَنْ یُصَلِّی وَحْدَهُ أَمْ لَا؟

ترجمہ: ابوعمر والمنبہی نے ابوحنیفہؒ سے روایت نقل کی کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس نصیب کا ذکر کیا بعض لوگوں نے کہا فلاں کے نصیب میں تو اونٹ اور بعض کے نصیب میں گھوڑے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ خاموش رہے جب آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو اس طرح کہا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اے اللہ جو کہ ہمارا رب ہے تیرے لئے تعریف آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور اس کے بعد جو چیز آپ کی پسند ہو وہ بھر کر جو آپ دینا چاہیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں کسی نصیب والے کو آپ کے عذاب سے چھڑانے کے لیے اس کا نصیب کام نہ دے گا۔ ان آثار میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ آپ امامت کی حالت میں یہ کہتے تھے اور نہ اس میں سے کسی بھی چیز پر دلالت کرتا ہے۔ البتہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اکیلا نماز ادا کرے وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہے۔ پس ہم جانتے ہیں کہ اس پر غور کریں کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز مروی ہے جو امام کے متعلق اس کا حکم واضح کر دے کہ آیا وہ تنہا نماز پڑھنے والے کی طرح کہے یا نہ۔

تخریج: ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۸۔

فَإِذَا یُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِی یُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، وَأَبِی سَلَمَةَ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَاهُ یَقُولُ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِینَ یَفْرُغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَیُكَبِّرُ، وَیَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ یَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِیدَ بْنَ الْوَلِیدِ) ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِیثَ، فَقَدْ یَجُوزُ أَیْضًا أَنْ یَكُونَ قَالَ ذٰلِكَ؛ لِأَنَّهُ مِنَ الْقُنُوتِ ثُمَّ تَرَكَهُ بَعْدُ، لَمَّا تَرَكَ الْقُنُوتَ، فَرَجَعْنَا إِلٰی غَیْرِ هٰذَا الْحَدِیثِ هَلْ فِیهِ دَلَالَةٌ عَلٰی شَیْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا؟.

ترجمہ : سعید بن المسیب اور ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ہم دونوں نے ان کو کہتے سنا جب جناب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی قراءت سے فارغ ہوتے اور تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ پھر حدیث کو مکمل طور پر ذکر کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اس کو قنوت کے طور پر پڑھا ہو پھر جب قنوت کو ترک کیا تو اسے بھی ترک کر دیا۔ ہم اس کے علاوہ روایات کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ آیا ان میں سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۲۸، والاستسقاء باب ۲، والجهاد باب ۹۸، احادیث الانبیاء باب ۱۹، تفسیر سورہ نمبر ۳، باب ۹، الادب باب ۱۱۰، والدعوات باب ۵۸، مسلم فی المساجد ۲۹۴/۲۹۵، نسائی فی التطبیق باب ۲۷، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۴۵ م دارمی فی الصلاة باب ۲۱۶، مسند احمد ۲/۲۳۹/۲۵۵، ۲۷۱/۲۹۶۔

فَإِذَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ: (اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ).

ترجمہ : مقبری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت کرنے والا ہوں جناب رسول اللہ ﷺ جب سمع الله لمن حمده کہتے تو اللّٰهم ربنا لك الحمد کہتے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاة ۲۷/۳۰، ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۴۰، نمبر ۸۴۸، ترمذی فی الصلاة باب ۸۳، نمبر ۲۶۷، نسائی فی الافتتاح باب ۲۱/۸۴، والتطبیق باب ۹۴، مالك فی النداء نمبر ۱۹، مسند احمد ۲/۲۳۶/۲۷۰، ۳۰۰/۳۱۹، ۴۵۲/۴۹۷، ۵۰۰/۵۲۷، ۵۳۲۔

وَإِذَا يُونُسُ قَدْ أَخْبَرَنِي قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: (خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ).

ترجمہ : عروہ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.

تخریج : بخاری فی الکسوف باب ۴، مسلم فی الکسوف نمبر ۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ذٰلِكَ فَفِي هٰذِهِ

الآثار مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الإِمَامَ يَقُولُ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلَ مَا يَقُولُ مَنْ صَلّٰى وَحْدَهُ، لِأَنَّ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ رضي اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا أَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ ذٰلِكَ. فَأَخْبَرَ أَنَّ مَا فَعَلَ مِنْ ذٰلِكَ، هُوَ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاتِهِ لا يَفْعَلُ غَيْرَهُ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا ذَكَرْنَا عَنْهُ وَهُوَ أَيْضًا فِيهِ إِخْبَارٌ عَنْ صِفَةِ صَلَاتِهِ كَيْفَ كَانَتْ. فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ وَهُوَ إِمَامٌ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثَبَتَ أَنَّ هٰكَذَا يَنْبَغِي لِلإِمَامِ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ، اتِّبَاعًا لِمَا قَدْ ثَبَتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الآثَارِ. وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا فِيمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ، عَلٰى أَنَّهُ يَقُولُ ذٰلِكَ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الإِمَامِ هَلْ حُكْمُهُ فِي ذٰلِكَ حُكْمُ مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ أَمْ لَا؟ فَوَجَدْنَا الإِمَامَ يَفْعَلُ فِي كُلِّ صَلَاتِهِ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ وَالْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالتَّشَهُّدِ، مِثْلَ مَا يَفْعَلُهُ مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ. وَوَجَدْنَا أَحْكَامَهُ فِيمَا يَطْرَأُ عَلَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، كَأَحْكَامِ مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ فِيمَا يَطْرَأُ عَلَيْهِ، مِنْ صَلَاتِهِ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي تُوجِبُ فَسَادَهَا، وَمَا يُوجِبُ سُجُودَ السَّهْوِ فِيهَا، وَغَيْرَ ذٰلِكَ، وَكَانَ الإِمَامُ وَمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ فِي ذٰلِكَ سَوَاءً، بِخِلَافِ الْمَأْمُومِ. فَلَمَّا ثَبَتَ بِاتِّفَاقِهِمْ أَنَّ الْمُصَلِّيَ وَحْدَهُ يَقُولُ بَعْدَ قَوْلِهِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثَبَتَ أَنَّ الإِمَامَ أَيْضًا يَقُولُهَا بَعْدَ قَوْلِهِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . فَهٰذَا وَجْهُ النَّظَرِ أَيْضًا فِي هٰذَا الْبَابِ. فَبِهٰذَا نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ. وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَكَانَ يَذْهَبُ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْقَوْلِ الْأَوَّلِ .

ترجمه: سالم نے اپنے والد عبداللہ سے انہوں نے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اٹھتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ ان آثار میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ امام ان کو اسی طرح کہے جیسا کہ اکیلا نماز پڑھنے والا کہتا ہے اس لیے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو یہ کہتے اور حضرت ابوہریرہؓ نے ذکر کیا کہ میری نماز تم میں سب سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ نہیں کرتا اور ابن عمرؓ کی روایت میں بھی آپ کی نماز کی کیفیت مذکور ہے۔ پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ اسے امامت کی حالت میں کہتے تھے جبکہ آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ امام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اسی طرح کہنا چاہیے۔ روایات کے طریقہ پر اس بات کا یہی حکم

ہے۔البتہ نظر وفکر کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اکیلا نماز پڑھنے والا اسے کہے۔اب ہم غور کرنا چاہتے ہیں کہ آیا امام کا حکم بھی تنہا نماز پڑھنے والے کا ہے،تو ہم نے اس طرح پایا کہ امام اپنی نماز میں وہ تمام چیزیں کرتا ہے جو تنہا نماز پڑھنے والا یعنی تکبیر، قراءت، قیام، قعود، تشہد وغیرہ اور جو حالت اس کو پیش آنے اس کا حکم اسی طرح ہے جس طرح تنہا نماز پڑھنے والے کو نماز میں کوئی پیش آنے پر ہوتا ہے۔اس کو سجدہ سہو جن چیزوں سے پیش آتا ہے اور جن چیزوں سے اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اس میں امام اور تنہا برابر ہیں البتہ مقتدی کے احکام مختلف ہیں۔پس جب یہ بالاتفاق ثابت ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا ولک الحمد کہے۔پس اس سے ثابت ہو گیا کہ امام بھی اس کو سمع اللہ لمن حمدہ کہے بعد کہے۔اس باب میں غور وفکر کا تقاضا یہی ہے۔اور ہم اسی کو اس باب میں اختیار کرتے ہیں یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے۔باقی امام ابو حنیفہؒ نے اس میں قول اول کو اختیار کیا ہے۔

تشریح : امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو اس کے بعد امام کے لیے ربنا ولك الحمد کہنا بھی درست ہے یا نہیں اس سلسلے میں دو مذہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ کے نزدیک نیز امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے گا۔

دوسرا مذہب: امام شافعیؒ، ابو یوسف اور امام طحاویؒ کے نزدیک امام سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد دونوں کہے گا۔اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے گا۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقَالَ: إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَاذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ).

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے تسمیع وتحمید کو امام اور مقتدی کے درمیان تقسیم فرمادیا ہے تسمیع صرف امام کہے گا اور مقتدی صرف تحمید کہے گا، اور تقسیم شرکت کے منافی ہے جب الگ الگ تقسیم فرمادیا تو اب

ایک آدمی دونوں چیزوں میں شریک نہیں ہوسکتا۔

فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب:

کہ آپ ﷺ کا قول "فقولوا: اللّٰهم ربنا ولك الحمد" میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ تحمید صرف مقتدی کے ساتھ خاص ہے، اس کے علاوہ کوئی اور نہیں کہہ سکتا، اس لیے کہ اگر تحمید مقتدی کے ساتھ خاص ہوتی تو پھر منفرد کو بھی تحمید سے منع کر دیا جاتا، باجودیکہ سب کا اس پر اجماع ہے کہ منفرد دونوں کہے گا۔ حالانکہ وہ مقتدی نہیں ہے، اسی طرح امام بھی مقتدی نہیں ہے اس لیے امام بھی دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔ حدیث اس کی نفی نہیں کرتی۔

فریق ثانی کے دلائل:

(۱) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: (اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ).

اسی مضمون کی روایت امام طحاویؒ نے ابن عباسؓ، عبداللہ بن ابی اوفی اور ابوسعید خدریؓ سے نقل فرمائی ہے۔

(۲) حديث أبي جحيفةؓ : فيه : فَلَمَّا قَامَ يُصَلِّي، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منفرد تسمیع و تحمید کو جمع کر سکتا ہے، تو اس سے امام کا ان دونوں کو جمع کرنا کیسے ثابت ہوگا؟ اس کے لیے دوسری روایات ہیں۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَفْرَغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ) ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ .

اس روایت پر یہ اشکال کیا جا سکتا ہے کہ حدیث میں قنوت کا بھی ذکر ہے اس لیے ممکن ہے کہ تحمید الفاظ قنوت میں سے ہی ہو اور اعدم قنوت کے وقت تحمید کو بھی چھوڑ دیا ہو، اس لیے یہ حدیث صریح نہیں ہے۔ تو اس کے لیے دوسری احادیث ہیں۔

(۲) عن أبي هريرةؓ أنه قال: انا أشبهكم صلاة برسول الله ﷺ كان إذا قال : سمع الله لمن حمده، قال: اللّٰهم ربنا لك الحمد .

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسفت الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ . ومثله حديث ابن عمر رضي الله عنه .

نظرِ طحاوی: نظر کا بھی تقاضا یہی ہے کہ امام تسمیع وتحمید دونوں کہے گا، وہ اس طرح کہ امام اپنی نماز میں منفرد کی طرح کرتا ہے جیسے تکبیر، قرات، قیام قعود، تشہد وغیرہ اسی طرح جن اسباب کی بنیاد پر منفرد کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، اسی طرح امام کی نماز بھی انھیں اسباب کی بنا پر فاسد ہوتی ہے اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے جب ان تمام چیزوں میں حکم یکساں ہے تو تسمیع وتحمید کے سلسلے میں بھی یکساں ہونا چاہئے۔

﴿باب القنوت في الصلاة الفجر وغيرها﴾

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ يَفْرَغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، واجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ ورِعْلًا وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ) .

ترجمہ : سعید اور ابوسلمہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرماتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کی قراءت سے فارغ ہوجاتے اور تکبیر کہتے اور اپنا سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے اور آپ اس وقت حالت قیام میں ہوتے تو یہ کلمات کہتے اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ اے اللہ! ولید بن ولید سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزوروں کو نجات عنایت فرما۔ اے اللہ! اپنے بندھن کو مضر پر سخت کردے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے والا قحط مسلط فرما۔ اے اللہ! لحیان، رعل وذکوان، عصیہ پر لعنت فرما جنھوں نے آپ کی اور آپ کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

تخريج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاة ۲۷/۳۰۰، ابو داؤد فی الصلاة باب ۱۴۰، نمبر ۸۴۸، ترمذی فی الصلاة باب ۸۳، نمبر ۲۶۷، نسائی فی الافتتاح باب ۲۱/۸۴، والتطبیق باب ۹۴، مالك

لی النداء نمبر ۱۹، مسند احمد ۲/۲۳۶/۲۷۰، ۳۰۰/۳۱۹، ۴۵۲/۴۹۷، ۵۰۲/۵۲۷، ۵۳۲۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عبدِ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ الآخِرَةَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: (اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

ترجمه : ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب عشاء کی نماز ادا فرماتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا کرتے (اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ) پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاۃ ۲۷/۳۰، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۰، نمبر ۸۴۸، ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۳، نمبر ۲۶۷، نسائی فی الافتتاح باب ۲۱/۸۴، والتطبیق باب ۹۴، مالك لی النداء نمبر ۱۹، مسند احمد ۲/۲۳۶/۲۷۰، ۳۰۰/۳۱۹، ۴۵۲/۴۹۷، ۵۰۲/۵۲۷، ۵۳۲۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَأُرِيَنَّكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلِمَةً نَحْوَهَا. فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ دَعَا لِلْمُؤْمِنِينَ، وَلَعَنَ الْكَافِرِينَ) .

ترجمه : ابوسلمہ نے نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے میں ضرور بالضرور تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز دکھاؤں گا اور یا اسی طرح کے کلمات کہے پس جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے اور کہتے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه'' اور مؤمنین کے لیے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت بھیجتے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۲۹۵۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَالَ: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ

ترجمه : ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جب آپ "سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' نماز عشاء کی آخری رکعت میں کہتے تو یہ دعا بھی کرتے ''اللّٰهم انجم الولید'' پھر ابوداؤد نے جو ابوبکرہ سے روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ وہ اسی جیسے کلمات کہتے ہیں۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاۃ ۲۷/۳۰، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۴۰، نمبر

۸۴۸، ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۳، نمبر ۲۶۷، نسائی فی الافتتاح باب ۲۱ / ۸۴، والتطبیق باب ۹۴، مالک فی الندا، نمبر ۱۹، مسند احمد ۲ / ۲۳۶ / ۲۷۰، ۳۰۰ / ۳۱۹، ۴۵۲ / ۴۹۷، ۵۰۲ / ۵۲۷، ۵۳۲۔

حدّثنا مُحمّدُ بْنُ عَبْد اللّٰه بْنِ مَيْمُونِ قالَ: ثنا الْوليدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزاعِيِّ، عَنْ يحْيى، قَالَ: حَدَّثنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ قالَ أَبُو هرَيْرَةَ رَضِي اللّٰه عنهُ: وأَصْبحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ فَقالَ: أَوَ ما تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا .

ترجمہ : ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک دن صبح کے وقت آپ نے نام لے کر دعا نہیں کی میں نے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ آ گئے ہیں۔

حَدَّثنَا أَحْمَدُ بْنُ داوُد قَالَ: ثنا أَبُو سَلَمة، مُوسى بْنُ إِسْماعيل قالَ: ثنا إِبْراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قالَ ثنا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيد بْنِ الْمُسَيّبِ، وأَبِي سَلَمةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرةَ رضى اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كانَ إِذَا أَرادَ أَنْ يَدْعُوَ لأَحدٍ أَوْ يَدْعُوَ على أَحدٍ قَنَتَ بعْد الرُّكُوعِ، وَرُبَّما قَال إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا ولَكَ الْحَمْدُ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ) ثُمَّ ذَكَر مِثْلهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَصْبحَ ذَاتَ يَوْمٍ، وَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ. وَزَادَ قَالَ: يَجْهرُ بِهِ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا أَحْيَاءً مِنَ الْعَرَبِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعالَى ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (آل عمران ۱۳۸).

ترجمہ : سعید بن المسیب اور ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دعا کا ارادہ فرماتے یا بددعا کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور بسا اوقات جب سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کہہ لیتے تو فرماتے: اللهم انج الوليد پھر بقیہ روایت اسی طرح نقل کی ہے مگر "فاصبح ذات يوم ولم يدع لهم" سے آخر روایت تک کے الفاظ نقل نہیں اور یہ الفاظ اس روایت میں زائد ہیں یجہر بہ (کہ آپ یہ دعا جہراً پڑھتے) اور بعض نمازوں میں اللهم العن فلانا فلانا کہ اے اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلہ پر لعنت کر پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (آل عمران :۱۳۸)

تخریج : بخاری فی تفسیر سورہ ۳ باب ۹ والاستسقاء باب ۳، والدعوات باب ۵۸۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا عَلَى نَاسٍ مِنَ

المنافقین، فأنزل اللّٰہ تعالی ﴿لیس لك من الأمر شیء أو یتوب علیهم أو یعذبهم فإنهم ظالمون﴾ (آل عمران ۱۲۸).

ترجمه: سالم نے اپنے والد عبداللہ سے نقل کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز صبح میں یہ سنا کہ بعد ''ربنا ولك الحمد'' اور دوسری رکعت میں بھی پھر کہا ''اللهم العن فلان فلان'' منافقین میں سے فلاں فلاں پر لعنت کر تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لیس لك من الأمر شیء أو یتوب علیهم أو یعذبهم فإنهم ظالمون﴾ (آل عمران :۱۲۸).

تخریج: بخاری فی تفسیر سورۃ ۳، باب ۹، الاستسقاء والدعوات باب ۵۸۔

حدثنا ابن أبی داؤد قال: ثنا المقدمی قال: ثنا سلمة بن رجاء قال: ثنا محمد بن إسحاق، عن عبد الرحمن بن الحارث، عن عبد اللّٰه بن کعب، عن عبد الرحمن بن أبی بکر قال: (کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا رفع رأسه من الرکعة الآخرة. قال: اللهم أنج) ثم ذکر مثل حدیث أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه الذی ذکرناہ فی أول هذا الباب، وزاد، فأنزل اللّٰہ عز وجل ﴿لیس لك من الأمر شیء﴾ (آل عمران :۱۲۸) قال: فما دعا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بدعاء علی أحد.

ترجمه: عبداللہ بن کعب نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر مبارک دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا کرتے اللهم انج پھر ابوہریرہؓ جیسی روایت ذکر کی جس کا ہم شروع باب میں ذکر کر آئے البتہ یہ الفاظ زائد ہیں کہ پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لیس لك من الأمر شیء﴾ (آل عمران :۱۲۸) راوی کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی کے حق میں بددعا نہیں فرمائی۔

تخریج: بخاری فی الاذان باب ۱۱۵، مسلم فی الصلاۃ ۳۰۰/۲۷، ابوداؤد فی للصلاۃ باب ۱۴۰، نمبر ۸۴۸، ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۳، نمبر ۲۶۷، نسائی فی الافتتاح باب ۸۴/۲۱، والتطبیق باب ۹۴، مالك فی النداء نمبر ۱۹، مسند احمد ۲۳۹/۲، ۲۷۰، ۳۰۰، ۳۱۹/۴۵۲، ۴۹۷/۵، ۵۲۷/۵۳۲۔

حدثنا ابن مرزوق قال: ثنا وهب بن جریر قال: ثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن ابن أبی لیلی، عن البراء بن عازب، حدثه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یقنت فی الصبح والمغرب.

ترجمه: ابن ابی لیلی نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے۔

تخریج: مسلم فی المساجد نمبر ۳۰۵، ابوداؤد فی الوتر باب ۱۰، نمبر ۱۴۴۱، ترمذی فی الصلاۃ باب

۱۷۷، نمبر ٤٠١، نسائی فی التطبیق باب ۳۰، ابن ماجه فی الاقامة باب ١٤٥، دارمی فی الصلاة باب ٢١٦، مسند احمد ٤/ ٢٨٠، ٢٩٩۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، وَشُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ .

ترجمہ : عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے براء بن عازبؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ صبح و مغرب میں قنوت پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ نُصَيْرٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا .

ترجمہ : علقمہ سے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تیس روز تک قنوت پڑھی۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ٢/ ٣١٠۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ قَالَ: (رَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا .

ترجمہ : حارث بن خفاف نے خفاف بن ایماءؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا غفار کو اللہ تعالیٰ بخشے اور اسلم کو سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔اے اللہ! بنی لحیان پر لعنت فرما اے اللہ رعل و ذکوان پر لعنت کر۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر آپ سجدہ میں پڑ گئے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ٣٠٨، مسند احمد ٤/ ٥٨۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُثَيْرِيُّ الْمَدَنِيُّ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْمُدْلِجِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءِ بْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ لَمَّا خَرَّ سَاجِدًا قَالَ: (اللّٰهُ أَكْبَرُ) وَزَادَ فَقَالَ خُفَافٌ: فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ .

ترجمہ : خالد بن عبداللہ المدلجی نے حارث بن خفاف غفاریؓ سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے جناب رسول

ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے البتہ اس میں یہ مذکور نہیں کہ جب آپ سجدہ میں گئے تو اللہ اکبر کہا اور یہ الفاظ زائد ہیں خفاف کہتے ہیں اسی لیے کفار کے لیے لعنت مقرر کی گئی۔

تخریج : مسلم ۲۳۷/۱ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُد قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوب، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ: أَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ، أَوْ فَقُلْتُ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا .

ترجمه : ایوب نے محمد سے نقل کیا کہ انسؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں ۔ پھر ان سے پوچھا گیا یا میں نے ان سے کہا کیا رکوع سے پہلے یا بعد تو انہوں نے جواب دیا رکوع سے ذرا سی دیر بعد۔

تخریج : بخاری فی الوتر باب ۷، دارمی فی الصلاۃ باب ۲۱۶ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُد قَالَ: ثنا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم، فَلَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى فَارَقْتُهُ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى فَارَقْتُهُ .

ترجمه : حسن نے انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ دنیا سے جانے تک نماز صبح میں قنوت پڑھتے رہے۔ اور میں نے عمر بن الخطابؓ کے ساتھ نماز ادا کی وہ نماز صبح میں وفات تک قنوت پڑھتے رہے۔

تخریج : دار قطنی ۲۹۲/۱ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ وَرِعْلٍ وَلِحْيَانَ .

ترجمه : قتادہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے عصیہ وذکوان اور رعل ولحیان کے خلاف بددعا کرتے ہوئے ایک ماہ تک نماز فجر میں قنوت پڑھی۔

تخریج : بخاری فی الوتر باب ۷، مسلم فی المساجد نمبر ۲۹۹، نسائی فی التطبیق باب ۲۶، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۲۰، دارمی فی الصلاۃ باب ۱۲۶، مسند احمد ۱۶۷/۳، ۱۸۴، ۲۳۲، ۲۴۹ ۔

حدَّثنا أبو أُميّة قال: ثنا قبيصةُ بنُ عُقْبةَ قال: ثنا سُفيانُ، عَنْ عاصِمٍ، عَنْ أنسٍ رَضِي اللّٰهُ عنهُ قال: (إنّما قنتَ رَسُولُ اللّٰه صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلّم بَعْدَ الرَّكْعةِ شهْرًا. قَالَ: قُلْتُ، فَكَيْف الْقُنُوتُ؟ قالَ: قبل الرُّكُوعِ) .

ترجمہ : عاصم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی ہے میں نے پوچھا وہ قنوت کیسی تھی؟ آپ نے فرمایا وہ رکوع سے پہلے تھی۔

تخريج : بخاری فی الوتر باب ٧، مسلم فی المساجد نمبر ٢٩٩، نسائی فی التطبیق باب ٢٦، ابن ماجه فی لاقامة باب ١٢٠، دارمی فی الصلاة باب ١٢٦، مسند احمد ١٦٧/٣، ١٨٤، ٢٣٢، ٢٤٩۔

حدَّثنا مُحمّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قالَ: ثنا أبو مُعاوِية، عنْ عاصِمٍ قال: سألْتُ أنَسَ بْنَ مالِكٍ رضِي اللّٰهُ عَنْهُ، عنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بعْدَ الرُّكُوعِ؟ فقال: لا، بَلْ قَبْلَ الرُّكُوعِ. قُلْتُ: إنَّ ناسًا يَزْعُمُونَ أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلّى اللّٰهُ عليْه وسلّمْ قنَتَ بعْد الرُّكُوعِ. قَالَ: إنّما قنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صلّى اللّٰهُ عليْه وسلّم شهْرًا، يدْعُو على ناسٍ قتلُوا ناسًا مِنْ أصْحابه يُقالُ لهُمُ الْقُرّاءُ .

ترجمہ : عاصم نے روایت کی ہے کہ میں حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد؟ تو فرمایا وہ رکوع سے پہلے ہے بعد نہیں۔ میں نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو انہوں نے جواب دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک قنوت پڑھی اس میں قراء کو قتل کرنے والوں کے متعلق بددعا کرتے تھے۔

تخريج : بخاری فی الوتر باب ٧۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا شَاذُ بْنُ فَيَّاضٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: (كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ) .

ترجمہ : قتادہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ قنوت فجر و مغرب میں تھی۔

تخريج : بخاری فی الاذان باب ١٢٦، وتر باب ٧۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ) .

ترجمہ : ابی مجلز نے انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک رعل ذکوان کو بددعا کے لئے قنوت پڑھی۔

تخریج : بخاری فی الوتر باب ۷، والمغازی باب ۲۸، والدعوات باب ۵۸، مسلم فی المساجد ۳۰۱/ ۳۰۴/۳۰۲، ابوداؤد فی الوتر باب ۱۰، مسند احمد ۱۶۲/۳، ۱۶۷، ۲۰۴، ۲۱۶، ۲۵۵/ ۲۵۹۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ثنا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: ثنا حَنْظَلَةُ السَّدُوسِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ مِنْ قُنُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاجْعَلْ قُلُوبَهُمْ عَلٰى قُلُوبِ نِسَاءٍ كَوَافِرَ) .

ترجمه : حنظلہ سدوسی نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی قنوت :وَاجْعَلْ قُلُوبَهُمْ عَلٰى قُلُوبِ نِسَاءٍ كَوَافِرَ۔ان کے دلوں کو کافروں عورتوں کے دلوں کی طرح کر دے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا. فَقَالَ: مَازَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا .

ترجمه : ابوجعفر رازی نے بیان کیا کہ ربیع بن انس کہنے لگے میں حضرت انس بن مالکؓ کے پاس بیٹھا تھا ان سے پوچھا گیا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ قنوت پڑھی؟ تو کہنے لگے آپ ﷺ فجر کی نماز میں وفات تک قنوت پڑھتے رہے۔

تخریج : دارقطنی ۱/ ۲ ص ۲۸۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: (سَأَلْتُ أَنَسًا: أَقَنَتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ: قَدْ قَنَتَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

ترجمه : شعبہ نے مروان اصفر سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ سے سوال کیا کیا حضرت عمرؓ نے قنوت پڑھی؟ تو کہنے لگے اس ہستی نے قنوت پڑھی جو عمر سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ ﷺ۔

تخریج : حازمی فی الناسخ والمنسوخ ابو یعلیٰ ۳۸/۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ يَوْمًا) .

ترجمه : حمید نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیس دن قنوت پڑھی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَنْصُورٍ الْبَالِسِيُّ قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: ثنا أَبُو هِلَالٍ الرَّاسِبِيُّ، عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوسِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يُكَبِّرُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ فَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ

فَقَرَأَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ فَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَدَعَا) .

ترجمه :حنظلہ سدوسی نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو صبح کی نماز میں آپ ﷺ کو فجر کی نماز میں دیکھا کہ آپ تکبیر کہتے جب قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر سر اٹھاتے اور سجدہ کرتے پھر دوسری میں کھڑے ہوکر قراءت کرتے جب اس سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو دعا کرتے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: انا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ .

ترجمه :اسحاق بن عبداللہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رعل وذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تیس روز تک دعا فرمائی۔

تخريج : مسلم في المساجد نمبر ۲۹۷ ۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ، يَدْعُو عَلٰى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَرَكَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى إِثْبَاتِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ افْتَرَقُوا فِرْقَتَيْنِ. فَقَالَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ هُوَ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ قَبْلَ الرُّكُوعِ. وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

ترجمه : قتادہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ اس میں عرب کے بعض قبائل کے متعلق دعا فرماتے تھے پھر آپ نے چھوڑ دی۔ امام طحاویؒ کہتے ہیں کہ بعض لوگ نماز فجر میں قنوت کو ثابت کرتے ہیں پھر وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ رکوع کے بعد ہے جبکہ دوسرے گروہ نے کہا کہ یہ رکوع سے پہلے ہے اور جنہوں نے یہ کہا وہ ابن ابی لیلیٰ اور مالک بن انسؒ ہیں۔

تخريج : بخاري في الوتر باب ۷ . مسلم في المساجد نمبر ۳۰۰ ۔

كَمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الَّذِي أَخَذْتُهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِي الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ ذَهَبَ مِنْهُمْ إِلٰى أَنَّهُ بَعْدَ الرُّكُوعِ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. وَكَانَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ لِلْفَرِيقِ الْآخَرِ، مَا ذَكَرْنَاهُ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

ملّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، وَإِنَّمَا الْقُنُوتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا لَا نَرَى الْقُنُوتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ أَصْلًا قَبْلَ الرُّكُوعِ وَلَا بَعْدَهُ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ هٰذِهِ الْآثَارَ الْمَرْوِيَّةَ فِي الْقُنُوتِ، قَدْ رُوِيَتْ عَلَى مَا ذَكَرْنَا. فَكَانَ أَحَدُ مَنْ رَوَى ذٰلِكَ عَنْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ فِيهَا (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا). فَكَانَ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ قُنُوتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِلْمُهُ. ثُمَّ قَدْ وَجَدْنَا عَنْهُ.

ترجمه : ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو یہ کہتے سنا کہ میرے دل میں جو بات بیٹھی ہے وہ یہ ہے کہ قنوت فجر میں رکوع سے پہلے پڑھی جائے۔ جن حضرات کے ہاں رکوع کے بعد قنوت ہے ان کی مستدل روایات ابوہریرہؓ ابن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں ان کے خلاف دوسری جماعت کا کہنا ہے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی گئی اور قنوت رکوع سے پہلے ہے ان کی مستدل روایات میں انسؓ کی روایت ہے کہ قنوت جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ پڑھی اور رکوع سے پہلے پڑھی ان دونوں کو فریق اول کے عنوان سے ذکر کر کے یہ روایات ذکر کر دی گئی ہیں۔ دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے یہ دلیل دی کہ قنوت کے سلسلہ میں آنے والی روایات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک راوی حضرت ابن مسعودؓ ہیں ہم نے ان کی روایت بھی نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تیس روز تک قنوت پڑھی۔ پس ان کے ہاں آپ ﷺ کا قنوت پڑھنا ثابت و معلوم تھا۔ پھر ہم نے یہ روایت پائی۔

مَا حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثنا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: (لَمْ يَقْنُتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا شَهْرًا لَمْ يَقْنُتْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ).

ترجمه : علقمہ نے عبداللہؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ قنوت پڑھی اس سے پہلے اور بعد نہیں پڑھی۔

تخریج : طبرانی معجم الکبیر ۸۳/۱۰۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو مَعْشَرٍ قَالَ: ثنا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوتَ وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ أَنَّ قُنُوتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ أَجْلِ مَنْ كَانَ يَدْعُو عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَرَكَ ذٰلِكَ فَصَارَ الْقُنُوتُ مَنْسُوخًا فَلَمْ يَكُنْ هُوَ مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ. وَكَانَ أَحَدُ مَنْ رَوَى ذٰلِكَ أَيْضًا، عَنْ

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. ثُمَّ قَدْ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَسَخَ ذٰلِكَ حِينَ أَنْزَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (آل عمران :۱۲۸) فَصَارَ ذٰلِكَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْسُوخًا أَيْضًا، فَلَمْ يَكُنْ هُوَ يَقْنُتُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يُنْكِرُ عَلٰى مَنْ كَانَ يَقْنُتُ.

ترجمہ : علقمہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک عصیہ وذکوان کے متعلق بددعا کے لئے قنوت پڑھی۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابن مسعودؓ ہیں جو یہ بتلا رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا قنوت تو کفار کے خلاف بددعا کے لئے تھا اور آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو قنوت منسوخ ہوگئی۔ چنانچہ آپ ﷺ سے قنوت کے رواۃ میں حضرت ابن عمرؓ بھی ہیں۔ وہ بتلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کو اتار کر قنوت منسوخ کر دیا۔ پس حضرت ابن عمرؓ کے ہاں بھی منسوخ ہو چکی۔ پس اسی بناء پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ پڑھنے والوں پر اعتراض کرتے تھے۔

تخريج : طبرانی فی المعجم الكبير ۸٤/۱۰۔

كَمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ قَالَ: ثنا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ فَقُلْتُ آلْكِبَرُ يَمْنَعُكَ؟ فَقَالَ: مَا أَحْفَظُهُ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي.

ترجمہ : قتادہ نے ابومجلز سے نقل کیا کہ میں نے ابن عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی انہوں نے قنوت نہ پڑھی تو میں نے کہا کیا بڑھاپے کی وجہ سے آپ نے قنوت نہیں پڑھی! تو فرمانے لگے مجھے تو اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے متعلق یاد نہیں کہ وہ قنوت پڑھتا ہو۔

تخريج : مجمع الزوائد ۳۸۲/۲۔

وَكَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا وَهْبٌ وَمُؤَمَّلٌ، قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ: مَا شَهِدْتُ وَمَا رَأَيْتُ هٰكَذَا فِي حَدِيثِ وَهْبٍ وَفِي حَدِيثِ مُؤَمَّلٍ وَلَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَفْعَلُهُ.

ترجمہ : ابوالشعثاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ سے قنوت سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ اس کا مشاہدہ کیا۔ یہ وہب ومؤمل کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔ نہ میں نے اکابر صحابہ میں سے کسی کو ایسا کرتے پایا ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۲ / ۳۰۹۔

وکَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: وَمَا الْقُنُوتُ؟ فَقَالَ: إِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، قَامَ يَدْعُو قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَفْعَلُهُ وَإِنِّي لَأَظُنُّكُمْ مَعَاشِرَ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَفْعَلُونَهُ.

ترجمہ : اشعث نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ابن عمر سے قنوت کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا قنوت کیا ہے؟ اس نے کہا جب امام دوسری رکعت کی قراءت سے فراغت پالے تو کھڑے ہو کر دعا کرے ابن عمرؓ فرمانے لگے میں نے تو نہیں دیکھا کہ کوئی اسے کرتا ہو اور میرے خیال میں تو اہل عراق اس کو کرتے ہیں۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲ / ۱۰۲۔

وکَمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ وَلَا عَلِمْتُ فَوَجْهُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَنَتَ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (آل عمران :۱۲۸) فَتَرَكَ لِذٰلِكَ الْقُنُوتَ الَّذِي كَانَ يَقْنُتُهُ. وَسَأَلَهُ أَبُو مِجْلَزٍ فَقَالَ: اَلْكِبَرُ يَمْنَعُكَ مِنَ الْقُنُوتِ؟ فَقَالَ: مَا أَحْفَظُهُ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوهُ بَعْدَ تَرْكِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ. وَسَأَلَهُ أَبُو الشَّعْثَاءِ عَنِ الْقُنُوتِ وَسَأَلَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ الْقُنُوتِ مَا هُوَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَامَ يَدْعُو. فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَفْعَلُهُ لِأَنَّ مَا كَانَ هُوَ عَلِمَهُ مِنْ قُنُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ الدُّعَاءُ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَأَمَّا قَبْلَ الرُّكُوعِ فَلَمْ يَرَهُ مِنْهُ وَلَا مِنْ غَيْرِهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِهِ. فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا رَوَيْنَا عَنْهُ، نَسْخُ قُنُوتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، وَنَفْيُ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَصْلًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ وَلَا خُلَفَاؤُهُ مِنْ بَعْدِهِ. وَكَانَ أَحَدُ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ الْقُنُوتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَأَخْبَرَ فِي حَدِيثِهِ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْهُ بِأَنَّ مَا كَانَ يَقْنُتُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَاءٌ عَلٰى مَنْ كَانَ يَدْعُو عَلَيْهِ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَسَخَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ ﴾ (آل عمران :۱۲۸) الْآيَةَ. فَفِي ذٰلِكَ أَيْضًا وُجُوبُ تَرْكِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ وَكَانَ أَحَدُ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أَيْضًا خُفَافُ بْنُ إِيمَاءٍ فَذَكَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَمَنْ ذُكِرَ مَعَهُمْ. فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ لَعَنَ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثَي ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ أَخْبَرَاهُمَا فِي حَدِيثِهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ ذٰلِكَ حِينَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ الَّتِي ذَكَرْنَا. فَفِي حَدِيثِهِمَا النَّسْخُ كَمَا فِي حَدِيثِ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ فَهُمَا أَوْلٰى مِنْ حَدِيثِ ابْنِ إِيمَاءٍ، وَفِي ذٰلِكَ وُجُوبُ تَرْكِ الْقُنُوتِ أَيْضًا. وَكَانَ أَحَدُ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ أَيْضًا الْبَرَاءُ، فَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ، وَلَمْ يُخْبِرْ بِقُنُوتِهِ ذٰلِكَ مَا هُوَ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ الْقُنُوتُ الَّذِي رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَنْ رَوَى ذٰلِكَ مَعَهُمَا، ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ أَيْضًا وَقَدْ قَرَنَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ فَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِيهِمَا. فَفِي إِجْمَاعِ مُخَالِفِنَا لَنَا، عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ يَفْعَلُهُ فِي الْمَغْرِبِ مِنْ ذٰلِكَ مَنْسُوخٌ، لَيْسَ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ أَنْ يَفْعَلَهُ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ يَفْعَلُهُ فِي الْفَجْرِ أَيْضًا كَذٰلِكَ.

وَكَانَ أَحَدُ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَرَوٰى عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى فَارَقَهُ فَأَثْبَتَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الْقُنُوتَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَأَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يُنْسَخْ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ وُجُوهٍ، خِلَافُ ذٰلِكَ، فَرَوٰى أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ أَقَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ. فَقَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا. وَرَوٰى إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا، عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ. وَرَوٰى قَتَادَةُ عَنْهُ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ. وَرَوٰى عَنْهُ حُمَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَنَتَ عِشْرِينَ يَوْمًا. فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ قَدْ أَخْبَرُوا عَنْهُ خِلَافَ مَا رَوٰى عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ، وَقَدْ رَوٰى عَاصِمٌ عَنْهُ إِنْكَارَ الْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ أَصْلًا وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ شَهْرًا وَلٰكِنَّ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَضَادَّ ذٰلِكَ أَيْضًا مَا رَوٰى عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ وَخَالَفَهُ. فَلَمْ يَجُزْ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْتَجَّ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَحَدِ الْوَجْهَيْنِ مِمَّا رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَنَّ لِخَصْمِهِ أَنْ يَحْتَجَّ عَلَيْهِ بِمَا رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ مِمَّا يُخَالِفُ ذٰلِكَ. وَأَمَّا قَوْلُهُ: وَلٰكِنَّ الْقُنُوتَ قَبْلَ

الرُّكُوعِ فَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ أَخَذَهُ عَمَّنْ بَعْدَهُ أَوْ رَأْيًا رَآهُ. فَقَدْ رَأَى غَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَ ذٰلِكَ، فَلَا يَكُونُ قَوْلُهُ أَوْلَى مِنْ قَوْلِ مَنْ خَالَفَهُ إِلَّا بِحُجَّةٍ تُبَيِّنُ لَنَا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رَوَى أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا. فَقَالَ: مَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا. قِيلَ لَهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ الْقُنُوتُ هُوَ الْقُنُوتَ الَّذِي رَوَاهُ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَقَدْ ضَادَّهُ مَا قَدْ ذَكَرْنَا. وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ الْقُنُوتُ هُوَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ الَّذِي ذَكَرَهُ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ عَاصِمٍ. فَلَمْ يَثْبُتْ لَنَا عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ شَيْءٌ، وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُ النَّسْخُ لِلْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ. وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَحَدَ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ، فَذٰلِكَ الْقُنُوتُ هُوَ دُعَاءٌ لِقَوْمٍ وَدُعَاءٌ عَلَى آخَرِينَ. وَفِي حَدِيثِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ ذٰلِكَ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران :١٢٨) الآيَة. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا هٰكَذَا، وَقَدْ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ فَذَكَرَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ح .

ترجمه : نعیم بن سلمہ کہتے ہیں ابن عمرؓ سے قنوت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے اسی طرح کی بات فرمائی جو پہلی روایت میں گزری صرف فرق یہ تھا ''ما رأيت و لا علمت'' نہ میں نے دیکھا اور نہ میں اسے جانتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کی وضاحت اس سلسلہ میں اس طرح ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ جب آپ دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھتے تو قنوت پڑھتے یہاں تک کہ ﴿ليس لك من الامر﴾ القرآن آیت نازل ہوئی۔ اس وقت آپ نے اس قنوت کو ترک کر دیا۔ چنانچہ ابومجلز نے ان سے دریافت کیا آپ بڑھاپے کی وجہ سے قنوت نہیں پڑھتے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے تو اپنے کسی دوست کے متعلق بھی یہ بات یاد نہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے چھوڑنے کے بعد اس کو اختیار کیا ہو۔ ابوشعثاء نے جب ان سے قنوت کے متعلق دریافت کیا اور خود ابن عمرؓ ان کے سوال پر فرمایا وہ قنوت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب بتلایا کہ امام جب دوسری رکعت کی قراءت سے فارغ ہو جائے تو وہ دعا مانگے۔ وہ فرمانے لگے میں نے تو کسی کو یہ عمل کرتے نہیں دیکھا اس لیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی قنوت تو رکوع کے بعد دعا کی صورت میں تھی۔ مگر رکوع سے پہلے انہوں نے نہ تو جناب رسول

ﷺ کو دیکھا تھا اور نہ کسی اور کو اس وجہ سے انہوں نے تعجب کرتے ہوئے انکار فرمایا۔ ہم نے ان کی جو روایت ذکر کی ہے اس سے رکوع کے بعد والی قنوت کا نسخ ثابت ہو گیا۔ اور رکوع ماقبل قنوت کی انہوں نے خود نفی کر دی اور یہ واضح کر دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء کا یہ طرز عمل نہ تھا۔ قنوت کے منجملہ رواۃ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی اس روایت میں جو ہم نے ذکر کی، یہ واضح کر دیا کہ آپ کی قنوت تو کفار کے خلاف بددعا تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ﴿لیس لك من الامر، القرآن﴾ کے ذریعے اس کو منسوخ کر دیا۔ اس روایت سے بھی نماز فجر میں قنوت کے ترک کا وجوب ثابت ہوا۔ قنوت کے رواۃ میں حضرت خفاف بن ایماءؓ کا نام بھی آتا ہے ان کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا اللہ قبیلہ اسلم والوں کو سلامت رکھے اور غفار کی بخشش فرمائے اور عصبہ قبیلہ کے لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اے اللہ بنو لحیان اور ان کے ساتھ جو مذکور ہوئے ان پر لعنت کر۔ اس روایت کے مطابق جناب رسول اللہ ﷺ نے بعض افراد و قبائل پر لعنت کی اور ابن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنی روایات میں بتلایا کہ آیت ''لیس لك'' اترنے پر اس لعنت کرنے کو ترک کر دیا تھا۔ پس ان دونوں روایات میں خفاف بن ایماءؓ کی روایت کی طرح نسخ ہے۔ یہ دونوں روایات اس روایت سے اعلیٰ ہیں، اگر حضرت خفافؓ کی روایت قنوت کے چھوڑنے کو لازم کر رہی۔ اور قنوت کو روایت کرنے والوں میں حضرت براء بن عازبؓ بھی ہیں، ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ آپ نماز فجر و مغرب میں قنوت پڑھتے تھے، مگر اس قنوت کی حقیقت روایت میں مذکور نہیں۔ تو ممکن ہے کہ یہ وہی قنوت ہو جس کو ابن عمر اور عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ نے اپنی روایات میں ذکر کیا اور ان سے یہ منقول ہوئی پھر منسوخ ہو گئی اور اس کا نسخ بھی اس آیت سے ہوا اور اس میں فجر و مغرب کا اکٹھا ذکر کیا کہ ان میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔ مغرب کے بارے میں تو ہمارے مخالفین کو بھی اتفاق ہے کہ وہ منسوخ ہو چکی۔ تو ہم کہتے ہیں فجر کے متعلق بھی یہی حکم ہے کسی نسخ کے بعد پڑھنا جائز نہیں۔ قنوت کے رواۃ میں حضرت انس بن مالکؓ کا نام بھی آتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز رکوع کے بعد وفات تک قنوت پڑھتے رہے۔ اس روایت میں یہ فجر میں قنوت کا عدم نسخ ثابت ہو رہا ہے۔ اور اس روایت کے رواۃ نے اس کو مختلف انداز سے بیان کیا، چنانچہ ہم عرض کرتے ہیں: (۱) ابن سیرین کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فجر میں قنوت پڑھی تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کیا رکوع سے پہلے یا بعد۔ تو انہوں نے فرمایا ذرا بعد میں۔ (۲) اسحاق کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک ماہ تک صبح کی نماز میں رعل و ذکوان کے لیے قنوت پڑھی۔ (۳) قتادہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ (۴) حمید کی روایت میں ہے کہ بیس دن قنوت پڑھنے کا تذکرہ ہے۔ یہ تمام حضرات حضرت انسؓ سے اس روایت کے خلاف ذکر کر رہے ہیں جو حسن نے ان سے نقل کی ہے۔ عاصم تو رکوع کے بعد قنوت کا بالکل انکار کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی اور وہ بھی رکوع سے پہلے تھی۔

چنانچہ یہ روایت بھی عمرو کی روایت کے برعکس ہے پس حضرت انسؓ کی روایت سے کسی کو استدلال کا حق نہیں کیوں کہ دوسرا فریق انہی کی دوسری سند والی روایت کو پیش کر دے گا۔ باقی روایت کا یہ جملہ "لکن القنوت قبل الرکوع" انہوں نے اسے مرفوع نقل نہیں کیا، عین ممکن ہے کہ یہ ان کی رائے ہو یا بعد والوں سے لیا ہو۔ اس لیے کہ دیگر صحابہ کرام کی رائے اس کے خلاف ہے۔ پس ان کا قول ان کے بالمقابل دوسرے لوگوں سے واضح دلیل کے بغیر اولیت اختیار نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرلے حضرت ربیع بن انس کہتے ہیں میں انسؓ کے پاس بیٹھا تھا ان سے پوچھا گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ قنوت پڑھی ہے تو انس کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ نے وفات تک قنوت پڑھی ہے۔ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ حسن کی روایت والی قنوت ہے اگر بات اسی طرح ہو۔ تو یہ مذکورہ بالا روایت متضاد ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ رکوع سے پہلے والی قنوت ہو جو عاصم کی روایت میں ہے۔ حالانکہ حضرت انسؓ کی رکوع سے پہلے قنوت میں ایک روایت بھی ان سے ثابت نہیں بلکہ رکوع کے بعد قنوت کا نسخ ان سے ثابت ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بھی قنوت کے رواۃ سے ہیں اور قنوت فجر کے راوی ہیں جو کہ ایک قوم کے خلاف بددعا تھی اور اسی روایت میں موجود ہے کہ آیت: ﴿لیس لك من الامر، القرآن﴾ کے نزول کے بعد آپ نے اس سے ترک کر دیا اگر کوئی یہ اعتراض کرلے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ اس طرح ہو جبکہ خود حضرت ابو ہریرہؓ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ جیسا کہ یونس کی یہ روایت ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ مثلہ ٦٩٧٧۔

وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَا: ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْمَنْسُوخَ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ هُوَ الدُّعَاءَ عَلٰى مَنْ دَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَمَّا الْقُنُوتُ الَّذِي كَانَ مَعَ ذٰلِكَ، فَلَا. قِيلَ لَهُ: إِنَّ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ قَدْ رَوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ الْقُنُوتِ الَّذِي رَوَيْنَاهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ. ثُمَّ قَالَ فِيهِ: ثُمَّ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّهُ تَرَكَ ذٰلِكَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران: ١٢٨) الْآيَةَ. فَصَارَ ذِكْرُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ الَّذِي كَانَ بِهِ النَّسْخُ، مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ، لَا مِمَّا رَوَاهُ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ نُزُولُ هٰذِهِ الْآيَةِ لَمْ يَكُنْ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلِمَهُ، فَكَانَ يَعْمَلُ عَلٰى مَا عَلِمَ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُنُوتِهِ إِلٰى أَنْ مَاتَ لِأَنَّ الْحُجَّةَ لَمْ تَثْبُتْ عِنْدَهُ بِخِلَافِ ذٰلِكَ. وَعَلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ نُزُولَ هٰذِهِ الْآيَةِ كَانَ نَسْخًا لِمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ فَانْتَهَيَا إِلَى ذٰلِكَ وَتَرَكَا بِهِ الْمَنْسُوخَ الْمُتَقَدِّمَ. وَحُجَّةٌ أُخْرَى أَنَّ فِي حَدِيثِ ابْنِ إِيمَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا: حَتّٰى ذَكَرَ مَا ذَكَرَ فِي حَدِيثِهِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَخَرَّ سَاجِدًا. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ جَمِيعَ مَا كَانَ يَقُولُهُ هُوَ مَا تَرَكَ بِنُزُولِ تِلْكَ الْآيَةِ وَمَا كَانَ يَدْعُو بِهِ مَعَ ذٰلِكَ مِنْ دُعَائِهِ لِلْأَسْرَى الَّذِينَ كَانُوا بِمَكَّةَ، ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ عِنْدَمَا قَدِمُوا، وَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا، فِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ الَّذِي قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنَّا فِي هٰذَا الْبَابِ عَنْهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَذَكَرَ الْقُنُوتَ. وَفِيهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ: أَوَ مَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا عَلَيَّ؟ فَفِي ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ الْقُنُوتَ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَمَا كَانَ يَقُولُهُ فِي الصُّبْحِ، وَقَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ ذٰلِكَ مَنْسُوخٌ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِكَمَالِهِ لَا إِلَى قُنُوتٍ غَيْرِهِ، فَالْفَجْرُ أَيْضًا فِي النَّسْخِ كَذٰلِكَ. فَلَمَّا كَشَفْنَا وُجُوهَ هٰذِهِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ، فَلَمْ نَجِدْهَا تَدُلُّ عَلَى وُجُوبِهِ الْآنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ لَمْ نَأْمُرْ بِهِ فِيهَا وَأَمَرْنَا بِتَرْكِهِ، مَعَ أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرَهُ أَصْلًا.

ترجمه : جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نماز صبح میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے ہاں بددعا تو منسوخ ہوئی مگر اصل قنوت اسی طرح باقی ہے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں اس روایت سے یہ دلالت مل گئی کہ منسوخ بددعا ہوئی قنوت منسوخ نہیں ہوئی۔تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یونس نے زہری سے اس باب کے شروع میں جو طویل روایت نقل کی اس میں یہ ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ﴾ کے نزول کے بعد اس کو چھوڑ دیا تھا۔تو اس کے مطابق آیت سے نسخ والا کلام زہری کا ہے۔ابو ہریرہؓ کا کلام نہ بنا۔اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو نزول آیت کا علم نہ ہوا ہو،اور وہ آپ کی وفات تک آپ کے گزشتہ فعل اور قنوت پر عمل کرتے رہے ہوں،کیونکہ ان کے ہاں اس کے خلاف دلیل نہیں ملی۔جب کہ ابن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو یہ معلوم تھا کہ یہ آیت: ﴿لَيْسَ لَكَ﴾ جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل کی ناسخ ہے۔اسی وجہ سے وہ اس پر عمل پیرا رہے اور اس کے ذریعہ جس عمل کو منسوخ کیا گیا تھا اسے چھوڑ دیا۔دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت خفافؓ کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ غفار قبیلہ کی مغفرت کرے۔۔۔روایت کے آخر تک پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے۔اس سے یہ بات ثابت

ہوتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نزول آیت کے بعد ان کلمات کو نہیں چھوڑا بلکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں مقید و پابند لوگوں کے لیے دعا کا سلسلہ جاری رہا۔ جب وہ رہا ہو کر آ گئے تو آپ ﷺ نے اس دعا کو ترک کر دیا۔ باقی اس سے قبل یحییٰ بن کثیر کی منقولہ روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے آئی ہے اس میں بھی قنوت کا تذکرہ موجود ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ایک صبح جناب رسول اللہ ﷺ نے ان قیدیوں کے لیے دعا مانگی۔ میں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ میرے پاس آ چکے ہیں۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جس طرح صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اسی طرح عشاء کی نماز میں بھی پڑھتے تھے۔ اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ کہ عشاء کی نماز میں یہ قنوت مکمل طور پر منسوخ ہے۔ کسی اور قنوت کو بھی اس کی جگہ اختیار نہیں کیا۔ پس فجر کی قنوت بھی اسی حکم میں ہے۔ جب ہم نے قنوت کے سلسلہ میں ان روایات کی حقیقت کو کھول دیا تو اب ہم فجر میں قنوت کے واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں پاتے، اسی وجہ سے ہم اس نماز میں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں دیتے بلکہ چھوڑنے کا کہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بات اپنے مقام پر ہے کہ بعض صحابہ کرام اس کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ جیسے یہ روایت ہے۔

كَمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، وَحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ. قَالَ: أنا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ، إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَخَلْفَ عُمَرَ وَخَلْفَ عُثْمَانَ وَخَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ هَاهُنَا بِالْكُوفَةِ، قَرِيبًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ، أَفَكَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْفَجْرِ. فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، مُحْدَثٌ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَسْنَا نَقُولُ: إِنَّهُ مُحْدَثٌ، عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَدْ كَانَ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ كَانَ بَعْدَهُ مَا رَوَيْنَاهُ فِيمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِي هٰذَا الْبَابِ قَبْلَهُ. فَلَمَّا لَمْ يَثْبُتْ لَنَا الْقُنُوتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجَعْنَا إِلَى مَا رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِهِ فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابو مالک سعد بن طارق کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے عرض کی ابا جی! آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر، عمر و عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز ادا کی ہوگی یہاں کوفہ میں آپ کو حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھتے پانچ سال گزرے کیا وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو وہ فرمانے لگے اے بیٹے! یہ نو ایجاد چیز (یعنی منسوخ کو دوبارہ کیا جا رہا ہے)۔ امام طحاویؒ کہتے ہیں اس معنی میں اس کو محدث نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا پہلے وجود نہ تھا اور اب ایجاد کر لی گئی بلکہ یہاں معنی یہ ہیکہ پہلے تھی پھر منسوخ ہو گئی اب منسوخ پر عمل احداث کی طرح ہے اور ہم نے روایات کا نسخ خوب اچھے طریقے سے واضح کر دیا ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کو اس معنی نو ایجاد شدہ نہیں کہتے کہ اس کی اصل نہیں؛ بلکہ اس کی اصل تھی جیسا کہ روایات سابقہ میں مذکورہ ہوا۔ ان میں قنوت کا جناب رسول اللہ ﷺ سے منسوخ ہونے

کے بعد پڑھنا ثابت نہ ہوا۔ تو اب ہم صحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

فَإِذَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا ابْنُ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَقَنَتَ فِيهَا بَعْدَ الرُّكُوعِ وَقَالَ فِي قُنُوتِهِ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي، وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ .

ترجمہ : عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی تو آپ نے رکوع کے بعد اس طرح کہا ''اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ تا ملحق'' اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور آپ سے بخشش کے طالب ہیں اور آپ کی تمام اچھی تعریف کرتے ہیں اور آپ کے شکرگزار ہیں اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے اور ہم الگ ہوتے اور آپ کے نافرمانوں کو ترک کرتے ہیں اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ کے لئے نماز پڑھتے ہیں آپ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے اور آپ کی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور آپ کی رحمت کے امیدوار آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ آپ کا عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱۰۶/۲۔

وَإِذَا صَالِحٌ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا سَعِيدٌ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ قَالَ: أنا حُصَيْنٌ عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: نُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ .

ترجمہ : سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ الخزاعی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے اپنی روایت سابقہ روایت کی طرح نقل کی صرف یہ الفاظ مختلف تھے: '' نُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ ''۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۴/۲۔

وَإِذَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ قَبْلَ الرُّكُوعِ بِالسُّورَتَيْنِ .

ترجمہ : سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ فجر کی نماز میں رکوع سے پہلے دو سورتوں کے ساتھ قنوت پڑھی (اس سے مراد دعا اللھم انا نستعینک ہے یہ منسوخ شدہ دو سورتیں ہیں کذا قال

المفسرون .

تخریج : بیهقی ۲ / ۲۹۹ -

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِسُورَتَيْنِ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَاللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ .

ترجمه : مقسم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ عمرؓ نماز صبح میں دوسورتوں یعنی اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَاللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ سے قنوت کرتے تھے۔

تخریج : عبدالرزاق ۳/ ۱۱۲ -

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ بِالْأَحْزَابِ، فَسَمِعْتُ قُنُوتَهُ، وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوفِ .

ترجمه : ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی آپ نے فجر کی نماز میں سورۃ احزاب پڑھی میں نے آپ کی قنوت کو سنا جبکہ میں آخری صفوں میں تھا (یہاں تو قنوت سے قراءت مراد ہے)

تخریج : معرفة السنن نمبر ۱۲۵۳ -

وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، كِلَاهُمَا عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ .

ترجمه : طارق بن شہاب کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی جب وہ دوسری رکعت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر قنوت پڑھی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِيدٌ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ قَالَ: أنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ ذُكِرَ لَهُ قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ قَنَتَ مَعَ أَبِيهِ، وَلَكِنَّهُ نَسِيَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا ذَكَرْنَا، وَرُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ .

ترجمه : محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سعید بن المسیب کے سامنے ابن عمرؓ کا قول قنوت کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا تو کہنے لگے اچھی طرح سنو! انہوں نے اپنے والد کے ساتھ قنوت پڑھی ہے مگر وہ بھول گئے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ سے یہ مذکورہ روایت بھی آئی ہے مگر اس کے خلاف روایت بھی مروی ہے۔

فَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبٌ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ .

ترجمہ : ابراہیم نے اسود سے انہوں نے حضرت عمرؓ کے متعلق نقل کیا کہ وہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : عبدالرزاق ۱۰۶/۳۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَا: صَلَّيْنَا خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَلَمْ يَقْنُتْ .

ترجمہ : اسود اور عمرو بن میمون دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے عمرؓ کے پیچھے نماز فجر ادا کی انہوں نے قنوت نہ پڑھی۔

تخریج : بیہقی ۲۹۰/۲۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: ثنا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمْ قَالُوا: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَلَمْ يَقْنُتْ .

ترجمہ : علقمہ، اسود و مسروق سب نے بیان کیا کہ ہم عمرؓ کے پیچھے نماز فجر ادا کرتے تھے آپ اس میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: ثنا أَبُو شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ هٰذَا أَنَّهُمْ قَالُوا: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْفَظُ رُكُوعَهُ وَسُجُودَهُ، وَلَا نَحْفَظُ قِيَامَ سَاعَةٍ يَعْنُونَ: الْقُنُوتَ .

ترجمہ : ابن شہاب نے اپنی سند سے نقل کیا کہ ہم عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھتے ہمیں ان کا رکوع، سجدہ بالکل یاد ہے ہمیں اس کے علاوہ ذرا سا قیام یعنی قنوت کے لیے یاد نہیں۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَا: صَلَّيْنَا خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَقْنُتْ فِي الْفَجْرِ .

ترجمہ : اسود اور عمرو بن میمون دونوں نے نقل کیا کہ ہم نے عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی آپ نے فجر میں قنوت نہ پڑھی۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱۰۱/۲۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، نَحْوَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا خِلَافُ مَا رُوِيَ عَنْهُ، فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ. فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ قَدْ كَانَ فَعَلَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَمْرَيْنِ فِي وَقْتٍ. فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : ابراہیم نے عمرو بن میمون سے اسی طرح کا مضمون بیان کیا ہے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ روایات ان روایات کے مخالف ہیں جو انہی حضرات سے شروع باب میں آئی ہیں۔پس اس میں یہ احتمال ہے کہ آپ نے دونوں کام الگ الگ وقت میں کیے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں دیکھا تو یہ روایات سامنے آئیں۔

فَإِذَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ثنا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: رُبَّمَا قَنَتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَ زَيْدٌ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ كَانَ رُبَّمَا قَنَتَ، وَرُبَّمَا لَمْ يَقْنُتْ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ كَانَ يَقْنُتُ مَا هُوَ؟.

ترجمه : زید بن وہب نے کہا عمرؓ نے بسا اوقات قنوت کی ہے۔پس حضرت زید نے یہ بتلایا کہ حضرت عمرؓ کبھی قنوت پڑھتے اور کبھی نہ پڑھتے۔پس اب دیکھنا چاہیے کہ آپ کی قنوت کس سبب سے تھی، تو یہ روایت مل گئی۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۳/۱۰٤۔

فَإِذَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ أَبِي شِهَابٍ الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَارَبَ قَنَتَ، وَإِذَا لَمْ يُحَارِبْ لَمْ يَقْنُتْ فَأَخْبَرَ الْأَسْوَدُ بِالْمَعْنَى الَّذِي لَهُ كَانَ يَقْنُتُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ إِذَا حَارَبَ يَدْعُو عَلَى أَعْدَائِهِ، وَيَسْتَعِينُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ وَيَسْتَنْصِرُهُ، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ، لَمَّا قُتِلَ مَنْ قُتِلَ، مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (آل عمران :۱۲۸) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: فَمَا دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدُ. فَكَانَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِنْدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَنْ وَافَقَهُمَا، تَنْسَخُ الدُّعَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَحَدٍ. وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنَاسِخَةٍ مَا كَانَ قَبْلَ الْقِتَالِ، وَإِنَّمَا نَسَخَتْ عِنْدَهُ الدُّعَاءَ فِي حَالِ عَدَمِ الْقِتَالِ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ بِذٰلِكَ بُطْلَانُ قَوْلِ مَنْ يَرَى الدَّوَامَ عَلَى الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ. فَهٰذَا وَجْهُ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ.

ترجمه : ابراہیم نے اسود سے نقل کیا کہ جناب عمرؓ جب کفار سے جنگ میں مصروف ہوتے تو قنوت پڑھتے اور جب محاربہ کے ایام نہ ہوتے تو قنوت نہ پڑھتے تھے۔تو حضرت اسودؒ نے جناب فاروقؓ کے قنوت کا سبب بتلایا کہ محاربہ اور جنگ کی حالت میں آپ دشمن کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے اور استعانت طلب کرتے جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور آپ یہ کرتے رہے یہاں تک کہ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ آیت نازل ہوئی۔چنانچہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے بددعا نہیں فرمائی۔
حضرت عبدالرحمٰن اور ابن عمرؓ کے نزدیک آیت ﴿لَيْسَ لَكَ﴾ نے نماز میں کسی کے لیے بھی بددعا کو منسوخ کر دیا ج
حضرت عمرؓ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ آیت لڑائی سے قبل مانگی جانے والی دعا کو منسوخ نہیں کرتی
البتہ جنگ کے علاوہ دشمن کے لیے بددعا منسوخ ہوگئی، مگر اس بات سے ان حضرات کے قول کا ابطال ضرور ہوگیا کہ نما
فجر میں قنوت پڑھنے کا قول کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے قول کی تشریح اسی طرح ہے، مگر حضرت علیؓ سے اس سلسلہ میں اس
طرح روایت آئی ہے۔

تخریج : مسند ابو حنیفه ۸۳/۱۔

مَا قَدْ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

ترجمہ : ابوعبدالرحمٰن نے علیؓ سے نقل کیا کہ وہ نماز صبح میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱۰۵/۲۔

وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبُو مُوسٰى يَقْنُتَانِ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَفِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَنَتَ بِنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبُو مُوسٰى.

ترجمہ : عبداللہ بن مغفل نے حدیث سفیان میں نقل کیا کہ حضرت علیؓ اور ابوموسیٰ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے
اور شعبہ کی روایت میں ہے کہ ہمارے ساتھ علی اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے قنوت پڑھی۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱۰٤/۲۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَعْقِلٍ يَقُولُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ فَقَنَتَ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَرَى الْقُنُوتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي سَائِرِ الدَّهْرِ، وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي وَقْتٍ خَاصٍّ لِلْمَعْنَى الَّذِي كَانَ فَعَلَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَجْلِهِ. فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ.

ترجمہ : عبید بن حسین کہتے ہیں کہ میں نے ابن معقل کو کہتے سنا کہ میں نے علیؓ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی پس
انہوں نے اس میں قنوت پڑھی۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ علیؓ آیا ہمیشہ نماز فجر میں قنوت پڑھتے یا حضرت عمرؓ کی طرح
دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھا کرتے تھے چنانچہ مندرجہ ذیل آثار سے اس کی نشاندہی ہوتی ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے
ہیں ممکن ہے کہ حضرت علیؓ ہمیشہ نماز فجر میں قنوت کو جائز قرار دیتے ہوں، اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ آپ نے ایک

خاص وقت میں کیا اور اس کی وجہ وہی ہو جس کی بناء پر حضرت عمرؓ پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں غور کرنے پر یہ روایات سامنے آئیں۔

فَإِذَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ، وَأَوَّلُ مَنْ قَنَتَ فِيهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ مُحَارِبًا .

ترجمہ : مغیرہ نے ابراہیم سے نقل کیا کہ عبداللہ فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے حضرت علیؓ نے فجر میں پہلے پہل قنوت پڑھی ان کا خیال یہ تھا کہ آپ نے یہ قنوت اس لئے پڑھی کہ آپ اس وقت حالت جنگ میں تھے (ہم سے مراد اصحاب ابراہیم ہیں)۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحْرِزُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِيهَا هَاهُنَا لِأَنَّهُ كَانَ مُحَارِبًا، فَكَانَ يَدْعُو عَلَى أَعْدَائِهِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ، هُوَ مَذْهَبُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِي وَصَفْنَا. وَلَمْ يَكُنْ عَلِيٌّ يَقْصِدُ بِذٰلِكَ إِلَى الْفَجْرِ خَاصَّةً لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الْمَغْرِبِ فِيمَا ذَكَرَ إِبْرَاهِيمُ .

ترجمہ : مغیرہ نے ابراہیم سے نقل کیا کہ علیؓ یہاں اس لئے قنوت پڑھتے تھے کہ وہ اس وقت حالت جنگ میں تھے چنانچہ وہ اپنے مخالفین کے لئے فجر و مغرب میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔ مندرجہ بالا روایت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب علیؓ کا طرز عمل اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ جیسا تھا۔ جناب علیؓ اس کو نماز فجر میں مقصود بنا کر نہ پڑھتے تھے بلکہ ابراہیم کے بیان کے مطابق آپ مغرب میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲ / ۱۰۹۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَعْقِلٍ، يَقُولُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَغْرِبَ فَقَنَتَ وَدَعَا فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْمَغْرِبَ لَا يُقْنَتُ فِيهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ حَرْبٌ، وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ قَنَتَ فِيهَا مِنْ أَجْلِ الْحَرْبِ، فَقُنُوتُهُ فِي الْفَجْرِ أَيْضًا عِنْدَنَا كَذٰلِكَ. وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ، فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن معقل کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ کے پیچھے نماز ادا کی آپ نے اس میں قنوت پڑھی اور دعا کی۔ سب کا اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ مغرب کی نماز میں قنوت حالت جنگ کے علاوہ میں نہ پڑھی جائے اور حضرت علیؓ نے جنگ کی بناء پر پڑھی۔ پس ثابت ہوگیا کہ آپ کی نماز فجر میں قنوت پڑھنا اسی بناء پر تھا، البتہ ابن

عباسؓ کی روایات یہ ہیں۔

مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَۃَ قَالَ: ثنا قَبِیصَۃُ بْنُ عُقْبَۃَ قَالَ: ثنا سُفْیَانُ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِی رَجَاءٍ ،عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَہُ الْفَجْرَ فَقَنَتَ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ .

ترجمہ : ابورجاء نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے میں نے حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

اللغات : الرکعۃ : ان تمام روایات میں رکوع کے معنی میں مستعمل ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲/۲۰۷۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَکْرَۃَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: ثنا عَوْفٌ، فَذَکَرَ بِإِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ وَزَادَ وَقَالَ: ھٰذِہٖ الصَّلَاۃُ الْوُسْطٰی فَقَدْ یَجُوزُ أَیْضًا فِی أَمْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی ذٰلِکَ مَا جَازَ فِی أَمْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَنَظَرْنَا ھَلْ رُوِیَ عَنْہُ خِلَافٌ لِھٰذَا .

ترجمہ : ابوعاصم کہتے ہیں ہمیں عوف نے اپنی سند کے ساتھ اسی طرح بیان کیا صرف اس میں یہ اضافہ ہے ھذہ الصلوۃ الوسطیٰ یہی صلاۃ وسطیٰ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے متعلق وہ کہنا درست ہے جو حضرت علیؓ کے سلسلہ میں کہا۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا اس کے خلاف بھی کوئی روایت موجود ہے۔

تخریج : بیھقی۔

فَإِذَا أَبُو بَکْرَۃَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ قَالَ: ثنا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، عَنْ وَاقِدٍ عَنْ سَعِیدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَکَانَا لَا یَقْنُتَانِ فِی صَلَاۃِ الصُّبْحِ .

ترجمہ : سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ دونوں نماز صبح میں قنوت نہ کرتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲/۱۰۲۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَۃَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أنا زَائِدَۃُ، عَنْ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا مُجَاھِدٌ، أَوْ سَعِیدُ بْنُ جُبَیْرٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ لَا یَقْنُتُ فِی صَلَاۃِ الْفَجْرِ .

ترجمہ : مجاہد یا سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲/۱۰۳۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِیدٌ قَالَ: ثنا ھُشَیْمٌ قَالَ: أنا حُصَیْنٌ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

الحارِثِ السُّلَمِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي دَارِهِ الصُّبْحَ، فَلَمْ يَقْنُتْ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَلَا بَعْدَهُ .

ترجمه : عمران بن حارث سلمی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کے ساتھ ان کے گھر میں نماز صبح ادا کی انہوں نے رکوع سے پہلے اور بعد قنوت نہ پڑھی۔

تخریج : ابن ابی شیبه نمبر ٦٩٩١۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أنا عِمْرَانُ بْنُ الْحَارِثِ السُّلَمِيُّ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الصُّبْحَ، فَلَمْ يَقْنُتْ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَ الَّذِي يَرْوِي عَنْهُ الْقُنُوتَ هُوَ أَبُو رَجَاءٍ، وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ وَالِيًا عَلَيْهَا لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَدُ مَنْ يَرْوِي عَنْهُ بِخِلَافِ ذٰلِكَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَإِنَّمَا كَانَتْ صَلَاتُهُ مَعَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ، فَكَانَ، مَذْهَبُهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَذْهَبَ عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. فَكَانَ ذٰلِكَ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْهُمُ الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ لِلْعَارِضِ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَنَتُوا فِيهَا وَفِي غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ وَتَرَكُوا ذٰلِكَ فِي حَالِ عَدَمِ ذٰلِكَ الْعَارِضِ. وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ آخَرِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْقُنُوتِ فِي سَائِرِ الدَّهْرِ .

ترجمه : عمران بن حارث سلمی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کی اقتداء میں نماز صبح ادا کی تو انہوں نے قنوت نہ پڑھی۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ابورجاءؒ حضرت ابن عباسؓ سے قنوت کی روایت نقل کرنے والے ہیں اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب وہ حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے اور ان سے مخالف روایت نقل کرنے والے ابن جبیرؒ وہ ان کے ساتھ مکہ میں رہے۔ان کا مذہب بھی ابن عمر اور علیؓ جیسا ہے پس ان میں سے جن حضرات سے ہم نے قنوت نقل کیا وہ مذکورہ عارضہ کی وجہ سے ہے جو اس کے پیش آنے کے وقت پڑھی گئی، عارضہ جاتا رہا قنوت بھی جاتی رہی اور ہم دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر چکے جنہوں نے ہمیشہ کے لیے قنوت ترک کی ہے۔بعض روایات یہ ہیں۔

تخریج : ابن ابی شیبه ٦۔

فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ .

ترجمه : ابواسحاق نے علقمہ سے نقل کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ٢ / ١٠١۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ

أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا الْوِتْرَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن الاسود نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ کسی بھی نماز میں قنوت نہ پڑھتے تھے البتہ وتر میں رکوع سے پہلے وہ قنوت پڑھتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۲/ ۱۰۲۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ .

ترجمه : ابواسحاق سے علقمہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ قَالَ: ثنا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ بِالشَّامِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ، فَلَمْ يَعْرِفْهُ .

ترجمه : علقمہ بن قیس کہتے ہیں کہ میں ابوالدرداء کو شام میں ملا تو میں نے ان سے قنوت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے قنوت کو نہ پہچانا۔

تخریج : عبدالرزاق۔

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ .

ترجمه : نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ وہ کسی بھی نماز میں قنوت نہ کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي بِنَا الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَلَا يَقْنُتُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ فِي دَهْرِهِ كُلِّهِ وَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ فِي قِتَالِ عَدُوِّهِمْ فِي كُلِّ وِلَايَةِ عُمَرَ، أَوْ فِي أَكْثَرِهَا، فَلَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ لِذٰلِكَ، وَهٰذَا أَبُو الدَّرْدَاءِ يُنْكِرُ الْقُنُوتَ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ لَا يَفْعَلُهُ، وَقَدْ كَانَ مُحَارِبًا حِينَئِذٍ؛ لِأَنَّهُ لَمْ نَعْلَمْهُ أَمَّ النَّاسَ إِلَّا فِي وَقْتِ مَا كَانَ الْأَمْرُ صَارَ إِلَيْهِ. فَقَدْ خَالَفَ هٰؤُلَاءِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فِيمَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ مِنَ الْقُنُوتِ فِي حَالِ الْمُحَارَبَةِ بَعْدَ ثُبُوتِ زَوَالِ الْقُنُوتِ فِي حَالِ عَدَمِ الْمُحَارَبَةِ. فَلَمَّا اخْتَلَفُوا فِي ذٰلِكَ وَجَبَ كَشْفُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ لِنَسْتَخْرِجَ مِنَ الْمَعْنَيَيْنِ

مَعْنًى صَحِيحًا، فَكَانَ مَا رَوَيْنَا عَنْهُمْ أَنَّهُمْ قَنَتُوا فِيهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ لِذٰلِكَ الصُّبْحَ وَالْمَغْرِبَ خَلَا مَا رَوَيْنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ مُحْتَمَلٌ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ هِيَ الْمَغْرِبَ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ هِيَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَلَمْ نَعْلَمْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ قَنَتَ فِي ظُهْرٍ وَلَا عَصْرٍ فِي حَالِ حَرْبٍ وَلَا غَيْرِهِ. فَلَمَّا كَانَتْ هَاتَانِ الصَّلَاتَانِ لَا قُنُوتَ فِيهِمَا فِي حَالِ الْحَرْبِ أَيْضاً وَفِي حَالِ عَدَمِ الْحَرْبِ، وَكَانَتِ الْفَجْرُ وَالْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ لَا قُنُوتَ فِيهِنَّ فِي حَالِ عَدَمِ الْحَرْبِ ثَبَتَ أَنْ لَا قُنُوتَ فِيهِنَّ فِي حَالِ الْحَرْبِ أَيْضًا، وَقَدْ رَأَيْنَا الْوِتْرَ فِيهَا الْقُنُوتُ عِنْدَ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ فِي سَائِرِ الدَّهْرِ وَعِنْدَ خَاصٍّ مِنْهُمْ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ خَاصَّةً، فَكَانُوا جَمِيعًا إِنَّمَا يَقْنُتُونَ لِتِلْكَ الصَّلَاةِ خَاصَّةً لَا لِحَرْبٍ وَلَا لِغَيْرِهِ. فَلَمَّا انْتَفَى أَنْ يَكُونَ الْقُنُوتُ فِيمَا سِوَاهَا يَجِبُ لِعِلَّةِ الصَّلَاةِ خَاصَّةً لَا لِعِلَّةٍ غَيْرِهَا، انْتَفَى أَنْ يَكُونَ يَجِبُ لِمَعْنًى سِوَى ذٰلِكَ. فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ، فِي حَالِ حَرْبٍ وَلَا غَيْرِهِ، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى .

ترجمہ : حضرت عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ ہمیں مکہ میں فجر کی نماز پڑھاتے اور قنوت نہ کرتے تھے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ ابن مسعودؓ جو کبھی کبھی کسی زمانہ میں بھی قنوت نہ پڑھتے تھے۔ اور مسلمان کفار کے خلاف تو ہر وقت زمانہ فاروقی میں برسر پیکار رہتے اور اس کے لیے انہوں نے قنوت نہ پڑھی۔ یہ حضرت ابوالدرداءؓ ہیں جو کہ قنوت کا انکار کر رہے ہیں اور ابن زبیرؓ بھی اسے نہیں کرتے اور جنگ کی حالت میں نہ کرتے تھے حالانکہ وہ اس وقت حالت جنگ میں تھے اور ان تک نماز پڑھانے کی نوبت اسی وقت آئی جب یہ امر خلافت کے پاس آیا۔ ان حضرات کی رائے حضرت عمر، علی، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مختلف ٹھہری اس لیے کہ یہ حضرات جنگ کی حالت میں قنوت کے قائل اور لڑائی نہ ہونے کی حالت میں قنوت نہ پڑھتے تھے۔ اب جبکہ صحابہ کرامؓ کی روایات میں اختلاف ہوا تو غور وفکر کی راہ سے صحیح معنی کی تلاش لازم ہوئی۔ پس ان حضرات نے صبح و مغرب میں قنوت پڑھی۔ البتہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں وارد ہوا کہ وہ نماز عشاء میں قنوت پڑھتے تھے۔ اور اس میں بھی احتمال ہے کہ یہ عشاء اولیٰ، مغرب ہو یا پچھلی عشاء ہی ہو۔ اور ہمارے علم میں یہ بات نہیں کہ صحابی نے بھی لڑائی اور امن کی کسی بھی حالت میں ظہر وعصر میں قنوت پڑھی ہو۔ جب یہ دو نمازیں ایسی ہیں کہ ان میں جنگ اور عدم جنگ کسی بھی حالت میں قنوت جائز نہیں ہے اور مغرب، عشاء و فجر میں امن کی حالت میں قنوت ثابت نہیں۔ ہم نے وتروں کی نماز پر نگاہ ڈالی کہ اکثر فقہاء کے ہاں ان میں ہمیشہ قنوت پڑھی جائے گی۔ اور بعض علماء کے نزدیک رمضان آخری نصف میں صرف پڑھی جائے گی۔ یہ تمام حضرات خاص طور پر اس نماز کے لیے قنوت پڑھتے اس میں جنگ اور غیر جنگ کا کوئی دخل نہیں۔ پس جب دوسری

نمازوں سے خاص نماز کے لحاظ سے نفی ہوگئی، کسی اور سبب کی بناء پر نہیں، تو وہ کسی اور وقت کی بناء پر لازم نہیں۔ہم نے جو ذکر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ نماز فجر میں قنوت تو جنگ کی حالت میں پڑھی جائے اور نہ جنگ کے علاوہ حالت میں پڑھی جائے۔نظر و قیاس کا یہی تقاضا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف و محمدؒ کا قول ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲/۱۰۲۔

تشریح : قنوت فی الصلاۃ کی تین صورتیں ہیں۔(۱) قنوت فی الوتر (۲) قنوت فی صلاۃ الفجر دائما (۳) قنوت نازلہ۔

قنوت وتر کا بیان آگے ابواب الوتر میں آئے گا۔قنوت فی الصلاۃ الفجر کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اسی سے یہاں بحث کرنی ہے،اس سلسلے میں دو مذہب منقول ہیں۔

پہلا مذہب: شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک فجر کی نماز میں رکوع ثانی کے بعد قنوت پورے سال مشروع ہے، پھر امام مالکؒ کے نزدیک اس کا فقط استحباب ہے جب کہ امام شافعیؒ اس کی سنیت کا قائل ہیں۔

دوسرا مذہب: اس سلسلے میں حنفیہ و حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عام حالات میں قنوتِ فجر مسنون نہیں، البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی عام مصیبت نازل ہوگئی ہو اس زمانہ میں فجر میں قنوت پڑھنا مسنون ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) حدیث أبي هريرةؓ : يَقُولُ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ يَفْرَغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ).

(۲) حديث ابن عمرؓ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا عَلَى نَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾

(۳) حديث البراء بن عازبؓ : أن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ.

(٤) عن انس بن مالكؓ : قال : ما زال رسول الله ﷺ يقنت في الفجر حتى فارق الدنيا ، رواه

عبدالرزاق واحمد والدار قطني والبيهقي .
(۵) حديث ابن مسعودؓ : قنت رسول الله ﷺ : ثلاثين يومًا .
(٦) حديث خفاف بن إيماء بن رحضة الغفاريؓ قَالَ: رَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا .

فریق ثانی کے دلائل:

(۱) حديث ابن مسعودؓ لم يقنت رسول الله ﷺ إلّا شهرًا لم يقنت قبله ولا بعده .
(۲) عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ فَقَالَ: لَا، بَلْ قَبْلَ الرُّكُوعِ. قُلْتُ: إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ. قَالَ: إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا، يَدْعُو عَلٰى نَاسٍ قَتَلُوا نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ .
(۳) عن أبي مالك الأشجعيؓ : قلت لأبي : ياأبت إنك قد صلّيت خلف رسول الله ﷺ وأبي بكرؓ وعثمانؓ وعلي بن أبي طالبؓ هٰهُنَا بالكوفة نحواً من خمسين سنة أكانوا يقنتون ؟ قال اي بني "محدث"

آثار صحابہ:

(۱) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَقَنَتَ فِيهَا بَعْدَ الرُّكُوعِ
وفي رواية عن ابن عباسؓ : أنه كان يقنت في الصلاة الصبح بسورتين ، "اللّٰهم إنا نستعينك"" اللهم اياك نعبد"

وروى أصحاب عمر الكوفيون خلاف ذالك قالوا: كنا نصلّي خلف عمرؓ الفجر فلم يقنت .

حضرت عمرؓ سے بعض اوقات قنوت پڑھنا ثابت ہے اور بعض اوقات نہیں، اسی طرح حضرت علیؓ سے بعض روایات میں فجر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے اور بعض میں یہ وضاحت ہے کہ مصیبت کے وقت حضرت علیؓ نے قنوت پڑھا ہے اسی طرح ابن عباسؓ کا بھی مذہب وہی جو حضرت عمرؓ وعلیؓ کا ہے ان حضرات کا مذہب یہ ہے کہ عارض اور علت کی بنا پر قنوت پڑھی جائے گی بنا کسی سبب وعلت کے قنوت نہیں پڑھنا ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کے دلائل کے جوابات:

جن حضرات سے قنوت کی روایات مروی ہیں ان میں سے ایک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قنوت پڑھنا ایک علت کی بنا پر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ کے خلاف بددعا کرتے ہوئے پڑھی ہے پھر اس کے بعد ترک کر دیا، لہٰذا قنوت منسوخ ہو گیا، اسی وجہ سے ابن مسعودؓ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہیں پڑھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کا جواب:

ان حضرات کی روایات میں ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کی وجہ سے قنوت کے منسوخ ہونے کی وضاحت ہے، ابن عمرؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب:

ان کی حدیث میں قنوت کی تعیین نہیں ہے، اگر ابن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی حدیث میں مذکور قنوت مراد ہے تو پھر وہ آیت کی بنا پر منسوخ ہے، اور اگر دوسرا قنوت مراد ہے تو وہ بھی منسوخ ہے، اس لیے کہ انھوں نے حدیث میں مغرب اور فجر دونوں میں قنوت پڑھنے کو ذکر کیا ہے، جب کہ فریق اول بھی اس بات میں ہمارے ساتھ ہے کہ مغرب میں قنوت منسوخ ہے، لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے فجر میں بھی منسوخ ہے۔

انس بن مالک کی روایت کا جواب:

ان کی روایت میں اضطراب اور اختلاف ہے، بعض میں تضاد بھی ہے، لہٰذا اس سے دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔

اور جو ''مازال'' کے لفظ کے ساتھ روایت ہے اس میں یہ صراحت نہیں کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں، اگر رکوع کے بعد ہے تو وہ پھر حضرت انسؓ کے دو شاگردوں کی روایت کے خلاف ہے اس لیے کہ ان حضرات کی روایات میں مدت معینہ سے مقید ہے، اور اگر رکوع سے پہلے ہے جیسا کہ عاصم عن انس کی روایت میں ہے تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

نظر طحاوی: ظہر اور عصر میں جنگ اور غیر جنگ دونوں حالتوں میں ترکِ قنوت پر سب کا اتفاق ہے اسی طرح غیر جنگ کی صورت میں مغرب، عشاء اور فجر میں بھی ترک قنوت پر اتفاق ہے، لہٰذا ان دونوں صورتوں پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جنگ کی حالت میں بقیہ نمازوں میں بھی قنوت نہ ہو۔

۲۔ نظر طحاوی: اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ وتر میں قنوت تمام زمانوں میں مشروع ہے اور کچھ فقہاء کا کہنا ہے کہ رمضان کے نصف اخیر میں وتر میں قنوت پڑھنا ہے اس کے علاوہ نہیں، لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس

قنوت میں جنگ کا کوئی دخل نہیں ہے، اس میں قنوت وتر کے لیے ذکر کے قبیل سے ہے تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ بقیہ نمازوں میں بھی جنگ کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

﴿باب ما يبدأ بوضعه في السجود اليدين أوْ الركبتين﴾

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْكُوفِيُّ قَالَ: ثنا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَجَدَ بَدَأَ بِوَضْعِ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ .

ترجمه : نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ جب وہ سجدہ کرتے پہلے اپنے دو ہاتھ رکھتے پھر گھٹنے اور کہا کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

تحريج : دارقطني في السنن ۱/ ۳٤٤۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلٰكِنْ يَضَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ) فَقَالَ قَوْمٌ: هٰذَا الْكَلَامُ مُحَالٌ؛ لِأَنَّهُ قَالَ: (لَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَالْبَعِيرُ) إِنَّمَا يَبْرُكُ عَلَى يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: وَلٰكِنْ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ فَأَمَرَهُ هَاهُنَا أَنْ يَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ الْبَعِيرُ، وَنَهَاهُ فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ أَنْ يَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ الْبَعِيرُ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ فِي تَثْبِيتِ هٰذَا الْكَلَامِ وَتَصْحِيحِهِ وَنَفْيِ الْإِحَالَةِ مِنْهُ أَنَّ الْبَعِيرَ رُكْبَتَاهُ فِي يَدَيْهِ وَكَذٰلِكَ فِي سَائِرِ الْبَهَائِمِ، وَبَنُو آدَمَ لَيْسُوا كَذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا يَبْرُكْ عَلَى رُكْبَتَيْهِ اللَّتَيْنِ فِي رِجْلَيْهِ، كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ اللَّتَيْنِ فِي يَدَيْهِ، وَلٰكِنْ يَبْدَأُ فَيَضَعُ أَوَّلًا يَدَيْهِ اللَّتَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا رُكْبَتَانِ ثُمَّ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ، فَيَكُونُ مَا يَفْعَلُ فِي ذٰلِكَ بِخِلَافِ مَا يَفْعَلُ الْبَعِيرُ. فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْيَدَيْنِ يُبْدَأُ بِوَضْعِهِمَا فِي السُّجُودِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: بَلْ يَبْدَأُ بِوَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اونٹ کی طرح مت بیٹھو بلکہ پہلے پہلے اپنے دو ہاتھ رکھو پھر دونوں گھٹنے رکھو۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ آپ اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت فرمائی۔ وہ تو اگلی ٹانگوں پر بیٹھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں

سے پہلے رکھے۔ پس اس کو یہاں حکم دیا کہ وہ اس طرح کرے جیسے اونٹ کرتا ہے۔ اور پہلی کلام میں اونٹ جیسے عمل سے منع فرمایا۔ اس کلام کی تصحیح اور ثابت رکھنے اور ناممکن کو ممکن بنانے کی صورت یہ ہوگی کہ اونٹ کے گھٹنے اس کی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں اور تمام بہائم اسی طرح ہیں، جبکہ انسان کی حالت اس سے مختلف ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ان دونوں گھٹنوں کے بل نہ بیٹھے جو اس کی ٹانگوں میں ہیں۔ جیسا کہ اونٹ اپنے ان دونوں گھٹنوں پر بیٹھتا ہے جو اس کی اگلی ٹانگوں میں ہیں۔ بلکہ پہلے ہاتھ رکھے جن میں گھٹنے نہیں پھر گھٹنے رکھے۔ پس اس کا یہ فعل اونٹ کے فعل کے مخالف ہوگا۔ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ سجدے میں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے جائیں، انہوں نے اس سلسلے میں مندرجہ بالا روایات کو اپنا مستدل قرار دیا۔ مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا بلکہ اس طرح کرے کہ گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھے اور ان کی دلیل مندرجہ روایات سے استدلال کیا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۳۷، نمبر ۸۴۰، ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۵، نمبر ۲۶۹، نسائی فی التطبیق باب ۱۲۸، دار قطنی فی السنن ۱/۳۴۴، بیھقی فی السنن ۲/۹۹،مسند احمد ۲/۳۸۱۔

بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثنا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهٖ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ بَدَأَ بِرُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ.

ترجمہ : عبداللہ بن سعید نے اپنے دادا سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے۔

وَبِمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: ثنا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَدِّهٖ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِرُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْفَحْلِ) فَهٰذَا خِلَافُ مَا رَوَى الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَعْنٰى هٰذَا لَا يَبْرُكْ عَلٰى يَدَيْهِ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ عَلٰى يَدَيْهِ.

ترجمہ : عبداللہ بن سعید نے اپنے دادا سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے رکھے اور نر اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت ان کی اعرج والی روایت کے خلاف ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں پر بوجھ ڈال کر نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ اپنے ہاتھوں پر بیٹھتا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۶۳۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: انا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ:

ثنا شريك، عَنْ عاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّم إذَا سَجَدَ بَدَأَ بِوَضْعِ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ .

ترجمہ : عاصم بن کلیب جرمی نے اپنے والد سے انہوں نے وائل بن حجرؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۳۷، نمبر ۸۳۸، ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۴، نمبر ۲۶۸، نسائی فی التطبیق باب ۳۸، ۹۳، ابن ماجہ فی الاقامۃ نمبر ۲۸۲، دارمی فی الصلاۃ باب ۷۴۔

وحدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ وَائِلًا كَذَا قَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ مِنْ حِفْظِهِ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَقَدْ غَلِطَ وَالصَّوَابُ شَقِيقٌ وَهُوَ أَبُو لَيْثٍ كَذٰلِكَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: ثنا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ عَنْ شَقِيقٍ أَبِي لَيْثٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ وشَقِيقٌ أَبُو لَيْثٍ هٰذَا فَلَا يُعْرَفُ. فَلَمَّا اخْتُلِفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَبْدَأُ بِوَضْعِهِ فِي ذٰلِكَ نَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَكَانَ سَبِيلُ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ: أَنَّ وَائِلًا لَمْ يُخْتَلَفْ عَنْهُ وَإِنَّمَا الِاخْتِلَافُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَا رُوِيَ عَنْهُ لَمَّا تَكَافَأَتِ الرِّوَايَاتُ فِيهِ ارْتَفَعَ وَثَبَتَ مَا رَوَى وَائِلٌ فَهٰذَا حُكْمُ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ فِي ذٰلِكَ. وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَعْضَاءَ الَّتِي أُمِرَ بِالسُّجُودِ عَلَيْهَا هِيَ سَبْعَةُ أَعْضَاءٍ بِذٰلِكَ جَاءَتِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمَا رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ :عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔جب جناب رسول اللہ ﷺ سے واردشدہ روایات میں اختلاف ہے کہ ہاتھوں یا پاؤں میں سے پہلے کس کو رکھا جائے تو ہم نے اس میں تصحیح معانی کی خاطر غور کیا کہ حضرت وائلؓ کی روایت میں اختلاف نہیں۔اختلاف اس روایت میں ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے۔پس تقابل کی وجہ سے روایات کو چھوڑ دیا جائے اور حضرت وائلؓ کی روایت ثابت ہو جائے۔البتہ معانی آثار کی تصحیح اس طرح بھی ممکن ہے۔البتہ غور وفکر کے انداز سے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ سجدہ کے اعضاء سات ہیں۔جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایات وارد ہوئی ہے۔

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُمِرَ الْعَبْدُ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَقَدَمَيْهِ أَيُّهَا لَمْ يَقَعْ فَقَدِ انْتَقَصَ .

ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سے نقل کیا کہ بندے کو سات اعضاء پر سجدے کا حکم دیا گیا ہے چہرہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں قدم ان میں سے جو زمین پر نہ لگ سکا اتنی سجدہ میں کمی آ گئی۔

وَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ عَلٰى سَبْعَةِ آرَابٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جب بندہ سجدہ کرے تو سات اعضاء پر سجدہ کرے پھر اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۲/۱۸۰۔

وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: ثنا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ) .

ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے عباس بن عبدالمطلب سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۵۱، نمبر ۸۹۱، ترمذی فی الصلاة باب ۸۷، نمبر ۲۷۲، نسائی فی التطبیق باب ۴۱، ۴۶، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۹، نمبر ۸۸۵، مسند احمد ۱/۲۰۶، ۲۰۸، مسلم فی الصلاة نمبر ۴۹۱، باختلاف یسیر من اللفظ۔

وَمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ .

ترجمہ : طاؤس نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سات ہڈیوں پر سجدہ کا حکم دیا۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱۳۳، ۱۳۴/۱۳۸، مسلم فی الصلاة ۲۲۷/۲۲۹، ۲۳۰، ترمذی فی المواقیت باب ۸۷، ۲۷۳، نسائی فی التطبیق باب ۴۴، ۵۸، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۹، دارمی فی الصلاة باب ۷۳، مسند احمد ۱/۲۷۹، ۲۸۱/۲۸۶، ۲۹۲/۳۰۵۔

وَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَكَانَتْ هٰذِهِ الْأَعْضَاءُ هِيَ الَّتِي عَلَيْهَا السُّجُودُ. فَنَظَرْنَا كَيْفَ حُكْمُ مَا اتُّفِقَ عَلَيْهِ مِنْهَا لِيُعْلَمَ بِهِ كَيْفَ

حکم ما اختلفوا فِيهِ مِنْهَا فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا سَجَدَ يَبْدَأُ بِوَضْعِ أَحَدِ هٰذَيْنِ إِمَّا رُكْبَتَاهُ وَإِمَّا يَدَاهُ ثُمَّ رَأْسُهُ
مقدمًا ورأيناه إِذَا رَفَعَ بَدَأَ بِرَأْسِهِ فَكَانَ الرَّأْسُ مُقَدَّمًا فِي الرَّفْعِ مُؤَخَّرًا فِي الْوَضْعِ ثُمَّ يُثَنِّي بَعْدَ رَفْعِ
رأسه برفع يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ وَهٰذَا اتِّفَاقٌ مِنْهُمْ جَمِيعًا فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى مَا وَصَفْنَا فِي حُكْمِ الرَّأْسِ إِذَا
كان مُؤَخَّرًا فِي الْوَضْعِ لَمَّا كَانَ مُقَدَّمًا فِي الرَّفْعِ أَنْ يَكُونَ الْيَدَانِ كَذٰلِكَ لَمَّا كَانَتَا مُقَدَّمَتَيْنِ عَلَى
الركبتين فِي الرَّفْعِ أَنْ تَكُونَا مُؤَخَّرَتَيْنِ عَنْهُمَا فِي الْوَضْعِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا رَوَى وَائِلٌ. فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ
وبه نأخذ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى. وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ
عمر وَعَبْدِ اللّٰهِ وَغَيْرِهِمَا .

ترجمہ : عطاء نے ابن عباسؓ اورانہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے کہ پس یہ وہ اعضاء ہیں جن پر سجدے کا دارومدار ہے۔ پس ہم نے غور کیا کہ ان میں متفق علیہ کا حکم کیا ہے تا کہ اختلافی بات کا حکم اس سے جان سکیں۔ چنانچہ غور سے معلوم ہوا کہ مرد سجدے کے وقت گھٹنوں یا ہاتھوں میں سے ایک کو رکھتا ہے۔ اور اپنا سر رکھتا ہے۔ اور اٹھانے کی حالت اس کے برعکس ہے کہ پہلے سر اٹھایا جاتا ہے جو رکھنے میں سب سے آخر میں تھا۔ پھر وہ اپنے ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھاتا ہے۔ اس اٹھنے کی حالت پر سب متفق ہیں۔ پس غور وفکر اس بات کے متقاضی ہیں کہ جس طرح سر رکھنے میں مؤخر اور اٹھانے میں مقدم ہوتا ہے۔ اسی طرح ہاتھ جب گھٹنوں سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں تو رکھنے میں ان سے مؤخر ہونے چاہئیں۔ فلہٰذا اس سے تو حضرت وائلؓ کی روایت والا عمل ثابت ہوگیا۔ قیاس اسی کو چاہتا ہے۔ ہمارے امام ابوحنیفہ، ابویوسف ومحمد کا قول اس کے مطابق ہے۔ اور صحابہ کرام میں سے حضرت عمر ابن مسعودؓ کا قول اس کے موافق ہے۔

كَمَا حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ:
حدثني إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فَقَالَا: حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ فِي صَلَاتِهِ أَنَّهُ خَرَّ بَعْدَ
ركوعه عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخِرُّ الْبَعِيرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ .

ترجمہ : علقمہ واسود کہتے ہیں ہمیں عمرؓ کے متعلق خوب یاد ہے کہ وہ رکوع کے بعد سجدہ میں جاتے ہوئے اپنے گھٹنے اونٹ کی طرح پہلے رکھتے اور پھر ہاتھ۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۶۳۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالَ: انا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَرْطَاةَ،
أخبرهم قَالَ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ حُفِظَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رُكْبَتَيْهِ، كَانَتَا
تقعان إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ يَدَيْهِ .

ترجمہ : ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابن مسعودؓ کی نماز کے متعلق اچھی طرح یاد ہے کہ ان کے گھٹنے سجدہ میں جاتے

ہوئے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پڑتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲٦٤۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مرزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الرَّجُلِ، يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ إِذَا سَجَدَ فَقَالَ: أَوَ يَضَعُ ذٰلِكَ إِلَّا أَحْمَقُ أَوْ مَجْنُونٌ.

ترجمہ : مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے دریافت کیا کہ اس آدمی کا کیا حکم ہے جو سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھتا اور پھر اپنے گھٹنے رکھتا ہے تو وہ کہنے لگے یہ تو کوئی مجنون اور احمق کرتا ہوگا۔ (باقی جن آثار میں وارد ہے وہ بڑھاپے والے لوگ ہیں جو کہ اس حکم سے بڑھاپے کی وجہ سے مستثنٰی ہیں)

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲٦۳۔

تشریح : نماز کے اندر سات اعضاء سے سجدہ کیا جاتا ہے، قدمین، یدین، رکبتین، اور جبہہ، ان میں سے قدمین تو پہلے ہی سے زمین سے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب رہ جاتے ہیں پانچ اعضاء، ان میں سے پیشانی کا سب سے آخر میں سجدے میں رکھنے پر سب کا اتفاق ہے اختلاف یدین اور رکبتین کے رکھنے کے سلسلے میں ہے کہ سجدے میں جاتے وقت یدین پہلے رکھے جائیں یا رکبتین اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالکؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق رکبتین سے پہلے یدین کو زمین پر رکھنا زیادہ افضل اور مسنون ہے۔

دوسرا مذہب: حضرات حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق یدین سے پہلے رکبتین کو زمین پر رکھنا زیادہ افضل اور مسنون ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) حدیث ابن عمرؓ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَجَدَ بَدَأَ بِوَضْعِ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ.

(۲) حديث أبي هريرةؓ : قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلٰكِنْ يَضَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ.

اشکال: اس پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اونٹ بیٹھتے وقت پہلے اپنے ہاتھوں کو رکھتا ہے پھر پیر کو اور اونٹ کے بیٹھنے کی طرح حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے لیکن پھر اسی حدیث کے اگلے ٹکڑے میں یہ کہا گیا ہے کہ پہلے اپنے ہاتھ کو رکھو

پر پیرکو؟ تو اس طرح حدیث کے دونوں ٹکڑوں میں تضاد ہے۔
جواب: یہ ہے کہ اونٹ اور دیگر چوپایوں میں گھٹنے ہاتھ ہی میں ہوتے ہیں اور انسانوں کے گھٹنے پیر میں ہوتے ہیں لہٰذا پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا کیوں کہ اونٹ پہلے گھٹنہ رکھتا ہے تا کہ دونوں میں تضاد رہے کہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنا لازم نہ آئے۔

فریق ثانی کے دلائل:

(۱) حديث أبي هريرةؓ: أن النبيّ ﷺ كان إذا سجد بدأ بركبتيه، قبل يديه، وفي رواية أخرىٰ عنه مرفوعاً قال: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِرُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْفَحْلِ.

ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث گذشتہ والی ان کی روایت کے خلاف ہے۔

(۲) حديث وائل بن حجرؓ: قال: كان رسول الله ﷺ إذا سجد، بدأ بوضع ركبتيه قبل يديه.

سجدے میں پہلے کون سے عضو کو رکھنا ہے ہاتھ کو یا گھٹنے کو؟ اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں ہم نے حدیث وائل بن حجرؓ کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ ان کی روایت میں اختلاف نہیں ہے جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت مختلف ہے؛ اس لیے حدیث ابی ہریرہؓ میں سے وہ روایت راجح قرار پائے گی جو وائل بن حجر کی روایت کے مطابق ہے، اور حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہما سے جو منقول ہے اسی کے مطابق ہے۔

(۱) عَنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فَقَالَا: حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ فِي صَلَاتِهٖ أَنَّهُ خَرَّ بَعْدَ رُكُوعِهٖ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخِرُّ الْبَعِيرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ.

(۲) عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ حُفِظَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رُكْبَتَيْهِ، كَانَتَا تَقَعَانِ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ يَدَيْهِ.

(۳) وَعَنْ مُغِيرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ النخعي عَنِ الرَّجُلِ، يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ إِذَا سَجَدَ فَقَالَ: أَوَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا أَحْمَقُ أَوْ مَجْنُونٌ.

نظر طحاوی: نظر کا بھی تقاضہ ہے کہ پہلے گھٹنے رکھے جائیں پھر ہاتھ وہ اس طرح کہ ہمیں سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے چہرہ، کفین، رکبتین، قدمین، حدیث میں یہی مضمون وارد ہوا ہے جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے۔

ہم نے غور کیا کہ ان ساتوں اعضاء کو اٹھانے اور رکھنے میں کیا ترتیب ہے اٹھانے کے سلسلے میں سب سے پہلے سر اٹھایا جاتا ہے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو پھر اپنے پیر کو اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اعضاء سب سے آخر میں رکھے جاتے ہیں وہ سب سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں، جیسا کہ پیشانی سب سے آخر میں رکھی جاتی ہے اور

سب سے پہلے اٹھائی جاتی ہے، اسی طرح یدین اور رکبتین میں ترتیب ہونی چاہئے کہ یدین بالاتفاق رکبتین سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں لہٰذا رکھنے میں رکبتین کے بعد رکھنا ہوگا۔

﴿باب وضع اليدين في السجود أين ينبغي أن يكون ؟﴾

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا فَقَالُوا: الَّذِي يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّي أَنْ يَجْعَلَ يَدَيْهِ فِي سُجُودِهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: بَلْ يَجْعَلُ يَدَيْهِ فِي سُجُودِهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : عباس بن سہل روایت کرتے ہیں کہ ابوحمید اور ابو اسید اور سہل بن سعد جمع ہوئے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید کہنے لگے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جماتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ نمازی کو چاہیے کہ وہ سجدے میں اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر رکھے۔ مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا سجدے میں اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھے۔ اور ان کی دلیل یہ روایات ہیں۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۰، باب ۱۷۷، نمبر ۹۶۳، ترمذی فی الصلاة باب ۱۱۰، نمبر ۳۰۴، نسائی فی السهو باب ۲۹، بیهقی فی السنن الکبریٰ ۱۱۶،۷۳/۲،۲۶/۲، مصنف ابن ابی شیبه ۲۳۵/۱۔

بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ كَانَتْ يَدَاهُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ .

ترجمہ : عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وائل بن حجرؓ نے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے دونوں ہاتھ آپ کے کانوں کے برابر ہوتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۱۵، ۷۲۶، نسائی فی التطبیق باب ۴۹، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۵، نمبر ۸۶۷۔

وَبِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي فَحَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ

...عن أبي وائل بن حجر قال: صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكان إذا ...وضع وجهه بين كفيه.

ترجمہ: عبدالجبار بن وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اپنے والد کی نماز کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا تھا مجھے وائل بن ...نے اپنے والد وائل بن حجرؓ سے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی جب آپ سجدہ ...تے اپنا چہرہ اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۷۲۳۔

...ربما حدثنا أحمد بن داود بن موسى قال: ثنا سهل بن عثمان قال: ثنا حفص بن غياث، عن ...حجاج عن أبي إسحاق، عن البراء قال: سألته أين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع ...جبهته إذا صلى؟ قال: بين كفيه فكان كل من ذهب في الرفع في افتتاح الصلاة إلى المنكبين ...يجعل وضع اليدين في السجود حيال المنكبين أيضا وكل من ذهب في الرفع في افتتاح الصلاة ...إلى الأذنين يجعل وضع اليدين في السجود حيال الأذنين أيضا. وقد ثبت فيما تقدم من هذا ...الباب تصحيح قول من ذهب في الرفع في افتتاح الصلاة إلى حيال الأذنين فثبت بذلك أيضا ...قول من ذهب في وضع اليدين في السجود حيال الأذنين أيضا، وهو قول أبي حنيفة، وأبي يوسف ...ومحمد رحمهم الله.

ترجمہ: ابواسحاق نے براءؓ سے نقل کیا کہ میں نے خود ان سے سوال کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ...وقت سجدہ میں پیشانی کہاں رکھتے تو انہوں نے جواب دیا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے مابین۔ پس جو لوگ نماز کے شروع ...میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے کے قائل ہیں انہی کا قول یہ ہے سجدے میں بھی ہاتھ کندھوں کے برابر رکھے جائیں ...گے اور جو ابتداء نماز میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے کا حکم دیتے ہیں وہ سجدے میں بھی ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنے ...کو اختیار کرنے والے ہیں۔ اور کتاب الصلوۃ میں کانوں کو ہاتھوں تک اٹھانے والا موقف ثابت کیا جا چکا ہے۔ اس ...سے سجدہ میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنے کا موقف خود ثابت ہو گیا۔ یہی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمدؒ کا قول ہے۔

تخریج: ترمذی فی الصلاۃ باب ۸۷، ۲۷۱۔

تشریح: اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو ...کہاں پر رکھنا بہتر اور مسنون ہے اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو سجدے کی حالت میں مونڈھوں کے برابر رکھنا مسنون ہے۔

دوسرا مذہب: حضرات حنفیہ کے نزدیک سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر رکھنا مسنون ہے۔

فریق اول کی دلیل:

(۱) عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سعْدٍ، فذكروا صلاة رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ كَانَتْ يَدَاهُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ وفی روایة اخریٰ عنه قال صلیت خلف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فکان اذاسجد وضع وجهه بین کفیه.

(۲) حديث البراء ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُهُ أَيْنَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ جَبْهَتَهُ إِذَا صَلَّى؟ قَالَ: بَيْنَ كَفَّيْهِ .

ان دونوں روایتوں کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے درمیان رکھنا مسنون ہے۔

آگے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کا مسلک بوقت تحریمہ دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں تک اٹھانے کا ہے ان کے نزدیک سجدے کی حالت میں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر رکھنا مسنون ہے، اور جن لوگوں کے نزدیک بوقت تحریمہ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا مسنون ہے ان لوگوں کے نزدیک سجدے کی حالت میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنا مسنون ہے۔

﴿باب صفة الجلوس في الصلاة كيف هو؟﴾

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى وَرِكِهِ الْيُسْرَى وَلَمْ يَجْلِسْ عَلَى قَدَمَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَرَانِي هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ

عبد اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

ترجمہ : یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے ہمیں تشہد میں بیٹھنا دکھایا پس انہوں نے دایاں پاؤں کھڑا کیا اور بایاں موڑ کر دوہرا کیا اور اپنی بائیں سرین کو زمین پر ٹیک کر بیٹھ گئے اور دونوں قدموں کے زور پر نہ بیٹھے پھر کہنے لگے یہ کیفیت مجھے عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے کر کے دکھلائی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میرے والد عبداللہ اسی طرح کرتے تھے۔

تخریج : ابو داؤد فی الصلاة باب ۱۷۶، نمبر ۹۶۱۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ: فَفَعَلْتُهُ يَوْمَئِذٍ وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ: إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْقُعُودَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا أَنْ يَنْصِبَ الرَّجُلُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَيَثْنِيَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدَ بِالْأَرْضِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا وَصَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِهِ مِنَ الْقُعُودِ وَبِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ إِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ، قَالُوا: وَالسُّنَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ وَقَالُوا: أَمَّا الْقُعُودُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ فَكَمَا ذَكَرْتُمْ وَأَمَّا الْقُعُودُ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ مِنْهَا فَعَلَى الرِّجْلِ الْيُسْرٰى وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عَلَيْهِمُ الْفَرِيقُ الْأَوَّلُ أَنَّ قَوْلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ سُنَّةَ الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مَا فِي الْحَدِيثِ لَا يَدُلُّ ذٰلِكَ أَنَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ رَأَى ذٰلِكَ أَوْ أَخَذَهُ مِمَّنْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لَمَّا سَأَلَهُ رَبِيعَةُ، عَنْ أُرُوشِ أَصَابِعِ الْمَرْأَةِ إِنَّهَا السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي وَلَمْ يَكُنْ مَخْرَجُ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَمَّى سَعِيدٌ قَوْلَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سُنَّةً فَكَذٰلِكَ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمَّى مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا سُنَّةً وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِي ذٰلِكَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ. وَفِي ذٰلِكَ حُجَّةٌ أُخْرَى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَرَى الْقَاسِمَ الْجُلُوسَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى مَا فِي حَدِيثِهِ وَذَكَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ لَمَّا قَالَ لَهُ: فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِي فَكَانَ مَعْنَى ذٰلِكَ أَنَّهُمَا لَوْ حَمَلَتَانِي قَعَدْتُ عَلَى إِحْدَاهُمَا وَأَقَمْتُ الْأُخْرٰى، لِأَنَّ ذِكْرَهُ لَهُمَا لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ إِحْدَاهُمَا تُسْتَعْمَلُ دُونَ الْأُخْرٰى

وَلٰكِنْ تُسْتَعْمَلَانِ جَمِيعًا، فَيَقْعُدُ عَلٰى إِحْدَاهُمَا وَيَنْصِبُ الْأُخْرٰى، فَهٰذَا خِلَافُ مَا فِي حَدِيثِ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ. وَقَدْ رَوٰى أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ مَا .

ترجمه : عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد عبداللہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں جب تشہد کے لیے بیٹھتے ہیں تو چوکڑی مار کر بیٹھتے ہیں میں نوعمر تھا میں نے ان کو دیکھ کر ایسا ہی کیا تو (نماز سے فارغ ہوکر) مجھے منع فرمایا اور کہنے لگے نماز میں تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں دوہرا کردو میں نے کہا آپ ایسا کیوں نہیں کرتے تو فرمانے لگے میرے پاؤں میرے جسم کے بوجھ کو اٹھا نہیں سکتے۔ امام طحاویؒ کہتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کا خیال یہ ہے کہ تمام نماز میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں کو دوہرا کر کے زمین پر بچھا کر بیٹھے اور ان کی دلیل اس سلسلہ میں یحییٰ بن سعید کا نماز کے متعلق بیان اور ابن عمرؓ کا عبدالرحمٰن بن قاسم والی روایت میں یہ قول ''ان ذلك سنة الصلاة'' ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سنت تو صرف عمل رسول اللہ ﷺ ہوتی ہے۔ مگر دوسرے علماء نے کہا نماز میں بیٹھنے کا آخر میں طریقہ تو وہی ہے جو تم نے بیان کیا۔ مگر اول قعدہ میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہیے۔ انہوں نے بھی اپنا مستدل اسی روایت کو قرار دیا۔ جو پہلے فریق کی دلیل ہے۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ کا قول ''ان ذلك سنة الصلاة'' ہے۔ پس سنت کا لفظ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے بعد والوں کو اس طرح کرتے دیکھا یا ان سے معلوم کیا ہو۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين ......'' (الحدیث)۔ تو خلفاء کی سنت کو بھی سنت کہا گیا ہے۔ اسی طرح ابن مسیبؒ سے ربیعہ نے عورت کی انگلیوں کی دیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے! یہ سنت ہے۔ حالانکہ وہ زید بن ثابتؓ کا قول تھا۔ تو سعید نے حضرت زیدؓ کے قول کو سنت فرمایا۔ پس اسی طرح اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ ابن عمرؓ نے بھی اس قسم کی بات کو سنت فرمایا۔ اگرچہ ان کے ہاں اس سلسلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی مروی نہ ہو۔ اس سلسلے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے قاسم کو نماز کے اندر بیٹھنے کے متعلق بتلایا جیسا کہ ان کی روایت میں ہے۔ عبداللہ نے اپنے والد ابن عمرؓ کو کہا کہ آپ تو الٹی پالتی مار کر بیٹھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا میرے پاؤں میرا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ بوجھ برداشت کرتے تو میں ایک پاؤں پر بیٹھتا کیونکہ ان کا دونوں پاؤں کے متعلق ذکر نہ کرنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ان میں سے ایک استعمال کیا جائے اور دوسرا استعمال نہ کیا جائے بلکہ دونوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک پر بیٹھے اور دوسرے کو کھڑا کر لے۔ یہ یحییٰ بن سعید والی روایت کے خلاف ہے، اور حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس طرح ذکر کیا ہے۔

قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ

عمرو بن عطاء قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: (أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبَعَةً وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، فَقَالَ: بَلٰى، قَالُوا: فَاعْرِضْ فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجِلْسَةِ الْأُولَى يَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي يَكُونُ فِي آخِرِهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ قَالَ فَقَالُوا جَمِيعًا :صَدَقْتَ)

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے اس وقت یہ بات سنی جبکہ وہ دس اصحاب رسول اللہ ﷺ میں تشریف فرما تھے ان اصحاب عشرہ میں ابوقتادہؓ بھی تھے ابوحمید ان کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں انہوں نے کہا کیوں۔ اللہ کی قسم تم آپ کی اتباع میں ہم سے آگے بڑھنے والے نہیں اور صحبت رسول ﷺ میں بھی ہم سے مقدم نہیں انہوں نے کہا کیوں نہیں وہ ابوحمید سے کہنے لگے بہر طور جو کچھ ہے تم تو حضور کریم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرو۔ (محبوب کے اعمال میں محبوب کی خوشبو رچی بسی ہے) ابوحمید کہنے لگے جلسہ اولیٰ (قعدہ اولیٰ) میں آپ اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے جب آپ قعدہ اخیرہ کرتے تو بائیں پاؤں کو مؤخر کرتے اور زمین پر اپنی سرین کے سہارے سے بائیں طرف بیٹھ جاتے تو اس پر تمام نے کہا تم نے سچ کہا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۰، باب ۱۷۷، نمبر ۹۶۳، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۰، نمبر ۳۰۴، نسائی فی السہو باب ۲۹، بیہقی فی السنن الکبری ۱۱۶،۷۳/۲،۲۶/۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۵/۱۔

وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: ثنا عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ح قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ .

ترجمہ : محمد بن عمرو بن حلحلہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے دوسری سند عبدالکریم بن حارث نے محمد بن عمرو بن عطاء سے اور انہوں نے ابوحمیدؓ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے صرف ''فقالوا جمیعا صدقت'' کے الفاظ نقل نہیں کئے۔

حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَخْلَدٍ قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ

فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَهٰذَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ. وَقَدْ خَالَفَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا آخَرُونَ فَقَالُوا: الْقُعُودُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا سَوَاءٌ عَلٰى مِثْلِ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ فِي قَوْلِ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ يَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَيَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : عبدالسلام بن حفص نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ یہ اس کے موافق ہے جو پہلے قول والوں نے اختیار کیا اور لوگوں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ نماز میں پہلے قعدہ اسی طرح ہے جیسا دوسرے قول والوں نے کہا ہے کہ اپنے دائیں کو کھڑا کرلے اور بائیں کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے۔ان کی دلیل یہ روایت ہے۔

بِمَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَرَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَا: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: (صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: لَأَحْفَظَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَلَمَّا قَعَدَ لِلتَّشَهُّدِ فَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ عَقَدَ أَصَابِعَهُ وَجَعَلَ حَلْقَةَ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو بِالْأُخْرٰى) .

ترجمه : عاصم بن کلیب جرمی نے اپنے والد سے انہوں نے وائل بن حجر حضرمیؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی اور میں نے عزم کیا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب یاد کروں گا کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے تشہد کے لیے قعدہ کیا تو بائیں پاؤں کو بچھایا پھر اس پر بیٹھ گئے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اپنی انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا کر عقد کیا اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا اور سبابہ سے دعا کا اشارہ کرنے لگے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۵، نمبر ۷۲۶، نسائی فی التطبیق باب ۴۹، ابن ماجه فی الاقامة باب ۱۵، نمبر ۸۶۷۔

حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ قَالَ: ثنا خَالِدٌ، عَنْ عَاصِمٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ. وَفِي قَوْلِ وَائِلٍ، ثُمَّ عَقَدَ أَصَابِعَهُ يَدْعُو دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَضَادَّ هٰذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ فَنَظَرْنَا فِي صِحَّةِ مَجِيئِهِمَا وَاسْتِقَامَةِ أَسَانِيدِهِمَا .

ترجمه : خالد نے عاصم سے پھر انہوں نے اپنی اسناد سے روایت بیان کی ہے۔

فإذا فهدٌ ويحيى بنُ عثمانَ قد حدَّثانا قالا: ثنا عبدُ اللهِ بنُ صالحٍ، قالَ: ثنا يحيى وسعيدُ بنُ أبي مريمَ، قالا: حدَّثنا عطَّافُ بنُ خالدٍ قالَ: حدَّثنا محمَّدُ بنُ عمرِو بنِ عطاءٍ، قالَ: حدَّثني رجلٌ أنّه وجدَ عشرةً مِنْ أصحابِ النَّبيِّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ جلوسًا فذكَرَ نحوَ حديثِ أبي عاصمٍ سواءً قالَ أبو جعفرٍ: فقدْ فسدَ بما ذكرْنا حديثُ أبي حُميدٍ؛ لأنّهُ صارَ، عنْ محمَّدِ بنِ عمرٍو، عنْ رجلٍ، وأهلُ الإسنادِ لا يحتجُّونَ بمثلِ هذا فإنْ ذكرُوا في ذلكَ ضعفَ العطَّافِ بنِ خالدٍ قيلَ لهُمْ: وأنتمْ إنّما تُضعِّفونَ عبدَ الحميدِ أكثرَ مِنْ تضعيفِكُمْ للعطَّافِ مع أنّكُمْ لا تطرحونَ حديثَ العطَّافِ كلَّهُ إنّما تزعمونَ أنَّ حديثَهُ في القديمِ صحيحٌ كلُّهُ وأنَّ حديثَهُ بآخرِهِ قدْ دخلَهُ شيءٌ. هكذا قالَ يحيى بنُ معينٍ في كتابِهِ، فأبو صالحٍ سماعُهُ مِنَ العطَّافِ قديمٌ جدًّا فقدْ دخلَ ذلكَ فيما صحَّحَهُ يحيى مِنْ حديثِهِ معَ أنَّ محمَّدَ بنَ عمرِو بنِ عطاءٍ لا يحتمِلُ مثلَ هذا، وليسَ أحدٌ يجعلُ هذا الحديثَ سماعًا لمحمَّدِ بنِ عمرٍو مِنْ أبي حُميدٍ إلَّا عبدَ الحميدِ وهوَ عندَكُمْ أضعفُ ولكنَّ الَّذي روَى حديثَ أبي حُميدٍ ووصلَهُ لمْ يفصِّلْ حُكمَ الجلوسِ كما فصَّلَهُ عبدُ الحميدِ.

ترجمہ: عطاف بن خالد کہتے ہیں ہمیں محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا اور کہا مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اس نے دس اصحاب نبی ﷺ کو بیٹھے ہوئے پایا پھر انہوں نے بالکل ابو عاصم جیسی روایت نقل کی ہے۔ امام طحاویؒ کہتے ہیں ہم نے جو روایت ذکر کی ہیں اس سے ابوحمید والی روایت فاسد ہوگئی۔ کیونکہ محمد بن عمرو کے بعد ایک مجہول آدمی ہے اور محدثین اس روایات کو قابل حجت قرار نہیں دیتے، اگر بالفرض وہ عطاف بن خالد کے متعلق کہیں کہ ضعیف ہے تو ہم کہیں گے کہ تم عبدالحمید کو عطاف سے بڑھ کر ضعیف قرار دیتے ہو مگر اس کی تمام روایات کو نہیں چھوڑتے۔ بلکہ تمہارا خیال یہ ہے کہ اس کی تمام قدیم روایات تو درست ہیں اور اس کی آخری دور والی روایات میں کچھ کمزوری آ چکی ہے۔ یہ بات یحییٰ بن معینؒ نے اپنی کتب میں کہی ہے۔ اور ابوصالح نے عطاف سے ابتدائی زمانہ میں حدیث سماعت کی ہے۔ یہ ان روایات میں داخل ہوگئی جن کو یحییٰ بن معینؒ نے صحیح قرار دیا حالانکہ محمد بن عمرو کی عمر اس بات کا احتمال بھی نہیں رکھتی اور کسی نے اس روایت میں محمد بن عمرو کا ابوحمید سے سماع عبدالحمد کے سوا ثابت نہیں کیا اور وہ تمہارے ہاں ضعیف ترین رواۃ سے ہیں۔ مگر جس نے ابوحمید کی حدیث متصل روایت کی ہے اس نے بیٹھنے کا حکم اس قدر تفصیل سے بیان نہیں کیا جس قدر عبدالحمید نے بیان کیا ہے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶، نمبر ۷۳۰، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۰، نمبر ۳۰۴، نسائی فی السہو باب ۲۹۔

حدَّثنا نصرُ بنُ عمَّارٍ البغداديُّ قالَ: ثنا عليُّ بنُ إشكابَ قالَ: حدَّثني أبو بدرٍ شُجاعُ بنُ

الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا أَبُو خَيْثمة، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ عَنْ عَيَّاشٍ أَوْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ وَكَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ (أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا الصَّلَاةَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ. فَقَالُوا: وَكَيْفَ؟ فَقَالَ: اتَّبَعْتُ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: فَأَرِنَا، قَالَ: فَقَامَ يُصَلِّي وَهُمْ يَنْظُرُونَ فَبَدَأَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوَ الْمَنْكِبَيْنِ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ أَيْضًا، ثُمَّ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلَا مُصَوِّبَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ، فَلَمْ يَتَوَرَّكْ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى وَكَبَّرَ كَذٰلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ، حَتّٰى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَسَلَّمَ عَنْ شِمَالِهِ أَيْضًا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ).

ترجمه : محمد بن عمرو بن عطاء نے بنی مالک کے کسی آدمی سے اس نے عیاش یا عباس بن سہل ساعدی سے بیان کیا کہ ایک مجلس میں تھا جس میں میرے والد بھی موجود تھے میرے والد خود صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں اور اس مجلس میں ابوہریرہ، ابواسید، ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہم انصار میں سے تھے انہوں نے باہمی نماز کا مذاکرہ کیا تو ابوحمید نے کہا میں تم میں سب سے بڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جاننے والا ہوں انہوں نے کہا یہ کیسے؟ تو وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی ہے انہوں نے کہا ہمیں دکھلاؤ چنانچہ ابوحمید کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور وہ تمام دیکھ رہے تھے انہوں نے نماز کی ابتداء میں کندھوں کے برابر ہاتھوں کو بلند کیا پھر رکوع کی تکبیر کہی اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا پھر اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کی مضبوطی سے تھام لیا سر کو نہ تو کمر سے بلند کرنے والے اور نہ نیچے جھکانے والے تھے (بلکہ برابر رکھنے والے تھے) پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سمع الله لمن حمده اللهم ربنا ولك الحمد کہا پھر رفع یدین کیا پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے اور سجدہ میں اپنی ہتھیلیوں کے سہارے دونوں گھٹنوں اور پاؤں کو کھڑا رکھا پھر تکبیر کہی اور جلسہ کیا اور ایک پاؤں کو کھڑا رکھا جبکہ دوسرے سے تورک کیا پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا اور تکبیر کہہ کر قیام کے لیے اٹھ گئے اور تورک نہ کیا۔ پھر دوسری رکعت کی قراءت پوری کر کے رکوع کیا اور اسی طرح تکبیر کہی پھر دو رکعت کے بعد بیٹھے جب قیام کے لئے اٹھنے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پھر دو رکعت مکمل کر کے دائیں

بائیں سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱۶ ، نمبر ۷۳۰، بیهقی ۱٤٦/۲ ، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۱٦ ، نمبر ۷۲۰، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۱۰ ، نمبر ۳۰٤ ، نسائی فی السهو باب ۲۹۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: ثنا عَلِيٌّ قَالَ: ثنا أَبُو بَدْرٍ قَالَ: ثنا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى هٰذَا الْحَدِيثَ هٰكَذَا، أَوْ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ عِيسٰى أَنَّ مِمَّا حَدَّثَهُ أَيْضًا فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَيَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ يُشِيرَ فِي الدُّعَاءِ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمه : حسن بن حر کہتے ہیں عیسیٰ نے اس روایت کو اسی طرح بیان کیا یا اس جیسا بیان کیا اور عیسیٰ کی حدیث ان لوگوں سے ہے جن کو اس نے بیان کیا اس حدیث میں تشہد میں بیٹھنے کا اس طرح تذکرہ ہے کہ اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا جائے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا جائے پھر دعا میں ایک انگلی سے اشارہ کرے۔

تخریج : بیهقی ۱٤٦/۲ -

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا الْقُعُودَ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ عَبْدُ الْحَمِيدِ فِي حَدِيثِهِ فِي الْمَرَّةِ الْأُولٰى وَلَمْ يَذْكُرْ غَيْرَ ذٰلِكَ.

ترجمه : عباس بن سہل کہتے ہیں کو ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اکٹھے بیٹھے تھے انہوں نے باہمی جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا اور انہوں نے اپنی روایت میں عبدالحمید کے بیان کے مطابق قعدہ اولیٰ کا تذکرہ کیا ہے اور کسی چیز کا تذکرہ اس میں موجود نہیں۔

تخریج : ابوداؤد ۱۰٦/۱ -

حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: ثنا عُتْبَةُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ عِيسٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَدَوِيِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالُوا: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: رَقَبْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ حَتّٰى حَفِظْتُ صَلَاتَهُ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ، وَلَا مُفْتَرِشٍ ذِرَاعَيْهِ

فَإِذَا قَعَدَ لِلتَّشَهُّدِ، أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى عَلٰى صَدْرِهَا وَيَتَشَهَّدُ) فَهٰذَا أَصْلُ حَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْقُعُودِ إِلَّا عَلٰى مِثْلِ مَا فِي حَدِيثِ وَائِلٍ وَالَّذِي رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، فَغَيْرُ مَعْرُوفٍ وَلَا مُتَّصِلٍ عِنْدَنَا عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ ؛ لِأَنَّ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ حَضَرَ أَبَا حُمَيْدٍ وَأَبَا قَتَادَةَ، وَوَفَاةُ أَبِي قَتَادَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِدَهْرٍ طَوِيلٍ؛ لِأَنَّهُ قُتِلَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَيْنَ سِنُّ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ مِنْ هٰذَا. فَلَمَّا كَانَ الْمُتَّصِلُ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ مُوَافِقًا لِمَا رَوٰى وَائِلٌ، ثَبَتَ الْقَوْلُ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَجُزْ خِلَافُهُ مَعَ مَا شَدَّهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْقُعُودَ الْأَوَّلَ فِي الصَّلَاةِ وَفِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، هُوَ أَنْ يَفْتَرِشَ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدَ عَلَيْهَا. ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي الْقُعُودِ الْأَخِيرِ، فَلَمْ يَخْلُ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ، أَنْ يَكُونَ سُنَّةً أَوْ فَرِيضَةً. فَإِنْ كَانَ سُنَّةً، فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ، وَإِنْ كَانَ فَرِيضَةً، فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْقُعُودِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا رَوٰى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ. وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ أَيْضًا: إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ : عیسیٰ بن عبدالرحمٰن عدوی نے عباس بن سہل سے انہوں نے ابوحمید ساعدیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں انہوں نے کہا یہ کیسے؟ تو وہ کہنے لگے کہ میں نے خوب جانچ کر دیکھا یہاں تک کہ میں نے آپ کی نماز کو خوب محفوظ کرلیا ابوحمید کہنے لگے جب جناب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے اٹھتے تو تکبیر کہے اور اپنے ہاتھوں کو چہرے کے برابر اٹھاتے پھر جب رکوع کی تکبیر کہتے تو دوبارہ اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ربنا ولک الحمد کہتے جب سجدہ کرتے تو اپنی رانوں کو پیٹ سے الگ رکھتے اس کا بوجھ کسی ران پر نہ ڈالتے اور اپنے دونوں بازوؤں کو زمین پر نہ بچھاتے جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو لٹائے اور دائیں پاؤں کو ٹھیک وسیدھا اور تشہد پڑھتے۔

یہ ابوحمید کی روایت کی اصل ہے اور اسمیں بھی بیٹھنے کا تذکرہ اسی انداز سے ہے جیسا حضرت وائلؓ کی روایت میں ہے اور وہ جس کو ابوحمید سے محمد بن عمرو نے بیان کیا وہ نہ تو معروف ہے اور نہ متصل ہے کیونکہ اس روایت میں یہ ہے کہ وہ خود ابوحمید اور ابوقتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا حالانکہ ابوقتادہ کی وفات تو اس سے عرصہ پہلے ہو چکی تھی کیونکہ وہ حضرت علی کے ساتھ لڑائی میں شریک ہو کر شہید ہوئے اور حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی، محمد بن عمرو کی عمر ہی اس وقت کیا تھی کہ وہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابوحمید کی متصل روایت وائل کی روایت کے موافق ہے۔ پس اسی کو اختیار کرنا ضروری ہے اس کی مخالفت درست نہیں جبکہ نظر و فکر کے لحاظ سے بھی اسی کی پختگی ثابت ہوتی ہے وہ اس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں نماز میں پہلا قاعدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا بھی پایا جاتا ہے اور وہ اسی طرح ہے کہ بائیں

پاؤں کو بچھا کر اسی پر بیٹھتے ہیں صرف آخری قعدہ میں اختلاف ہے۔تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں یا وہ سنت ہے یا فرض،
اگر وہ سنت ہے تو اس کا حکم پہلے قعدہ کی طرح اور اگر وہ فرض ہے تو اس کا حکم دونوں سجدوں کے درمیان والے قعدہ کی
طرح ہے۔پس اس سے وائل ابن حجر والی روایت میں جو مذکور ہے وہ ثابت ہو گیا اور وہی امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور
محمد کا قول ہے اور ابراہیم نخعیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ملاحظہ ہو

كَمَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَفْرِشَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسَ عَلَيْهَا .

ترجمہ : مغیرہ نے ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا کہ وہ اس کو مستحب و مستحسن قرار دیتے تھے کہ آدمی جب نماز میں بیٹھے تو
بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے (گویا تورک نہ کرے)۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱/۲۵٤ ۔

تشریح : نماز میں تشہد یعنی قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ، اور جلسہ بین السجدتین میں بیٹھنے کی کیا کیفیت ہے اس
سلسلے کے تحت یہ باب لایا گیا ہے اس سلسلے میں تین مذاہب ہیں۔

مذہب۔۱: امام مالکؒ کے نزدیک قعدۂ اولیٰ، قعدۂ اخیرہ اور جلسہ بین السجدتین میں سے ہر ایک میں تورک مسنون ہے،
یعنی دائیں پیر کو کھڑا کر کے بائیں پیر کو بچھا کر زمین پر بیٹھنا۔

مذہب۔۲: امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قعدۂ اخیر میں تورک مسنون ہے، اور قعدۂ اولیٰ اور جلسہ میں دائیں پیر کو
کھڑا کر کے بائیں پیر کو بچھا کر اسی پر بیٹھنا مسنون ہے۔

مذہب۔۳: حضرات حنفیہ کے نزدیک قعدۂ اولیٰ، قعدۂ اخیرہ، اور جلسہ بین السجدتین میں سے ہر ایک میں دائیں پیر کو
کھڑا کر کے بائیں پیر کو بچھا کر اسی پر بیٹھنا مسنون ہے۔

﴿دلائل﴾

فریق اول کی دلیل:

(۱) اسند عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى وَرِكِهِ الْيُسْرَى وَلَمْ يَجْلِسْ عَلَى قَدَمَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَرَانِي هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

(۲) وعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ، كَانَ

يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ: فَفَعَلْتُهُ يَوْمَئِذٍ وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ: إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِيَ الْيُسْرَى فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي .

فریق ثانی کی دلیل:

اسنده عن مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبَعَةً وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، فَقَالَ: بَلٰى، قَالُوا: فَاعْرِضْ فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجِلْسَةِ الْأُولٰى يَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي يَكُونُ فِي آخِرِهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ قَالَ فَقَالُوا جَمِيعًا :صَدَقْتَ .

فریق اول کی دلیل کا جواب:

(۱) ابن عمرؓ کی روایت میں جو سنت کا لفظ آیا ہے وہاں سنت سے مراد یا تو خود حضرت ابن عمرؓ کی اپنی رائے یا خلفائے راشدین میں سے کسی کا عمل ہے سنتِ رسول ہونا ضروری نہیں، اس لیے کہ حضور ﷺ نے صحابہ اور خلفائے راشدین کے عمل کو بھی سنت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسے کہ آپ ﷺ کا قول ہے"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین" نیز امام ربیعہ الرائیؒ کے سوال کے جواب میں سعید بن مسیبؒ نے زید بن ثابتؓ کے قول کو سنت سے تعبیر کیا، لہٰذا حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے حضور ﷺ کا تورک کرنا ثابت نہیں ہوسکتا۔

(۲) ابن عمرؓ کا یہ کہنا کہ میں تربع کر کے اس لیے بیٹھا ہوں کہ میرے دونوں پاؤں میں طاقت نہیں ہے مجھے اٹھانے کی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں اٹھا پاتے تو دونوں پیروں کو استعمال کرتے اور دونوں پیروں کے استعمال کی صورت یہی ہے کہ داہنے پیر کو کھڑا کر کے بائیں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں۔ لہٰذا ابن عمرؓ کے قول کے سیاق وسباق سے فریق اول کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔

فریق ثالث کے دلائل:

(۱) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: لَأَحْفَظَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَلَمَّا قَعَدَ لِلتَّشَهُّدِ فَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ عَقَدَ أَصَابِعَهُ وَجَعَلَ

حلقة الإبهام والوسطى ثم جعل يدعو بالأخرى .

(۲) وأسند ذلك عن عيسى بن عبد الرحمن العدوي، عن العباس بن سهل الساعدي، عن أبي حميد الساعدي أنه كان يقول لأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم. قالوا: من أين؟ قال: رقبت ذلك منه حتى حفظت صلاته. وفيه : قال : فإذا قعد للتشهد، أضجع رجله اليسرى ونصب اليمنى على صدرها ويتشهد .

فریق ثانی کی دلیل کا جواب:

ابوحمید ساعدی کی جس روایت سے فریق ثانی نے استدلال کیا ہے اس میں تین ضعف کے اسباب موجود ہیں۔

(۱) عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ راوی ہیں۔

(۲) محمد بن عمرو بن العطاء کا سماع ابوحمید ساعدی سے نہیں ہے۔

(۳) محمد بن عمرو بن عطاء اور ابوحمید ساعدی کے بیچ میں ایک مجہول راوی ہے جو عطاف بن خالد مخزومی کی روایت سے ثابت ہے۔ لہٰذا ان اسباب ضعف کی بنا پر حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی روایت سے استدلال درست نہیں۔

نظر طحاوی: جلسہ بین السجدتین سب کے نزدیک فرض ہے اور قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور ان دونوں صورتوں میں مخالف کے یہاں بھی تورک نہیں ہے بلکہ افتراش کا حکم ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے ہیں۔ اب قعدہ اخیرہ کس کے مشابہ ہے؟ اگر قعدۂ اولیٰ کے مشابہ ہے تب بھی افتراش ہی ہے اور اگر فرض ہے اور جلسہ بین السجدتین کے مشابہ ہے تب بھی افتراش کا حکم ہے۔

﴿باب التشهد في الصلاة كيف هو؟﴾

حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال: ثنا عبد الله بن وهب قال: أخبرني عمرو بن الحارث، ومالك بن أنس أن ابن شهاب حدثهما، عن عروة بن الزبير، عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنه سمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه يعلم الناس التشهد على المنبر وهو يقول: قولوا: التحيات لله الزاكيات لله، الصلوات لله، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

ترجمه : عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے سنا وہ منبر پر لوگوں کو تشہد کی تعلیم دے رہے اور کہہ رہے تھے تم اس طرح کہو! التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تمام بدنی مالی اور زبانی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اے نبی ﷺ تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تخریج :۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۹۳۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: كَيْفَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَتَشَهَّدُ، قَالَ: كَانَ يَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، وَالزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ فَيَقُوْلُ: شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ .

ترجمہ : ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے کہا ابن عمرؓ تشہد کیسے پڑھتے تھے تو اس نے کہا وہ اس طرح پڑھتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، وَالزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ پھر شہادتین اس طرح پڑھتے تھے: شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

تخریج : موطا امام مالک فی الصلاۃ نمبر ۵۴۔

وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھے تو اس طرح کہے پھر تشہد عمری کی طرح نقل کیا۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَفَهْدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ وَتُشِيْرُ بِيَدِهَا، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ، وَقَالُوا: هٰكَذَا التَّشَهُّدُ فِي الصَّلَاةِ، لِأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ عَلَّمَ ذٰلِكَ النَّاسَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَضْرَةِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ. وَخَالَفَهُمْ، فِي ذٰلِكَ

آخَرُونَ فَقَالُوا: لَوْ وَجَبَ مَا ذَكَرْتُمُوهُ عِنْدَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذًا لَمَا خَالَفَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ فَقَدْ خَالَفُوهُ فِيهِ وَعَمِلُوا بِخِلَافِهِ. وَرَوَى أَكْثَرُهُمْ ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمِمَّنْ خَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے قاسم سے انہوں نے نقل کیا کہ عائشہ صدیقہؓ ہمیں تشہد سکھاتیں اور اپنے ہاتھ سے اس کا اشارہ بتلاتی تھیں پھر اس طرح کا تشہد نقل کیا۔ بعض علماء کا رجحان ان روایات کی طرف گیا اور انہوں نے کہا کہ تشہد اسی طرح ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے ممبر پر انصار و مہاجرین کی موجودگی میں سکھایا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا مگر دوسرے علماء نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک اگر یہی لازم ہوتا جیسا تم کہہ رہے ہو تو پھر کوئی صحابی ان کی مخالفت نہ کرتا حالاں کہ کئی حضرات نے ان کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کے خلاف عمل کیا اور ان کی اکثریت نے وہ تشہد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نقل کیا، ان کی مخالفت کرنے والوں میں ابن مسعودؓ بھی ہیں، انہوں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد نقل کیا ہے جو یہ مذکور ہے۔

تخریج : موطا مالك في الصلاة نمبر ٥٦ ، مصنف ابن ابی شیبه ١ / ٢٩٣ ـ

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، وَوَهْبٌ، وَأَبُو عَامِرٍ قَالُوا: ثنا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ).

ترجمہ : ابووائل نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ ہم جب نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے السلام علی اللہ السلام علی جبرائیل علی میکائیل۔ (جب آپ نے یہ سنا) تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس طرح نہ کہو السلام علی اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات السلام ہے بلکہ تم اس طرح کہا کرو ''التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'' تمام قولی فعلی و مالی عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں تم پر سلام ہو اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہم سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تخریج : بخاری فی الاذان باب ۱٤۸ ، نمبر ۱۵۰، الاستیذان باب ۳، والدعوات باب ۱٦، التوحید باب ۵، مسلم فی الصلاۃ نمبر ۵٦، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، نمبر ۹٦۸، ترمذی فی الدعوات باب ۸۲، نسائی فی التطبیق باب ۱۰۰، والسھو باب ۵٦، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۲٤، نمبر ۸۹۹، مسند احمد ۱/٤۱۳۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ: أَخَذْتُ التَّشَهُّدَ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَّنَنِيهَا كَلِمَةً كَلِمَةً ثُمَّ ذَكَرَ التَّشَهُّدَ الَّذِي فِي حَدِيثِ أَبِي وَائِلٍ وَزَادَ قَالَ: فَكَانُوا يُخْفُونَ التَّشَهُّدَ وَلَا يُظْهِرُونَهُ .

ترجمہ : عبدالرحمن بن اسود نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے نقل کیا کہ میں نے خود زبان نبوت سے تشہد سیکھا ہے اور آپ نے ایک ایک کلمہ کر کے مجھے اس کی تلقین کی ہے پھر ابووائل والی سابقہ روایت کے تشہد کو ذکر کیا روایت میں یہ اضافہ ہے کہ صحابہ کرام تشہد کو آہستہ پڑھتے جہراً نہ پڑھتے تھے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۸۰، نمبر ۹۸٦، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۰۱، نمبر ۲۹۱۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ قَالَ: ثنا مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ قَالَ: ثنا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَمَنْصُورٍ وَسُلَيْمَانَ وَمُحِلٍّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ وَبَرَكَاتُهُ .

ترجمہ : مغیرہ ضبی کہتے ہیں کہ مجھے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا پھر حماد، منصور، سلیمان محل نے ابی وائل کی طرح روایت نقل کی۔ البتہ اس میں "برکاتہ" کا لفظ نہیں کہا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۸۰، نمبر ۹۸٦، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۰۱، نمبر ۲۹۱، طبرانی فی الکبیر ۱۰/۳۹۔

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أنا إِسْرَائِيلُ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنَحْمَدَ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّ مُحَمَّدًا عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِمَهُ أَوْ قَالَ: وَجَوَامِعَهُ فَقَالَ: إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَلْيَقُلْ ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ .

ترجمہ : ابواسحاق نے ابوالاحوص سے انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ دو رکعتوں کے درمیان کیا کہا کریں بس ہم سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہتے ، اور کہتے کہ حضرت محمد ﷺ کو کلمات کی ابتداء اور انتہاء والے کلمات سکھائے گئے ہیں یا خواتم کی بجائے جوامع کے لفظ فرمائے پھر فرمایا جب تم قعدہ اولی میں

بیٹا کرو تو اس طرح کہو پھر التحیات کے آخر تک اسی طرح کلمات ذکر کیے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ ۱۷۸ ، نمبر ۹۶۹، ترمذی فی النکاح باب ۱۷، نمبر ۱۱۰۵، والصلاۃ باب ۹۹، نمبر ۲۸۹ ۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَا: ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةَ الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَخَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَرُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابواسحاق نے ابوالاحوص سے انہوں نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کا خطبہ سکھایا انہوں نے اسی کے مثل ذکر کیا۔

تخریج : ترمذی فی النکاح باب ۱۷ ، نمبر ۱۱۰۵ ۔

مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، وَأَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَا: ثنا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، فَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ) .

ترجمہ : سعید بن جبیر اور طاؤس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد ایسے سکھاتے جیسے قرآن مجید سکھاتے آپ اس طرح فرماتے :التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ۔ بابرکت قولی عبادت، پاکیزہ فعلی عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اور اس سلسلے میں عبداللہ بن عباسؓ نے ان کی مخالفت کی اور انہوں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

تخریج : مسلم فی الصلاۃ نمبر ۶۰، ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، نمبر ۹۷۴، ترمذی فی الصلاہ باب ۱۰۰، نمبر ۲۹۰، نسائی فی التطبیق باب ۱۹۳، ابن ماجہ فی الاقامۃ نمبر ۹۰۰، مسند احمد ۲۹۲/۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹٤/۱، دارقطنی فی السنن ۳۵۰/۱ ۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: أنا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سُئِلَ عَطَاءٌ، وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ

التَّشَهُّدِ فَقَالَ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُهُنَّ عَلَى الْمِنْبَرِ، يُعَلِّمُهُنَّ النَّاسَ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مِثْلَ مَا سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قُلْتُ فَلَمْ يَخْتَلِفِ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ: لَا. وَخَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

ترجمه: ابن جریج کہتے ہیں کہ عطاءؒ سے کسی نے پوچھا جبکہ میں یہ گفتگو سن رہا تھا کہ تشہد کون سا پڑھا جائے تو فرمایا. التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ آخر تک جو گزشتہ روایت میں گزرا ہے۔ اسی طرح نقل کیا پھر ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ابن زبیرؓ کو منبر پر لوگوں کو اسے سکھاتے سنا اور میں نے خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی اسی طرح سنا جیسا کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے سنا تھا میں نے عطاء سے کہا کیا ان دونوں کے تشہد کے کلمات مختلف ہیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ اور اس سلسلے میں عبداللہ ابن عمرؓ نے بھی ان کی مخالفت کی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: ثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: ثنا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عبد اللّٰهِ بْنُ بَابِي الْمَكِّيُّ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِي، فَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ تَحِيَّةَ الصَّلَاةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا، قَالَ: فَتَلَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِثْلَ مَا فِي حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمه: عبداللہ بن بابی المکی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پہلو میں نماز ادا کی جب وہ نماز ادا کر چکے تو انہوں نے مجھے خبردار کرتے ہوئے میری ران پر ہاتھ سے ضرب لگائی اور فرمایا کیا تمہیں نماز کا تحیہ یعنی التحیات نہ سکھاؤں جس طرح ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے چنانچہ انہوں نے یہ کلمات پڑھے جو حدیث ابن مسعودؓ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں۔

تخريج: طبراني في الكبير ١١/ ١٤٠، باختلاف الراوي ـ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَيَحْيَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبَغْدَادِيُّ بِطَبَرِيَّةَ، قَالَا: ثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ ثنا أَبِي قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مُجَاهِدٍ، وَقَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وعلى عباد اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا أَنَّ يَحْيَى زاد في حديثه قَالَ ابْنُ عُمَرَ زِدْتُ فِيهَا: وَبَرَكَاتُهُ، وَزِدْتُ فِيهَا: وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

ترجمہ: یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے مجاہد کو ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں اس طرح پڑھتے: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ بقیہ الفاظ روایت ابن مسعود کی طرح ہیں البتہ یحیٰ نے اپنی روایت میں رحمۃ اللہ کے بعد برکاتہ کے لفظ زائد اور الا اللہ کے بعد وحدہ لاشریک لہ کا اضافہ کیا ہے۔

تخریج: ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، نمبر ۹۷۱۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ أَطُوفُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِالْبَيْتِ وَهُوَ يُعَلِّمُنِي التَّشَهُّدَ، يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: وَزِدْتُ فِيهَا وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: وَزِدْتُ فِيهَا وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: مجاہد نے کہا کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور وہ مجھے تشہد سکھا رہے تھے التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے اس میں برکاتہ کا اضافہ کر دیا ہے السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: وَزِدْتُ فِيهَا وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کا اضافہ کر دیا ہے۔

تخریج: بیہقی ۲/۱۹۹۔

وَهٰكَذَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا أَنَّ قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيهِ، وَزِدْتُ فِيهَا، يَدُلُّ أَنَّهُ أَخَذَ ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِهِ، مِمَّنْ هُوَ خِلَافُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمہ: مجاہد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اور انہوں نے اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا البتہ ابن عمرؓ نے جو یہ کہا زدت فیہا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ الفاظ انہوں نے براہ راست نہیں سیکھے بلکہ اور کسی سے سیکھے ہیں انہوں نے ابن عمرؓ کے سیکھے ہوئے الفاظ سے یہ زائد لفظ پڑھے تو انہوں نے اپنے سیکھے ہوئے میں ان کا اضافہ کر لیا (یہ مطلب نہیں کہ اپنی طرف سے اضافہ کر لیا) خواہ جناب رسول اللہ ﷺ سے یا ابوبکر صدیقؓ سے۔

وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ عَلَى الْمِنْبَرِ

كَمَا تُعَلِّمُونَ الصِّبْيَانَ الْكِتَابَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَوَاءً فَهٰذَا الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخَالِفُ مَا رَوَاهُ سَالِمٌ وَنَافِعٌ عَنْهُ ، وَهٰذَا أَوْلٰى؛ لِأَنَّهُ حَكَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَّمَهُ مُجَاهِدًا، فَمُحَالٌ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدَعُ مَا أَخَذَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَا أَخَذَهُ عَنْ غَيْرِهِ وَخَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ .

ترجمہ : ابوالصدیق الناجی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوبکرؓ ہمیں منبر پر اس طرح تشہد سکھاتے جیسا تم بچوں کو قرآن مجید سکھاتے ہو پھر حضرت ابن مسعودؓ کے تشہد کی طرح تشہد ذکر کیا۔ یہ جس کو ہم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا یہ سالم اور نافع کی روایت کے خلاف ہے، لیکن ان سے یہ اولیٰ ہے کیونکہ انہوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ سے نقل کیا اور مجاہد کو سکھلایا، اس لیے ناممکن ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سکھلائی ہوئی بات چھوڑ کر دوسرے کی سکھلائی ہوئی بات کی طرف جائیں۔ اسی طرح ابوسعید خدریؓ نے بھی اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے وہ تشہد روایت کیا ہے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ۱/ ۲۹۲۔

مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُوسٰى بْنُ هَارُونَ الْبُرْدِيُّ قَالَ: ثنا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ الْأَنْمَاطِيُّ قَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَتَعَلَّمُ التَّشَهُّدَ كَمَا نَتَعَلَّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَوَاءً. وَخَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : ابوالمتوکل نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا کہ ہم تشہد بھی اسی طرح سیکھتے جس طرح قرآن مجید کی سورۃ سیکھی جاتی ہے پھر بالکل ابن مسعودؓ جیسے تشہد کو نقل کیا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے اس میں جناب نبی اکرم ﷺ سے تشہد عمری سے مختلف تشہد نقل کیا۔

مَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: ثنا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ سَوَاءً، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، وَأَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَخَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَرُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ : محمد بن مسلم ابوالزبیر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں اسی طرح

تشہد سکھاتے جیسے قرآن مجید کی سورۃ سکھاتے ہیں۔ بسم اللہ و باللہ پھر بعینہٖ تشہد ابن مسعود نقل کیا صرف الفاظ کا فرق ہے۔ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ، وَأَسْأَلُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔ اوراس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ان کی مخالفت کی اور انہوں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد نقل کیا۔

تخریج : ابن ماجه فی الاقامة باب ٢٤، نمبر ٩٠٢، نسائی فی التطبیق باب ١٠٤، مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ١ / ٢٩٢ -

مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا، فَقَالَ: إِذَا كَانَ فِي الْقَعْدَةِ الثَّانِيَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ قَوْلِ أَحَدِكُمْ، التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ أَوْ قَالَ: سَلَامٌ شَكَّ سَعِيدٌ، عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

ترجمہ : حطان بن عبداللہ الرقاشی نے بیان کیا کہ میں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں ہماری نماز سکھلائی اور ہمارا طریقہ ہمارے سامنے کھول کر بیان کیا اور فرمایا جب تم قعدہ ثانیہ کرو تو اس طرح کہو: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ یا سلام۔ کہا یہ سعید راوی کو شک ہے: عَلَيْكَ يا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ـ

تخریج : مسلم فی الصلاة نمبر ٦٢ -

حدثنا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا عَفَّانُ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ قَالَ: ثنا قَتَادَةُ قَالَ: ثنا أَبُو غَلَّابٍ يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ حِطَّانَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيَّ، حَدَّثَهُ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا، وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: إِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ قَوْلِ أَحَدِكُمْ، التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَخَالَفَهُ فِي ذَلِكَ أَيْضًا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَرُوِيَ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ .

ترجمہ : حطان بن عبداللہ الرقاشی نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں سنتیں بتلائیں اور ہمیں نماز کا طریقہ سکھایا اور فرمایا جب تم قعدہ کرو تو تم اس طرح کہو

:التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ پھر گزشتہ روایت کی طرح آخر تک نقل کیا۔ اور اس میں عبداللہ ابن زبیر نے ان کی مخالفت کی اور انہوں نے بھی تشہد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

تخریج : مسلم ٤ / ١٢٢ ۔

مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو قُرَّةَ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أنا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ أَبَا أَسْلَمَ الْمُؤَذِّنَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: (إِنَّ تَشَهُّدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ يَتَشَهَّدُ بِهِ: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي) فَكُلُّ هَؤُلَاءِ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ مَا ذَكَرْنَا عَنْهُمْ وَخَالَفَ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَدْ تَوَاتَرَتْ بِذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّوَايَاتُ، فَلَمْ يُخَالِفْهَا شَيْءٌ، فَلَا يَنْبَغِي خِلَافُهَا وَلَا الْأَخْذُ بِغَيْرِهَا وَلَا الزِّيَادَةُ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا فِيهَا إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَرْفًا يَزِيدُ عَلَى غَيْرِهِ وَهُوَ الْمُبَارَكَاتُ. فَقَالَ قَائِلُونَ: هُوَ أَوْلَى مِنْ حَدِيثِ غَيْرِهِ، إِذَا كَانَ قَدْ زَادَ عَلَيْهِ، وَالزَّائِدُ أَوْلَى مِنَ النَّاقِصِ. وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الَّذِي رَوَاهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ وَابْنُ بَابِي أَوْلَى لِاسْتِقَامَةِ طُرُقِهِمْ وَاتِّفَاقِهِمْ عَلَى ذَلِكَ، لِأَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ لَا يُكَافِئُ الْأَعْمَشَ، وَلَا مَنْصُورٌ، وَلَا مُغِيرَةُ وَلَا أَشْبَاهُهُمْ مِمَّنْ رَوَى حَدِيثَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَا يُكَافِئُ قَتَادَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُوسَى وَلَا يُكَافِئُ أَبَا بِشْرٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، وَلَوْ وَجَبَ الْأَخْذُ بِمَا زَادَ، وَإِنْ كَانَ دُونَهُمْ، لَوَجَبَ الْأَخْذُ بِمَا زَادَ عَنِ ابْنِ نَابِلٍ، عَنِ اللَّيْثِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ فِي التَّشَهُّدِ أَيْضًا: بِسْمِ اللّٰهِ، وَلَوَجَبَ الْأَخْذُ بِمَا زَادَ أَبُو أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ فِي التَّشَهُّدِ أَيْضًا: بِسْمِ اللّٰهِ، وَزَادَ أَيْضًا عَلَى مَا فِي ذَلِكَ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. فَلَمَّا كَانَتْ هَذِهِ الزِّيَادَةُ غَيْرَ مَقْبُولَةٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَزِدْهَا عَلَى اللَّيْثِ مِثْلُهُ، لَمْ يَقْبَلْ زِيَادَةَ ابْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَى عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ لِأَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مَوْقُوفًا. وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَرْفُوعًا. وَلَوْ ثَبَتَتْ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا وَتَكَافَأَتْ فِي أَسَانِيدِهَا لَكَانَ حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ أَوْلَاهَا، لِأَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّهُ لَيْسَ

لرجلٍ أَنْ يَتَشَهَّدَ بِمَا شَاءَ مِنَ التَّشَهُّدِ غَيْرَ مَا رُوِيَ مِنْ ذٰلِكَ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ التَّشَهُّدَ بِخَاصٍّ مِنَ الذِّكْرِ، وَكَانَ مَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ وَافَقَهُ عَلَيْهِ كُلُّ مَنْ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُهُ وزاد عَلَيْهِ غَيْرُهُ مَا لَيْسَ فِي تَشَهُّدِهِ، كَانَ مَا قَدْ أُجْمِعَ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ أَوْلٰى أَنْ يُتَشَهَّدَ بِهِ دُونَ الَّذِي خُلِفَ فِيهِ. وَحُجَّةٌ أُخْرٰى أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ، شَدَّدَ فِي ذٰلِكَ، حَتّٰى أَخَذَ عَلٰى أَصْحَابِهِ الْوَاوَ فِيهِ، كَيْ يُوَافِقُوا لَفْظَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ غَيْرَهُ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلِهٰذَا اسْتَحْسَنَّا مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ دُونَ مَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِهِ. فَمِمَّا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيمَ ذَكَرْنَا.

ترجمہ : حارث بن یزید کہتے ہیں کہ ابواسلم مؤذن نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن الزبیرؓ کو کہتے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشہد جو آپ پڑھا کرتے تھے وہ یہ تھا: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے جو کہ سب سے بہترین نام ہے تمام پاکیزہ کلمات اور فعلی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے ایسے رسول ہیں جن کو اس سے حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اے نبی ﷺ تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ رحمت اور برکتیں ہوں ہم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور ہدایت پر ثابت قدمی نصیب فرما۔ ان سب نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ تشہد نقل کیا اور ان سب کا تشہد حضرت عمر والے تشہد سے مختلف ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ سے کثیر روایات اس سلسلے میں آئی ہیں ان کے خلاف کچھ بھی مروی نہیں۔ پس ان کی مخالفت کر کے ان علاوہ کو قبول کرنا اور ان پر اضافہ کرنا مناسب نہیں، صرف ابن عباسؓ کی روایت میں ایک لفظ دوسروں سے زائد ہے اور وہ المبارکات کا لفظ ہے۔ اس لیے کہنے والوں نے یہ کہا کہ وہ روایت دوسروں سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ اس میں اضافہ ہے تو زائد ناقص سے بہت ہے۔ مگر دوسروں نے کہا کہ ابن مسعود، ابوموسیٰ اور ابن عمرؓ کی وہ روایات جن کو مجاہد اور ابن نابل نے نقل کیا، وہ ان سے اولیٰ ہے کیونکہ ان کی سند پختہ اور متفق علیہ ہے کیونکہ ابوالزبیر اعمش، منصور، مغیرہ اور انہی جیسے دوسرے لوگ جنہوں نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے وہ ابوموسیٰ کی روایت نقل کرنے میں قتادہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ابن عمرؓ کی روایت نقل کرنے میں ابو بشر کا مقابلہ کر سکتے ہیں اگر بالفرض کم درجہ ہونے کے باوجود زائد الفاظ والی روایت کو قبول کر لیا جائے تو پھر ضروری ہے کہ ابن نابل کی ابوالزبیر سے اس سے زیادہ اضافے والی روایت قبول کر لی جائے کیونکہ

اس میں تو تشہد میں بسم اللہ کو بھی شامل کیا ہے بلکہ یہ بھی لازم آئے گا مزید اضافے والی روایت جس کو ابواسلم نے عبداللہ بن زبیر سے نقل کی اہے اس کو قبول کر لیا جائے انہوں نے بسم اللہ کے علاوہ اور بھی اضافے کیا ہے۔ جب یہ اضافہ اس لیے قابل قبول نہیں کیونکہ لیث کی روایت پر اس قسم کے لوگوں کا اضافہ قابل قبول نہیں۔ بالکل اسی طرح ابوالزبیر کا حدیث ابن عباس میں عطاء پر اضافہ قابل قبول نہیں کیونکہ ابن جریج نے اسے عطاء سے موقوف نقل کیا ہے اور ابوالزبیر نے اسے ابن جبیر اور طاؤس کے واسطے سے مرفوع نقل کیا ہے اگر یہ روایات ثابت بھی ہو جائیں اور سندوں کے اعتبار سے برابر ہو جائیں تب بھی ابن مسعود کی روایت ان سب سے اولیٰ ہے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کوئی آدمی اپنی مرضی سے کوئی تشہد نہیں پڑھ سکتا جو ان روایات کے علاوہ ہو اور عبداللہ نے جو تشہد روایت کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے وارد ہونے والی تمام روایات کا تشہد اس کے موافق ہے اور ان دیگر روایات میں اضافے ہیں جو اس تشہد میں نہیں، تو جس تشہد پر سب کا اتفاق ہو وہ اختلافی روایات والی تشہد سے بہر حال اولیٰ ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عبداللہ نے اس سلسلے میں نہایت سختی سے کام لیا اور اپنے ساتھیوں کے واؤ نہ پڑھنے پر بھی ڈانٹ پلائی تاکہ ان کا تشہد رسول اللہ ﷺ سے مختلف نہ ہو بلکہ موافق ہو جائے اور ہمارے علم میں تو اور کسی نے ایسا نہیں کیا۔ پس قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے دوسروں کے بجائے عبداللہ کے تشہد کو اختیار کیا جائے۔

تخريج : مجمع الزوائد ۲ / ۳۳٦۔

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْخُذُ عَلَيْنَا الْوَاوَ فِي التَّشَهُّدِ .

ترجمہ : عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ ہم سے اس واؤ پر بھی مواخذہ کرتے جو تشہد میں پائی جاتی ہے۔

تخريج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱ / ۲۹٤۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ، رَجُلًا يَقُولُ فِي التَّشَهُّدِ: بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: أَتَأْكُلُ؟

ترجمہ : میب بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود سے سنا کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے بسم اللہ التحیات للہ پڑھا تو آپ نے فرمایا کیا تو کھانا کھا رہا ہے۔ (یا تشہد پڑھ رہا ہے)۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ الرَّبِيعَ بْنَ خُثَيْمٍ، لَقِيَ عَلْقَمَةَ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أَزِيدَ فِي التَّشَهُّدِ وَمَغْفِرَتُهُ، فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: نَنْتَهِي إِلَى مَا عُلِّمْنَاهُ .

ترجمہ : ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن خیثم علقمہ کو ملے اور کہنے لگے مجھے یہ بات بہتر معلوم ہوتی ہے کہ تشہد میں ومغفرتہ کالفظ زائد پڑھو علقمہ نے کہا ہمیں اسی پر اکتفاء کرنا چاہئے جو ہم نے سیکھا ہے۔(خود بڑھانا نہ چاہئے)۔

تخریج: عبدالرزاق ۲/۲۰۰۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَتَيْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْأَحْوَصِ قَدْ زَادَ فِي خُطْبَةِ: الصَّلَوَاتُ وَالْمبَارَكَاتُ قَالَ: فَأْتِهِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ الْأَسْوَدَ يَنْهَاكَ وَيَقُولُ لَكَ: إِنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ تعَلَّمَهُنَّ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ كَمَا يَتَعَلَّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، عَدَّهُنَّ عَبْدُ اللّٰهِ فِي يَدِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ تَشَهُّدَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَلِهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَا اسْتَحْبَبْنَا مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لِتَشْدِيدِهِ فِي ذٰلِكَ وَلِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَيْهِ إِذْ كَانُوا قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَشَهَّدَ إِلَّا بِخَاصٍّ مِنَ التَّشَهُّدِ. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

ترجمہ : ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ ابوالاحوص نے خطبہ میں الصلوات والمبارکات کا اضافہ کر دیا ہے انہوں نے کہا اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ اسود تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ علقمہ بن قیس نے یہ کلمات عبداللہ سے اسی طرح سیکھے ہیں جیسے قرآن مجید کی سورت سیکھی جاتی ہے۔عبداللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے گن کر شمار کیا پھر عبداللہ نے ان کو بیان کیا۔ان وجوہ کی وجہ سے جو مذکور ہوئیں اور اس سختی کی وجہ سے جو عبداللہ نے تشہد کے سلسلہ میں اختیار کی اور اس اتفاق کی بنیاد پر کہ اس مقام پر تشہد ہی پڑھا جا سکتا ہے اور کوئی چیز نہیں تو ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد کو افضل ہونے کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔یہی ہمارے ائمہ ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد کا قول ہے۔پس یہ جس کو ہم نے پسند کیا اس لیے کہ عبداللہ ابن مسعود اس کے متعلق سختی کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اور اس وجہ سے بھی کہ سب اس پر متفق ہیں کہ خاص تشہد ہی پڑھنا چاہئے۔یہی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمدؒ کا مسلک ہے۔

تفصیل مذاہب : تشہد کے الفاظ چوبیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور ان سب کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے اس پر اتفاق ہے کہ ان میں سے جو صیغہ پڑھ لیا جائے جائز ہے البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔

حنفیہ وحنابلہ نے حضرت ابن مسعودؓ کے معروف تشہد کو ترجیح دی ہے جو حدیث باب میں مذکور ہے۔امام مالکؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کے تشہد کو ترجیح دی ہے، اور امام شافعیؒ نے عبداللہ بن عباسؓ کے تشہد کو ترجیح دی ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل:

(۱) اسند المصنف عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

(۲) واسند عن ابن عمرؓ : أنه قال: إذا تشهد أحدكم فليقل ثم ذكر مثل تشهد عمرؓ .

(۳) واسند عن القاسم قال : كانت عائشة رضي الله عنها . تعلمنا التشهد ، وتشير بيدها ثم ذكر مثل تشهد عمر بن الخطاب .

حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہوکر مہاجرین وانصار صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو تشہد سکھایا اس پر کسی بھی صحابی نے نکیر نہیں کی، جس سے تشہد عمرؓ کی افضلیت پر تمام صحابہ کا اتفاق معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اسی کو افضل قرار دیا جائے گا۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: (كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، فَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ الخ .

آگے پھر ابن مسعودؓ کے تشہد کے مثل ہے، اس میں الفاظ میں زیادتی ہے بمقابلہ حضرت ابن مسعودؓ کے تشہد کے اس لیے'' الزائد اولیٰ من الناقص '' کے تحت اس کو امام شافعیؒ نے ترجیح دی ہے۔

حنفیہ وحنابلہ کی دلیل:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ الخ .

آگے سب کے نزدیک ایک ہی طرح ہے جیسا کہ تشہد عمرؓ میں گذر چکا ہے۔

اسی کے مطابق: ابوموسیٰ اشعریؓ، ابوسعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ سے بھی تشہد منقول ہے جو ابن مسعودؓ کے تشہد کے مطابق ہے۔

فریق اول کی دلیل کا جواب:

اگر حضرت عمرؓ کے تشہد پر صحابہ کا اجماع ہوتا تو پھر کوئی بھی ان میں سے ان کی مخالفت نہ کرتا حالانکہ بہت سے

صحابہ کرامؓ نے اس سلسلے میں اس تشہد کے برخلاف نقل کیا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اور ان میں سے اکثر نے تشہد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ان تمام حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد حضرت عمرؓ کے تشہد کے خلاف نقل کیا ہے اور ان روایات کی تعداد زیادہ بھی ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب:

ابن مسعودؓ کی حدیث کے طرق بالکل صحیح ہیں، اس پر رواۃ متفق ہیں کسی کا اختلاف نہیں رواۃ سارے کے سارے اوثق ہیں، ان کی روایت کا صحیح ہونا مشہور بھی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ابن عباس کی حدیث میں ابوالزبیر سعید بن جبیر سے نقل کرتے، اور طاؤس ابن عباسؓ سے، لیکن ابوالزبیر مرفوعا اور طاؤس موقوفا، لہٰذا اس میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے، ثانیا ابوالزبیر حدیث ابن مسعود کے رواۃ کے ہم پلہ نہیں ہوسکتے مثلاً سلیمان بن مہران الاعمش، منصور بن معتمر، مغیرہ بن مقسم اور ان جیسے رواۃ جنہوں نے ابن مسعودؓ کی حدیث کو روایت کیا، اسی طرح ابوالزبیر ابوموسیٰ اشعریؓ، کی حدیث کے راوی قتادہ کی بھی برابری نہیں کرسکتے، اور نہ ہی ابن عمر کی حدیث میں ابوبشر کی برابری کرسکتے ہیں۔

لہٰذا ان سب وجوہ کی بنا پر ابن مسعودؓ کی حدیث کو ترجیح حاصل ہوگی۔

﴿باب السلام في الصلاة كيف هو؟ يعني هو واحد أو إثنان ؟﴾

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، وَرَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَا: ثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْمُصَلِّيَ يُسَلِّمُ فِي صَلَاتِهِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: بَلْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ يَقُولُ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ التَّسْلِيمَتَيْنِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. وَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَنَّ حَدِيثَ سَعْدٍ هٰذَا إِنَّمَا رَوَاهُ كَمَا ذَكَرَهُ

الدَّرَاوَرْدِيُّ خَاصَّةً. وَقَدْ خَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ كُلُّ مَنْ رَوَاهُ، عَنْ مُصْعَبٍ غَيْرُهُ.

ترجمہ: عامر بن سعد نے سعدؓ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے متعلق نقل کیا ہے کہ آپ نماز کے آخر میں ایک سلام پھیرتے تھے جو السلام علیکم کے لفظ سے ہوتا تھا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کا مؤقف یہ ہے کہ نمازی نماز میں ایک مرتبہ سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم کہے اور انہوں نے مذکورہ روایت کو اپنا مستدل بنایا۔ جبکہ دیگر علماء کی جماعت نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا نمازی کو چاہئے کہ وہ دائیں بائیں سلام پھیرلے اور دونوں طرف سلام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا کلمہ کہے۔ پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کی روایت کا راوی صرف دراوردی ہے۔ جبکہ دیگر تمام رواۃ نے مصعب سے روایت کرتے ہوئے اس کے مخالف روایت نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاۃ ۱، ۳۰۰، ۳۰۱۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسٰى قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: ثنا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدَّيْهِ مِنْ هَاهُنَا وَمِنْ هَاهُنَا).

ترجمہ: یہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت ہے جس کو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ عامر بن سعد عن سعدؓ روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے اور گردن کو اس قدر سلام میں موڑتے کہ آپ کے رخسار کی سفیدی دونوں اطراف میں نظر آجاتی اور سلام کے الفاظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تھے۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۱۹، نسائی فی التطبیق نمبر ۸۳، السهو باب ۶۸/۷۰،۷۱، ابن ماجه فی الاقامة باب ۲۸، نمبر ۹۱۵، دارمی فی الصلاۃ باب ۸۷، مسند احمد ۱، ۱۸۰/۱۸۱۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا: ثنا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ مَعَ حِفْظِهِ وَإِتْقَانِهِ قَدْ رَوَاهُ عَنْ مُصْعَبٍ عَلٰى خِلَافِ مَا رَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْهُ. وَوَافَقَهُ عَلٰى ذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، مَعَ تَقَدُّمِهِ وَجَلَالَتِهِ. ثُمَّ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ غَيْرِ مُصْعَبٍ، كَمَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، وَابْنُ الْمُبَارَكِ لَا كَمَا رَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ.

ترجمہ: محمد بن عمر نے مصعب بن ثابت سے انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جنہوں نے اپنے حافظہ واتقان کے ساتھ مصعب سے دراوردی کے خلاف روایت نقل کی ہے اور محمد

بن مُرہ نے جو ان میں مقدم اور جلیل ہیں ان کی توثیق کی ہے۔ پھر اس روایت کو ان دونوں کی طرح اسماعیل بن محمدؒ نے
بھی نقل کی ہے اور دراوردی کے خلاف روایت کی اور مصعب کے علاوہ سے روایت بھی۔

وحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَا: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عن عامر بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتّٰى أَرَى بَيَاضَ خده، وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ فَقَدِ انْتَفٰى بِمَا ذَكَرْنَا مَا رَوَى الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْهُ، وَثَبَتَ عَنْ سعد، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ. وَقَدْ وَافَقَهُ عَلٰى ذٰلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أصحاب النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابن مرزوق نے ابو عامر سے دونوں نے عبداللہ بن جعفر سے اسماعیل بن محمد عن عامر بن سعد عن سعد نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنی دائیں جانب سلام پھیرتے تو میں آپ کے چہرے مبارک کی سفیدی کو دیکھا اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو آپ کے رخسار کی سفیدی پر خوش ہوتا۔ اس سے دراوردی کی سعدؓ والی روایت کی نفی ہوگئی اور آپ ﷺ کے کثیر اصحاب سے منقول دو سلام والی روایت ثابت ہوگئی، روایات یہ ہیں۔

تخریج: مسلم فی المساجد نمبر ۱۱۹، نسائی فی التطبیق نمبر ۸۳، السہو باب ۶۸/ ۷۱،۷۰، ابن ماجہ فی الاقامۃ باب ۲۸، نمبر ۹۱۵، دارمی فی الصلاۃ باب ۸۷، مسند احمد ۱/ ۱۸۰، ۱۸۱۔

فحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بن أبي مريم عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: (صَلّٰى بِنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِمَّا أَنْ يَكُونَ نَسِينَاهَا أَوْ تَرَكْنَاهَا عَلٰى عَمْدٍ، فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خفض، ورَفْعٍ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ).

ترجمہ: یزید بن ابی مریم نے ابو موسیٰؓ سے نقل کیا کہ ہمیں حضرت علیؓ نے جمل کے دن ایسی نماز پڑھائی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد دلائی خواہ اس وجہ سے کہ ہم اس کو بھول گئے تھے یا ہم نے جان بوجھ کر چھوڑ دی تھی وہ ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اور انہوں نے اپنے دائیں بائیں سلام پھیرا۔

تخریج: مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱/ ۲۴۱۔

حدثنا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى الْعَبْسِيُّ قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن أبي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شماله، حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

ترجمہ: ابو الاحوص نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے یہاں تک

کہ چہرے کی سفیدی ظاہر ہو جاتی اور سلام کے لیے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے لفظ فرماتے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۸٤، نمبر ۹۹٦، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۰۵، نمبر ۲۹۵، ابن ماجہ الاقامۃ باب ۲۸، نمبر ۹۱۵، مسند احمد ۱ / ۱۸٦ ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُسَلِّمُونَ عَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ فِي الصَّلَاةِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمرؓ نماز میں اپنے دائیں، بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱ / ۲۹۹ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، وَمَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلَّى أَمِيرٌ بِمَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مِنْ أَيْنَ عَلِقَهَا قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهِ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

ترجمہ : مجاہد نے ابومعمر کے واسطہ سے ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ ایک امیر نے مکہ میں نماز پڑھائی پس اس نے اپنے دائیں بائیں سلام پھیرا تو عبداللہ نے کہا اس نے اس سنت کو کہاں سے پایا ہے۔ حکم راوی نے اپنی روایت یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس کو کرتے تھے۔

اللغات : علق . حاصل کرنا۔ پالینا۔

تخریج : مسلم فی المساجد نمبر ۱۱۷ ۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: لنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عن عمار، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم فی صلاتہ عن یمینہ وعن شمالہ.

ترجمہ : ابواسحاق نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمارؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنی نماز میں دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : ابن ماجہ ۱ / ٦۵ ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّهُ: سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

ترجمہ : واسع بن حبان نے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی تو کہنے لگے ہر جھکنے اور اٹھنے پر تکبیر کہتے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : نسائی فی السھو باب ۷۱۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: ثنا بَقِيَّةُ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَتَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دائیں بائیں دو سلام پھیرتے تھے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ: ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمْنَا بِأَيْدِينَا قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُسَلِّمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَيُشِيرَ بِأُصْبُعِهِ، وَيَقُولَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

ترجمہ : عبیداللہ بن قبطیہ نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے جب ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں سے سلام کرتے اور زبان سے السلام علیکم کہتے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اسی طرح سلام لیتے ہیں جیسے ترش رو گھوڑوں کی دُمیں ہوں کیا تمہارے لیے اتنا کافی نہیں کہ جب وہ نماز میں بیٹھے تو اپنا دایاں، بایاں ہاتھ ران پر رکھے اور انگلی سے اشارہ کرے اور السلام علیکم کہے۔ (یعنی یہ کافی ہے)۔

تخریج : مسلم ۱ / ۱۸۱۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا أَبُو إِبْرَاهِيمَ التَّرْجُمَانِيُّ قَالَ: ثنا حُدَيْجُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَتَيْنِ) .

ترجمہ : ابواسحاق نے براء سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں دو سلام کرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱ / ۲۹۹۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سلمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ حُجْرًا أَبَا عَنْبَسٍ، يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ (صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ) .

ترجمه : حجر ابوعنبس نے وائل بن حجرؓ سے نقل کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی آپ نے اپنے دائیں بائیں سلام پھیرا۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاة باب ۱۸٤، نمبر ۹۹۷۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى فُضَيْلٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَرِيزٍ، أَنَّ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ عَمِيرَةَ الْحَضْرَمِيَّ حَدَّثَهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَسَارِهِ، وَيُقْبِلُ بِوَجْهِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ .

ترجمه : قیس بن ابوحازم نے بیان کیا کہ عدی بن عمیرہ حضرمیؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز میں سلام پھیرتے تو اپنے چہرے کے ساتھ دائیں طرف متوجہ ہوتے یہاں تک کہ ان کے رخسار کی سفیدی نظر آتی پھر اپنے بائیں طرف سلام پھیرتے اپنے چہرے کو اس قدر پھیرتے کہ آپ کے بائیں چہرے کی سفیدی نظر آ جاتی۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱ / ۲٦٥۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: ثنا قُرَّةُ قَالَ: ثنا بُدَيْلٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ لِقَوْمِهِ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الصَّلَاةَ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمه : شہر بن حوشب نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی قوم کو فرمایا کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں پھر انہوں نے نماز کا تذکرہ کیا اور اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرا پھر کہنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی طرح تھی۔

تخریج : المعجم الکبیر ۲ / ۲۸۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ: ثنا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: ثنا هَوْذَةُ بْنُ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَبَيَاضَ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ .

ترجمہ : ہوذہ بن قیس بن طلق نے اپنے والد اپنے دادا طلق بن علیؓ سے نقل کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی پس جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے آپ کے دائیں جانب کے رخسار کی سفیدی اور بائیں رخسار کی سفیدی (سلام) میں دیکھی۔

تخریج : المعجم الکبیر ۸/۳۳۳۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، أَوْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ، قَالَ: أَقَمْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِصْفَ شَهْرٍ، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ .

ترجمہ : عبدالملک بن مغیرہ طائفی نے اوس بن اوس یا اوس بن اویس سے روایت نقل کی کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نصف ماہ مقیم رہا پس میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا اور دیکھا کہ آپ دائیں اور بائیں سلام پھیرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الصُّوفِيُّ قَالَ: ثنا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ: ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو أُمَيَّةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمْ نَعْلَمْ شَيْئًا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا وَقَدْ دَخَلَ فِيمَا رَوَيْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ، فَإِنَّمَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ مَنْ يُخَالِفُهُ إِلَى حَدِيثِ الدَّرَاوَرْدِيِّ الَّذِي قَدْ بَيَّنَّا فَسَادَهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَقَدِ احْتَجَّ قَوْمٌ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا .

ترجمہ : ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں ابو امیہؓ نے نماز پڑھائی پھر بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسی روایت معلوم نہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور وہ ان روایات میں موجود نہ ہو اور یہ روایات تمام حدیث دراوردی کے خلاف ہیں جس کی کمزوری ہم شروع باب میں نقل کر چکے ہیں۔ انہوں نے مندرجہ روایت کو بھی اپنا مستدل قرار دیا ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۱۸۸، نمبر ۱۰۰۷۔

بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ قَالَا: ثنا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً قِيلَ لَهُمْ هٰذَا حَدِيثٌ أَصْلُهُ مَوْقُوفٌ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰكَذَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ وَزُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلًا ثِقَةً فَإِنَّ رِوَايَةَ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْهُ تَضْعُفُ جِدًّا. هٰكَذَا قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فِيمَا حَكٰى لَهُ عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا لَامَنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُغِيرَةِ إِلَيَّ وَزَعَمَ أَنَّ فِيهَا تَخْلِيطًا كَثِيرًا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِذَا ثَبَتَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهَا فِيمَا ذَكَرْتَ فَبِمَنْ يُعَارِضُهَا فِي ذٰلِكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قِيلَ لَهُ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رَوَيْنَا ذٰلِكَ عَنْهُمَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ .

ترجمه : عمرو بن ابی سلمہ نے زہیر بن محمد سے انہوں نے ہشام بن عروہ انہوں نے اپنے والد عروہ سے اور انہوں نے عائشہؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک سلام کرتے تھے۔ ان کو جواب میں عرض کیا جائے گا۔ اس حدیث کی اصل تو یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔ حفاظ حدیث نے اس کو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر موقوف قرار دیا ہے۔ اس کے راوی زہیر بن محمد اگر چہ پختہ راوی ہیں مگر ان سے عمرو بن ابی سلمہ کی روایت کو نہایت کمزور کہا گیا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معینؒ سے ہمارے بہت سے احباب نے اسی طرح نقل کیا ہے۔ میرے ہاں ان میں علی بن عبدالرحمٰن زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اس روایت میں شدید غلط ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ بات تو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی ثابت ہے تو پھر اس روایت کا کس روایت سے معارضہ ہے۔ تو جواباً عرض کریں گے کہ حضرت ابوبکر وعمرؓ کے موقف سے اس کا تعارض ہے۔ جیسا کہ اس باب کے شروع میں گزرا۔

تخریج : ترمذی ۱ / ٦٥۔

وَقَدْ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ يَنْتَقِلُ سَاعَتَئِذٍ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ .

ترجمه : مسروق کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ دائیں طرف سلام پھیرتے اور بائیں طرف سلام پھیرتے پھر اسی وقت وہاں سے منتقل ہو کر نمازیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے گویا کہ آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ .

ترجمه : اعمش نے ابی رزین سے نقل کیا کہ میں نے حضرت علیؓ کے پیچھے نماز ادا کی پس انہوں نے اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرا۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ ۱ . ۲۹۹ / ۳۰۰۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ. قِيلَ لِسُفْيَانَ: عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ .

ترجمه : عاصم نے ابورزین سے نقل کیا کہ علیؓ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے سفیان سے کسی نے سوال کیا کیا حضرت علیؓ کے متعلق کہتے ہو؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱ / ۲٦٦ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَبْدِ اللّٰهِ فَسَلَّمَا تَسْلِيمَتَيْنِ .

ترجمه :عاصم نے ابورزین سے نقل کیا کہ میں نے حضرت علیؓ کے پیچھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پیچھے نماز ادا کی دونوں نے دونوں طرف سلام کیا۔

تخریج : عبدالرزاق ۲ / ۲۱۹ ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

ترجمه :شقیق بن سلمہ نے علیؓ کے متعلق نقل کیا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه ۱ / ۲۹۹ ۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا الْخَصِيبُ قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ مَسْعُودٍ فَكِلَاهُمَا يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) .

ترجمه :ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے جناب علیؓ اور ابن مسعودؓ کے پیچھے نماز پڑھی دونوں اپنے دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے سلام پھیرتے تھے۔ابن مرزوق نے حکم سے نقل کیا کہ میں ابن ابی لیلیٰ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا وہ اپنے دائیں اور بائیں سلام ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کے ساتھ پھیرتے تھے۔

تخریج : المحلی ۳ / ٤٧ ۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

ترجمه :شقیق نے علیؓ سے نقل کیا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : المحلی ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَمِيرًا، صَلَّى بِمَكَّةَ فَسَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّى عَلِقَهَا فَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ يَقُولُ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هٰذَا مِنْ أَصَحِّ مَا رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے عبداللہؓ سے نقل کیا کہ ایک امیر نے مکہ میں نماز پڑھائی تو اس نے دو سلام کئے اس پر ابن مسعودؓ نے کہا تیرا کیا خیال ہے اس نے کہاں اس کو حاصل کیا ہے۔ میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا ہے کہ یحیٰی بن معینؒ نے کہا کہ یہ روایت اس باب کی صحیح ترین روایات سے ہے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱ / ۲٦٦۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبٌ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، قَالَ: كَانَ عَمَّارٌ أَمِيرًا عَلَيْنَا سَنَةً، لَا يُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ: (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

ترجمہ : حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ عمارؓ ہم پر ایک سال امیر رہے وہ ہر نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبه فی الصلاة ۱ / ۲۹۹۔

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ إِذِ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ، سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَعَمَّارٌ، وَمَنْ ذَكَرْنَا مَعَهُمْ يُسَلِّمُونَ عَنْ أَيْمَانِهِمْ، وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ غَيْرُهُمْ عَلَى قُرْبِ عَهْدِهِمْ بِرُؤْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِفْظِهِمْ لِأَفْعَالِهِ فَمَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ خِلَافُهُمْ لَوْ لَمْ يَكُنْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَكَيْفَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ فِعْلَهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ؟ فَإِنْ أَنْكَرَ مُنْكِرٌ مَا رَوَيْنَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَتَيْنِ، وَمَا رَوَيْنَا عَنْهُ فِي ذٰلِكَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاحْتَجَّ لِمَا أَنْكَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ ح .

ترجمہ : عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ انہوں نے سہل بن سعد الساعدیؓ کو دیکھا کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام حضرت ابوبکر وعمر، علی ابن مسعود، عمار رضی اللہ عنہم اور دیگر جن کا ہم نے ان کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ یہ تمام دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرنے والے ہیں اور جناب رسالت مآب ﷺ کے دیگر اصحاب ان کو اس حالت میں دیکھنے کے باجود ان کی مخالفت نہ کرنے والے تھے، حالانکہ عہد نبوی کا بالکل قرب تھا۔ یہ ان کے فعل سے موافقت کے سلسلے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی مروی نہ ہوتا تب بھی ان کی مخالفت مناسب نہ تھی، تو اب جبکہ ان کی

موافقت میں آپکے ارشادات موجود ہیں تو ان کی مخالفت کیونکر درست ہوگی، اگر کوئی انکار کرنے والا اس روایت کو تسلیم نہ کرے جو کہ ہم نے ابوائل کی سند سے حضرت علیؓ سے نقل کی ہے کہ آپ نماز میں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے اور اس سلسلہ میں ان کی وساطت سے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے اور منکر یہ کہے ایک سلام والی روایت ملاحظہ ہو۔

تحریج : مسند احمد۔

وَبِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَتَحْفَظُ التَّكْبِيرَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: فَالتَّسْلِيمَ؟ قَالَ: وَاحِدَةً. قَالَ: فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَحْفَظَ هُوَ التَّسْلِيمَ وَاحِدَةً وَقَدْ رَأَى عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَبْدَ اللّٰهِ يُسَلِّمَانِ اثْنَتَيْنِ أَفَتُرَى عَمَّنْ حَفِظَ الْوَاحِدَةَ غَيْرَهُمَا، وَعَنْهُمَا كَانَ يَتَحَفَّظُ وَبِهِمَا كَانَ يُقْتَدَى. فَفِي ثُبُوتِ هٰذَا عَنْهُ مَا يَجِبُ بِهِ فَسَادُ مَا رَوَيْتُمْ عَنْهُ فِي التَّسْلِيمَتَيْنِ. قِيلَ لَهُ: إِنَّ الَّذِي رَوَيْنَا عَنْهُ فِي التَّسْلِيمَتَيْنِ صَحِيحٌ لَمْ يَدْخُلْهُ شَيْءٌ فِي إِسْنَادِهِ، وَلَا فِي مَتْنِهِ، وَذٰلِكَ عَلَى السَّلَامِ مِنَ الصَّلَوَاتِ ذَوَاتِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَالَّذِي أَرَادَهُ أَبُو وَائِلٍ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، مِنَ السَّلَامِ مَرَّةً وَاحِدَةً، هُوَ فِي الصَّلَاةِ ذَاتِ التَّكْبِيرِ، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْكُوفِيِّينَ، مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ يُسَلِّمُونَ فِي صَلَاتِهِمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ تَسْلِيمَةً خَفِيَّةً وَيُسَلِّمُونَ فِي سَائِرِ صَلَوَاتِهِمْ تَسْلِيمَتَيْنِ. فَهٰكَذَا مَعْنَى، حَدِيثِ أَبِي وَائِلٍ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ وَلِهٰذَا أَوْلَى أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ مَا رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى لَا يُضَادَّ بَعْضُهُ بَعْضًا. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ كَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَالْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ، يُسَلِّمُونَ فِي صَلَاتِهِمْ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ .

ترجمه : عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں ابووائل سے پوچھا کیا تمہیں تکبیر یاد ہے تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں نے پوچھا کیا تمہیں سلام یاد ہے انہوں نے کہا ایک۔ تو اس روایت میں وہ ایک سلام کو یاد رکھنے کا کہہ رہے ہیں اور آپ کی روایت میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے دو سلام ذکر کرتے ہیں تو ان دونوں روایتوں میں تعارض ہوا پس اس سے دو سلام پر استدلال درست نہ رہا۔ تو یہ کس طرح درست ہے کہ ان کو ایک سلام محفوظ ہوا اور انہوں نے حضرت علی اور ابن مسعودؓ کو دو سلام کرتے دیکھا ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ ان دو کے علاوہ انہوں نے یہ سلام کس سے یاد کیا۔ حالانکہ وہ انہی کی وہ باتیں یاد کرنے اور ان کی اقتداء کرنے والے تھے۔ پس اس روایت کا ثبوت اور جو چیز اس روایت سے ثابت ہوتی ہے وہ اس روایت کے فساد کو ظاہر کر رہی ہے جو تم دو سلام کے سلسلے میں روایت کر چکے ہو۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ دو سلام کے سلسلے میں ہم نے جو روایت کی وہ بالکل درست ہے۔ اس کی سند و متن بے غبار ہیں اور اس کا تعلق رکوع اور سجدہ والی نماز کے سلام سے تعلق رکھتا ہے۔ رہی ابووائل کی عمرو بن مرہ والی روایت جس میں ایک سلام کا ذکر ہے۔ اس کا تعلق تکبیرات والی نماز سے ہے۔ کوفہ کے علماء کی ایک

جماعت جن میں ابراہیم نخعی ہیں اپنے جنائز میں خفیف سلام پھیرتے اور اپنی بقیہ تمام نمازوں میں دو سلام پھیرتے تھے۔ ہمارے نزدیک ابو وائل کی روایت کا یہی معنی ہے۔ پس زیادہ بہتر ہے کہ ان سے مروی دوسری روایت کو بھی اسی پر محمول کریں تاکہ روایات میں تضاد نہ ہو۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرلے کہ عمر بن عبدالعزیز، حسن اور ابن سیرین اپنی نمازوں میں ایک سلام پھیرتے تھے، جیسا کہ ان روایات میں ہے۔

مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: ثنا مُعَاذٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَعَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُمَا كَانَا يُسَلِّمَانِ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً حِيَالَ وُجُوهِهِمَا .

ترجمہ : اشعث نے حسنؒ کے متعلق نقل کیا کہ وہ نماز میں سامنے طرف ایک سلام پھیرتے تھے۔

تخریج : مصنف ابن ابی شیبہ فی الصلاۃ ۱ / ۳۰۱۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ صَدَقْتَ، قَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ هٰؤُلَاءِ وَقَدْ رُوِيَ عَمَّنْ قَبْلَهُمْ مِمَّنْ ذَكَرْنَا مَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ، مَعَ مَا قَدْ تَوَاتَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا قَدَّمْتُ ذِكْرَهُ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَابْنِ أَبِي لَيْلٰى، وَهُمَا مِنَ التَّابِعِينَ أَكْبَرُ مِنْ أُولٰئِكَ خِلَافُ مَا رُوِيَ عَنْهُمْ .

ترجمہ : سعید نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے متعلق نقل کیا کہ وہ ایک طرف سلام پھیرتے تھے۔ ابن مرزوق نے عمر بن عبدالعزیز سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ جواب میں کہا جائے گا کہ ایسی روایات بلاشبہ ان سے مروی ہیں مگر ان کے بالمقابل صحابہ کرام کی کثیر روایات جو جناب رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں وہ ان کے خلاف موجود ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم اس باب میں کر آئے ہیں۔ (دوسرا جواب یہ ہے) کہ حضرت سعید بن المسیب اور ابن ابی لیلیٰ جو کہ اکابر تابعین سے ہیں ان کی روایات ان کے خلاف ہیں (پس ان کی روایات سے استدلال کا کوئی جواز نہیں ہے)۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۱ / ۲۶۷۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، فَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَهٰذَانِ تَابِعِيَّانِ مَعَهُمَا مِنَ الْقِدَمِ وَمِنَ الصُّحْبَةِ بِجَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ لِلَّذِي يُخَالِفُهُمَا مِمَّنْ ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ. فَالَّذِي رَوَيْنَا عَنْهُمَا مِنْ ذٰلِكَ أَوْلٰى، لِاقْتِدَائِهِمَا بِمَنْ قَبْلَهُمَا، وَلِمُوَافَقَتِهِمْ لِمَا قَدْ ثَبَتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ. وَهٰذَا أَيْضًا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

ترجمہ : حکم کہتے ہیں کہ میں ابن ابی لیلیٰ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا پس وہ اپنے دائیں بائیں جانب السلام علیکم

رحمۃ اللہ سے سلام پھیرتے۔ ابن مرزوق نے حکم سے نقل کیا کہ میں ابن ابی لیلیٰؒ کے ساتھ نماز پڑھا تھا وہ اپنے دائیں اور بائیں سلام "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کے ساتھ پھیرتے تھے۔

تخریج : ابن ابی شیبه ۱ / ۲۶۷۔

تشریح : یہ باب سلام کی کیفیت اور سلام کی تعداد کے متعلق ہے کہ کس طرح سلام کیا جائے اور کتنی مرتبہ سلام پھیرا جائے؟ اس سلسلے میں دو مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالکؒ کے نزدیک منفرد اور امام پر صرف سامنے کی طرف ایک سلام کرنا لازم ہے، اس سے زیادہ مشروع نہیں، اور مقتدی کے ذمہ تین سلام ہیں ایک سامنے کی طرف، ایک دائیں، ایک بائیں "السلام علیکم"

دوسرا مذہب: حضرات حنفیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کے نزدیک امام، منفرد اور مقتدی سب کے ذمہ صرف دو سلام کرنا مشروع ہے، ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ایک سلام کافی نہیں ہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ"

فریق اول کی دلیل:

(۱) عَنْ سَعْدِ بن أبي وقاصٍؓ قال :كان رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي آخِرِ الصَّلاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

(۲) عن عائشةؓ : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسلّم في الصلاة تسليمةً واحدة تلقاء وجهه ثم يميل إلى الشقّ الأيمن شيئًا .

(۳) سنن نسائی میں حضرت ابن عمرؓ کی ایک طویل حدیث ہے اس میں سالم بن عبداللہ نے اپنے والد حضرت ابن عمرؓ کی صلاۃ سفر کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" فصلّى العشاء الآخرة ثم سلّم واحدةً تلقاء وجهه ثم قال : قال رسول الله ﷺ : إذا حضر أحدكم أمر يخشى فوته فليصلّ هذه الصلاة "

فریق ثانی کے دلائل:

امام طحاویؒ نے تقریباً پندرہ صحابۂ کرامؓ سے روایات نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" ہم ان میں سے چند کو بطور نمونہ پیش کریں گے۔

(۱) منهم أبو موسى الأشعرى : قَالَ: صَلّٰى بِنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِمَّا أَنْ يَكُونَ نَسِينَاهَا أَوْ تَرَكْنَاهَا عَلَى عَمْدٍ، فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ .

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مسعودٌ قال: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

(۳) عَمَّارٍ:فأسند عنه أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي صَلَاتِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

(٤) ابن عمرؓ : قال : إن النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَتَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ .

(٥) البراء بن عازبؓ: قال : إن رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَتَيْنِ.

(٦) وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ: أَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ .

نیز اس کے علاوہ جابر بن سمرۃؓ، عدی بن عمیرۃ الحضرمیؓ، ابو مالک اشعریؓ، طلق بن علیؓ، اوس بن اوسؓ یا ابو اوسؓ اور ابوامیہؓ سے بھی اسی مضمون کی روایات امام طحاویؒ نے نقل کی ہے تفصیل کے لیے طحاوی کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

ان تمام صحابہ کرامؓ کی روایات میں دو مرتبہ سے کم سلام پھیرنے کا تذکرہ ہے، یہی نہیں ؛ بلکہ ہر جگہ دو مرتبہ سلام پھیرنے کی صراحت ہے۔

فریق ثانی کے دلائل کے جوابات:

حدیث سعد رضی اللہ عنہ کا جواب:

حدیث سعدؓ کے دراوردی نے مصعب سے روایت کیا ہے مصعب کے دو شاگرد اور ہیں عبداللہ بن مبارک اور محمد بن عمرو بن عطاء، اور یہ دونوں حضرات ائمہ حدیث اور حفاظ حدیث میں سے ہیں جبکہ دراوردی متکلم فیہ راوی ہیں اور عبداللہ بن مبارک اور محمد بن عمر دراوردی کے خلاف روایت کرتے ہیں، لہٰذا ان کے ثقہ وضابط ہونے کی بنیاد پر ان کی روایت دراوردی کی روایت کے مقابلے میں ترجیح دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مصعب بن ثابت کے ایک متابع ہیں عبداللہ بن جعفر یہ بھی عبداللہ بن مبارک ہی کی روایت کے مطابق روایت کرتے ہیں لہٰذا دراوردی کی روایت مرجوع ہوگی اور حضرت سعدؓ سے بھی نبی اکرم ﷺ کے سے دو سلام والی روایت ثابت مانی جائے گی۔

حدیث عائشہؓ کا جواب:

حدیث عائشہؓ اصلاً موقوف ہے حفاظ نے موقوف ہی روایت کیا ہے اس میں ایک راوی نے زہیر بن محمد ہیں جو اگر فی نفسہ ثقہ ہیں، لیکن ان کے بارے میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے اہل شام منکر احادیث روایت کرتے ہیں،

اور یہ روایت بھی اہل شام ہی کی ہے، لہٰذا قابل استدلال نہیں۔

حدیث ابن عمرؓ کا جواب:

اس کے جواب میں بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ حالتِ عذر پر محمول ہے، جیسا کہ روایت کا آخری جملہ بھی اس کی تائید کر رہا ہے؛ لیکن یہ جواب ان لوگوں کے مسلک پر تو درست ہوسکتا ہے جو پہلے سلام کو واجب اور دوسرے سلام کو سنت یا مستحب کہتے ہیں، جیسا کہ امام ابوحنیفہ کی روایت شاذہ بھی یہی ہے، اور محقق ابن ہمام کا فتویٰ بھی اسی پر ہے؛ لیکن امام ابوحنیفہؒ کی روایت مشہور یہ ہے کہ دونوں سلام واجب ہیں۔ اس صورت میں یہ جواب صحیح نہ ہوگا۔ چناں چہ عینیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے دوسرا سلام اس قدر آہستہ کہا ہو کہ بعض حضرات اسے ایک ہی سلام سمجھ بیٹھے ہوں۔ نیز روایات کثیرہ کے مقابلے میں چند شاذ روایات کو ترجیح کیسے دی جاسکتی ہے جب کہ امام طحاویؒ نے پندرہ یا اس سے زائد صحابۂ کرامؓ سے احادیث تسلیمتین نقل کی ہیں، لہٰذا اس تواتر کو چند ضعیف یا محتمل روایات کی بنا پر چھوڑنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

اشکال: کہ اگر حضرت عائشہؓ کی حدیث کو غیر مرفوع مان بھی لیں تو ان کی روایت حضراتِ صحابہ میں سے کن کے عمل سے معارض ہے؟

جواب: یہ ہے کہ امام طحاویؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالے سے ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کا دو سلام پھیرنا نقل کیا ہے، لہٰذا حضرت عائشہؓ کی روایت حضرات شیخین کی روایت کے مخالف ہے۔

اشکال: ماقبل میں ابووائل، شقیق بن سلمہ نے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کا عمل دو سلام سے متعلق نقل کیا ہے وہ ہم نہیں مانتے، اس لیے کہ ابووائل شقیق بن سلمہ نے ان دونوں حضرات کا عمل ایک سلام سے متعلق نقل کیا ہے، لہٰذا ان حضرات کی روایت متعارض ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب: حضرت ابووائل نے جو دو طریقوں سے ان حضرات کا عمل نقل کیا ہے دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، البتہ دونوں کا محمل الگ الگ ہے، دو سلام والی روایت صلوات پنجگانہ پر محمول ہوگی، اور ایک سلام والی روایت صلاۃ جنازہ پر محمول ہوگی۔

﴿باب السلام في الصلاة هل هو من فروضها أو من سننها﴾

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ،

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَإِحْلَالُهَا التَّسْلِيمُ) فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ بِغَيْرِ تَسْلِيمٍ فَصَلَاتُهُ بَاطِلَةٌ؛ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ) فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا بِغَيْرِهِ. خَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَافْتَرَقُوا عَلَى قَوْلَيْنِ. فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: إِذَا قَعَدَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، وَإِنْ لَمْ يُسَلِّمْ .وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاتِهِ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، وَإِنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ وَلَمْ يُسَلِّمْ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَنَّ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ قَوْلِهِ (تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ) إِنَّمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ كَانَ عِنْدَهُ عَلَى غَيْرِ مَا حَمَلَهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى. فَذَكَرُوا مَا قَد .

ترجمه : محمد بن حنفیہ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اوراس کا تحریمہ تکبیر اوراس کی تحلیل (حلال ہونا، نکلنا) سلام ہے۔علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ آدمی جب اپنی نماز سے سلام کے بغیر باہر آجائے تو اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے، کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سلام تحلیل صلاۃ قرار دیا۔پس سلام کے بغیر نماز سے نکلنا جائز نہیں ۔جبکہ دوسری جماعت نے ان سے اختلاف کیا پھران کی دو جماعتیں بن گئیں ۔بعض نے تو کہا کہ جب وہ تشہد کی مقدار بیٹھ جائے تو اس کی نماز مکمل ہوجائے گی خواہ وہ سلام نہ پھیرے اور دیگر کا قول یہ ہے کہ جب وہ اپنی نماز کی آخری رکعت کے آخری سجدہ سے سر اٹھائے گا تو اس کی نماز مکمل ہوگئی خواہ وہ سلام وتشہد نہ پڑھے۔ان دونوں گروہوں نے پہلے قول کے قائلین کے خلاف دلیل دیتے ہوئے کہا کہ روایت ''تحلیلھا التسلم'' یہ حضرت علیؓ سے مروی ہے اور حضرت علیؓ اپنا فتویٰ بھی خود اس کی تصدیق کرتا ہے۔اب جناب رسول اللہ ﷺ کے قول کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے ہاں اس قول کا وہ معنی نہیں جو پہلے قول والوں نے اختیار کیا ہے۔پس انہوں نے یہ روایت نقل کی ہے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۷۳، نمبر ۶۱۸، ترمذی فی الطھارۃ باب ۳، نمبر ۳، ابن ماجه فی الطھارۃ باب ۳۲، نمبر ۲۷۵، دارمی فی الوضوء باب ۲۲، مسند احمد ۱ / ۱۲۳، ۲۹۱۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ سَجْدَةٍ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ) وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلَى أَنَّ

الصَّلَاةَ لَا تَتِمُّ إِلَّا بِالتَّسْلِيمِ؛ إِذْ كَانَتْ تَتِمُّ عِنْدَهُ بِمَا هُوَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَكَانَ مَعْنَى تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ عِنْدَهُ أَيْضًا هُوَ التَّحْلِيلُ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يَحِلَّ بِهِ لَا بِغَيْرِهِ، وَالتَّمَامُ الَّذِي لَا يَجِبُ بِمَا يَحْدُثُ بَعْدَهُ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ غَيْرُهُ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: قَدْ قَالَ: تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، فَكَانَ هُوَ الَّذِي لَا يُدْخَلُ فِيهَا إِلَّا بِهِ، فَكَذَلِكَ لَمَّا قَالَ: (وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ) كَانَ كَهُوَ أَيْضًا لَا يُخْرَجُ مِنْهَا إِلَّا بِهِ. قِيلَ لَهُ: إِنَّهُ لَا يَجُوزُ الدُّخُولُ فِي الْأَشْيَاءِ إِلَّا مِنْ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ مِنَ الدُّخُولِ فِيهَا، وَقَدْ يُخْرَجُ مِنَ الْأَشْيَاءِ مِنْ حَيْثُ أُمِرَ أَنْ يُخْرَجَ بِهِ مِنْهَا وَمِنْ غَيْرِ ذَلِكَ. مِنْ ذَلِكَ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا النِّكَاحَ قَدْ نُهِيَ أَنْ يُعْقَدَ عَلَى الْمَرْأَةِ، وَهِيَ فِي عِدَّةٍ، وَكَانَ مَنْ عَقَدَهُ عَلَيْهَا، وَهِيَ كَذَلِكَ لَمْ يَكُنْ بِذَلِكَ مَالِكًا لِبُضْعِهَا، وَلَا وَجَبَ لَهُ عَلَيْهَا نِكَاحٌ. فِي أَشْيَاءَ لِذَلِكَ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْكِتَابُ. وَأَمَرَ أَنْ لَا يُخْرَجَ مِنْهُ إِلَّا بِالطَّلَاقِ الَّذِي لَا إِثْمَ فِيهِ، وَأَنْ تَكُونَ الْمُطَلَّقَةُ طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ فَكَانَ مَنْ طَلَّقَ عَلَى غَيْرِ مَا أُمِرَ بِهِ مِنْ ذَلِكَ فَطَلَّقَ ثَلَاثًا أَوْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا يَلْزَمُهُ ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ إِثْمًا، وَيَخْرُجُ بِذَلِكَ الطَّلَاقِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ مِنَ النِّكَاحِ الصَّحِيحِ. فَكَانَ قَدْ تَثْبُتُ الْأَسْبَابُ الَّتِي تُمْلَكُ بِهَا الْأَبْضَاعُ كَيْفَ هِيَ؟ وَالْأَسْبَابُ الَّتِي تَزُولُ بِهَا الْإِمْلَاكُ عَنْهَا كَيْفَ هِيَ؟ وَنُهُوا عَمَّا خَالَفَ ذَلِكَ، أَوْ شَيْئًا مِنْهُ. فَكَانَ مَنْ فَعَلَ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ لِيَدْخُلَ بِهِ فِي النِّكَاحِ، لَمْ يَدْخُلْ بِهِ فِيهِ، وَإِذَا فَعَلَ شَيْئًا مِنْهُ لِيَخْرُجَ بِهِ مِنَ النِّكَاحِ، خَرَجَ بِهِ مِنْهُ. فَلَمَّا كَانَ لَا يَدْخُلُ فِي الْأَشْيَاءِ إِلَّا مِنْ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ. وَالْخُرُوجُ مِنْهَا قَدْ يَكُونُ مِنْ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ، وَقَدْ يَكُونُ بِغَيْرِ ذَلِكَ. كَانَ كَذَلِكَ فِي النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ، فَيَكُونُ الدُّخُولُ فِيهَا غَيْرَ وَاجِبٍ إِلَّا بِمَا أُمِرَ بِهِ مِنَ الدُّخُولِ فِيهَا، وَيَكُونُ الْخُرُوجُ مِنْهَا بِمَا أُمِرَ بِهِ مِمَّا يُخْرَجُ بِهِ مِنْهَا، وَمِنْ غَيْرِ ذَلِكَ. وَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ.

ترجمہ: عاصم بن ضمرہ نے حضرت علیؓ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا جب اس نے آخری سجدہ سے سر اٹھایا تو اس کی نماز مکمل ہوگئی۔ تو یہ حضرت علیؓ ہیں جنہوں نے یہ ذکر کیا "تحليلها التسليم" ان کے ہاں تو سلام نماز کے لیے ضروری نہیں بلکہ سلام سے پہلے ان کے ہاں نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ پس "تحليلها التسليم" کا مفہوم ان کے ہاں یہ ہے کہ سلام کے ذریعہ نماز سے فراغت حاصل کی جائے کسی اور عمل سے نہیں اور تکمیل نماز یہ ہے کہ اگر اس کے بعد کوئی چیز پیش آجائے (جس سے نماز سے نکل جائے) تو نماز کو لوٹانے کی حاجت نہ ہو۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ ﷺ کا فرمان تو "تحريمها التكبير" تحریم صلاۃ وہ ہے کہ جس کے بغیر نماز میں داخلہ درست نہ ہو (اور یہ مسلم ہے)۔ تو اسی طرح آپ نے فرمایا "تحليلها التسلم" کا بھی یہی معنی ہے کہ اس کے بغیر نماز سے باہر آنا جائز نہیں۔ تو اس کے جواب میں کہیں گے کہ کسی چیز کی ابتداء کے لیے وہی بات اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس کا حکم ہے مگر باہر آنے کے

لیے بھی وہی بات اختیار کرتے ہیں، جس کا حکم ملا ہو اور بعض اوقات اس کے علاوہ کو اختیار کرتے ہیں مثلاً یہ ہمارے سامنے ہے کہ معتدۃ کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جو شخص عدت کے دوران نکاح کرے اس کو ملکیت بضعہ حاصل نہ ہوگی اور نہ نکاح منعقد ہوگا۔ اس کی مثالیں بہت ہیں جن کو اگر ہم ذکر کریں تو کتاب لمبی ہو جائے گی۔ نکاح سے باہر آنے کے لیے طلاق کا حکم ہے جس طلاق میں گناہ نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت بھی حیض سے پاک ہو اور اس نے اس طہر میں جماع بھی نہ کیا ہو۔ پس جس نے اس طریقہ کو چھوڑ کر طلاق دی خواہ وہ تین طلاقیں دے یا حائضہ کو طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی مگر طلاق دینے والا گناہ کا مرتب ہوگا اور اس طلاق ممنوعہ کے ذریعے صحیح نکاح جاتا رہے گا اور ایسے اسباب بھی واضح کر دیے گئے ہیں جن سے ملک بضعہ حاصل ہوتی ہے اور ایسے اسباب کو ظاہر کر دیا گیا کہ جن سے بالکل ملک بضعہ جاتی رہتی ہے اور ان تمام اسباب کی مخالفت سے روکا گیا ہے یا ان میں سے بعض کی مخالفت سے بھی روکا گیا ہے۔ پس جو آدمی ممنوعہ طریقہ سے نکاح کرنا چاہے گا اس کا نکاح تو واقع نہ ہوگا مگر نکاح سے نکلنے کے لیے بتلائے ہوئے درست طریقے اور غیر درست طریقے دونوں سے نکل سکتا ہے۔ پس جب حاصل یہ ہوا کہ چیزوں میں داخلہ کے لیے تو مقررہ طریقوں کو اختیار کرنا پڑے گا مگر ان سے نکلنے کے لیے مقررہ یا غیر مقررہ دونوں طریقوں سے وہ نکل جائے گا۔ پس نماز کے متعلق یہی قیاس سامنے رہے کہ اس میں داخلے کے لیے تو وہی مقررہ طریقہ جس سے داخلے کا حکم ہے۔ مگر خارج ہونے کے لیے کبھی تو مقررہ طریقہ اختیار کیا جاتا اور کبھی اس کے علاوہ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ جونہی آخری سجدے سے اٹھیں تو نماز پوری ہو جائے گی۔ ان کی دلیل مندرجہ ذیل روایت ہے۔

تخريج : دارقطنی فی السنن ١ / ٣٦٠۔

مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ السُّجُودِ، فَقَدْ مَضَتْ صَلَاتُهُ إِذَا هُوَ أَحْدَثَ)

ترجمہ : عبدالرحمن بن رافع اور ابوبکر بن سوادہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو اس کی نماز ختم ہوئی جبکہ وہ اس وقت بے وضو ہو جائے۔

تخريج : حلية الاولياء ٥ / ١١٧۔

وَمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الرَّبِيعِ اللُّؤْلُؤِيُّ قَالَا: ثنا مُعَاذُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ قَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ، فَرَوَاهُ قَوْمٌ هٰكَذَا، وَرَوَاهُ آخَرُونَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ .

ترجمہ : معاذ بن حکم نے عبدالرحمن بن زیاد سے اسی طرح کی اسناد سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے کہا جائے گا کہ

یہ روایت مختلف فیہ ہے۔ بعض نے اس کو اسی طرح روایت کیا مگر دوسروں نے اور طریقے سے روایت کیا ہے۔

تخریج : ترمذی ۱ / ۹۳۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ، وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَا: ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجُذَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ، فَقَعَدَ، فَأَحْدَثَ هُوَ أَوْ أَحَدٌ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ مَعَهُ، قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ الْإِمَامُ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، فَلَا يَعُودُ فِيهَا) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا مَعْنَاهُ غَيْرُ مَعْنَى الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا بِلَفْظٍ غَيْرِ هٰذَا .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی اور بکر بن سوادہ جذامی نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام نے نماز کو پورا کر لیا اور وہ بیٹھا رہا تو اس کو بے وضگی کی حالت پیش آئی یا اس کے مقتدی کو ایسے حالت میں حدث لاحق ہوگئی جبکہ اس کے امام نے ابھی سلام نہ پھیرا تھا تو اس نے اپنی نماز کو پورا کر لیا پس وہ اعادہ نہ کرے۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۷۲، نمبر ۶۱۷، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۸۳، نمبر ۴۰۸۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ مُعَاذٌ: فَلَقِيتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، فَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: لَقِيتَهُمَا جَمِيعًا، فَقَالَ: كِلَيْهِمَا حَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :(إِذَا رَفَعَ الْمُصَلِّي رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ صَلَاتِهِ، وَقَضَى تَشَهُّدَهُ، ثُمَّ أَحْدَثَ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، فَلَا يَعُودُ لَهَا) وَاحْتَجَّ الَّذِينَ قَالُوا: لَا تَتِمُّ الصَّلَاةُ حَتّٰى يَقْعُدَ فِيهَا قَدْرَ التَّشَهُّدِ بِمَا .

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن زیاد نے ابوبکرہ جیسی روایت نقل کی ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ معاذ نے بتلایا کہ میں عبدالرحمٰن بن زیاد کو ملا انہوں نے عبدالرحمٰن بن رافع اور ابوبکر بن سوادہ دونوں سے مجھے بیان کیا میں نے کہا کیا تو سب کو ملا ہے تو اس نے کہا دونوں نے مجھے عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نمازی نے اپنی نماز کے اختتام پر سجدہ سے سر اٹھا لیا اور تشہد پڑھ لیا پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا تو گویا اس کی نماز پوری ہوگئی وہ اس کا اعادہ نہ کرے۔ اس روایت کو ان لوگوں نے دلیل بنایا جن کا مقولہ یہ ہے کہ جب تک تشہد کی مقدار قعدہ نہ کرے اس کی نماز مکمل نہ ہوگی۔

تخریج : ابوداؤد فی الصلاۃ باب ۷۲، نمبر ۶۱۷، ترمذی فی الصلاۃ باب ۱۸۳، نمبر ۴۰۸۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، وَأَبُو غَسَّانَ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي نُعَيْمٍ قَالَا: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ

الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُخَيْمِرَةَ قَالَ: أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَحَدَّثَنِي: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِيَدِهِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ وَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ، فَذَكَرَ التَّشَهُّدَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِي بَابِ التَّشَهُّدِ. وَقَالَ: فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ، أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ .

ترجمه : قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھائی پھر وہ تشہد ذکر کیا جو ہم عبداللہؓ سے باب التشہد میں نقل کر آئے ہیں اور فرمایا جب تم نے اس کو کر لیا یا پورا کر دیا تو گویا تیری نماز مکمل ہوگئی اگر چاہو تو کھڑے ہو اگر بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

یج : ابو داؤد فی الصلاۃ باب ۱۷۸، نمبر ۹۷۰۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: ثنا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَاءُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ التَّشَهُّدَ، وَقَالَ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ فَرَوَوْا مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَوَوْا مِنْ قَوْلِ عَبْدِاللّٰهِ .

ترجمه : علقمہ نے عبداللہؓ سے انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ پھر تشہد کا ذکر کیا اور کہا تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کیا پھر عبداللہ کا قول روایت کیا۔

تخریج : مسند البزار ۵/۱۷، طبرانی الکبیر ۱۰ / ۵۱۔

ان روایات نے پہلے جناب رسول اللہ ﷺ کا قول ذکر کیا پھر انہوں نے عبداللہ کا قول نقل کیا جیسا اس روایت میں ہے۔

مَاحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: ثنا أَبُو وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: التَّشَهُّدُ انْقِضَاءُ الصَّلَاةِ، وَالتَّسْلِيمُ إِذْنٌ بِانْقِضَائِهَا ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ تَرْكَ السَّلَامِ غَيْرُ مُفْسِدٍ لِلصَّلَاةِ، وَهُوَ (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فَلَمْ يُسَلِّمْ، فَلَمَّا أُخْبِرَ بِصَنِيعِهِ فَثَنَى رِجْلَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ) .

ترجمه : ابواسحاق نے ابوالاحوص سے انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا تشہد نماز کا اگر اختتام ہے تو تسلیم اختتام کا اعلان ہے۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں اس روایت کا معنی پہلی روایت سے مختلف ہے اور اس روایت کو دیگر

الفاظ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایات وارد ہوتی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سلام کا چھوڑ دینا نماز کو نہیں توڑتا اور وہ اس طرح کہ آپ نے نماز ظہر پانچ رکعت پڑھائی اور سلام نہ پھیرا جب آپ کے عمل کی آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کو موڑا اور دو سجدے ادا فرمائے۔

تخریج : بیہقی ۲ / ۲۴۸ موقوفاً۔

كَمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ. فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ أَدْخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِهَا قَبْلَ السَّلَامِ، وَلَمْ يَرَ ذَلِكَ مُفْسِدًا لِلصَّلَاةِ، وَلَوْ رَآهُ مُفْسِدًا لَهَا إِذًا لَأَعَادَهَا فَلَمَّا لَمْ يُعِدْهَا، وَقَدْ خَرَجَ مِنْهَا إِلَى الْخَامِسَةِ لَا بِتَسْلِيمٍ، دَلَّ ذَلِكَ أَنَّ السَّلَامَ لَيْسَ مِنْ صُلْبِهَا. أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَوْ كَانَ جَاءَ بِالْخَامِسَةِ، وَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مِمَّا قَبْلَهَا سَجْدَةٌ، كَانَ ذَلِكَ مُفْسِدًا لِلْأَرْبَعِ، لِأَنَّهُ خَلَطَهُنَّ بِمَا لَيْسَ مِنْهُنَّ فَلَوْ كَانَ السَّلَامُ وَاجِبًا كَوُجُوبِ سُجُودِ الصَّلَاةِ، لَكَانَ حُكْمُهُ أَيْضًا كَذَلِكَ، وَلَكِنَّهُ بِخِلَافِهِ فَهُوَ سُنَّةٌ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ وَيَدَعِ الشَّكَّ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ نَقَصَتْ، فَقَدْ أَتَمَّهَا، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ تُرْغِمَانِ الشَّيْطَانَ، وَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً، كَانَ مَا زَادَ وَالسَّجْدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً). فَقَدْ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَامِسَةَ الزَّائِدَةَ وَالسَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ لِلسَّهْوِ تَطَوُّعًا، وَلَمْ يَجْعَلْ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ بِذَلِكَ فَاسِدًا وَإِنْ كَانَ الْمُصَلِّي قَدْ خَرَجَ مِنْهَا إِلَيْهِ، فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الصَّلَاةَ تَتِمُّ بِغَيْرِ تَسْلِيمٍ وَأَنَّ التَّسْلِيمَ مِنْ سُنَنِهَا لَا مِنْ صُلْبِهَا. فَكَانَ تَصْحِيحُ مَعَانِي الْآثَارِ فِي هَذَا الْبَابِ يُوجِبُ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الَّذِينَ قَالُوا: لَا تَتِمُّ الصَّلَاةُ حَتَّى يَقْعُدَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ لِأَنَّ حَدِيثَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ احْتَمَلَ مَا ذَكَرْنَا وَاخْتُلِفَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا وَصَفْنَا وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ فَهُوَ الَّذِي لَمْ يُخْتَلَفْ فِيهِ. وَأَمَّا وَجْهُ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّ الَّذِينَ قَالُوا: إِنَّهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاتِهِ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ. قَالُوا: رَأَيْنَا هَذَا الْقُعُودَ قُعُودَ التَّشَهُّدِ وَفِيهِ ذِكْرٌ يُتَشَهَّدُ بِهِ وَتَسْلِيمٌ يُخْرَجُ بِهِ مِنَ الصَّلَاةِ، وَقَدْ رَأَيْنَا قَبْلَهُ فِي الصَّلَاةِ قُعُودًا فِيهِ ذِكْرٌ يُتَشَهَّدُ بِهِ. فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ ذَلِكَ الْقُعُودَ الْأَوَّلَ، وَمَا فِيهِ مِنَ الذِّكْرِ، لَيْسَ هُوَ مِنْ صُلْبِ الصَّلَاةِ، بَلْ هُوَ مِنْ سُنَنِهَا. وَاخْتُلِفَ فِي الْقُعُودِ الْأَخِيرِ فَالنَّظَرُ عَلَى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُونَ كَالْقُعُودِ الْأَوَّلِ، وَيَكُونُ مَا فِيهِ كَمَا فِي الْقُعُودِ الْأَوَّلِ، فَيَكُونُ سُنَّةً، وَكُلُّ مَا يُفْعَلُ فِيهِ سُنَّةٌ كَمَا كَانَ

الْقُعُودُ الْأَوَّلُ سُنَّةٌ، وَكُلُّ مَا يُفْعَلُ فِيهِ سُنَّةٌ، وَقَدْ رَأَيْنَا الْقِيَامَ الَّذِي فِي كُلِّ الصَّلَاةِ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ الَّذِي فِيهَا أَيْضًا كُلَّهُ كَذٰلِكَ فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُونَ الْقُعُودُ فِيهَا أَيْضًا كُلُّهُ كَذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ بَعْضُهُ بِاتِّفَاقِهِمْ سُنَّةً كَانَ مَا بَقِيَ مِنْهُ كَذٰلِكَ أَيْضًا فِي النَّظَرِ. وَاحْتَجَّ عَلَيْهِمُ الْآخَرُونَ فَقَالُوا: قَدْ رَأَيْنَا الْقُعُودَ الْأَوَّلَ مَنْ قَامَ عَنْهُ سَاهِيًا فَاسْتَتَمَّ قَائِمًا أُمِرَ بِالْمُضِيِّ فِي قِيَامِهٖ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِالرُّجُوعِ إِلَى الْقُعُودِ، وَقَدْ رَأَيْنَا مَنْ قَامَ مِنَ الْقُعُودِ الْآخِرِ سَاهِيًا حَتّٰى اسْتَتَمَّ قَائِمًا أُمِرَ بِالرُّجُوعِ إِلٰى قُعُودِهٖ. قَالُوا فَمَا يُؤْمَرُ بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ بَعْدَ الْقِيَامِ عَنْهُ فَهُوَ الْفَرْضُ، وَمَا لَا يُؤْمَرُ بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ بَعْدَ الْقِيَامِ عَنْهُ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِفَرْضٍ. أَلَا تَرٰى أَنَّ مَنْ قَامَ وَعَلَيْهِ سَجْدَةٌ مِنْ صَلَاتِهٖ حَتّٰى اسْتَتَمَّ قَائِمًا أُمِرَ بِالرُّجُوعِ إِلٰى مَا قَامَ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَامَ فَتَرَكَ فَرْضًا فَأُمِرَ بِالْعَوْدِ إِلَيْهِ، وَكَذٰلِكَ الْقُعُودُ الْأَخِيرُ، لَمَّا أُمِرَ الَّذِي قَامَ عَنْهُ بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ كَانَ ذٰلِكَ دَلِيلًا أَنَّهُ فَرْضٌ، وَلَوْ كَانَ غَيْرَ فَرْضٍ إِذًا لَمَا أُمِرَ بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ كَمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالرُّجُوعِ إِلَى الْقُعُودِ الْأَوَّلِ. فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِلْآخَرِينَ أَنَّهُ إِنَّمَا أُمِرَ الَّذِي قَامَ مِنَ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ حَتّٰى اسْتَتَمَّ قَائِمًا بِالْمُضِيِّ فِي قِيَامِهٖ، وَأَنْ لَا يَرْجِعَ إِلٰى قُعُودِهٖ؛ لِأَنَّهُ قَامَ مِنْ قُعُودِ غَيْرِ فَرْضٍ فَدَخَلَ فِي قِيَامِ فَرْضٍ فَلَمْ يُؤْمَرْ بِتَرْكِ الْفَرْضِ وَالرُّجُوعِ إِلٰى غَيْرِ الْفَرْضِ وَأُمِرَ بِالتَّمَادِي عَلَى الْفَرْضِ حَتّٰى يُتِمَّهُ. فَكَانَ لَوْ قَامَ عَنِ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا أُمِرَ بِالْعَوْدِ إِلَى الْقُعُودِ لِأَنَّهُ مَا لَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلَمْ يَدْخُلْ فِي فَرْضٍ فَأُمِرَ بِالْعَوْدِ مِمَّا لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَلَا فَرْضٍ إِلَى الْقُعُودِ الَّذِي هُوَ سُنَّةٌ، وَكَانَ يُؤْمَرُ بِالْعَوْدِ مِمَّا لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَلَا فَرِيضَةٍ إِلٰى مَا هُوَ سُنَّةٌ، وَيُؤْمَرُ بِالْعَوْدِ مِنَ السُّنَّةِ إِلٰى مَا هُوَ فَرِيضَةٌ، وَكَانَ الَّذِي قَامَ مِنَ الْقُعُودِ الْأَخِيرِ حَتّٰى اسْتَتَمَّ قَائِمًا دَاخِلًا لَا فِي سُنَّةٍ وَلَا فِي فَرِيضَةٍ وَقَدْ قَامَ مِنْ قُعُودٍ هُوَ سُنَّةٌ فَأُمِرَ بِالْعَوْدِ إِلَيْهِ وَتَرْكِ التَّمَادِي فِيمَا لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَلَا فَرِيضَةٍ. كَمَا أُمِرَ الَّذِي قَامَ مِنَ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ الَّذِي هُوَ سُنَّةٌ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَيَدْخُلَ فِي الْفَرِيضَةِ أَنْ يَرْجِعَ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى الْقُعُودِ الَّذِي هُوَ سُنَّةٌ فَلِهٰذَا أُمِرَ الَّذِي قَامَ مِنَ الْقُعُودِ الْأَخِيرِ حَتّٰى اسْتَتَمَّ قَائِمًا بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ لَا لِمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْآخَرُونَ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا فِي هٰذَا الْبَابِ لَا مَا قَالَ الْآخَرُونَ. وَلٰكِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ، وَأَبَا يُوسُفَ، وَمُحَمَّدًا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، ذَهَبُوا فِي ذٰلِكَ إِلٰى قَوْلِ الَّذِينَ قَالُوا: إِنَّ الْقُعُودَ الْأَخِيرَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ مِنْ صُلْبِ الصَّلَاةِ لِأَنَّهُ ثَبَتَ بِالنَّصِّ كَمَا ذَكَرْنَا. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُتَقَدِّمِينَ بِمَا قَالُوا مِنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: ابراہیم نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ سے بیان کیا اور عبداللہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس بات کو بیان کیا۔ (جو اوپر ظہر کے قعدہ والی گزری) اس روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز سلام سے

پہلے ایک اور پانچوں رکعت پڑھ دی اور اس کو نماز کے لیے مفسد قرار نہ دیا اگر آپ اسے نماز کے لیے مفسد قرار دیتے تو ضرور اس کا اعادہ کرتے جب آپ نے اعادہ نہ کیا اور پانچویں رکعت کی طرف بلا تسلیم نکل گئے تو اس سے یہ دلالت مل گئی کہ یہ نماز کے ارکان سے نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ پانچویں رکعت کی طرف اس حالت میں منتقل ہوتے کہ آپ کے ذمہ کوئی ایسی چیز باقی ہوتی جس سے پہلے سجدہ ہے تو یہ چاروں رکعات کے لیے مفسد بن جاتی کیونکہ اس سے ان رکعات کا ان چیزوں سے ملانا لازم آتا جو ان میں سے نہیں۔ پس اگر سلام واجب ہوتا جیسا کہ نماز میں سجدے لازم ہیں تو اس کا حکم بھی اسی طرح ہوتا مگر اس کے برعکس وہ سنت ہے اور یہ بات حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں آئی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ اس سے تین پڑھی ہیں یا چار، تو یقین پر عمل کرے اور شک کو ترک کر دے۔ پھر اگر اس کی نماز کم ہو تو اس کو (رکعت ملا کر) مکمل کر لے اور دو سجدے شیطان کی ناک رگڑنے کے لیے کرے اور اگر نماز مکمل ہو چکی تو جو زائد پڑھا ہے وہ اور دو سجدے اس کے لیے نفل بن جائیں گے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے پانچویں زائد رکعت اور سہو کے دو سجدوں کو نفل قرار دیا اور اس سے پہلے والی رکعات کو فاسد قرار نہیں دیا خواہ نمازی اس فرض سے اس نفل کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نماز بعد سلام بھی مکمل ہو جاتی ہے اور سلام نماز کی سنن سے ہے فرائض سے نہیں۔ پس اس باب کے آثار کے معنی کی درستی اس بات کو لازم کرتی ہے کہ جنہوں نے یہ کہا کہ مقدار تشہد بیٹھنے سے نماز مکمل ہو جاتی ہے، اس لیے کہ حضرت علیؓ والی روایت میں اس بات کا احتمال ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت میں اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا۔ البتہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں اختلاف نہیں۔ غور و فکر کے لحاظ سے اس کی وضاحت سنیے۔ جن لوگوں کا کہنا یہ ہے جب نماز کے آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ وہ بطور ثبوت کہتے ہیں کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ تشہد والا قعدہ ہے۔ اس تشہد والا ذکر اور سلام جس کے ذریعے نماز سے باہر آتے تھا اور ہم یہ پاتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی اسی نماز میں ایک قعدہ ہے جس میں تشہد کا ذکر تو موجود ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پہلا قعدہ اور اس میں تشہد کا پڑھنا فرائض نماز سے نہیں بلکہ سنن اور واجبات سے ہے۔ آخری قعدہ سے متعلق اختلاف ہے ہم نے جو کچھ کہا اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ بھی پہلے قعدہ کی طرح ہو اور اس میں جو کچھ ہے اس کا حکم وہی ہو جو پہلے قعدہ کے افعال و اعمال کا ہے۔ اس لحاظ سے وہ سنت یا واجب ہوگا اور اس کے اعمال بھی سنت غیر فرض تھا اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ قیام و رکوع اور سجدہ یہ تمام چیزیں ہر نماز کا لازمی حصہ ہیں۔ پس جو بات ہم نے ذکر کی اس لحاظ سے غور و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ قعدہ کا حکم بھی نماز میں اسی طرح ہو جب اس کا ایک حصہ بالاتفاق سنت یا واجب ہے تو اس کے بقیہ کا بھی قیاس کے لحاظ سے وہی حکم ہے دوسروں نے ان کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قعدۂ اول سے جو شخص بھول کر کھڑا ہو جاتا ہے اگر وہ مکمل طور پر سیدھا کھڑا ہو جائے تو اس کے لیے قیام میں برقرار رہنے

کا ہی حکم ہے اس کو قعدہ کی طرف لوٹنے کا حکم نہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو شخص قعدہ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہو جائے اور مکمل سیدھا کھڑا ہو جائے تو اسے قعدے کی طرف لوٹنے کا حکم دیا جاتا ہے۔تو جس قعدے میں مکمل قیام کے بعد لوٹنے کا حکم ہو وہ فرض ہے تبھی تو اس کی طرف لوٹنے کا حکم دیا گیا۔اور قعدۂ اول میں اس کی طرف لوٹنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ان کے خلاف دلیل دوسروں کی طرف سے یہ دی جاتی ہے پہلے قعدہ میں کھڑے ہونے کے بعد قیام میں برقرار رہنے کا حکم دیا گیا اور قعدے کی طرف لوٹنے کا نہیں کہا گیا کیونکہ وہ ایسے قعدہ سے کھڑا ہوا ہے جو فرض نہیں اور دوسری طرف وہ ایسے قیام میں داخل ہو چکا جو کہ فرض ہے اس وجہ سے اس کے چھوڑنے اور غیر فرض کی طرف لوٹنے کی اجازت نہیں دی گئی اور فرض میں برقرار رہنے کا حکم دیا گیا تا کہ اس کی تکمیل کر لیں اگر وہ پہلا قعدہ کھڑا ہوا مگر مکمل طور پر سیدھا نہ ہوا تو اسے قعدہ کی طرف لوٹنے کا حکم دیں گے کیونکہ وہ مکمل کھڑا نہیں ہوا جس سے وہ فرض میں داخل نہیں ہوا اسی لیے واپسی کا حکم ہو گیا جو نہ تو سنت ہے اور نہ فرض ہے اور یہ اس قعدے کی طرف واپس آیا جو کہ سنت سے ثابت ہے تو اس کو لوٹنے کا حکم اس کے لیے کہا گیا جو کہ سنت سے ثابت ہے اور سنت سے اس کی طرف لوٹا جاتا ہے جو کہ فرض ہوتا ہے اور اس کی بالمقابل وہ شخص جو کہ آخری قعدہ میں سیدھا کھڑا ہو گیا تو وہ ایسی چیز میں داخل ہونے والا ہے جو نہ سنت ہے نہ فرض اور وہ ایسے قعدہ سے اٹھا ہے جو کہ سنت ہے اور اس میں برقرار رہنے نہ دیا جائے گا جو کہ سنت و فرض میں سے کچھ بھی نہیں جیسا کہ اس شخص کو حکم دیا گیا جو کہ قعدۂ اول سے اٹھ کھڑا ہوا تھا جبکہ وہ سنت سے ثابت ہے اور مکمل سیدھا کھڑا نہیں ہوا تھا کہ وہ فرض میں داخل ہوتا اس لیے اسے قعدے کی طرف لوٹنے کا حکم دیا جائے گا جو کہ سنت ہے۔بالکل اسی طرح قعدہ اخیرہ سے اٹھ جانے والے کو حکم دیا جائے گا خواہ وہ مکمل کھڑا ہو گیا کہ وہ سنت کی طرف واپس لوٹ آئے اس بناء پر نہیں جس کی طرف دوسرے لوگ گئے ہیں۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کے ہمارے ہاں نظر و فکر کا تقاضہ اس بات میں اسی طرح ہے اس طرح نہیں جس کی طرف دوسرے لوگ گئے ہیں۔لیکن امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم نے اس مقام پر ان لوگوں کا قول اختیار کیا جو یہ کہتے ہیں کہ آخری قعدہ کی تشہد کی مقدار نماز کے فرائض میں سے ہے کیونکہ یہ نص کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور بعض متقدمین بھی اسی قول کی طرف گئے ہیں جیسے کہ یہ روایات ثابت کرتی ہیں۔

كَمَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: ثنا آدَمُ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يُحْدِثُ بَعْدَ مَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ السَّجْدَةِ فَقَالَ: لَا يُجْزِيهِ حَتَّى يَتَشَهَّدَ أَوْ يَقْعُدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ

ترجمہ : یونس نے حسن سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جو اپنا سر اٹھانے کے بعد بات چیت کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا اس کی نماز درست نہیں ہوگی جب تک تشہد نہ پڑھے یا اسی کی مقدار بیٹھ نہ جائے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ ۲ / ۲۳۳۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سَابِقِ الرَّشِيدِيُّ قَالَ: ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: كَانَ عَطَاءٌ يَقُولُ: إِذَا قَضَى الرَّجُلُ التَّشَهُّدَ الْأَخِيرَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَأَحْدَثَ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فَذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ: فَقَدْ مَضَتْ صَلَاتُهُ، أَوْ قَالَ: فَلَا يَعُودُ إِلَيْهَا .

ترجمہ : ابن جریج سے روایت ہے کہ عطاء کہا کرتے تھے جب آدمی نے تشہد اخیر پورا کرلیا اور ''السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ'' کہہ چکا پھراس کا وضوٹوٹ گیا اگرچہ اس نے دائیں بائیں سلام نہ پھیرا یا اس کے مشابہہ بات کہی تو اس کی نماز مکمل ہوگئی یا اس طرح فرمایا وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

تخریج : ابن ابی شیبہ نمبر ۸٤٧٦ -

تشریح : نماز سے فراغت حاصل کرنے کے لیے لفظ سلام کا استعمال کرنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ اس سلسلے میں تین مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بغیر سلام کے نماز سے باہر نکلنے کی صورت میں نماز باطل ہوجائے گی نماز سے باہر نکلنے کے لئے سلام کا استعمال فرض ہے۔

دوسرا مذہب: ابراہیم نخعی، سعید بن مسیّب اور قتادہؒ کے نزدیک نہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور نہ ہی لفظ سلام کا استعمال کرنا فرض ہے۔

تیسرا مذہب: حنفیہ کے نزدیک مقدار تشہد بیٹھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز درست نہیں ہوگی البتہ مقدار تشہد کے بعد نماز مکمل ہوجائے گی اگر چہ سلام نہ پھیرے یعنی سلام کے لفظ کا استعمال فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔ (دوسرے لفظوں میں اس کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک خروج بصنعہ یعنی اپنے کسی عمل کے ذریعہ نماز سے باہر نکلنا فرض ہے خواہ وہ عمل سلام ہو یا کوئی اور دوسرا عمل البتہ لفظ سلام کے ذریعہ نکلنا سنت یعنی واجب ہے)۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَإِحْلَالُهَا التَّسْلِيمُ .

اس میں آپ ﷺ کا قول: ''إحلالها التسليم'' محل استشہاد ہے یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر سلام کے نماز سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اگر بغیر سلام کے نکلا تو نماز باطل ہوجائے گی۔ جیسا کہ نماز میں داخل ہونے کا ذریعہ تکبیر تحریمہ کو بتایا گیا ہے جس طرح بغیر تحریمہ کے نماز شروع نہیں ہوسکتی اسی طرح بغیر سلام کے نماز مکمل بھی نہیں ہوسکتی۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب:

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب مصلی آخری سجدے سے اپنا سر اٹھا لے تو اس کی نماز مکمل ہوگئی۔

لہٰذا حضرت علیؓ کی روایت اور فتوی آپس میں متضاد ہیں، لہٰذا ان کی روایت کو ایسے معنی پر محمول کریں گے کہ دونوں میں تطبیق پیدا ہو جائے، لہٰذا ہم کہیں گے کہ حضرت علیؓ کی روایت کا وہ مطلب ہے ہی نہیں جو آپ لوگوں نے لیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر سلام کے فرضیت سلام ادا ہو جاتی ہے، البتہ اس میں کمال پیدا نہیں ہوتا، اور ان کے فتوی مطلب یہ ہے کہ آخری سجدہ فرض ہے اس کے بغیر فرضیت نماز ادا نہیں ہوگی، لہٰذا یہ ''إحلالها التسليم'' کا مطلب حضرت علیؓ کے نزدیک یہ ہوگا کہ سلام کے بغیر نماز سے نکلنا مناسب نہیں ہے؛ بلکہ بہتر یہی ہے کہ سلام سے باہر نکلے اس کے علاوہ کے ذریعے نہیں؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ سلام کے بغیر نماز ہی مکمل نہیں ہوئی۔

اعتراض: تکبیر تحریمہ اور سلام دونوں کو حضرت علیؓ کی روایت میں ایک نہج پر بیان کیا ہے اور تکبیر تحریمہ کی فرضیت پر سب کا اتفاق ہے اور اس کے بغیر نماز میں داخل ہونا جائز نہیں ہے تو دونوں کا حکم یکسا ہونا چاہئے اور سلام بھی تکبیر تحریمہ کی طرح فرض ہونا چاہئے یعنی جس طرح تکبیر تحریمہ کے بغیر دخول فی الصلاۃ ناجائز ہے اسی طرح بغیر لفظ سلام کے خروج عن الصلاۃ ناجائز ہونا چاہئے۔

جواب: بہت سی ایسی اشیاء ہیں جن میں داخل ہونا صحیح نہیں مگر انہیں اسباب وشرائط کے ساتھ جن کا حکم دیا گیا ہے ان کے بغیر دخول صحیح نہیں ہے البتہ خروج ان کے بغیر بھی درست جن کے ذریعے نکلنے کا حکم دیا گیا ہے، یعنی بہت مامور بہ احکام میں دخوال اور خروج کا حکم یکساں نہیں ہے مثلاً غیر کی معتدہ سے نکاح کرنے سے نہی وارد ہوئی ہے یعنی نکاح کے جائز ہونے کے لیے عدت سے خالی ہونا ضروری ہے اس کے بغیر نکاح فاسد ہوگا۔ اسی طرح نکاح سے نکلنے کے لیے اس طلاق کا حکم دیا گیا ہے جس میں گناہ نہ ہو اور یہ کہ عورت پاک ہو اس سے جماع نہ کیا ہو؛ لیکن اگر اس کو حالت حیض میں طلاق دیا، یا پاکی کی حالت میں تو دیا مگر اس سے اس طہر میں جماع کرنے کے بعد دیا، یا ایک طہر میں تین طلاق دیا باجودیکہ ان سب صورتوں میں طلاق دینا منہی عنہ ہے لیکن پھر بھی طلاق نافذ ہو جائے گی، پتہ چلا کہ دخول اور خروج کا حکم الگ الگ بھی ہو سکتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

فریق ثانی کی دلیل:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بن العاصّ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ السُّجُودِ، فَقَدْ مَضَتْ صَلَاتُهُ إِذَا هُوَ أَحْدَثَ.

یعنی سجدہ سے اٹھنے کے بعد نماز مکمل ہو جائے گی قعدۂ اخیرہ بھی فرض نہیں ہے۔

فریق ثانی کی دلیل کا جواب:

یہ روایت امام طحاویؒ نے تین طریق سے نقل کی ہے ایک طریق میں صرف سجدے کے بعد نماز کی تکمیل کا ذکر ہے باقی اور طرق میں قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد کے بقدر بیٹھنے کا بھی ذکر ہے لہٰذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت کے اندر اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہوگا۔

"تقریب شرح معانی الآثار" میں مولانا نعمت اللہ صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ محدثین کہتے ہیں کہ رفع رأس پر نماز کے مکمل ہونے کا ذکر صرف ابوداؤد طیالسی نے کیا ہے ابن مبارک سے نقل کرتے ہوئے جب کہ اس میں احمد بن محمد نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ابن مبارک ہی سے نقل کرتے ہوئے اور احمد بن محمد کی متابعت کرنے والے زہیر، سفیان ثوری، ابوعبدالرحمٰن المقری، معاذ بن الحکم، مروان فزاری، عبدالرزاق سب کے سب عبدالرحمٰن بن زیاد سے نقل کرتے ہیں، لہٰذا ایک کے مقابلے میں جماعت کا ہی قول معتبر ہوگا۔

حنفیہ کے دلائل:

عن علقمة أن عبدالله بن مسعودؓ أخذ بيده وأن رسول الله أخذ بيده وعلّمه التشهد ۔ ہم نے تشہد کو باب التشہد میں ذکر کیا ہے۔

پھر آخر میں ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إذا فعلت ذلك أو قضيت هذا؛ فقد تمت صلاتك ، إن شئت أن تقوم فقم وإن شئت أن تقعد فاقعد"

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھڑے رہنے اور بیٹھنے کے درمیان اختیار دیا کہ قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد اور تشہد پڑھنے کے بعد چاہے بیٹھے رہو یا کھڑے ہو جاؤ نماز درست ہوگی۔ اس میں لفظ سلام کو شرط اور واجب نہیں قرار دیا۔

وفي رواية عنه : عن النبيّ صلى الله عليه وسلم ۔ ثم ذكر التشهد، وقال : "لا صلاة إلا بتشهد" اس سے معلوم ہوتا ہے کم از کم تشہد پڑھنا یا بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے۔

وفي رواية قال عبدالله بن مسعودؓ : التشهّد انقضاء لصلاة ، والتسليم إذنٌ بانقضائها " اس میں ابن مسعودؓ نے تشہد کو ہی نماز کے ختم کرنے کا سبب بتایا سلام کو نہیں، بلکہ سلام کو نماز کے ختم کا اعلان بتایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام سے پہلے ہی نماز ہو جاتی ہے۔

(۲) عن عبدالله بن مسعودؓ ايضًا أنّ رسُول الله صلّى اللهُ عليهِ وسلّم صلى الظُهر خمسًا، فلم يسلّم، فلمّا أُخبر بصنيعه فثنى رِجلَهُ فسجد سجدَتَين .

(۳) عن أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ وَيَدَعِ الشَّكَّ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ نَقَصَتْ، فَقَدْ أَتَمَّهَا، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ تُرْغِمَانِ الشَّيْطَانَ، وَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً، كَانَ مَا زَادَ وَالسَّجْدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً.

ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اس نماز کی جنس کے علاوہ دوسری نماز کی رکعت کو داخل کیا اور اور اس کو مفسد للصلاۃ نہیں سمجھا، اس سے پتہ چلا کہ سلام نماز کا رکن نہیں ہے اس لیے کہ اگر سجدہ کی طرح سلام بھی نماز کا رکن ہوتا تو اس کا ترک مفسد للصلاۃ ہوتا؛ حالانکہ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر سلام کے اگلی نماز شروع کردی اور سجدہ کے رکن ہونے پر سب متفق ہیں اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

لہٰذا سلام کا حکم سجدے سے الگ ہے یعنی سلام نماز کا رکن نہیں ہے اس کے بغیر بھی نماز درست ہو سکتی ہے۔

فریق ثانی کی عقلی دلیل ونظر:

امام طحاویؒ نے ان لوگوں کی طرف سے نظر قائم کی ہے جو لوگ قعدۂ اخیرہ کی عدم فرضیت کے قائل ہیں اور اسی کو نظر کی بنیاد پر راجح قرار دیا ہے۔

نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ اور قعدہ اولیٰ دونوں میں قعدہ اور تشہد پڑھنا پایا جاتا ہے اور قعدہ اولیٰ کے سلسلے میں سب کا اتفاق ہے کہ قعدہ اولیٰ اور اس کا تشہد فرض اور صلب صلاۃ میں سے نہیں ہے؛ بلکہ سنت یا واجب ہے جب کہ قعدہ اخیرہ کے سلسلے میں اختلاف واقع ہوا ہے بعض فرضیت کے قائل ہیں بعض سنیت کے؛ لہٰذا قعدہ اولیٰ پر قعدہ اخیرہ کو قیاس کریں گے کیوں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، لہٰذا قعدہ اولیٰ کی طرح قعدۂ اخیرہ کا تشہد اور قعدہ بھی فرض نہیں بلکہ سنت یا واجب ہوگا۔

نیز دوسری نظر یہ ہے کہ قیام، رکوع، سجود ان میں سے ہر ایک ہر رکعت میں فرض ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز میں جہاں جہاں قعدہ اور قعود پایا جائے سب کا حکم یکساں ہونا چاہئے، اور قعدہ اولیٰ کی سنیت پر سب کا اجماع ہے اور قعدہ اخیرہ میں اختلاف واقع ہوا ہے لہٰذا قعدہ اخیرہ بھی قعدۂ اولیٰ کی طرح فرض نہ ہونا چاہئے تاکہ نماز کے سارے قعدے کا حکم یکساں ہو جائے۔

حنفیہ کی طرف سے جواب:

قعدۂ اخیرہ کی رکنیت کے قائلین کہتے ہیں کہ جو تم نے قعدہ اخیرہ کو قعدۂ اولیٰ پر عدم فرضیت میں قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے، اس لیے کہ ہم دونوں کے درمیان فرق ہونے پر دلیل دیکھتے ہیں وہ یہ کہ جب کوئی قعدہ اولی بھول کر کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت شروع کردے تو اس کو نماز آگے جاری رکھنے کا حکم دیا جائے گا قعدہ اولیٰ کی طرف لوٹنے

کا حکم نہیں ہوگا۔ برخلاف اگر کوئی قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت شروع کر دے تو اس کو قعدہ اخیرہ کی طرف لوٹنے کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ اگر کسی نے سجدہ چھوڑ دیا، اور کھڑا ہو گیا تو اس کو سجدہ لوٹانے کا حکم دیا جائے گا، تا کہ نماز صحیح ہو سکے؛ اس لیے کہ اس نے ایک فرض کو چھوڑ دیا ہے، لہٰذا دونوں قعدوں کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قعدۂ اخیرہ فرض ہے۔

سنیت ووجوب کے قائلین کی طرف سے جواب:

قعدہ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ کے درمیان یہ فرق فرضیت وسنیت کی بنیاد پر نہیں ہے؛ بلکہ فرق کی بنیاد اس پر ہے جس شخص نے قعدہ اولیٰ کو بھول کر تیسری رکعت شروع کر دی وہ شخص ایسے قعدہ سے کھڑا ہوا ہے جو فرض نہیں ہے، اور دوسرے فرض میں داخل ہو گیا اس لیے اس کو فرض پر جمے رہنے کا حکم دیا گیا اور اس کو چھوڑ کر غیر فرض کو لوٹانے کا حکم نہیں دیا گیا؛ برخلاف قعدۂ اخیرہ کے کہ جس نے قعدہ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس نے سنت چھوڑ کر ایسی چیز میں دخول کیا ہے جو نہ فرض ہے نہ سنت، اس لیے اس کو سنت کو لوٹانے کی طرف حکم دیا گیا جیسا کہ اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو رہا تھا ابھی پوری طرح سے کھڑا نہیں ہوا تھا تو اس کو قعدہ لوٹانے کا حکم دیا جائے گا اس لیے کہ وہ ابھی فرض اور سنت کسی بھی چیز میں داخل نہیں ہوا تھا۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہی نظر کا تقاضہ ہے اس باب میں؛ لیکن امام طحاویؒ نے "مختصر" میں قعدۂ اخیرہ کو فرض کہا ہے بمقدار تشہد کے برابر، لہٰذا کہنا ہوگا کہ امام طحاویؒ نے رجوع کیا ہے اس لیے فقہا نے امام طحاویؒ سے سنیت قعدہ اخیرہ نہیں نقل کیا ہے۔

ماٰخذ ومراجع

شمار	اسماء کتب	اسماء مصنفین	مطابع
۱	صحیح بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ت:۲۵۶ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۲	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیریؒ ت:۲۶۱ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۳	جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی ت:۲۷۹ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۴	سنن ابوداؤد	ابوداؤد السجستانی ت:۲۷۵ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۵	سنن ابن ماجه	ابوعبداللہ محمد بن ماجہ ت:۲۷۵ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۶	سنن نسائی	عبدالرحمٰن بن شعیب ت:۳۰۳ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۷	موطا امام مالکؒ	الامام مالک بن انسؒ ت:۱۷۹ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۸	شرح معانی الآثار	امام طحاویؒ ت:۳۲۱ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۹	معارف السنن	محمد یوسف بنوری ت ۱۳۹۷ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۰	بدائع الصنائع	علاء الدین ابوبکر کاسانی ت:۵۸۲ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۱	تقریب شرح معانی الآثار	مولانا نعمت اللہ اعظمی	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۲	سنن کبری للبیهقی	مولانا عبداللہ للبیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۳	مصنف ابن ابی شیبه	ابوبکر بن محمد ابن ابی شیبہ ت:۲۳۵ھ	شرکۃ دارالقبلہ
۱۴	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام ت:۲۱۱ھ	دارالتأصیل
۱۵	سنن دارقطنی	علی بن عمر دارقطنی ت:۳۵۸ھ	دارالمعرفہ بیروت
۱۶	درس ترمذی	مولانا رشید اشرف سیفی	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۷	ایضاح الطحاوی	مفتی شبیر صاحب قاسمی	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۸	آثار السنن	مولانا شوق نیمویؒ	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۱۹	نظر طحاوی	مولانا شفیق الرحمٰن قاسمی	زم زم بک ڈپو دیوبند
۲۰	رد المحتار	العلامہ محمد بن عابدین شامی ت:۱۲۵۲ھ	اشرفی بک ڈپو دیوبند